

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا

اور اگر ہم اُنپر اُتارین فرشتے اور اُنسے بولین مردے اور جلاوین ہم

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

اُنپر ہر چیز کو اُنکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین مگر جو چاہے اللہ پر یہ اکثر نادان ہین

وَلَوْ اَنَّنَا یعنے اگر ہم اُن لوگون کا سوال نزول آیات و معجزات کا قبول کرکے نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اُنکی جانب ملائکہ کو نازل فرماتے جیسے اُن لوگون نے ہمارے رسول صادق مصدوق حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہی - کما قال تعالیٰ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا الآیۃ - یعنی کافرون نے مجادلہ کیا کہ ہم تجھے جب مانین گے کہ چنین و چنان ہو از انجملہ یہ کہ تو ہمارے روبرو لادے اللہ تعالیٰ کو اور ملائکہ کو یعنے وہ تیرے صدق نبوت کی گواہی دین تب ہم مانینگے اور کہا - لولا انزل علیہ الملائکۃ او نری ربنا الآیۃ - یعنی رسول پر گواہی کے لیئے فرشتے کیون نہین نازل کیئے گئے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے لیئے ہمپر گواہی دیتے یا ہم لوگ خود ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے - یا ہمیے ہمارے باپ دادے جو صدہا برس پہلے مرچکے ہین دوبارہ زندہ ہوکر گواہی دین کہ بیشک یہ شخص رسول ہی یا آیندہ دار آخرت ہی یا قیامت مین حشر و نشر ہوگا بلکہ اُن مُردون کا زندہ ہوکر ہمسے باتین کرنا بھی ہمارے واسطے اس امر کی دلیل ہوگی کہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہی پس حق عزوجل نے اُن جاہلون کی فہمایش کے لیئے ارشاد فرمایا - کہ لو اننا نزلنا الخ یعنے اگر ہم اُنکی خواہش کے موافق اُنپر ملائکہ اُتارین - وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى کما اقترحوا - یا اُنسے مُردے باتین کرین جیسے کہ اُنھون نے ہٹ باندھی تھی پس موتیٰ اگلے زمانے کے زندہ ہوکر آتے - وَحَشَرْنَا - جمعنا - اور جمع کردیتے ہم عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اُنپر ہر چیز کو فوج فوج یا آنکھون کے سامنے مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا تو بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لادین کیونکہ علم الٰہی مین انکا کافر مرنا مقدر ہوچکا ہی پس ہدایت پر آنا اُنکی قدرت مین نہین بلکہ اوتعالیٰ کی طرف سے ہو بلکہ ملائکہ و موتیٰ سے انکو استطاعت نہین ہی - قُبُلًا بضمتین جمع قبیل یعنے فوج فوج کرکے اور یہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا - اور حاصل آنکہ اگر اُنکے پاس تمام اُمتین گذری ہوئی فوج فوج کردیجاتین اور وہ رسولون کی سچائی کی گواہی دیتین تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے - اور علی بن ابی طلحہ و عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قُبُلًا بضمتین کے معنی مقابلہ و معاینہ کی روایت کیئے اور یہی قتادہ و عبدالرحمن بن زید کا قول ہی - اور واحدی رحمہ اللہ نے اہل لغت کا اسپر اجماع ذکر کیا پس نافع و ابن عامر نے جو قبلا بکسر قاف و فتح بارموحدہ بمعنی معاینہ و مقابلہ پڑھا ہی تو دونون قراءۃ کے ایک ہی معنی ہوگئے اور یہی اصل ہی - ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احتمال ہی کہ قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل ہو جیسے قولہ او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا - مین ہی حاصل آنکہ اگر محشور کردین ہم ہر شی کہ جو اُنپر کفیل ہو کہ بعد موت کے جو حال انبیار علیہم السلام خصوص محمد صلعم نے بیان کیا سب برحق ہی تو بھی ایمان نہ لاوین - بیضاوی و زمخشری وغیرہ نے قبیل کی کفیل ہی سے تفسیر لکھی ہی - حاصل آنکہ اوتعالیٰ نے ایسے لوگون کے ایمان سے قطعی انقطاع کردیا کہ جنکے حق مین گمراہی مقدر ہی اگر وہ جملہ آیات دیکھ لین تو بھی ایمان نہین لاسکتے ہین اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مفسر رح نے اسکو بمعنی لکن قرار دیا یعنے استثنا منقطع ہی اور بیضاوی نے زمخشری کے مانند استثنا متصل کیا بتقدیر آنکہ لیس لہم ان یومنوا فی حال الا فی حال المشیۃ - یعنی یہ لوگ نہین ایمان لاسکتے کسی حال مین الا در حالیکہ مشیت الٰہی مین انکا ایمان مقدر ہو - و قول مفسر رح ارجح ہی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ اے لا یعلمون ذلک یعنی انمین سے بہتون کو یہ بات معلوم نہین ہی پس اصل اس بارہ مین یہ ہی کہ اوتعالیٰ عزوجل کی طرف رجوع

لا دے اور اُس سے ہدایت کا اور اُسپر ثابت رہنے کا سوال کرے اور آیات وغیرہ پر اپنی قدرت پر زعم کرنا غلط اور جہالت ہی اور یہ صریح ہی کہ ہدایت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی پس جسکو او تعالےٰ ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہ پاویگا اور یہ آیت بمانند قولہ تعالےٰ ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لایومنون ولو جاءتہم کل آیۃ حتی یروا العذاب الالیم۔ جن لوگون پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہوچکا وہ ایمان نہین لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس تمام آیات ومعجزات آجاوین یہانتک کہ عذاب الیم دیکھین یعنی عذاب موت وعذاب قبر وعذاب آخرت اُسوقت ایمان لاوینگے ولیکن کچھ فائدہ نہوگا اور اسمین حضرت صلعم کو علم دیا اور تسلی فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ط

اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ

اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نکرتے تو چھوڑ دے وہ جانین اور اُنکا جھوٹھ اور تا جھکین اُسطرف دل اُنکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

اور وہ اُسکو پسند کرین اور تا کہ کیئے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا یعنے اے محمد صلعم ایسے ہی ہمنے اگلے انبیاءؑ کے دشمن کر دیے تھے جیسے تیرے دشمن کر دیے ہین پس تو غمگین مت ہو پھر عدوًا کا بدل قرار دیا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ شیطان یعنی سرکش وشریر و نافرمان مراد ہی جسکو عربی مین مارد کہتے ہین اور جمع اسکی مَرَدَۃٌ ہی۔ یعنی ایسے ہی ہر نبی کے دشمن کر دیے اور وہ دشمن شیاطین الانس والجن ہین قال قتادہ رح انسانون مین سے شیطان ہین اور جنون مین سے شیطان ہین۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ فی الحدیث مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تونے شیاطین الانس والجن سے پناہ مانگی یعنے نماز مین انسے پناہ کی دعا مانگی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آدمیون مین بھی شیطان ہین فرمایا کہ ہان اور آدمیون کے شیطان بہ نسبت اصلی شیطانون کے زیادہ ضرر پہونچاتے ہین رواہ عبد الرزاق والامام احمد وابن مردویہ وابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ منقطعًا وموصولًا کما اوردہ الحافظ رح وذکر ان المجموع یفید انہ حدیث صحیح يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وحی سے مراد وسواس ہی یعنی آپس مین ایک دوسرے کو وسواس دلاتے وبہکاتے ہین۔ اور زخرف معنی باطل جو اوپر سے ملمع کیا ہوا اور لیپ پوت دیا گیا ہو یا نقش ونگار بیہودہ کیا گیا ہو مدارک مین ہی کہ مالک بن دینار رح نے فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہون تو شیطان بھاگ جاتا ہی ولیکن شیطان الانس بہت سخت ہین کہ میری آنکھون کے سامنے آکر مجھکو بہکاتے ہین۔ بالجملہ شیطان اپنے پردے کرنے والون کو وسواس دلاتا ہی اور وہ لوگ اسکو قبول کر لیتے اور بسبب جہالت اور عدم نور باطن وعدم ہدایت کے نہین پہچانتے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہی پھر اُسکو یقین کرکے دوسرون کو بہکاتے ہین اور یہ سب اہل حق واہل ایمان کی ایذا رسانی کرتے ہین اور مترجم پناہ مانگتا ہی اللہ تعالےٰ سے ان شیطانون انس وجن سے اور دعا کرتا ہی کہ او تعالیٰ اپنی رحمت سے مترجم کو انکے شر وفتنہ سے محفوظ فرما دے آمین اور واضح رہے کہ بدون مشیت الٰہی کے ان شیطانون کو کوئی قدرت نہین ہے اسی واسطے فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ ای ما فعلوا الایحاء المذکور۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو یہ لوگ آپس مین ایسے وسوسہ دلانے کو جو مذکور ہوا نہ کرتے لیکن مشیت وحکمت الٰہی مین جاری ہوا اسلیئے یہ سب کے سب ایسی گمراہی وکفر کو کرتے مین

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ اے فدع الکفار وما یفتری الکفار من الکفر وغیرہ مما زین لہم یعنی چھوڑ دے کافرون اور اُنکے مفتریات کفر وغیرہ کو جو انکی نظرون مین مزین کیئے گئے ہین مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم قتال ہونے سے پہلے یہ حکم آیا تھا وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ یہ عطف ہی غرورًا پر اور معنی صغو کے میل کرنا ای لتمیل الیہ تاکہ اُسکی طرف مائل ہون اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ دل اُن لوگون کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے ہین یعنے زخرف وغرور کی طرف کافر لوگون کے دل مائل ہون۔ لتصغی مین لام امر نہین ہی بلکہ لام کَی ہی۔ اور مفسر رح نے جو غرورًا پر عطف قرار دیا وہ باعتبار معنی کے ہی یعنی لیغروہم ولتصغی۔ یعنی زخرف القول کی وحی کرتے ہین تاکہ مغرور ہون اور تاکہ جھکین اُسکی طرف الخ وَلِيَرْضَوْهُ اور تاکہ اس زخرف القول کو گوش دل سے سنکر اپنے واسطے پسند کرین وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ابن عباس نے فرمایا اور تاکہ کماوین جو کچھ وہ کما رہے ہین یعنی کفار جو گناہ سمیٹ رہے ہین وہ بھرپیٹ خوب کماوین تاکہ آخر قیامت مین جسپر ایمان نہین رکھتے ہین پورا عذاب پاوین۔ ابوحیان رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ان باتون مین ترتیب نہایت فصاحت کے ساتھ ہی کہ پہلے تو شیاطین کی طرف سے غرور وفریب ہوا جسکو کافرون نے گوش دل سے سنکر میل کیا پس اپنے حق مین اُسکو پسند کیا پھر اسی کے موافق بداعمالیان کمانے لگے

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ط وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ

اب سوائے اللہ کے کسی اور کو منصف کرون اور اُسی نے تمکو یہ کتاب بھیجی واضح اور جنکو ہمنے کتاب دی وہ سمجھتے ہین کہ یہ

مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ

نازل ہوئی ہی تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تو مت ہو جیو شک لانیوالا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہی اور انصاف کی کوئی بدلنے والا

لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

نہین اُسکے کلام کو اور وہی ہی سنتا جانتا

مشرکون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ اپنے وانکے درمیان کسی کو حکم بناوین تو نازل ہوا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا یعنی بھلا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کو قاضی وحاکم بناؤن کہ وہ میرے تمہارے درمیان مین حکم ہو حالانکہ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ وہی پاک پروردگار ہی جسنے تمہاری طرف قرآن نازل کیا مُفَصَّلًا اس حالت پر کہ وہ قرآن مفصل ہی یعنے اسمین حق کو باطل سے جدا کرکے بیان کیا گیا ہی۔ یہ استفہام توبیخی انکاری ہی یعنے اے مشرکو تمپر ملامت ہی کہ سوائے او تعالیٰ کے اور کو حکم بناتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دنیا مین قاضی وحاکم کیون شرع مین جائز ہین اور نیز او تعالیٰ کے قاضی بنانے سے فیصلہ کیونکر معلوم ہوگا۔ تو جواب یہ ہی کہ جملہ وهو الذی الخ اسی وہم کا رد ہی یعنے اُسنے کتاب مفصل اُتار دی جسمین باطل وحق کو جدا وتمیز کر دیا پس حکم الٰہی میرے تمہارے معاملہ مین اس کتاب سے ثابت ہی۔ اور قاضی بنانے کے یہ معنی ہین کہ قرآن مجید سے سمجھکر ہر معاملہ کا حکم بتا دے نہ آنکہ اپنی رائے سے بتا دے ورنہ حکم حق نہوگا آیت مین دلیل ہی کہ قاضی ضرور ہی کہ احکام قرآن کو جانتا ہو۔ اور دلیل ہی کہ مدعی ومدعا علیہ اگر کسی عالم فقیہ سے اپنے مقدمہ مین حکم الٰہی حاصل کرین تو جائز ہی بلکہ یہی صواب ہی کہ مسلمان اس زمانہ مین اسی طرح فیصلہ کر لین تاکہ اپنے معاملہ مین حکم حق حاصل کرین اور کچہریون مین زحمت نہ دین اور نہ اُٹھاوین۔ فافہم۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الف لام عہد کا ہی اور مراد توریت ہی لہذا مفسر رح نے کہا کہ معنی آنکہ اور جن لوگون کو ہمنے دی کتاب ای توریت مانند عبد اللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ اکثر کی قراءۃ منزل از انزال ہی اور ابن عامر وحفص کی قراءۃ مین تنزیل سے بتشدید ہی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ امترا بمعنی شک مین ہونا۔ یعنی تو شک والون مین سے

مت ہو - اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نزول وحی خود تھا پس انکو تو اسمین شک نہین تھا اور یہ ظاہر ہے لہذا مراد اس سے کافرون پر مقرر و ثابت کرنا ہے
کہ قرآن مجید حق ہے اور زمخشری وغیرہ نے یہ اختیار کیا کہ معنی یہ ہین کہ تو اس بات مین شک کرنے والا مت ہو کہ اہل کتاب جانتے ہین کہ
قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ ارجح ہے اسواسطے کہ سورہ مکیہ ہے اور عبداللہ بن سلام کا ایمان مدینہ مین واقع ہوا لہذا
مراد آیت سے یہ ہے کہ اہل کتاب کو قرآن حق ہونیکا علم ہے پس اگر جہال مکہ اسکو نہ مانین تو تجھکو غم نہونا چاہیے اور یہ اخبار از غیب ہے - فافہم -
بالجملہ تجھکو شک نہ کرنا چاہیے اس امر مین کہ اہل کتاب تیری نبوت اور قرآن کی حقیقت کو اپنی کتابون سے بخوبی جانتے ہین وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
کلمہ سے مراد احکام شرع و وعدہ و وعید ہین اور یہ مومنون پر فضل ہے کہ قرآن مین انکی تکمیل ہوئی ہے یعنی پورا ہوا کلمہ تیرے پروردگار کا - صِدْقًا
وَّعَدْلًا از راہ صدق و عدل کے - یہ تمیز محول از فاعل ہے یا حال ہے یعنی کوئی اسمین سے کچھ تبدیل نہین کر سکتا چنانچہ فرمایا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ
یعنی کوئی چیز ایسی نہین کہ ان احکام کو تبدیل کرے یا اُسکے وعدہ و وعید مین خلاف ہو - اس سے ظاہر ہوا کہ احکام شرع مین زمانہ کی گردش سے
کوئی تبدیل نہین ہوسکتی ہے اور جو شخص تبدیل کو جائز سمجھے وہ کافر گمراہ ہے جیسے اس زمانہ مین بعضے ملحد مبتدع کہتے ہین - اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید
عذاب مین بھی خلاف نہوگا بلکہ جسکو جسطرح وعید ہوئی ہے ویسا ہی واقع ہوگا مگر اشاعرہ خلف الوعید کو بنظر کرم جائز سمجھتے ہین وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
یعنے ہر قول کا سننے والا اور ہر فعل کا جاننے والا ہے اُسپر کچھ پوشیدہ نہین پس جو کوئی جیسا کریگا اُسکی جزا و سزا پاویگا ف بعض نے کہا کہ قولہ -
تمت کلمۃ ربک مین کلمہ سے مراد قرآن ہے اور حاصل آنکہ جیسے توریت وغیرہ مین لوگون نے تحریف کی ویسے قرآن مجید کی تحریف پر کوئی قادر نہوگا
پس اس سے نکلا کہ قرآن مجید ہمیشہ محفوظ رہیگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہے اور تمام کے معنی یہ کہ انتہا پر پہونچا اور حضرت انس رض سے روایت ہے
کہ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے - رواہ ابن النجار وابن مردویہ عنہ مرفوعًا - عامر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم مسجد الحرام مین داخل
ہوے اور بتون کو مارتے اور توڑتے اور باہر پھینکواتے جاتے اور زبان سے پڑھتے جاتے وتمت کلمۃ ربک صدقًا وعدلًا الآیۃ - قولہ
صدقا وعدلا مفسر رح نے مانند شیخ ابن جریر اور شیخ عکبری رح کے اسکو تمیز قرار دیا اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ صواب نہین کیونکہ اسمین ابہام نہین ہے
اور مترجم کہتا ہے کہ یہ وہم ہے کیونکہ تمام ہونے مین تمامیت باعتبار تکمیل افادہ وغیرہ امور کے ہوسکتی ہے پس صدق وعدل سے مراد ہونا تمیز
کردیا گواشی نے اسکو حال کا یا مفعول لہ کا اعراب بیان کیا قتادہ رح نے کہا کہ صدق ان کلمات مین جنمین وعدہ و وعید ہے اور عدل ان کلمات مین جنمین حکم ہے اور بعض نے
کہا کہ ہر وعدہ و وعید و احکام سب صدق و عدل سے ہین نیز وعدہ و وعید و احکام و اگلی اُمتون کے اخبار اور آیندہ قیامت تک ہونیوالے امور کے اخبار وغیرہ جملہ امور
جنکی خبر قرآن مجید مین ہے سب صدق و عدل ہین اور یہ اولی ہے باعتبار مفہوم کے فافہم قولہ لا مبدل لکلماتہ اسمین محمد بن کعب سے مروی ہے کہ جو کچھ امر دنیا و آخرت مین فرمایا
کسی مین تبدیل نہین ہے اسمین دلیل ہے کہ جو دوزخی ہوا وہ جنتی نہین ہوسکتا اور جو جنتی ہوا ہے وہ دوزخی نہین ہوسکتا اور یہی متواتر اخبار صحیح و آیات کریمہ سے ثابت ہے
اور یہی اہل سنت کا اعتقاد ہے فاحفظہ ف فی العرائس وتمت کلمۃ ربک الآیۃ اوتعالیٰ نے اپنے سابق کلمات قدیم سے خبر دی جو کلام نفسی ہین جنمین خود بخود
در ذات خود کلام فرمایا پس جو اہل معرفت توحید بندون کے حق مین قبل اُنکے وجود کے اور قبل اُنکی نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کرنیکے بدون کسی علت و سبب کے بلکہ قبل
اُنکے وجود کے اُنکے حق مین محض فضل و کرم سے انعام و اکرام مقدر فرمایا ہے اسمین تبدیل کسی فعل و حرکت سے نہین ہوسکتی ہے اور جو اسکی مشیت ہے وہ عین صدق
وعدل ہے پس اہل توحید و عرفان کے حق مین حُسن قبول اُسکی مشیت و احسان و فضل ہے او تعالیٰ قادر مختار ہے جو چاہے کرے کسی بندہ کو جو ناچیز
مخلوق ہے دم مارنے کی مجال نہین ہے اور تمام ہونا کلمات کا یہ بھی ہے کہ لطف عنایت سے بدون بندون کی طرف سے کسی علت کے
انکو انعام و اکرام سے قطعًا سرفراز کیا اور جو وعدہ فرمایا وہ ضرور واقع ہونیوالا ہے - اور قولہ لا مبدل لکلماتہ سے واضح ہوا کہ

اہل عنایت پر جو سابقہ رحمت ہے اسکو کوئی تبدیل نہین کرسکتا اور موارد امتحان اُنکو مردود نہین کرسکتے جیسے مردود کو ظاہری افعال مقبول
نہین کرسکتے ہین بعض نے قولہ صدقا وعدلا کی تفسیر مین کہا کہ صدق ہے مومنین کے لیئے کہ انکو جو دیا سب فضل ہے اور عدل ہے کافرون پر کہ
میزان عدل مین ہلاک ہوے اور پورے نہ اُترے

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝
اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہین خیال پر اور سب اٹکل دوڑاتے ہین
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ
تیرا رب ہی خوب جانتا جو بہکتا ہے اُسکی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے جو اُسکی راہ پر ہین سو تم کھاؤ اُسمین سے جسپر نام لیا اللہ کا اگر تمکو
بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ
اُسکے حکم پر یقین ہے اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُسمین سے جن پر نام لیا اللہ کا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہے مگر جسوقت ناچار ہو
اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝
اُسکی طرف سے اور بہت لوگ بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے جو لوگ حد سے بڑھتے ہین

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ اکثر سے مراد کفار ہین کیونکہ وہی بہت ہین اور اہل ایمان تھوڑے ہین اور بعض نے کہا کہ ارض سے مراد
مکہ ہے یعنے مکہ والون مین سے اکثر لوگون کے اور وہ اسوقت کفار تھے اگر تو اطاعت کریگا تو يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تجھکو دین الٰہی سے
بھٹکا دینگے یعنی ایسی باتین وہم و شیطان کی بتلا دینگے جنکے ماننے سے غضب الٰہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مقہور کرکے اسکو ہدایت سے محروم کردیتا ہے
اور یہ شرط ہے مقتضی وقوع نہین بلکہ امت کو تعلیم ہے کہ اہل مکہ یا کفار کے باتون پر نہ رہین اور حق سے تجاوز نہ کرین اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ مردار کے
بارہ مین مکہ کے کفار نے جھگڑا کیا اور کہا کہ جو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا وہ بہ نسبت لوگون کے مارے ہوے جانور کے بدرجہ اولی کھانا چاہیے
تو فرمایا کہ ان یتبعون الا الظن یعنی تیرے ساتھ مجادلہ کرنے مین یہ لوگ نہین پیروی کرتے مگر اپنے وہم و گمان کی جسکی کچھ اصل نہین اور ایسے ہی
بتون کے بارہ مین انکو مستحق عبادت خیال کرتے ہین اور مانند اسکے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ خرص دراصل اندازہ کرنے کو کہتے ہین جسمین تحقیقی
بات معلوم نہو جیسے درخت کے پھل اندازہ کرنے کو خرص بولتے ہین پس حاصل آنکہ حالت اُنکی یہ ہے کہ تحقیقی بات کو نہین مانتے اور اپنے اندازہ و تخمینہ پر
چلتے ہین جہان خرص جائز نہین ہے پس خارص اپنی خرص کو تحقیق کہے تو جھوٹا ہے لہذا مفسر رح نے کذب سے تفسیر کی جیسا کہ بعض سلف سے
مروی ہے یعنے نہین یہ لوگ مگر آنکہ جھوٹ بولتے ہین - اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ واضح ہو کہ اعلم صیغہ اسم تفضیل ہے اور وہ
اسم ظاہر کو نصب نہین دیتا لہذا من اس سے منصوب نہین ہوسکتا تو بعض نے کہا کہ مَنْ مقدر بباء ہے اور بعض نے کہا کہ منصوب بفعل یعلم ہے جسکی جگہ
اسم تفضیل آیا ہے اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ اعلم بمعنی عالم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ مرنے والے کو سوائے اسکے کوئی نہین جانتا ہے
وہی عالم ہے اور بعض نے کہا کہ اسم تفضیل بھی کبھی اسم ظاہر کو نصب دیتا ہے اور بیضاوی رح نے کہا کہ منصوب بفعل مقدر ہے جسپر اعلم دلالت کرتا ہے اور
نیز کہا کہ اعلم بمعنی اسم التفضیل اس معنی مین کہ او تعالیٰ کا علم محیط و کثیر ہے ان وجوہ کو جنسے علم کا متعلق ہونا ممکن ہے اور نیز لازمی ہے اور نیز علم الٰہی
بالذات ہے نہ بالغیر حاصل آنکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے ہر ایسے شخص کو جو اسکے دین سے گمراہ ہو وھو اعلم بالمھتدین اور وہی خوب جانتا ہے
ہدایت و طاعت پر چلنے والون کو پس دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا بدلا ثواب یا عذاب دیگا فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ای فرج علی اسمہ

سو کھایا کرو اسمین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو حلال جانورون مین سے یعنی جو اللہ تعالےٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو فانکلوا۔ جواب شرط مقدر ہی۔ کما قال الزمخشری یا عطف بر محذوف ہی کما قال الواحدی اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ شرط نہین ہی بلکہ مومنون کو شرایع الٰہی پر چلنے کے لیئے آمادہ کیا ہی پس یہ خطاب ہی مسلمانون کو اور بعض نے مشرکون کی طرف خطاب قرار دیا یعنی آنکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اسکو حلال جانو اور جو حرام کیا حرام جانو اور اسی پر عمل کرو اور مردار وغیرہ کو چھوڑ دو لیکن اول ارجح ہی وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ استفہام انکاری ہی یعنی کون مانع ہی تمکو اس سے کہ نہ کھاؤ اُس ذبیحہ کو جسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہوا بعد ازانکہ تمکو اسکے کھانے کی اجازت دیدی وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر نے فصل بصیغہ مجہول پڑھا اور باقیون نے بصیغہ معروف پڑھا حفص نے حرم بر بناء فاعل یعنی بصیغہ معروف پڑھا اور باقیون نے بصیغہ مجہول پڑھا ہی والمعنی حال یہ کہ تفصیل کیا تمھارے واسطے جو تمپر حرام ہوا ہی **قال المفسر** رح یعنے قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ مین تمپر محرمات طعام مفصل بیان کر دیے ہین اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سوا اسکے جسکی طرف تم مضطر ہوان محرمات سے تو اس حال اضطرار مین وہ بھی تمپر حلال ہی۔ المعنی کوئی مانع نہین تمکو کھانے اس چیز سے جسپر اللہ تعالےٰ کا نام مذکور ہوا اور حال یہ کہ جنکا کھانا حرام ہی وہ تمکو مفصل تبلا دیے اور بنام الٰہی ذبیحہ ان محرمات مین سے نہین ہی واضح ہو کہ استثناء منقطع ہی جیسا کہ تفتازانی رح نے کہا اور اعراب القرآن ابو البقاء مین ہی کہ از راہ معنی استثناء متصل ہی کیونکہ اُنکو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیے ہوے کے کھانے کو ترک کرنے پر توبیخ کی اور یہ متضمن ہی مطلقاً اباحت پر۔ حاصل آنکہ جنس سے استثناء ہی اسمین بعض نے کلام کیا کہ اس صورت مین ظرف عام مقدر سے استثناء ہوا تو مفرغ ہوا متصل نہوا۔ پھر واضح ہو کہ اس مقام مین اشکال ہی جو امام رازی نے تفسیر کبیر مین وارد کیا باین طور کہ یہ سورہ انعام تو مکیہ ہی پس نزول اسکا سورہ مائدہ مدینہ سے پہلے ہوا خصوص جب کہ سورہ مائدہ کی نسبت آیا ہی کہ وہ قرآن کی سورتون مین سے سب سے آخر نازل ہوئی ہی اور قولہ حرمت علیکم المیتۃ الآیۃ اسی سورہ مائدہ مین ہی پس یہان جو قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم سے حوالہ دیا یہ اس آیت پر جو پیچھے نازل ہوئی کیونکر صادق ہوگا کیونکہ جسپر حوالہ ہی اسکا مقدم ہونا لازم ہی۔ پھر امام رازی نے جواب دیا کہ جس آیت پر حوالہ ہی وہ قولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیۃ ہی جو کچھ پیچھے مذکور ہی۔ اور دیگر علماء مفسرین نے یہ جواب دیا کہ علم الٰہی ہر موجود ہونے والے سب کو محیط ہی اور علم الٰہی مین موجود تھا کہ ترتیب قرآن مجید مین جو محفوظ بحفظ الٰہی ہی سورہ انعام پر سورہ مائدہ مقدم ہوگی اگرچہ نزول مین مقدم ہووے پس باین معنی یہ حوالہ بہت خوب ہی **مترجم** کہتا ہی کہ بنابرین ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن مجید بتوفیق الٰہی عزوجل ہی اور کیون نہین کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مصرح اس کتاب مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہی۔ فافہم وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یضلون مین دو قراءۃ ہین بفتح یا از باب ثلاثی مجرد اور بضم یا از باب افعال۔ اور مراد ان سے مشرکین عرب ہین جیسا کہ سعید بن جبیر رح وغیرہ سے مروی ہی المعنی البتہ بہت سے یعنی مشرکین گمراہ ہوتے یا گمراہ کرتے ہین اپنی خواہش نفسانی سے بدون کسی علم کے جسپر وہ اعتماد کرتے ہون اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ اعتداء یعنی تجاوز کرنا یعنی تیرا پروردگار جانتا ہی اُن لوگون کو جو تجاوز کرتے ہین حلال سے حرام کی طرف یعنی گناہ کرتے ہین پس اُنکو سزا دیگا ف **فی العرائس** قولہ تعالیٰ وان کثیرا لیضلون باہوائہم۔ اسی مین وہ لوگ بھی شامل ہین جو ضلالت و بدعت کی طرف بلاتے ہین پھر جب وہ لوگ اپنی فضیحت ہونے کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ سچے اہل ارادت بھی انھین کے مثل ہو جاوین پس شہوتون کا راستہ انکو بتاتے ہین اور اسکی خوبیان بیان کرتے ہین چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگون کو بیان فرمایا بقولہ اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ اور یہ اسوجہ سے ہی کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ عزوجل کی معرفت سے جاہل ہین اور اسکے علم سے جو تمام موجود ظاہر و باطن کی ماہیت و حقیقت کو شامل ہی غافل ہین شیخ قرشی رح نے

اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ لوگ اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہین اور کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم کو چھوڑتے ہین :۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ○

اور چھوڑ دو کھلا گناہ اور چھپا جو لوگ گناہ کماتے ہین سزا پاوینگے اپنے کیے کی

وَذَرُوْا امر و ترک کو اور چھوڑ دو تم لوگ ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ علانیہ و پوشیدہ گناہ بعض نے کہا کہ گناہ زنا اور بعض نے کہا کہ ہر گناہ۔ اول تو مجاہد رح سے مروی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ نیت بد وہ پوشیدہ گناہ ہی۔ اور قتادہ رح نے ظاہر یعنے علانیہ و پوشیدہ و قلیل و کثیر سے تفسیر کی سُدی نے کہا کہ ظاہر الاثم رنڈیون سے زنا کرنا۔ اور باطن الاثم وہ آشنائی کر کے زنا کاری ہی۔ عکرمہ رح نے کہا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا بیٹے کی مدخولہ سے نکاح کرنا۔ اور صحیح یہ ہی کہ آیت کریمہ سب کو شامل ہی اور نیز دیگر گناہ ظاہر و باطن سے ممانعت ہی پس ظاہر وہ جو اعضاء و جوارح سے ظاہر مین محسوس ہوا اور باطن وہ جو ظاہر نہو پس حسد و غرور و عجب و خود نمائی اور مسلمانون کی بدی سوچنا وغیرہ سب داخل ہین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اثم کیا ہی فرمایا۔ کہ اثم وہ ہی جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو برا جانے کہ لوگ اسپر مطلع ہون۔ رواہ ابن ابی حاتم وغیرہ بسند صحیح پھر گناہ سمیٹنے والون کو وعید شدید فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ کسب یعنی کمانا اور بندہ گناہ کو پیدا کرنیوالا نہین بلکہ کمانیوالا ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہی المعنی جو لوگ گناہ کماتے ہین سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ اقتراف یعنی اکتساب المعنی عنقریب آخرت مین جزا دیے جاوینگے بدلے اُس چیز کے جسکو کمایا کرتے تھے ف **فی العرائس** قولہ ذروا ظاہر الاثم الآیۃ۔ ظاہری گناہ وہ ہی جسکی مذمت ثابت از ظاہر قرآن و حدیث ہی اور باطن الاثم وہ جسکی مذمت باطن قرآن و حدیث سے ثابت ہی۔ **قال المترجم** بنابرین تمام عیوب نفس و ریا و خطرات شیطانی و نہایت باریک باتین کہ جب کھلجاوین تو بڑا گناہ معلوم ہوتی ہین سب کو شامل ہی اور یہی کمال تقویٰ ہی اور حدیث صحیح مین جو آیا کہ آدمی مین شیطان ایسی جگہ گھسا ہوا رواں ہی جہان خون رواں ہی تو اسمین ان باطن کے عیوب نفس و خطرات کی طرف خیال رکھنے اور اپنے کو درست رکھنے کا صریح اشارہ ہی۔ فافہم۔ نیز ظاہر الاثم وہ ہی جسکے ساتھ عقول نورانی موافق نہون اور باطن الاثم جنکے ساتھ قلوب صافی موافق نہون اور نیز ظاہر الاثم وہ جو اعضا اکو راہ سنت سے کج کرین اور باطن الاثم جو دلون کو مشاہدہ سے تشویش مین ڈالین۔ نیز ظاہر الاثم اس دنیا کی محبت ہی۔ و باطن الاثم جاہ و مرتبہ کی خواہش ہی۔ نیز ظاہر الاثم وہ اعمال نیک جو تجھے مغرور کرین اور باطن الاثم وہ احوال جنکی لذت مین تجھکو سکون ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ظاہر الاثم اپنے افعال پر نظر ہی اور باطن الاثم ان افعال پر باطن مین تسکین ہی سہل رح نے کہا کہ حکم فرمایا ہی کہ اعضاء ظاہر سے نافرمانی اور دل سے انکی محبت چھوڑ دو شبلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ظاہری گناہ تو یہ غفلت ہی اور باطنی گناہ یہ کہ سابق تقدیر پر نظر رکھنے سے نسیان ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ باطنی گناہ وہ عقیدے پوشیدہ ہین جو دل مین متردد ہون اور نگاہ باطن کے اندر جو ہون

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ

اور اسمین سے مت کھاؤ جسپر نام نہین لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہی اور شیطان دل مین ڈالتے ہین اپنے رفیقون کے کہ تمسے جھگڑا کرین

وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○ ع ۱۴

اور اگر تم نے اُنکا کہا مانا تو تم مشرک ہوے

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ واضح ہو

کہ اس بات مین اتفاق ہو کہ ما موصولہ سے جانور مراد ہین اور جانورون مین سے بھی وہ جانور جنکا کھانا حلال ہو پس اگر اسپر اللہ تعالیٰ کا نام نہین ذکر کیا گیا تو مت کھاؤ۔ پھر ذکر نہ کیے جانے کی کئی صورتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ خود اپنی موت سے مرگیا ذبح نہین کیا گیا اور اگر ذبح کیا گیا تو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا پس اسپر اللہ تعالیٰ کا نام مذکور نہوا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے ذبح کیا مگر عمداً تسمیہ یعنے بسم اللہ نہ پڑھی یا بھول گیا۔ ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ آیت دربارۂ مردار جانورون کے اور جو اسکے معنی مین مانند منخنقہ وغیرہ کے ہین وارد ہوئی ہو۔ عطارؒ نے کہا کہ ذبائح کی تحریم مین ہو کہ مشرکین اپنے بتون کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ **مفسر سیوطی**ؒ نے آیت کو اسی پر محمول کیا یعنی یہ آیت مخصوص ہو ایسے جانورون کے حق مین جو خود بخود مر گئے ہون یا کسی بت وغیرہ کے نام پر ذبح ہوئے ہون اور یون کہا کہ اگر ایسا نہووے تو جو جانور کوئی مسلمان ذبح کرے اگرچہ عمداً اسپر تسمیہ نہ کہے وہ بنا بر قول شافعیؒ کے حلال ہوتا ہو **مترجم** کہتا ہو کہ یہ طریقہ دلیل خلف کا جس سے آیت کریمہ کی تخصیص ثابت کیجاوے عجیب ہے کیونکہ مذہب شافعیؒ مین اگر اجتہاد سے کوئی بات قرار پائی وہ مخصص نہین ہوسکتی بلکہ دلیل شرعی لانی چاہیئے ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسلمان نے اگر عمداً تسمیہ چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہین بلکہ مردار ہوگیا اور تفصیل یہ ہو کہ ائمہ علماء رحمہم اللہ کے اس مسئلہ مین تین قول ہین بعد ازانکہ سب کا اجماع ہوگیا کہ جو حلال جانور زمین سے خود بخود مرگیا وہ مردار قطعاً حرام ہو اور کلام ذبیحہ مین ہو پس اگر ذبیحہ ایسا ہو کہ اُسپر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام عمداً ذکر کیا تو بالاجماع حرام ہو اور اگر کسی کا نام ذکر نہین کیا تو ایک جماعت علماء کا قول ہو کہ جو ذبیحہ ایسا ہو کہ اُسپر اللہ تعالےٰ کا نام نہین ذکر کیا گیا یعنی کوئی نام نہین لیا گیا تو وہ مردار و حرام ہو خواہ عمداً اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا ہو یا سہو سے نہ لیا ہو اور یہی نافع مولیٰ ابن عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہ و عامر الشعبی و محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے مروی ہے اور ایک روایت از امام مالک۔ اور قوی روایت از امام احمد ہو اور یہی ابو ثور و داؤد ظاہری نے اختیار کیا اور یہی مختار ابوالفتوح محمد بن محمد الطائی الشافعیؒ کا ہو اور دلیل اسکی یہی ظاہر آیت اور قولہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ اور یہان قولہ تعالےٰ وانہ لفسق سے اور تاکید ہوگئی اور نیز احادیث صحیحین وغیرہ جنمین حکم تسمیہ مذکور ہو نیز حجت ہین اور وہ بہت ہین اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہو کہ کچھ لوگون نے کہا یا رسول اللہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہین ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ اسپر اسم اللہ تعالیٰ ذکر کیا گیا ہو یا نہین۔ تو فرمایا کہ اسپر اللہ تعالےٰ کا نام ذکر کرو اور کھاؤ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ان لوگون کو کفر چھوڑے ہوئے تھوڑا زمانہ گزرا تھا۔ (رواہ البخاری) **قال الحافظ العماد** اس سے دلالت اسطرح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا تھا کہ تسمیہ کہنا ایک امر لابدی ہو اور خوف کیا کہ شاید ذبح کرنے والون نے بسبب اسکے کہ مسلمان ہوئے تھوڑے دن ہوئے ہین تسمیہ چھوڑ دیا ہو پس حضرت صلعم نے کھانے کے وقت تسمیہ کہنے کا احتیاطاً حکم دیدیا تاکہ اگر ترک ہوئی ہو تو اس سے عوض کے مانند ہوجاوے اور مسلمانون کے احکام کو نیک گمان پر جاری رکھنے کا حکم دیا واللہ اعلم۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ اسلام شرط ہو تسمیہ کچھ شرط نہین ہو بلکہ مستحب ہو پس اگر عمداً یا بھولے سے چھوڑ دی تو کچھ مضر نہین ہو اور یہ امام شافعی و جمہور اصحاب شافعی کا مذہب ہو اور یہ حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و عطار بن ابی رباح سے مروی ہو۔ واللہ اعلم۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے قولہ وانہ لفسق کو محمول کیا اس امر پر کہ وہ غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس طرح ذبح ہوا ہو کہ اُسپر نام الٰہی ذکر نہوا ہو بمانند قولہ تعالےٰ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ پس فسق سے مراد وہ مذبوحہ ہو اسے غیر اللہ تعالیٰ ہو **شیخ ابن کثیر**ؒ نے اسکو قوی کہا اور رد کیا کہ ابن جریرؒ نے عطارؒ سے نقل کیا کہ آیت مین ممانعت ہو اُن ذبائح کے کھانے سے جو قریش اپنے بتون کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ممانعت ہو مجوس کے ذبائح سے **مترجم** کہتا ہو کہ یہان سے ظاہر ہوا کہ حجت تخصیص آیت کی بنا بر مذہب شافعیؒ کے یہ ہو جو مذکور ہوئی اور **مفسر سیوطی** رحمہ اللہ کو خود یہ حجت معلوم تھی چنانچہ مقدمہ اتقان مین بحوالہ تفسیر کبیر فخر رازی اسکی

تقویت اسطرح ذکر کی کہ قولہ وانہ لفسق مین واو حالیہ ہو ای لاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ حال کونہ فسقا۔ اور وہ فسق نہوگا جب تک کہ اُسپر اہلال لغیر اللہ تعالیٰ نہو بدلیل قولہ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ الآیۃ۔ پھر فخر رازی نے دعوی کیا کہ یہی متعین ہو یعنی واو یہان حالیہ ہی ہوسکتا ہو اور عاطفہ نہین ہوسکتا اور نہ عطف جملہ اسمیہ خبریہ کا جملہ فعلیہ طلبیہ پر لازم آویگا اور یہ ممنوع ہو **قال المترجم** فخر رازی نے امام شافعیؒ کے استدلال پر اکتفا نہ کیا اور خود ایک طومار نکالا جیسا کہ مذکور ہوا ولیکن یہ ٹھیک نہین ہو چنانچہ شیخ حافظ العمادؒ نے اسکو رد کردیا اسطرح کہ قولہ تعالےٰ وان الشیاطین لیوحون الخ سے فخر رازی کے اوپر خود نقض وارد ہوتا ہو کیونکہ یہ واو خواہ مخواہ عاطفہ ہو پس جس واو کے حالیہ ہونے کا مدعی ہوا اگر صحیح ہو تو اس جملہ کا عطف جملۂ ماقبل پر ممتنع ہوگا پس اگر جملہ طلبیہ پر عطف کیا جاوے تو جو اسنے امتناع وارد کیا ہو وہ خود اُسپر وارد ہوتا ہو اور اگر واو کو حالیہ نہ لیوے تو جو کچھ اُسنے دعوی کیا ہو وہ سرے سے باطل ہوگیا واللہ اعلم اور صلت السدوسی سے جو مرفوعاً روایت ہو کہ مسلمان کا ذبیحہ حلال ہو خواہ نام الٰہی ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ تو یہ مرسل ہو اور شافعیہ کے نزدیک مراسیل مالک و زہری کے سوائے حجت نہین مگر آنکہ مذہب ابن عباس بھی مروی ہو جو اُسکا مقوی ہو اور حنفیہ اسمین تاویل کرینگے۔ اور بیہقی نے حدیث عائشہؓ مذکورہ بالا سے حجت پکڑی کہ تسمیہ شرط ہوتا تو آپ نہ فرماتے کہ تم تسمیہ کہکر کھاؤ۔ مگر پوشیدہ نہین کہ یہ حجت ضعیف ہو اسواسطے کہ مسلمان ذبح کرکے لانے والے پر گمان ترک تسمیہ کا خلاف ظاہر حال تھا لہذا احتیاطاً ایسا کہا جیسا کہ اشارہ اوپر مذکور ہوچکا۔ فافہم واللہ اعلم اور ایک بڑی جماعت علماء نے کہا کہ اگر تسمیہ کہنا بھول گیا تو مضر نہین اور اگر عمداً چھوڑ دی تو ذبیحہ حلال نہوگا اور یہی حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما و سعید بن المسیب و عطار و طاؤس و حسن بصری و ابو مالک و عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ۔ و جعفر بن محمد و ربیعہ بن عبد الرحمن سے حکایت کیا گیا پس روایات ابن عباس اس امر پر محمول ہونگی کہ تسمیہ ذکر کیا حالت یاد مین اور نہ ذکر کیا حالت فراموشی مین تاکہ ابن عباس کے اقوال مین اختلاف لازم نہ آوے اور یہی مشہور مذہب امام مالک و احمد بن حنبل کا اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ و اُنکے اصحاب اور اسحاق بن راہویہ کا ہو۔ **قال الحافظ ابن الکثیر**ؒ اور امام ابوالحسن مرغینانی نے ہدایہ مین نقل کیا کہ شافعیؒ سے پہلے علماء کا اجماع تھا کہ جو کوئی عمداً تسمیہ چھوڑے اُسکا ذبیحہ حرام ہو اسیواسطے ابو یوسف و مشائخ نے کہا کہ اگر عمداً تسمیہ چھوڑے ہوئے ذبیحہ کے بیع جائز ہونے پر کوئی قاضی و حاکم حکم دیدے تو اُسکا حکم نافذ نہوگا کیونکہ محل مختلف فیہ قابل اعتبار نہین بلکہ اجماع معتبر ہو **قال الحافظ** لیکن مرغینانی کا یہ قول غریب ہو اور ہم پہلے لکھ چکے کہ شافعیؒ سے اگلون نے بھی خلاف کیا ہو واللہ اعلم **مترجم** کہتا ہو کہ اگلون سے جو خلاف مذکور ہوا وہ بدون انکے کلام کے ہو سوائے قول ابن عباسؓ کے پھر جب ابن عباسؓ سے متروک التسمیہ کے حرام ہونیکا مذہب نقل کیا گیا تو تناقض کردینا خلاف اصل ہو پس دو قول ابن عباس کے بتاویل دونون موافق ہین تو خلاف ابن عباس باقی نہین رہا اور علی ہذا دیگر علماء کے قول مین یہی گمان ہو بالجملہ فقط نام ذکر کرنا مثبت خلاف نہین ہو۔ پھر ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جس شخص نے بھول کر تسمیہ چھوڑنے والے مسلمان کا ذبیحہ حرام کیا وہ اجماع حجت سے خارج ہو اور **حافظ ابن کثیر**ؒ نے بعد کلام طویل کے بیان کیا کہ ابن جریرؒ کے نزدیک ایک دو علماء کے خلاف سے اجماع مین خلل نہین آتا وہ اسکو اجماع ہی کہتے ہین پھر اس مذہب کی تقویت مین پیش کیا آیت کریمہ ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا الآیۃ۔ اور نیز وہ حدیث مشہور جسمین آنحضرت صلعم نے اپنی امت سے خطا و اکراہ و نسیان مرفوع ہونے کو فرمایا ہو لکن حنفیہؒ کے نزدیک جو امور شرعی ایسے ہین کہ جد و ہزل سب طرح سے انکا حکم لازم ہوتا ہو مثل طلاق و عتاق وغیرہ کے انمین خطا و نسیان وغیرہ کا غیر موثر ہونا معتبر نہین بلکہ گناہ مرفوع ہوگا پس شاید کہ مقام ذبیحہ مین اسکا اعتبار ہو

بالجملہ جمع تو یہ کافی ہین واللہ اعلم پھر مجاہدؒ وعامہ اہل علم کے نزدیک یہ آیت محکم ہی اسمین سے کچھ منسوخ نہین ہوا اور حسن بصری وعکرمہ سے ابن جریرؒ نے روایت کیا کہ اس سے طعام اہل کتاب مستثنیٰ ہی اور ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کی کہ اوتعالیٰ نے اسکو منسوخ کرکے فرمایا الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب الآیہ - پھر ابن جریرؒ نے فرمایا کہ تحریم مالم یذکر اسم اللہ علیہ - اور تحلیل طعام اہل کتاب مین کچھ تعارض نہین اور یہی صواب ہی **قال الحافظ** - یہ قول ابن جریر کا صحیح ہی اور سلف مین سے جسنے نسخ کا لفظ کہا ہی اسکی مراد تخصیص ہے واللہ اعلم - بالجملہ معنی قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے یہ کہ مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر نہین مذکور ہوا نام اللہ تعالےٰ کا وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ای وان الاکل منہ لخروج عما یحل - اور کھانا ایسی چیز مین سے البتہ باہر ہونا اس چیز سے جو حلال ہی وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ ای یوسوسون الی الکفار - اور شیاطین جو شیطان رجیم کے ذریات ہین وہ مع شیطان کے اپنے اولیاء کو یعنے کافرون کو وسوسہ دلاتے ہین علی ہذا شیطان سے مراد حقیقی شیطان ہین بعض نے کہا کہ وہ قسم جن ہین لیکن مرتے نہین ہین بخلاف جن کے کہ انمین مسلمان بھی ہین کافر بھی ہین اور مرتے بھی ہین - بالجملہ شیاطین حقیقی مراد ہین اور وحی سے وسوسہ مراد ہی اور وسوسہ انکا اگرچہ عام ہی لیکن کافرون کی خصوصیت اسوجہ سے ہی کہ اہل ایمان انکے وسوسہ کو قبول نہین کرتے اور رد کر دیتے ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ قبول کر لیتے ہین اور انھین پر خوب قابو پاتے ہین اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عمرؓ وابن عباسؓ وعکرمہؒ سے قصہ مختار بن ابی عبید ثقفی مین روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے آکر ابن عباسؓ سے کہا کہ مختار بن ابی عبید کو زعم ہی کہ آج کی رات مجھپر وحی ہوئی تو ابن عباس نے کہا کہ ہان وہ سچا ہی تو اُس شخص نے متنفر ہو کر کہا کہ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ وہ سچا ہی تو ابن عباس نے فرمایا کہ وحی دو طرح کی ہی ایک وحی الٰہی بجانب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری وحی شیطان بجانب اپنے اولیاء کے پھر پڑھا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم یعنی شیطان اپنے دوستونکو گمراہی کی باتین القاء کرتے ہین اور بعض نے فرمایا کہ شیاطین سے آدمیون کے شیطان مراد ہین اور وحی ایک تشبیہ کے طور پر ہی یعنی ان شیاطین الانس یلقون الی اولیائہم اور ظاہر آنکہ دونون کو شامل ہی ایک کو حقیقۃً اور دوسرے کو حکماً تاکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نآوے حاصل آنکہ شیاطین اپنے ساتھ موالات رکھنے والونکو القاء کرتے ہین لِیُجَادِلُوْكُمْ تاکہ اولیاء شیاطین مردار کھانے مین تمھاری ممانعت کو نہ مانین اور تم سے جھگڑین وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اگر تم نے اس بارے مین اُنکی پیروی کی تو تم مشرک ہو - زجاج نے کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ جسنے اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حلال جانا یا حلال کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حرام جانا وہ کافر مشرک ہی کیونکہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اسنے غیر کو اپنا حاکم بنایا عن ابن عباس جب نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ تو فارس والون نے قریش کو کہلا بھیجا کہ محمد کو قائل کرو کہ جو جانور تم اپنے ہاتھ سے چھری سے ذبح کرو وہ حلال ہی اور جو اللہ تعالیٰ نے سونے کی تلوار سے قتل کیا یعنے مردار وہ حرام ہی تو نازل ہوا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم الآیہ یعنی شیاطین فارس کے اپنے اولیاء قریش کو وحی کرتے ہین - رواہ الطبرانی - وعن ابن عباس فی قولہ وان الشیاطین لیوحون یعنی کہتے ہین کہ جو اللہ تعالیٰ نے ذبح کیا وہ نہ کھاوین اور جو تمنے ذبح کیا وہ کھاوین تو نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ - رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وابن ابی حاتم واسنادہ صحیح ورواہ ابن جریر من طرق عنہ اور ابن جریرؒ نے قصہ تحریر اہل فارس کو عکرمہ سے روایت کیا اور سدیؒ ودیگر جماعۃ تابعین نے مشرکون کا اعتراض مسلمانون پر ذکر کیا جیسا کہ فارس والون کا قریش کو بہکانا مذکور ہوا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ ایسے ہی مشرکین ومسلمانون کا جھگڑا دنیا کے حق مین ہی فلیتفکر واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **ف فی العرائس** قولہ تعالےٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوا کہ آدمیون سے ایک مخلوق ہی جو شیطانون کی طبیعت پر پیدا ہوئے ہین - کما قال تعالیٰ شیاطین الانس والجن پھر ان شیطان الانس ہین وہ لوگ بھی داخل ہین جو سالوس وناموس کے ساتھ روکھے خشک ہین آخرت کی طرف سے مگر لباس ظاہری سنوارے ہوئے اولیاء اللہ کے مراتب کے مدعی ہین انکے دلون مین شیطانی فرخرفات بہت بھرتے ہین اور الفاظ طامات وغرور سے اپنی بڑائی وتعلی بیان کرتے ہین اور جو شخص کہ حق وباطل مین تمیز نہین کر سکتا اسکے نزدیک عزت والے بنتے ہین - ابو عثمان مغربیؒ نے اس آیت مین کہا کہ شیاطین ایسے انسانون کی طرف جو مدعی بطال ہین ایسی باتین القاء کرتے ہین جس سے ایسے مریدون کی راہ مارین جو تحقیق پر چلتے تھے - پھر جب اوتعالےٰ عزوجل نے ایسے لوگون کی مذمت بیان فرمائی جو دنیا کے بندے اپنے مالک خالق سبحانہ تعالےٰ سے غافل کفر وظلمت مین پڑے تو اسکے بعد محبوب جنکو نور قدیم کے مکاشفہ مین لے لیا اور انواع معارف کے حجاب سے نکالکر عارف کیا انکی تعریف فرمائی

اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی اُسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہی لوگون مین برابر اُسکے کہ جسکا حال یہ ہی اندھیرون مین پڑا وہانسے نکل نہین سکتا

كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا ؕ وَمَا یَمْكُرُوْنَ

اسی طرح بھلا دکھایا ہی کافرون کو جو کام کر رہے ہین اور یون ہی رکھے ہین ہمنے ہر بستی مین گنہگارون کے سردار کہ حیلہ لایا کرین وہان اور جو حیلہ کرتے ہین

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝

سو اپنے اوپر اور نہین بوجھتے

ونزل فی ابی جہل وغیرہ یعنی نزول اس کلام کا ابو جہل وغیرہ کے حق مین ہوا اور مراد یہ کہ اس آیت مین جو بیان کیا گیا کہ تاریکی سے خارج نہین ہوا اور کفر وضلالت مین پڑا ہی اس سے ابو جہل واسکے مانند مراد ہین اور یہ غرض نہین کہ جسکو زندہ کر دیا نور سے وہ ابو جہل وغیرہ کے حق مین ہی اور تحقیق عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالےٰ اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا بھلا وہ جو مردہ تھا بسبب کفر کے فَاَحْیَیْنٰهُ اُسکو ہمنے ہدایت سے زندہ کیا وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ اور اُسکے لیئے نور دیدیا کہ اسکے ساتھ لوگونمین پھرتا ہی یعنی بواسطہ اُس نور کے حق کو باطل سے تمیز دیکھتا ہی اور یہ نور ایمان ہی اور بعض نے کہا قرآن مجید ہی اور یہ سب صحیح ہی كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ مثل کا لفظ زائد ہی ای کمن ہو فی الظلمات کیا وہ مثل اُس شخص کے ہی کہ جو اندھیاری مین پڑا ہوا ہی اور بعض نے کہا کہ کمن مثلہ مثل من فی الظلمات لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا کہ اندھیرے سے نکلا نہین اور وہ کافر ہی حاصل آنکہ یہ استفہام انکاری ہی اور معنی یہ کہ بھلا جسکو ہمنے زندہ کرکے نور دیا وہ مثل اسکے ہی جو اندھیرے مین پڑا ہوا کفر مین اندھا ہی یعنی بھلا دونون یکسان ہین یعنی ہرگز ایسا نہین ہی اوتعالیٰ نے اس سے مومن وکافر کے مثل بیان فرمائی ہی اور معنی نور وظلمت کے یہی روشنی وتاریکی ہی اور مثل کا حاصل ظاہر ہی کہ جو نور کے واسطے سے چلتا پھرتا ہی وہ ایسا نہین جو اندھیرے مین ٹاپتا پھرتا ہے اور مقصود یہ کہ جو نور ایمان واسلام وقرآن سے منور ہوا وہ ایسا نہین جو کفر وضلالت وجہالت مین پڑا ہی اور کلام مجید مین بہت ایمان وکفر کی مثل مین زندگی وموت سے اور نور وظلمت سے اور بینائی اور اندھے پن سے اور سننے والے وبہرے سے مثل فرمائی - کما فی قولہ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیہ - وکما فی قولہ مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع ہل یستویان مثلاً الآیہ - وکما فی قولہ تعالیٰ وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات الآیہ - ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہی کہ مراد اس سے حضرت حمزہ ابن عبد المطلب ہین اور ابو جہل ملعون ہی - زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب کے

حق مین اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی عکرمہؒ سے مروی ہو کہ عمار بن یاسرؓ اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی اور مقاتلؒ نے کہا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفےٰ صلعم کے حق مین اور ابوجہل ملعون کے حق مین ہو **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ بعضون نے زعم کیا کہ نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ہو چنانچہ جسکو زندہ کرکے نور دیا وہ عمرؓ بن الخطاب ہین یا عمار بن یاسر ہین اور جو ظلمات مین پڑا ہوا ہو اس سے نکلا نہین وہ ابوجہل ملعون ہو۔ پھر کہا کہ صحیح یہ ہو کہ آیت عام ہو اسمین ہر مومن و کافر داخل ہو یعنے کوئی مومن ہو کسی کافر کے مساوی نہین اور حاصل آنکہ مومن و کافر مین از راہ آخرت کے کچھ مساوات نہین ہو اور اسی کو اکثر مفسرین نے صحیح کہا ہو **قال المترجم** اگر نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ثابت ہو تو بھی اعتبار اُسکے عموم معنی کا ہو جس سے ثابت ہے کہ مومن و کافر یکسان نہین کَذٰلِكَ اے کما زین للمؤمنین الایمان کذلک زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ من الکفر والمعاصی یعنی جیسے مومنون کی نظر مین ایمان و طاعت خدا و رسول مزین کی گئی ہو ایسی ہی مزین کیئے گئے کافرون کے لیئے جو وہ کرتے ہین کفر و نافرمانیان و گناہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر عمل کرنے والے پر تقدیر جاری ہو اور حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ ہر ایک پر وہ آسان ہو جسکے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہو وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا یعنے جیسے ہمنے مکہ والون مین سے فاسق انمین سے بڑے بڑون کو کر دیا ایسے ہی کر دیا ہمنے فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا ہر قریہ مین اکابر مجرمین اُسکے کمالین مین کہا کہ اکابر مجرمیہا دونون مفعول جعلنا کے ہین اور اول پر دوم کو مقدم کیا گیا **قال الواحدی** ای مجرمیہا اکابر۔ اور اکابر اسواسطے مجرم و فساق ہوئے کہ انمین وسعت و قوت ہونے سے مکر و کفر کی طرف زیادہ داعی ہین۔ مروی ہو کہ ولید بن المغیرہ نے کہا کہ اگر نبوت سچ ہوتی تو مین ہوتا کیونکہ مجھ مین بزرگی و مال زیادہ ہو اور یہ شخص بڑا سرکش تبہ کار تھا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا یعنے تاکہ ایمان لانے سے لوگون کو۔ وکئے ہین اس قریہ مین مکر کرین قریہ گاؤن و شہر و آبادی کے معنی مین آتا ہو۔ اور ابوعبیدہؒ نے کہا کہ مکر بمعنی فریب و دھوکا و غدر و حیلہ و فجور بعض نے زیادہ کیا اور غیبت و چغلی و جھوٹی قسمین و باطل کا رواج دینا **قال الحافظ** مراد مکر سے یہان گمراہی کی طرف باطل اقوال و افعال سے بلانا۔ ابن ابی حاتم نے بعض علماء سے روایت کی کہ قرآن مین جہان مکر کا لفظ ہو وہ عمل ہو حاصل آنکہ ہمنے مکہ کے فاسقون کے مانند سابق امتون مین بھی ہر قریہ کے بڈھ لوگون کو فاسق بنایا تاکہ مکر کو پورا کرین وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ حالانکہ اپنی ہی جان کے ساتھ مکر کرتے ہین کیونکہ وبال اُسکا انھین کی جانون پر ہو پس وہ اپنی ہی جانون پر مکر کرتے ہین وَمَا يَشْعُرُوْنَ بذلک۔ اور اس سے اُنکو شعور نہین ہوتا اسمین تاکید بلیغ ہو یعنے یہ بات اگرچہ ایسی ظاہر ہو کہ حواس و شعور سے دریافت کرنے کی ہو مگر اُسکو بھی نہین سمجھتے **ف فی العرائس** قولہ تعالے اومن کان میتا الآیۃ یعنے جو مردہ تھا عدم مین ہمنے اسکو نور قدم سے زندہ کیا نیز جو مجاہدات سے مردہ تھا اسکو روح مجاہدہ سے زندہ کیا نیز جو شہوات نفس مین مردہ تھا اسکو صفاء قلب سے زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا بسبب اسکے کہ مخلوق کی طرف نظر رکھتا تھا یا اپنی خلقت مین پڑا ہوا تھا پھر ہمنے اسکو حقیقت دکھلا کر زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا اسوجہ سے کہ ثواب اعمال پر نظر رکھتا تھا پھر ہمنے اسکو یہ دکھلا کر کہ انجام کار رجوع بجانب خالق عزوجل ہے زندہ کیا اور اسکے واسطے ایک نور دیدیا کہ جسکے ساتھ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہو یعنے اسکو نور فراست دیدیا کہ اس سے لوگون کے قلوب سے وقوف پاتا ہو اور نیز اسکو انوار غیب سے لباس دیا کہ لوگون کے درمیان چراغ روشن ہو گیا کہ ہدایت سے اُنکو ضلالت مین سے نکالتا ہو۔ اور نیز اسکی روح کو لباس مشاہدہ پہنایا اور اُسکی عقل کو نور آیات دکھلایا اور قلب کو نور صفات و اسکے سر باطن کو نور ذات دکھلایا اور اُسکے تمام وجود کو خلائق کے درمیان نور کر دیا کہ ہر نیک بخت جو ازل مین مقدر ہو چکا ہو اس سے راہ راست کی

ہدایت لیتا ہو **قال المترجم** حدیث صحیح مین آنحضرت صلعم کی دعاء تمام اعضاء و جوارح کے لیئے نور کی حتی کہ تمام وجود نور ہو جانیکی آئی ہو فافہم بالجملہ یہان بیان ہو کہ جو بندہ مومن اسطرح منور ہو وہ ہرگز مساوی نہین کسی کافر کے جو اپنی طبیعت و نفس کے اندھیرے مین اور ہوا و ہوس کی تاریک دوزخ مین متحیر ٹاپتا پھرتا ہو اسکو راہ حق کی طرف نشان نہین ملتا کیونکہ ازل مین مقدر ہو کر ہمیشہ حجاب قہر مین سرگردان رہیگا یہان سے سچے ایمان والون کو اللہ عزوجل کی حیات مین اسکے فضل و احسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور مقہور کافرون کو دیکھکر عبرت حاصل کرنا چاہیئے **قال المترجم** معتزلہ وغیرہ کی طرح اپنے آپ کو قادر نہ سمجھے ورنہ کافر ہو جائیگا اور آیت کریمہ مین صریح ہدایت و اضلال کی نسبت حقیقی حضرت باری تعالےٰ کی طرف ہو خصوص جبکہ فرمایا وکذلک جعلنا فی کل قریۃ الآیۃ۔ کیونکہ صریح یہ ایجاد و خلق از حضرت باریتعالی عزوجل ہو **قال الشیخ**۔ او تعالی نے ہدایت ہونا اور گمراہ ہونا اپنی عنایت ازلی او رنسبت تقدیر کی طرف مضاف فرمایا۔ مرید صادق کو نور عرفان حاصل ہونے سے پہلے میت کہا کیونکہ وہ تقصیر کرنے والون مین تھا اگرچہ بعد اسکے توقیر والون مین ہو گیا کیونکہ جو اکابر اہل معرفت ہین وہ تو ازل سے ابد تک ہمیشہ اُسکے فضل و لطف سے ایک حال پر زندہ و عارف ہین جعفر علیہ السلام سے منقول ہو کہ قولہ اومن کان میتا یعنے ہم سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اپنے ساتھ اسکو زندہ کیا۔ وجعلنا لہ نورا یعنی اسکو پیشوا کر دیا کہ اور لوگ اس سے ہدایت پاتے ہین۔ کمن مثلہ فی الظلمات۔ یعنی مانند ایسے شخص کے جو اپنی شہوت نفس و ہوا و ہوس کو دیکھتا ہو پس اسکو قرب درگاہ کی تائید نہین ہوئی ہو۔ احمد بن عطا نے کہا کہ قولہ اومن کان میتا یعنے اپنے نفس کی حیات سے اور اپنے قلب کی موت سے مردہ تھا۔ فاحییناہ یعنی اسکو اسکے نفس سے موت دیکر اور اُسکے قلب کو زندہ کرکے ہمنے اُسکو زندگی دی۔ اُسپر راہ توفیق آسان کر دی اور انوار قرب سے اُسکی بینائی روشن کر دی کہ وہ ہمارے سوا غیر کی طرف نظر نہین کرتا اور کسی او رپر التفات نہین کرتا جریریؒ نے کہا کہ او تعالے نے جب کسی بندہ کو اپنے انوار سے زندہ کیا تو وہ کبھی نہین مرتا ہو اور جب کسی کو خوار کرنے سے مار ڈالا تو وہ کبھی زندہ نہین ہوتا ہو جعفر علیہ السلام نے کہا کہ قولہ اومن کان میتا یعنے اپنی طاعت پر اعتماد کرنے سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اسکے واسطے نور عرفان کشادہ کیا کہ جس سے اُسنے دیکھ لیا کہ سراپا تقصیر ہو اور تضرع و عذر کرنے کی طرف متوجہ ہوا کہ مجھسے ہرگز کچھ بھی اُسکے لائق عبادت نہین ہو سکتی ہو۔ بعض نے کہا کہ مردہ تھا دیدار افعال سے پس ہمنے دیدار قدرت سے زندہ کیا **قاسمؒ** نے کہا کہ اولیاء کو جو مٹا کر زندہ کیا جیسے اجسام کو روحون سے اُٹھایا۔ سہلؒ نے کہا کہ جہالت سے مردہ تھا اسکو علم سے زندہ کیا۔ ابن عطاءؒ نے کہا کہ یعنے ہمسے منقطع ہونے کی وجہ سے مردہ تھا پس وصل عطا کرکے زندہ کیا اور اسکو نور بھی دیا پس یہ ویسا نہین جسکو ہمنے ملعون و مردود چھوڑ دیا۔ اُستادؒ نے فرمایا کہ اکابر اہل عرفان کے نزدیک ایمان یہ ہو کہ دل زندہ ہو جاوے اللہ تعالےٰ کے ساتھ پس جو لوگ غافل ہین جب اُنکو یاد الٰہی الہام کی گئی تو وہ مردے تھے اب زندہ ہو گئے اسی طرح جنکو یاد ہو اگر بعد اسکے غفلت مین پڑے تو زندہ تھے اب مر گئے بالجملہ جو شخص کہ انوار قرب سے شعاع آفتاب عرفان مین ہو اور اُسکی روح کو بصیرت ہو تو اُسکی برابری کہان ہو سکتی ہو ایسے شخص سے جو ظلمات و تاریکیون مین اور آفات قہر مین پھنسا ہوا ہو **قال الشیخ** مجھے یہان مقام حقیقت کا ایک اشارہ منکشف ہوا وہ یون کہ جو شخص مقام نکرۃ التوحید مین فناء تھا جبکہ اسکو انوار کبریاء و عظمت ظاہر ہوئے تھے تو ایسی میت کو روح بقاء و مشاہدۂ ابدیت سے زندہ کیا کیونکہ وہ میدان نکرت سے بسبب انوار معرفت کے اسرار و ارواح کے پانؤن سے انوار بقاء کے پر فضا و شگفتہ کشادہ چمنستان مین چلا وہ شخص کبھی انوار جلال سے محجوب نہوگا اور اُس سے ہر مردہ دل کو زندگی حاصل ہوگی اور جو نفس کہ طاعت پروردگار سے فتور و قصور کر گیا ہو اسکے دیدار سے

مقام طمانینت مین پہونچیگا اور اپنی شہوات مین مفتون نہ رہیگا۔ **قال المترجم** نکرۃ التوحید ایک مقام خاص ہی جسکا حال پہلے مذکور ہوچکا یعنے بعد طی مراتب صفات کے اول ظہور انوار ذات جل جلالہ مین نکرت طاری ہوتی ہی عظمت کبریائی مختص بذات پاک سے معرفت قاصر ہی پس یہ مقام نکرت ہی اور اشارات مذکورہ مختلف مراتب عرفان پر محمول کرکے سمجھنا چاہیئے۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
اور جب پہونچے انکو ایک آیت کہین ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول اللہ بہتر جانتا ہی جہان بھیجے
رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝
اپنے پیام اب پہونچے گی گنہگارونکو ذلت اللہ کے ہان اور عذاب سخت بدلا حیلہ بنانے کا

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اور جب آتی ہی اہل مکہ کے پاس اٰيَةٌ کوئی آیت یعنی آنحضرت صلعم کی تصدیق رسالت کی قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کہتے ہین کہ ہرگز ہم ایمان نہ لاوینگے محمد صلعم پر حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ یہانتک کہ دیے جاوین ہم مثل اس چیز کے جو اللہ تعالی کے رسولون کو دی گئی یعنی رسالت ہمکو بھی ملے اور ہمکو بھی وحی کیجاوے کیونکہ ہم مال مین زیادہ اور سن مین بڑے ہین بعض نے کہا کہ ولید بن المغیرہ نے کہا تھا اور بعض نے ابوجہل کا قول بیان کیا کہ شرافت مین ہم اور بنو عبد مناف مقابلہ کرتے رہے یہانتک کہ جب جوڑی کے دو گھوڑے برابر ہونے کو پہونچے تو انھون نے دعوی کیا کہ ہم مین نبی ہی جسپر وحی ہوتی ہی پس واللہ ہم اسپر ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ ہمپر بھی وحی ہو یہ قول انکا آنحضرت صلعم پر حسد تھا بعض نے کہا کہ مراد انکی یہ تھی کہ ہم تابع نہونگے ہم بھی متبوع ہونگے اور یہ بمقتضاے کمال جہالت ہی رسل اللہ پر وقف مسنون ہی اور یہان تام پاک پر دو بار جمع ہوگیا بعض نے کہا کہ بعد وقف کے دونون کے بیچ مین دعا مقبول ہوتی ہی شاید یہ قول تجربہ سے معلوم ہوا ہو واللہ اعلم پھر او تعالی نے اُن جاہلون کا جواب دیا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ جانتا ہی جہان وہ رسالت رکھتا ہی اکثرون کی قراءۃ مین رسالاتہ جمع ہی اور **ابن کثیر و حفص** کی قراءۃ مین رسالت بافراد ہی اور حیث مفعول بہ ایسے فعل کا ہی جسپر اعلم اسم تفضیل دلالت کرتا ہی کیونکہ خود اسم تفضیل مابعد اسم ظاہر مین عمل نہین کرتا اور وہ فعل مدلول یعلم ہی اور حیث بمعنی موضع ہی ای یعلم الموضع الصالح لوضعہا یعنے رسالت رکھنے کے لیے مقام صالح او تعالی جانتا ہی پس جو محل صالح ہی وہی رسول ہوتا ہی اور یہ لوگ اسکی اہلیت نہین رکھتے ہین اور یہ تقریر اولی ہی بہ نسبت قول بعض کے کہ اللہ اعلم بمن یستحق ان یجعلہ رسولا۔ کیونکہ حیث بمعنی موضع و محل وغیرہ ظرف کے ہوسکتا ہی اور بمعنی من موصولہ کے معنی مین نہین ہوسکتا اور نیز رسالت کسی استحقاق پر نہین ہی بلکہ محض فضل عظیم ہی کما قال لحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان فضل اللہ علیک عظیما بیضاوی نے کہا کہ یہ کلام مستانف ہی جس سے ان کافرون پر رد کردیا کہ رسالت و نبوت کچھ نسب و مال پر نہین ہی بلکہ وہ فضائل نفسانی ہین جن سے او تعالے جسکو چاہتا ہی مخصوص فرماتا ہی پس اسکو رسالت کیلیئے برگزیدہ کرتا ہی اور یہ محل صالح وہی خوب جانتا ہی۔ حاصل آنکہ اس بزرگی کے واسطے او تعالے علیم و حکیم عزوجل نے محمد صلعم کو چن لیا پس اور کسی کو یہ ہوس نہین ہوسکتی بلکہ اورون کے واسطے یہی کمال ہی کہ اس رسول پاک کی پیروی کرین اور حال تو یہ ہی کہ آنحضرت صلعم مین شرافت ذات و نسب و کمال مرضی او تعالے نے جمع فرمایا تھا **قال الحافظ** اہل مکہ اور اُنکے بڑے بڑے بڈھے اس بات کے مُقر تھے کہ آنحضرت صلعم کو ہمارے درمیان فضیلت و شرافت و نسب اعلی و طہارت خاندانی و مقام تربیت

و منشاء وجود بزرگ و بلند حاصل ہی حتی کہ کافرون کے سردار ابوسفیان نے بروقت سوال ہرقل بادشاہ روم و شام کے کہا تھا کہ وہ شخص یعنی محمد صلعم ہماری قوم مین بڑے مرتبہ کا نسب والا ہی ہرقل بولا کہ بھلا تم کبھی اسکو دروغ گوئی مین متہم کرتے تھے ابوسفیان نے کہا کہ کبھی نہین۔ کما فی حدیث البخاری اور واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ او تعالی نے اولاد ابراہیم مین سے اسمعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمعیل سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھکو برگزیدہ فرمایا۔ رواہ مسلم۔ اس سے نکلا کہ اولاد ابراہیم مین اسحاق و یعقوب کے بہ نسبت اسمعیل علیہ السلام برگزیدہ تھے وعن ابی ہریرہ مرفوعًا فرمایا کہ اولاد آدم مین سب سے بہتر گروہ مین نبی مبعوث ہوتا آیا یہانتک کہ میرا ظہور اس قرن مین ہوا جسمین ہوا رواہ البخاری۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس علم ازلی مین محمد صلعم کے دل کو سب سے بہتر رکھکر اسکو اپنی رسالت کے واسطے برگزیدہ فرمایا پھر اسکے بعد بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس محمد صلعم کے اصحاب کے دلون کو سب سے بہتر رکھکر انکو اپنے رسول صلعم کے وزیر بنائے جو اللہ تعالے کے دین کے واسطے جہاد کرتے ہین پس جس بات کو مسلمانون نے بہتر دیکھا وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ہی اور جسکو مسلمانون نے بُرا دیکھا وہ اللہ تعالے کے نزدیک بُری ہی رواہ احمد وغیرہ **قال المترجم** یہ او تعالے کے علم قدیم کا بیان لوگون کی سمجھ کے موافق ہی اور مسلمانون سے حضرت صلعم کے اصحاب مراد ہین جیسا کہ بیان سے خود ظاہر ہی اور معنی یہ ہین کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالے کے برگزیدہ بندے ہین انکو وہی بات بھلی نظر آتی ہی جو اللہ تعالے کے نزدیک بھلی ہی اسی واسطے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حجت قطعی ہی فافہم **مترجم** نے بضرورت یہ تفسیر حدیث مختصر لکھدی۔ اور حاصل تفسیر آیہ کریمہ یہ ہوا کہ رسالت فضل الٰہی ہی او تعالے نے اپنے علم سے جہان بہتر دیکھا وہان رکھی ہی لہذا کفار مکہ یہ ہوس نہ کرین اور ایمان لاوین پھر انکو تہدید فرمائی بقولہ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا عنقریب پہونچیگی ان لوگون کو جنھون نے اجرام کیا یعنی اس قول باطل و بے ادبی سے جرم کیا صَغَارٌ ذلت عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالے کے یہان۔ یعنے ایسے کفر کی بات کہنے والون کو اللہ تعالی کے یہان ذلت و خواری حاصل ہوگی یعنی قیامت مین خوار ہونگے بعد ازانکہ بڑے بڈھے بنے تھے یا عند اللہ بمعنی من عند اللہ ہی یعنے اللہ تعالے کی طرف سے حاصل ہوگی خواری وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ باء سببیہ اور ما مصدریہ ہی یعنے اور عذاب شدید بسبب انکے مکر کرنے کے یعنی بسبب حسد و کفر کرنے کے **ف فی العرائس** قولہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یعنے او تعالے بندون کے باطن قلوب اسرار و ارواح سے وہ باتین جانتا ہی جو اُنکے اندر نبوت و معرفت و رسالت و توحید و محبت کی پنہان پیدا کی ہین اور انمین ازل سے ودیعت رکھی ہین۔ انمین بندون کو آگاہ کردیا کہ کرامت و خیر و شر کو او تعالے نے ازل ہی سے دلون مین ودیعت رکھدیا ہی پس خود اپنی ذات پاک کی طرف نظر فرمائی پس نور صفات چمکا اور اسکی روشنی بلند ہوئی پھر اسکا عکس غیب الغیب پر ہوا اور اُس سے روحین جو ملکوتی لاہوتی ہین پیدا فرمائین اور انمین انوار ولایت و رسالت و نبوت کے پنہان ودیعت کیئے اور تمام مخلوق سے ان ارواح کو اپنے اُس فضل و کرم کے ساتھ مخصوص فرمایا اور انمین کسی سبب و علت کو دخل نہین اور نہ کوئی حاجت و باعث و غرض کی مجال ہی بلکہ عین فضل و کرم ہی لیکن ان ارواح کو مخلوق کے لیئے ہدایت قرار دیا جنکی پیروی سے مخلوق اپنے خالق کی بندگی اور عرفان کی راہ پاتے ہین پس جسکو اس عنایت سے مخصوص کیا اسکو کسی حاسد کا حسد اور کسی مکار کا مکر کچھ مضر نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسکا شرف بڑھتا جاتا ہی اور سب

حمد وثنا اسی پاک پروردگار کے لئے خاص ہی جسنے ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلعم کو اس کرامت سے برگزیدہ فرمایا جس سے دشمنون کی آبرو خوار ہوئی اور دوستون کی مددگاری ہوئی۔ نصرآبادی رح نے کہا کہ اوتعالیٰ خوب جانتا ہی ان دلونکو جو اسرار الٰہی ومکاشفات کے لائق ہین پس انکو خاص انوار سے تربیت اور لطائف علوم سے مطلع فرماتا ہی **ابو بکر الوراق** رح نے فرمایا کہ جیسے دنیاوی بادشاہ لوگ اپنے جواہر وخزانہ کے موضع جانتے ہین اور اچھی جگہ رکھتے ہین اوتعالیٰ خالق ذوالجلال والاکرام اپنی درگاہ سے کرامت ونبوت کا محل صالح خوب جانتا ہی اور علم اسی کا علم ہی۔ پھر جب اوتعالیٰ جوہر معرفت کسی بندہ صالح کے دل مین رکھا چاہتا ہی تو اسکو نور تجلی ربوبیت سے وسیع وکشادہ وآراستہ وپیراستہ فرماتا ہی تاکہ اسرار ومعارف محبت وعلوم غیب کو برداشت کرسکے چنانچہ آگے کے کلام سے ثابت ہی۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا
سو جسکو اللہ چاہے راہ دے کھول دے اُسکا سینہ حکم برداری کو اور جسکو چاہے راہ سے بھلاوے اسکا سینہ کردے تنگ خفہ
كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ
گویا زور سے چڑھتا ہی آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب یقین نہ لانے والون پر اور یہ ہی راہ تیرے رب کی
مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
سیدھی ہمنے کھول دیے نشان دھیان کرنے والون کو انکو سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہان اور وہ انکا مددگار ہی بدلہ اُنکے کیے کا

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ پس جو بندہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی اسکو ہدایت کرنا تو يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کھول دیتا ہی اُسکا سینہ اسلام کے واسطے باین طور کہ اُسکے دل مین نور ڈال دیتا ہی پس اسلام کے واسطے کشادہ ہوجاتا ہی اور اسکو قبول کرلیتا ہی جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہی پوری حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کی روایت سے یون ہی کہ آنحضرت صلعم سے یہ آیت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ نور سینہ مین ڈالا جاتا ہی پس اسلام کے واسطے سینہ کشادہ ہوجاتا ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ نشانیان بھی ہین آپ نے فرمایا کہ جھک جانا ایسے گھر کی طرف جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہی اور پہلو تہی کرنا دار الغرور یعنی دنیا کی طرف سے اور استعداد حاصل کرنا موت کی اُسکے آجانے سے پہلے۔ رواہ ابن المبارک وعبد الرزاق والفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والبیہقی۔ **قال الحافظ ابن کثیر** رح بعد ذکر الطرق اس حدیث کے اسقدر طرق ہین بعض مرسل ہین اور بعض متصل ہین جو باہم ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہین اور حاصل کلام یہ کہ حدیث ثابت ہی اور عراقی رح نے تخریج احادیث الاحیاء مین کہا ہی کہ حدیث حسن ہی پس جب حدیث سے اسکی تفسیر ثابت ہوئی تو یہی تفسیر متعین ہی اور یہ بیان کیفیت ہدایت ہی جو محض فضل الٰہی پر ہی اور ایسے ہی اضلال کی کیفیت فرمائی بقولہ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور جسکو چاہتا ہی کہ گمراہ کرے تو يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا کردیتا ہی اُسکا سینہ تنگ حَرَجًا نہایت بھچا ہوا یعنے قبول اسلام سے تنگی کرتا اور بھچتا ہی **قال البیضاوی** ضیقا کو ابن کثیر رح نے بروزن سیفا بدون تشدید پڑھا یعنے جیسے باقیون نے بتشدید یا پڑھا۔ اور حرجا اسکی صفت ہی پس نافع وابو بکر نے حرِجًا بفتح اول وکسر ثانی صیغہ صفت مشبہ از حرج بمعنی الضیق پڑھا اور باقیون نے بفتحتین مصدر پڑھا جو بطریق مبالغہ کے صفت قرار دیا گیا ہے اور زجاج نے کہا کہ حرج نہایت تنگی ہی پس تکرار نہین ہوگی۔ اور ذکر الحافظ فی التفسیر۔ عمر بن الخطاب رض نے ایک دیہاتی بنو مدلج سے پوچھا کہ حرجہ جانتا ہی اُسنے کہا ہان وہ ایک درخت ہوتا ہی کہ اُس تک نہ پالو چرائی کا جانور پہونچتا اور نہ کوئی جنگلی جانور اور

نہ کوئی چیز اسکو باتی ہی تو عمر رض نے فرمایا کہ ایسا ہی منافق کا دل ہی کہ بھلائی اسکو کچھ نہین پہونچتی ہی **قال مجاہد والسدی** ضیقا حرجا یعنے تنگ ہونے والا۔ **قال عطاء** یعنے بھلائی کا اسمین گزر نہین ہی كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ یعنے جب اسلام لانے کو اس سے کہا جاتا ہی تو اسپر اسقدر سخت ہوتا ہی کہ گویا آسمان کو صعود کرتا ہی۔ اور یہ بنا بر قراءۃ **ابن کثیر** رح کے یصعد بسکون صاد از صعود ہی **قال البیضاوی** اس کافر کی تنگی دل کی انتہاء کو تشبیہ دی ایسے شخص سے جو ایسی چیز کی مزاولت کرے جو اُسکی قدرت سے خارج ہی چنانچہ عرب مین اور دیگر محاورات مین آسمان کو چڑھ جانا مثل مشہور ہی کہ آدمی کی اپنی کوشش سے خارج ہی اور یہ ایسے کام کرنے مین بولتے ہین جو آدمی کی وسعت سے باہر ہو حاصل آنکہ اس سے ایمان ایسا ممتنع ہی جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہی اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اسلام سے ایسا دور بھاگتا ہی گویا انتہاء درجہ کا فاصلہ کیا کہ آسمان پر چڑھ گیا اور حق بات سے نہایت ہی دور بھاگ گیا۔ ابو بکر کی قراءۃ مین یصّاعد بتشدید صاد ہی اور جمہور کی قراءۃ مین یصّعّد بتشدید صاد وعین ہی اور در اصل یتصعد ویتصاعد تھا پس ادغام تا در صاد ہی اور معنی اُسکے تکلف کرنا آسمان پر چڑھنے مین حاصل آنکہ اسلام لانے کے وقت اسکو اسقدر تنگی ہوتی ہی جیسے آسمان پر چڑھنے کے قصد مین نہایت تکلیف اُسکو ہوا اور یہ بھی ضرب المثل ہی ایک محال کام کرنے کے بارہ مین بولتے ہین۔ وذکر الحافظ عطاء خراسانی نے فرمایا کہ یہ مثل ہی یعنے اسکی مثال ایسے شخص کے مانند ہی جو آسمان کو نہین چڑھ سکتا ہی۔ وعن ابن عباس جیسے آدمی کی مجال نہین کہ اپنی قوت سے آسمان کو پہونچ جاوے ایسی ہی اپنے دل مین ایمان وتوحید نہین داخل کرسکتا ہان اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو داخل کردے **اوزاعی** رح نے کہا کہ جسکے سینہ کو اللہ تعالیٰ نے مردہ کردیا اسکو مسلمان ہوجانے کی استطاعت کہان ہی **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہی کہ جسکے حق مین اضلال مقدر ہی اس سے خود اسلام لانا محال ہی جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہی۔ آیت مین دلیل ہی کہ جملہ اشیاء سب بمشیت وارادہ الٰہی عزوجل ہین حتی کہ مومن کا ایمان وکافر کا کفر بمشیت الٰہی ہی پس کفار قریش جو حضرت صلعم پر ایمان نہین لاتے اور اپنی رسالت وملائکہ کی گواہی اور دیگر اشیاء سے عناد وحسد کی راہ سے سوال کرتے تو مشیت الٰہی مین ناپاک کا فرانجام ما مقدر تھا كَذٰلِكَ کما یضیق صدرہ ویبعدہ عن الحق کذلک يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنے جیسے کافر کا سینہ تنگ کردیا اور حق سے دور کردیا ایسے ہی کردیتا ہی اللہ تعالیٰ رجس کو ان لوگون پر جو ایمان نہین لاتے ہین۔ عن ابن عباس قال الرجس یعنی شیطان **قال مجاہد** ہر وہ چیز جسمین بھلائی نہین ہی **قال عبد الرحمن بن زید** رجس بمعنی عذاب زجاج نے کہا کہ رجس دنیا مین لعنت ہی اور آخرت مین عذاب ہی لہذا مفسر رح نے کہا کہ کافرون پر عذاب گویا شیطان کو مسلط کردیتا ہی وَهٰذَا یعنے یہ راہ جسپر تو ثابت ہی اے محمد صلعم صِرَاطُ رَبِّكَ راہ تیرے پروردگار کی ہی یعنے اسی کا پسند کیا ہوا دین ہی مُسْتَقِيْمًا درحالیکہ مستقیم یعنے راست ہی جسمین بالکل کہین کجی نہین ہی پس مستقیما حال ہی اور یہ حال موکدہ ہی کیونکہ راہ الٰہی تو مستقیم ہی اور عامل اس حال مین ہذا اسم اشارہ کے معنی ہین قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ یعنے صاف بیان کردیا ہمنے آیات کو لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ یذکرون پس تاء فوقانیہ کا ذال معجمہ مین ادغام ہوا ہی ایسی قوم کے واسطے جو نصیحت اختیار کرتے ہین اگرچہ آیات سب مخلوق کے واسطے ہین لیکن انھین لوگون کی خصوصیت اسواسطے کی کہ آیات پاکیزہ سے نفع انھین کو حاصل ہوتا ہی **قال المترجم** جو علوم غیب واسرار لطیف ان آیات مین بیان فرمائے بہت عالی ہین جنکو نورانی عقل والے سمجھ سکتے ہین حتی کہ معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے بھی خوار وبرباد وبے عقل رہے لہذا قوم متذکرین سے اہل عقل نورانی مفہوم ہین بدلیل قولہ تعالے وما یتذکر الا اولوا الالباب کیونکہ عموما تذکر فقط اولوا الالباب کو ہی واللہ اعلم بالصواب

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ اے لہم دار السلامۃ وہی الجنۃ عندہم - انکے لیئے اپنے پروردگار کے یہان دار السلامۃ یعنے جنت ہے کیونکہ وہان ہر مکروہ چیز سے سلامتی ہے اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے - قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ جنت ہے **سدی رحمہ اللہ** و **حسن بصری** رح نے کہا کہ السلام نام پاک الٰہی ہے اور دار اسکا جنت ہے یعنے جو اسنے اپنے نیک بندون کے لیئے پیدا کیا ہے وہ جنت ہے اور جابر بن زید نے فرمایا کہ دار السلام اے دار التحیہ - اور شاید یہ مستفاد از قولہ تعالیٰ وتحیتہم فیہا سلام یعنے تحیت انکی آپس مین جنت کے اندر سلام سے ہوگی پس جنت دار السلام ہوئی اور ظاہر ارجح قول حسن بصری رح ہے بنظر ضمیر قولہ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنے اور وہ السلام یعنے او تعالےٰ عز وجل انکا ولی و ناصر ہے ہر بھلائی انکو عطا فرمانے کا متولی ہے بعوض اُس چیز کے جسکو بجا لاتے تھے دنیا مین یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و اُسکے رسول صلعم پر ایمان اور شرک سے پرہیز قطعی وغیرہ **ف فی العرائس** قولہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ الآیۃ یعنے جسکو او تعالیٰ اپنی صفات و ذات پاک کی معرفت عطا فرماتا ہے اسکا سینہ انوار لطف و قرب سے کشادہ فرماتا ہے تاکہ وہ بندہ بہدایت الٰہی اُسکا مشاہدہ پاتا ہے نہ کسی اور طاقت و قوت سے کیونکہ مشاہدہ الٰہی بقوت صفات الٰہی ممکن ہے ورنہ حادث کو مجال نہین ہے - **نہر جوری** رح نے فرمایا کہ مراد ہو جانے کی صفت یہ کہ جو اُسکے واسطے ہے اس سے خالی کرے اور جسپر وہ ہے قبول کرے اور مراد حق تعالیٰ پر اسکا سینہ کشادہ ہو بعض نے فرمایا کہ نور ہے ابتدا مین وہ نور عقل ہے اور نور ہے وسائط مین وہ نور علم ہے اور نور ہے انتہا مین وہ نور عرفان ہے پس عقل والا تو برہان کے ساتھ ہے اور علم والا بیان کے ساتھ ہے اور معرفت والا عیان کے ساتھ ہے اور حضرت صلعم نے اسکی کیفیت و نشان بیان فرمائے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رض کی روایت اوپر بیان ہو چکی ہے - شیخ نے کہا کہ حضرت صلعم نے نور تجلی واقع ہونے سے سینہ کا کھل جانا بیان فرمایا یعنے اُسکی روشنی سے سینہ روشن ہوتا ہے اور بندہ پہلے اس سے فقط اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاتا ہے اور انوار سے مالا مال ہو جاتا ہے اور یہ محض عنایت سے اپنے مشاہدہ کی طرف جذب ہے پس عنایت کا ظہور یہ کہ بندہ کو اسکا شوق جمال پیدا ہوتا ہے اور ماسوائے حق کے جملہ مالوف و محبوب سے کنارہ کرکے اسکی بندگی کی طرف رجوع لاتا ہے اور یہی راہ مستقیم ہے جسمین اضطراب نفس و وسواس شیطان سے او تعالےٰ عز وجل کی ہدایت کی وجہ سے امن ملجاتا ہے وقد قال تعالیٰ وہذا صراط ربک مستقیما - صراط مستقیم درحقیقت یہ کہ معرفت و کشف کے ساتھ صفات سے ذات کی طرف راہ پاوے اور خود بھی کلام پاک دلیل ہے کیونکہ ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے اور وہ صفت قدیم ہے پس یہی راہ ہے حضرت قدیم باری تعالیٰ ذو الجلال والاکرام کی طرف پس یہ صراط ہے کہ روح حالانکہ اجسام مین مقید ہے اپنے مقام مین سیر کرے اور عالم ملکوت سے منور ہو اور یہ مستقیم ہے کیونکہ وصول اسکا بانوار ذات قدیم ہے جو عین مقصود ہے اسی واسطے جسنے یہ راستہ مضبوطی سے پکڑ لیا اور دائین بائین نہین بھٹکا وہ منقطع و ہلاک نہوگا اور صراط ربک سے مخصوص اپنی طرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہے کہ تجلی و اصطفائیت بظہور صفات و انوار ذات سے راہ سے ہے اسیواسطے یہ نہین فرمایا کہ یہ تمھاری راہ میری طرف کو ہے بلکہ فرمایا ہذا صراط ربک یعنی میری راہ ہے جسمین انوار صفات روشن ہین جو اس راہ سے آیا اور مضبوط رہا وہ مطمئن و مقبول ہوا **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ نہایت قویم اور قیم طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے اعتقاد و اعمال و افعال و اخلاق و اقوال سب مین اللہ تعالےٰ کے کلام پاک و احادیث رسول اللہ صلعم و سنت کی متابعت کرے اور بڑا اسست و برباد راستہ یہ ہے کہ دعوی و مخالفت مین سر اٹھاوے **سہیل** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستقیم راہ پروردگار کی توحید و اسلام ہے پھر جب اس راہ کی ہدایت کرکے انکو منزل سلامت مین اُتارا جہان کشف کے بعد بمعاینہ دیدار نصیب ہے کما قال تعالیٰ لہم دار السلام عندہم الآیۃ دار السلام وہ مقام ظہور جمال و قدس صفات ہے منزہ از خطر و حجاب و عتاب

حالانکہ مصرح فرما دیا بقولہ وہو ولیہم - اسکی ولایت و رعایت ابدی و سرمدی سے دائمی سلامتی ہے - نیز السلام نام حضرت باری تعالےٰ ہے تاکہ عارفون کے دل خوف سے دہل نجاوین اور محبین و واصلین اپنے حال و مقام مین سلامت رہین اور اسکی کی طرف متوجہ ہون اور قولہ عند ربہم سے تقلب بانوار صفات ہے و حدیث صحیح مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمام قلوب حضرت او تعالیٰ کے پنجہ قدرت کے دو انگلیون کے درمیان ہین جیسے چاہتا ہے انکو پھیرتا ہے - او تعالیٰ انکا ولی ہے اُنکی حفاظت فرماتا ہے تاکہ نفس و شیطان کے وساوس انمین راہ نہ پاوین اور مطالعہ و مشاہدہ مین رہین جسکی خوبی کہانتک بیان ہو سکتی ہے - نیز انکو دار کرامت سے لگاؤ دلایا اور جوار سے تعلق دلایا جاتا تو درمیان سے حدیث الدار اٹھ جاتی لیکن فی الجملہ یون ہی لگاؤ حدوث کا تھا اگرچہ بطریق نصیحت غیر ہو لہٰذا دار السلام سے متعلق کیا لیکن اپنے فضل سے انکو اسی تعلق مین نہین چھوڑا بلکہ فرمایا وہو ولیہم یعنی درمیان سے غیر پر نظر رکھنے سے اونچا کر لیا **قال المترجم** ہکذا قال الشیخ و ظاہر کلام آنکہ جنکو ازل سے انوار معرفت کی بینائی نہین انکی نظر مخلوقات و محسوسات یعنی غیر پر رہتی ہے اور اغیار فقط مناظر ہین پس اس راہ سے انکو معارف کی طرف بلایا حتی کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ یعنے نور سے ہلاک ہو اور حجت انپر تمام ہو اور اہل معرفت کا اس سے تعلق بسبب اسکے کہ ظہور دیدار وہان موعود ہے پس اس راہ سے جنت محبوب ہے اور اسی معنی کو شیخ نے آگے کے کلام مین بیان کیا بقولہ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کل شیٔ ہالک الا وجہہ - اشارہ ہے کہ ہر حادث بروقت ظہور قدیم کے مضمحل ہے پھر جب او تعالےٰ نے خود انکو دعوت فرمائی تو تمام جگہین پاکیزہ ہوگئین خواہ دنیا مین ہون یا آخرت مین ہون کیونکہ اسکے حظ سے اکوان پاکیزہ اور اسکے حسن جوار سے جنان لطیف ہوگئی **س** اذا نزلت سلمی بواد فماؤہا * زلال وسلسال وشیحا نہا ورد * اور یہ نہین دیکھتا کہ کیونکر حضرت خلیل علیہ السلام کے حق مین فرمایا قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم الآیۃ **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ ہے جسمین ہواجس نفس و وساوس شیطان سے امن ہے بعض نے کہا کہ دار السلام جہان انقطاع یعنے فراق سے سلامتی ہے بعض نے کہا کہ دار السلام جنت ہے اور اسکو اسیواسطے دار السلام فرمایا کہ جب اہل جنت بعد حساب کتاب و معاملہ قیامت کے جنت مین داخل ہونگے اور دوزخ والے دوزخ مین پہونچ جاوینگے تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے اہل جنت کو سلام ہوگا - کما قال تعالےٰ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار الآیۃ **قال المترجم** ظاہر آنکہ سلام سے مراد سلامتی ہے فافہم

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ

اور جسدن جمع کرینگے اُن سب کو اے جماعت جنون کی تمنے بہت کچھ لیا انسانون سے اور بولے انکے دوستدار انسان اے رب ہمارے کام نکالا

بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ أَجَلَنَا الَّذِيٓ أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

ہم مین ایک نے دوسرے سے اور پہونچے اپنے وعدہ کو جو تونے ہمارا ٹھہرایا تھا فرماویگا آگ ہے گھر تمھارا رہا کرو اُس مین مگر جو چاہے اللہ تیرا رب

حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

ع ۱۵

حکمت والا خبردار ہے اور اسیطرح ہم ساتھ ملاوینگے گنہگارونکو ایک دوسرے کو بدلا انکی کمائی کا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ واذکر یوم نحشرہم - بیان کر جسدن محشور کرینگے ہم ان لوگونکو نحشرہم بالنون اکثر کی قرارت ہے اور حفص نے بالیا پڑھا ای یحشرہم اللہ تعالےٰ انکو یعنی مخلوق کو محشور فرماویگا - ظاہر آنکہ تمام مخلوق محشور ہوگی اسمین یہ لوگ بھی محشور ہونگے اور ہم ضمیر سے جن و انس دونون گروہ مراد ہین اور قولہ جمیعا تاکید ہے کہ تمام مخلوق کو شامل ہے یا ان سب کے واسطے ہے یٰمعشر الجن یعنے کہا جائیگا فرشتون کی زبان سے کہ اے گروہ جنون کے قد استکثرتم من الانس تمنے بہت سے لیئے انسان مین سے - عن ابن عباس یعنی بہتیرے انسان مین سے تمنے گمراہ کر لیئے

وکذا قال مجاہد وقتادہ والحسن۔ مراد جن سے شیاطین اور کافر جن ہین بعض نے کہا کہ استکثار بمعنی استمتاع کثیر ہی اور بنا بر قول اول کے جو اصح ہی
معنی یہ کہ تم نے انسانون مین سے بہت سے گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیے گویا وہ تمہارے خادم ہو کر تمہارے ساتھ محشور ہوے۔ اور شیاطین
اسکا کچھ جواب نہین دے سکین گے کیونکہ شیطان کا معاملہ معروف ہی اور اوتعالے نے اُسکی کھلی دشمنی سے انسانون کو آگاہ فرما کر اسکی پیروی سے
بچنے کا حکم دیدیا ہی اسی واسطے شیطان کی طرف سے جواب نہین ہی بلکہ شیطان کی دوستی و پیروی کرنے والون کا جواب بیان فرمایا لقولہ وَقَالَ
اَوْلِیٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ یعنی انسانون مین سے جو جنون کے پیرو اور دوست ہوئے ہین وہ کہینگے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ ای ہمارے رب
ہم مین بعض نے بعض سے استمتاع اٹھایا جنون نے تو شہوات کو مزین کیا اس سے انسانون نے استمتاع اٹھایا اور انسانون نے جن کی اطاعت
کی پس وہ مخدوم بنکر خوش ہوئے **شیخ ابن جریرؒ** نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت مین عرب والے اس حال مین تھے کہ انمین کا آدمی کسی جنگل مین اُترتا
تو کہتا اعوذ بکبیر ہذا الوادی یعنی مین اس بیابان کے سردار سے پناہ مانگتا ہون کہ کوئی شریر جن مجھکو ستانے نہ پاوے پس یہ تو انسانون نے
جن سے نفع لیا اور جنون کا انسان سے یہ استمتاع ذکر کیا کہ انسانون کی تعظیم و استعانت مانگنے سے وہ خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم جن و انسان دونون
کے سردار ہو گئے۔ عن الحسنؒ جنون کا حکم دینا اور انسان کا اسپر عمل کرنا یہی استمتاع مذکور تھا۔ عن محمد بن کعب یعنی دنیا مین میل میل سے بسر کرنا
وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا اور ہم اپنی اس میعاد کو پہونچ گئے جو تو نے ہمارے لیئے مقرر کی تھی۔ سدیؒ نے کہا کہ اجل سے
مراد موت ہی یعنے دنیا کی زندگی مین بعض نے بعض سے استمتاع پایا یہانتک کہ موت آگئی **قال المفسرؒ** وہ روز قیامت ہی اور یہ کلام
اُن لوگون کی طرف سے حسرت کے طور پر ہی قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ یعنے ملائکہ کی زبان سے اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوگا کہ آگ یعنی دوزخ تمہارا
ٹھکانا ہی یعنے تم دونون فریق آگ مین داخل ہو وہین رہو خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ درحالیکہ تمہارے حق مین حکم ہوا کہ ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہو اِلَّا
مَا شَآءَ اللّٰهُ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمین حمیم پینے کے واسطے نکلو گے کیونکہ حمیم اس سے باہر ہی چنانچہ اوتعالی نے فرمایا۔ ثم ان مرجعہم
لالی الجحیم۔ یعنی بعد حمیم پینے کے پھر لوٹ کر جہنم مین جاوینگے وہین انکے لوٹ جانیکا ٹھکانا ہی قیل علی ہذا معنی کلام یہ ہوے کہ وہ لوگ سب اوقات
مین دوزخ مین رہینگے الا ماشاء اللہ یعنے سوائے ان اوقات کے جنمین اوتعالی نے انکا رہنا نہین چاہا۔ اور یہ بمقتضائے زبان عربی ہے
اور یہی **شیخ محلیؒ** نے سورۂ صافات مین فرمایا ہی حالانکہ یہ تاویل خلاف ہی قولہ تعالی یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا الآیۃ
کے اور ملا علی قاری نے کہا کہ تعجب ہی کہ باوجود اسکے **شیخ سیوطیؒ** نے اپنی تفسیر درالمنثور مین کہا کہ سلف نے فرمایا کہ آگ سے کافر بالکل
نہین نکلینگے۔ پھر اس تفسیر مین یہ تاویل اختیار کی **قال المترجم** جواب ممکن ہی کہ اوتعالے نے جو فرمایا اس سے خلاف اسوجہ سے نہین کہ وہ نکلنے کا
ارادہ کرینگے مگر نہ نکلینگے اور یہان یہ ثابت ہوا کہ اوقات مشیت مین تنویع تعذیب کے واسطے حمیم پینے کو قعر دوزخ سے نکالے جاوینگے اور
نیز یہ اصلی خروج نہین بلکہ تنویع عذاب ہی اور اسی سے ظاہر ہوا کہ سلف کے قول سے بھی خلاف لازم نہین آتا اسواسطے کہ دوزخ سے چھوٹے
پھر مفسرؒ نے ذکر کیا وعن ابن عباسؓ یہ استثناء ایسے لوگون کی طرف راجع ہی جنکے حق مین اللہ تعالی کو معلوم ہی کہ وہ ایمان لاوینگے پس ماشاء
بمعنی من شاء ہی قال البعض یعنے الا من شاء اللہ ایمانہ۔ سوائے اُس شخص کے جسکے حق مین اللہ تعالے نے ایمان چاہا پس وہ آگ مین
داخل نہ ہوگا اور اس قول ابن عباس کو جمہور نے حکایت کیا اور یہی کرخیؒ کا قول ہی **قال المترجم** بعض نے جو یہ معنی قول ابن عباس کے بیان کیئے
اسپر وارد ہوتا ہی کہ قیامت مین ان لوگون سے جب کہا جائیگا تو استثناء کے کیا معنی ہین کیونکہ مشیت برایمان۔ لانا دار دنیا مین واقع ہو چکا
اللہم الا ان یقال خطاب مجموع جن و انس سب کو ہوگا خواہ مشرک ہون یا مومن ہون ولیکن یہ خلاف سیاق ہی اور ظاہر یہ ہی کہ ان مجرمون مین

سے سب شرک و کفر ہی کے مجرم نہین ہونگے بلکہ حرام و مرتکب کبیرہ بھی جنہون نے شیطان کی پیروی مین گناہ کیئے ہین انکے ساتھ شامل
ہونگے جنکے حق مین بدون تعذیب کے رہائی نہونا مقدر ہوا ہی اور جنون کی جماعت کے بڑھانے و استکثار کرنے مین ایسے گنہگار بھی
شامل ہونگے پھر سب کے حق مین دخول نار کا حکم ہوگا لیکن خلود سے استثناء ہوگا یعنی سب خلدین فیہا رہو سوائے اُن لوگون
کے جنکے حق مین بسبب اسلام دنیاوی کے مشیت ہو چکی ہی کہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے پس وہ بعد تعذیب کے نکالا جائیگا اور بجائے
من کے ما موصولہ سے اشعار وقت مقدر کا ہی اور تاکہ من سے وہم بجانب عدم دخول نہو واللہ تعالی اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ ما بمعنی من نہین
بلکہ اول برائے غیر ذوی العقول و دوم برائے ذوی العقول ہی تو جواب آنکہ ما موصولہ اعم ہی جیسا کہ محققین نے تصریح کر دی ہی۔
قال الحافظ بعض نے کہا کہ استثناء کا مرجع برزخ کی طرف ہی یعنے زمانہ برزخ تک مستثنیٰ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مدت بقاء دنیا تک
استثناء ہی اور دیگر اقوال بھی آئے ہین چنانچہ قولہ تعالے واقع سورۂ ہود۔ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک
ان ربک فعال لما یرید کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے سب تقریر آویگی **قال البیضاوی** فی قولہ الا ماشاء اللہ۔ سوائے ان اوقات
کے جنمین آگ سے زمہریر کی طرف منتقل کیئے جاوینگے **قال التفتازانی فی حاشیۃ الکشاف** ایک وجہ دیگر نکلتی ہے
وہ یون ہی کہ اس استثناء سے مراد مبالغہ ہی ہمیشہ دوزخ مین پڑے رہنے کا یعنے خلود کا وقت کبھی منتہی نہوگا مگر اسوقت کہ اللہ تعالے
چاہے حالانکہ معلوم ہی کہ مشیت الٰہی کبھی اُنکے خروج کے واسطے نہوگی پس خلود مؤکد ہوا اگرچہ پہلے وہم تھا کہ شاید کبھی مشیت ہو اور نیز
خلود کو بصورت استثناء بیان کرنے مین طمع دلانے کا تہکم ہی **قال الحافظ** ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ یہ آیت ایسی آیت ہی کہ کسی
کو سزاوار نہین ہی کہ اللہ تعالے کی مخلوق کے بارہ مین اللہ تعالے کی طرف سے کوئی حکم لگاوے اور مخلوق کو نہ جنت مین اتارے اور
نہ دوزخ مین اُتارے۔ رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور زیادہ بسط اس مقام کا انشاء اللہ تعالے سورۂ ہود کی آیت مین آویگا اور ان
مقامات مین زیادہ ضرورت جان لینے کی نہین ہی بلکہ جہانتک معلوم ہو جاوے بہتر ہی ورنہ اوتعالی عزوجل دانا تر ہی اِنَّ رَبَّكَ
حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ تیرا پروردگار اپنی صنع مین حکمت والا اور اپنی خلق کا خوب جاننے والا ہی۔ ظاہر ہی کہ تمام علم و حکمت الٰہی بندہ کی مجال سے
باہر ہی فافہم وَكَذٰلِكَ یعنے جیسے ہمنے نافرمانی کرنے والے جنون و انسانون کو بعض کو بعض سے نفع اُٹھانے دیا ایسے ہی نُوَلِّیْ
بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا دوست کرتے ہین ہم بعض ظالمونکو بعض کا **ف** نولی از تولیہ مصدر ولایت بمعنی دوست کر دینا۔ عن عبد الرحمن
بن زید یعنے ظالم جنون کو ظالم انسانون پر مسلط کرتے ہین پس تولیہ بمعنی تسلیط ہی اور فرق درمیان ہر دو ولایت آنکہ ولایہ بالفتح بمعنی
نصرت و یاری و دوستی ہی اور بالکسر بمعنی غلبہ و ملک و سلطنت ہی کذا ذکرہ الزمخشری قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالے لوگون کو انکے
اعمال پر باہم متولی کرتا ہی پس ہر مومن دوسرے مومن کا ولی ہی چاہے جہان سے اور جہان ہو اور ہر کافر دوسرے کافر کا ولی ہے
جہان اور جیسا ہو اور ایمان تمنا کرنے اور صورت بنانے پر نہین ہوتا **قال الحافظ** اسی تفسیر کو شیخ ابن جریر نے اختیار کیا۔ **قال
معمر عن قتادہؒ** یعنے دوزخ مین بعضے ظالم بعض کے پیچھے پیچھے ہونگے یعنے دنیا مین جو ایک دوسرے سے موالات کر کے
ظلم کرتے تھے اسیواسطے فرمایا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ یعنے اُنکے گناہ کمانے کے سبب سے ایسا کر دیا ہی **ف** کہ بعضے بعضون کے
ولی ہین ظاہر آنکہ ظلم یہان عام ہی خواہ اپنے نفس پر ظلم ہو بایین طور کہ دوسرے کے موالات مین کفر و شرک کیا یا غیر پر ظلم ہو کہ اسکو
ایمان سے روکا یا مضرت ناجائز پہونچائی۔ عن ابن عباس جب اوتعالے کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو انکے امین بہتر کو متولی کرتا ہی

اور جنکی بُرائی چاہتا ہی تو انکے شریرون کو متولی فرماتا ہی اعمش رح نے کہا کہ مین نے بزرگون کو کہتے سُنا کہ جب زمانہ فساد آویگا تو لوگون پر انکے شریر بدکار سردار ہونگے۔ اللھم انی اعوذ بک من الفتن واسالک العافیۃ

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ؕ
اے جماعت جنون اور انسانون کی کیا تمکو نہین پہونچے تھے رسول تمھارے اندر کے سناتے تمکو میرے حکم اور ڈراتے یہ دن سامنے آنے سے
قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ۝ ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ
بولے ہمنے مانے اپنے گناہ اور انکو بہکا دیا دنیا کی زندگی نے اور قائل ہوے اپنے گناہ پر کہ وہ تھے منکر یہ اسواسطے کہ تیرا
رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَھْلُھَا غٰفِلُوْنَ ۝
رب ہلاک کرنے والا نہین بستیون کو ظلم سے اور وہان کے لوگ بیخبر ہون

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ معشر جماعت اور جمع آن معاشر یعنے اے گروہ جن وانسان کے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ کیا نہین آئے تمھارے پاس رسول جو تم مین سے ہین چونکہ وہم ہوتا تھا کہ جنون مین کوئی جن رسول نہین ہوا لہذا مفسر رح نے توضیح کردی کہ منکم کے معنی من مجموعکم ہی یعنے جن وانس کے مجموع مین سے پس اگرچہ جنون مین رسول نہین ہوا لیکن انسان مین سے رسول ہوئے تو منکم اس مجموعہ مین سے صادق ہی جیسے قولہ تعالے یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان یعنے آب شیرین وشور مین سے موتی ومونگا نکلتے ہین حالانکہ فقط آب شور سے نکلتے ہین آب شیرین سے نہین نکلتے لیکن منہما مجموعہ کے اعتبار سے جبکہ ایک ہی ٹکڑے سے نکلے تب بھی صادق ہی اور یہ جواب شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہی جیساکہ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا اور فرمایا کہ قولہ الم یاتکم مین استفہام تقریری ہی اور منکم۔ یعنے منجملہ تم سب کے رسول ضرور آئے ہین حالانکہ رسول فقط انس مین سے ہوئے اور جنون مین سے نہین ہوے جیساکہ حضرت مجاہد وابن جریج وبہتیرے ائمہ سلف وخلف یعنے علماء صحابہ وتابعین نے صریح فرمادیا ہی اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ رسول تو فقط بنی آدم سے ہوئے ہین اور جنون مین نذیر گزرے ہین **قال المترجم** یہین سے مفسر رح نے دوسرا جواب دیا بقولہ او رسل الجن نذرہم الذین یسمعون کلام الرسل فیبلغون قومہم یعنی اگر رسل سے حقیقی معنی معروف مراد ہین تو پہلا جواب گزرا کہ منکم سے مجموع جن وانس مین سے ہونا مراد ہی پس جبکہ انس مین سے ہوئے تو مجموعہ مین سے ہونا صادق ہوا اور یا رسول سے اعم معنی مراد ہین پس جنون کے رسولون سے انکے نذیر مراد ہین جو رسولون سے کلام واحکام الٰہی سُنکر اپنی قوم جن کو جاکر سناتے اور نافرمانی سے ڈراتے ہین اور نذر بضمتین جمع نذیر یعنے ڈرسنانے والا **قال الحافظ** ماحاصلہ اور دلیل اسکی کہ رسول فقط انس ہی مین ہوے قولہ تعالے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیۃ۔ اور قولہ تعالے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ اور کوئی قائل نہین کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جنون مین نبی تھے پھر نبوت منقطع ہوئی وقد قال تعالیٰ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق الآیۃ۔ اور معلوم ہی کہ جن اس باب مین انسانون کے تابع ہین لہذا فرمایا واذ صرفنا الیک نفرا من الجن الآیۃ **مترجم** کہتا ہی کہ جنون کا وجود جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی تھا تو ممکن ہی کہ پہلے ہوتے ہون پھر نبوت ورسالت اولاد آدم مین منحصر ہوئی اور جن تابع ہوئے ہون اور آیات جو نقل فرمائین محتمل ہین کہ انس کے رسولون کے بارہ مین ہون وقد قال الضحاک بن مزاحم رح کہ جنون مین سے رسول ہوئے ہین بدلیل اسی آیت کے پس اس آیت سے استدلال تمام نہونا بوجہ اسکے کہ یہ آیت کریمہ اس مدعا کے ثبوت مین نص صریح نہین اسی طرح جو شیخ حافظ نے استدلال کیا

وہ بھی محتمل ہی لہذا اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی حاجت نہین ہان اسقدر قطعی ہی کہ معرفت ذات وصفات الٰہی وتوحید وعبادات بذریعہ رسولون کے ہر دو فریق جن وانس کو پورے طور سے پہونچ گئی ہی پس جو کوئی انمین سے کافر ہوا وہ بعد حجت کے ہلاک ہوا ہی کیونکہ ہر فریق کے پاس ایمان ومعرفت بتانے والے واطاعت پر بشارت اور نافرمانی پر عذاب وڈر سنانے والے رسول ضرور پہونچ گئے جیساکہ آیت کریمہ نے مقرر فرمایا۔ الم یاتکم رسل منکم یعنے ضرور آئے تمھارے پاس تم مین سے ایسے رسول کہ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا مفصل بیان کرتے تھے تیر میری آیات کو اور ڈراتے تھے تمکو اس دن سے جو تمھارے روبرو آیا۔ حاصل آنکہ جس دن اللہ تعالے سب مخلوق کو محشور فرماویگا یعنے قیامت کے روز تو گروہ جن وانس کو ملامت کے ساتھ اقرار صادق کرنیکو فرماویگا قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا بولے ہم اپنے اوپر گواہ ہین ف مومنین تو دنیا ہی مین گواہی دینے والے اور ایمان لائے ہوئے ہونگے جو اُسدن ملامت سے بچین گے اور رہے کافر تو وہ بھی اقرار کرینگے چنانچہ معنی یہ کہ جن وانس مین سے کافر لوگ اقرار کرینگے کہ ہم اپنے اوپر گواہی دیتے ہین کہ ہمکو رسالت الٰہی پہونچائی گئی ہی۔ یہ ان کافرون کیطرف سے اقرار ہی کہ اوتعالی کی حجت رسولون کے ساتھ پیغام بھیجکر انکو ہدایت کرنے اور اُنکے نہ ماننے سے انپر لازم ہی اور یہ جملہ مستانفہ گویا جواب اس امر کا ہی کہ کافر لوگ آخر کیا کہین گے اللہ تعالے فرماتا ہی وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اور انکو زندگی دنیا نے مغرور وفریب کھایا ہوا کردیا پس ایمان نہ لائے **قال البعض** یہ جملہ معترضہ ہی اور زندگی پر غرور یہ کہ لذات وشہوات دنیا مین عاقبت بھول گئے اور عہد ازلی فراموش کیا اور انجام کار یہ ہوا کہ اپنے اوپر کفر کی گواہی دی کما قال تعالیٰ وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ اور گواہی دی اپنی جانون پر کہ ہان وہ لوگ کافر تھے اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ۔ اور یہ ان لوگون کی طرف سے دوسری گواہی ہی کہ جن رسول پاک وآیات بینات کریمہ سے انکی ہدایت کی گئی ان سب سے دنیا مین انھون نے کفر وانکار ہی کیا۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ کیونکر انھون نے اپنے کافر ہونے پر گواہی دی حالانکہ دوسری آیت مین انکا جھوٹ بولنا مذکور ہی کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی وہان بھی فسق وفجور نہ چھوڑینگے اور اللہ عز وجل کی جھوٹی قسم کھا جاوینگے کہ ہم مشرک نہین تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ اُس بڑے دن مین احوال واوقات مختلف پیش آوینگے پس بعض اوقات وحال مین اقرار کرینگے اور بعض مین انکار کرینگے۔ اگر کہا جاوے کہ دوبارہ انکی گواہی انکے کافر ہونے پر کیون مکرر مذکور ہی تو جواب دیا گیا کہ اول اقرار مین تو انکے قول کو نقل کیا کہ کیونکر کہینگے اور کیسے اقرار کرینگے۔ اور دوم مین انکی نظر خطا کار ورائے غلط وناہنجار کی مذمت ہی کہ دنیائے ناپائدار کے شہوات پر مغرور ہوئی اور اسی پر دارومدار رکھا جو ہر وقت معرض زوال مین اور خطرہ موت مین بالکل بے اعتبار ہی اور عاقبت سے بالکل مُنھ موڑ لیا انجام کار کفر کا اقرار کیا اور عذاب دائمی کے لیئے جسکے سننے سے رونگٹے تھراتے ہین اپنے آپ کو مسلم سپرد کیا پس اسمین نصیحت ہی ان نیک بندون کو جو غیر کی حالت دیکھکر عبرت ونصیحت لیتے ہین کہ وہ ایسے نہو جاوین اور لطف وفضل الٰہی دیکھین کہ پیدا کیا اور رزق دیا صحت وتندرستی دی اور ہر نعمت سے سرفراز کیا خصوص پیدا کر دینا کہ اسی کے مثل تمام مخلوقات آسمان وزمین مین کوئی ایسی نعمت نہین دیسکتا ہی پھر عقل وحواس دیئے اور رسول بھیجے اور نہایت خوبی وحسن اسلوب سے ہدایت فرمائی اور کیسے پاکیزہ اخلاق وعادات سکھلائے اور اسپر جنت ونعمت غیر مترقبہ کا وعدہ فرمایا یہ کیسے بڑے بڑے احسان ہین اللہ تعالے سبحانہ ارحم الراحمین غفور وشکور ودود وحمید کے نام پر اپنی جان تا چیز قربان کرین اور کبھی شرک نہ کرین ورنہ اوتعالے عز وجل علیم وقدیر وقہار عزیز وسلطان ہی قادر مختار ہی جو چاہے کرے اسی کی شان پاک ہی لایسئل عما یفعل وہم یسألون پس عذاب

اسکا سخت ہو نعوذ باللہ منہ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ذلک سے اشارہ رسولون کے بھیجنے کی طرف ہو اور ان مخفف ہو ان بالتشدید کا اور لام مقدر ہو یعنے ذلک الارسال للرسل لانہ لم یکن الخ بعض نے کہا ای لاجل انہ لم یکن الخ یعنی یہ رسولون کا بھیجنا اس جہت سے کہ نہین ہو تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کو بسبب ظلم کے درحالیکہ وہان والے غافل ہون کوئی رسول اُنکو نہ پہونچا ہو **قال البیضاوی**۔ ذلک خبر مبتدا رمحذوف ہو ای آلامر ذلک۔ یعنی بات یون ہے رسولون کے بھیجنے کی پھر قولہ ان لم یکن الخ اس حکم کی تعلیل ہو یعنے بات یون ہی ہونا اسوجہ سے ہو کہ نہین ہو تیرا پروردگار ہلاک کرنیوالا الخ **قال المترجم** حذف مبتدا امر گران ہو بلا ضرورت نہین شایان ہو پس یہ تاویل مرجوح ہو۔ اگر کہا جاوے کہ او تعالی عزوجل تمام جہان وسب اشیار کا خالق ہو سب اسی کی مخلوق ہو سب اسی کی ملک ہو وہ اپنے ملک مین جیسے چاہے تصرف کرے اور ظلم تو بیجا تصرف کو کہتے ہین پس اللہ تعالے کی جب سب مخلوق ملک ہو تو اسکا ہر طرح تصرف کرنا صحیح ہو چاہے سب کو ہلاک کرے چاہے باقی رکھے وہ جو چاہے کرے اُس سے کوئی پوچھ گچھ نہین ہو پھر کیونکر فرمایا کہ لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون **مفسر سیوطی**ؒ نے جواب دیا کہ تقدیر کلام یہ کہ بظلم منہا ای بسبب ظلم من القری یعنی نہین ہو تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیون کا بسبب کسی ظلم کے جو آبادیون سے صادر ہو درحالیکہ وہ لوگ نیک وبد سے غافل وجاہل ہون **قال الامام ابوجعفر بن جریر** رحمہ اللہ قولہ بظلم۔ دو وجہ کو محتمل ہو اوّل آنکہ ذلک لاجل ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون یعنی انکو جلدی عقوبت مین گرفتار فرمانے والا نہین یہانتک کہ انکے پاس ایسے رسول یا رسولون کے نائب وغیرہ بھیجے جو انکو توحید واعمال شرع بتادین اور شرک ونافرمانی سے ڈرادین اور ایسا نہین ہو کہ غفلت مین انکو ہلاک کرے حتی کہ وہ کہین کہ ہمکو تو کوئی بشیر ونذیر نہین پہونچا تھا اور وجہ دوم یہ کہ لم یکن لیہلکہم بدون التنبیہ یعنی ایسا نہین کہ انکو ظلم کے ساتھ بدون تنبیہ کے ہلاک کرے **قال الحافظ** پھر شیخ ابن جریرؒ نے وجہ اول کی ترجیح وتائید بیان کی اور شک نہین کہ وہی قوی ہو **قال المترجم** واضح رہے کہ حقیقی معنی ظلم کے تو حضرت باری تعالی کی شان مین کسی طرح نہین ہو سکتے اگرچہ وہ تمام آبادیون کو بلا قصور وبیوجہ ہلاک کردے۔ کمافی قولہ ان اراد ان یہلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعا یہ نہین دیکھتے کہ اگر کوئی آدمی ایک برتن بنادے پھر اسکا جی چاہے اور اسکو توڑ ڈالے تو کچھ ظلم نہین پھر کہان حضرت باری تعالی جل جلالہ لہذا او تعالی شانہ جو کچھ کرے سب عین صواب وعین انصاف ہو ولیکن کمال رحمت ہو کہ جن باتون کو بندہ اپنے درمیان مین حرج سمجھتا ہو او تعالی عزوجل نے بھی اسکو نہین کیا اگرچہ او تعالے کی نسبت وہ حرج نہین ہو پس تاویل دوم بھی ہو سکتی ہو اگرچہ اوّل اولے ہو بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ او تعالی نہین ہلاک کرتا اہل القری کو بسبب ظلم کسی ظالم کے انمین سے درحالیکہ باقی لوگ اس سے غافل ہون۔ بالجملہ او تعالی نے کسی قوم کو خواہ جن ہون یا انسان ہون بدون تنبیہ وانذار کے عذاب نہین کیا کما قال تعالی وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور فرمایا۔ کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر الآیہ اور فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ اور فرمایا وان من قریۃ الاخلا فیہا نذیر یعنی نہین کوئی آبادی مگر آنکہ اُس مین ڈرسنانے والا گزرا ہے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ
اور ہر کسی کو درجے ہین اپنے عمل کے اور تیرا رب بیخبر نہین اُنکے کام سے اور تیرا رب بے پروا ہو رحم والا اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ○ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ
تمکو لیجاوے اور پیچھے تمہارے قائم کرلے جسکو چاہے جیسے تمکو کھڑا کیا اور ذکی اولاد سے جو تمکو وعدہ دیا سو آنے والا ہو

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○
اور تم تھکا نہ سکو گے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا من العالمین جزاء مما عملوا من خیر وشر یعنی درجات بمعنی جزا ہو اور ما موصولہ سے خیر وشر مراد ہے یعنی اور عالمین مین سے ہر ایک کے لیے جزا ہو اس چیز سے جو اسنے بھلائی یا بُرائی کی تھی۔ مفسرؒ نے عالمین کہا جو ملائکہ کو بھی شامل ہو اور شک نہین کہ ملائکہ کے لیئے بھی درجات ہین پس اسمین اشارہ ہو تضعیف قول بعض مفسرین کی طرف جنھون نے آیت کو فقط کفار کے ساتھ خاص لیا کیونکہ انھین کے ذکر کے بعد ہو اور وجہ ضعف یہ کہ عمل کفر سے درجات کہان سے آئے بلکہ درکات عذاب ہونگے اگرچہ جا سکتا ہو کہ درجات کا استعمال امر خیر مین غالب ہو لیکن یہان مراتب مراد ہین پھر بھی بیان مراتب کفار قلیل الجدوی ہو کما قال تعالے لکل ضعف ولکن لاتشعرون۔ یعنی جو پیروی مین گمراہ ہوے وہ قیامت مین کہینگے کہ پروردگار ان سرغنہ لوگون نے ہمکو اپنی پیروی مین خراب کیا اُنکو دونا عذاب دے تو حکم ہوگا کہ تم مین سے ہر ایک کو دونا عذاب ہو ولیکن تمکو شعور نہین ہو اور نیز تضعیف قول دیگر ہو کہ مخصوص بمومنین ہو بنظر لفظ درجات پس عام اعتبار کیا بسبب دلیل تخصیص نہونے کے فافہم وقال البیضاوی ولکل من المکلفین مراتب من اعمالہم او من جزائہا او من اجلہا۔ یعنی مکلفین مین سے ہر ایک کے واسطے مراتب ہین۔ یہ قید عقلی ہو تا کہ طفل ومجنون وغیرہ ونیز جانور وغیرہ خارج ہوجاوین اگر کہا جاوے کہ بعضے حیوانات ونباتات وغیرہ کے واسطے بھی مراتب ہین جیسے اصحاب کہف کے کتے کے بارہ مین ثابت ہو تو جواب یہ کہ یہان مما عملوا کی قید سے ظاہر ہو کہ مطلقًا بیان مراد نہین ہو واللہ اعلم۔ اور نیز بیضاویؒ نے اشارہ کیا کہ مما عملوا مین جائز ہو کہ ما مصدریہ ہو یا سببیہ ہو اور مضاف مقدر ہو یعنی من جزاء اعمالہم فافہم نے المدارک۔ اسی سے امام ابو یوسف وامام محمد نے استدلال کیا کہ جنون کو ثواب طاعت ملتا ہو **قال المترجم** یہ مجمل ہو معلوم نہین ہوتا کہ دنیا مین ملتا ہو تو ریت مین بھی ملیگا لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا جاتا ہو کہ انھون نے فرمایا کہ جنون مین سے جو مسلمان ہوئے وہ نہ جنت مین داخل ہونگے نہ دوزخ مین کیونکہ او تعالی نے جنت سے انکو نکالا پھر انکو اسمین دوبارہ نہ لاویگا **قال المترجم** اس روایت کا پتہ نہین ملتا کہ باسناد صحیح قول لیثؒ ثابت ہو یا نہین بر تقدیریکہ اسناد صحیح ہو تو تاویل ہوگی اور نہ دلیل مذکور محض ضعیف ہو تو نہین دیکھتا کہ آدم علیہ السلام بھی جنت سے باہر ہوئے علاوہ برین قولہ قلنا اہبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ہدی الآیہ بنا بر آنکہ اہبطوا اجمیع سے جن بھی مراد ہین صریح ہو کہ اگر ایمان لاکر نیک کام کرین تو ثواب جنت مین بنی آدم سے برابر ہین اگرچہ فضائل مین یکسان نہون اور نیز تکلیف الایمان مین انسان کے برابر جن بھی مکلف ہین حالانکہ طرف عصیان مین جہنم مین جانا منصوص ہو کہ وقد قال الضحاکؒ جن بھی جنت مین داخل ہوکر نعمتین کھائینگے پیئینگے۔ وعن ابن عباسؓ مخلوق چار حالت پر ہو ایک مخلوق سب جنتی ہو اور وہ ملائکہ ہین دوم مخلوق سب دوزخی ہو اور وہ شیاطین ہین سوم وچہارم دو مخلوق ہین کہ جنتی بھی ہین اور دوزخی بھی ہین وہ جن وانسان ہین پس انکو ثواب بھی ہو اور انپر عقاب بھی ہو احادیث بہت ہین جن سے استنباط ہو سکتا ہو واللہ اعلم وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ اور تیرا رب کچھ اس سے غافل نہین جو وے کرتے یا تم کرتے ہو تعملون بیاء تحتیہ اکثر کی قراءت ہو اور بعض نے بتاء خطاب پڑھا پس اسمین وعدہ بھی ہو کہ کسی نیکوکار کا عمل ضائع نہوگا اور تہدید ووعید بھی ہو کہ بدکار دنیا وغیرہ مین مشغول ہوکر غافل نہون ورنہ عذاب ہو وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ یعنے اور تیرا پروردگار بے پروا ہو تمام پیدا کی ہوئی مخلوق وانکی عبادات سے اور باوجود اسکے رحمت والا ہو قالوا یہ کلام پاک کیا اچھا وبلیغ ہو یہان غنی ہونا ورحمت والا ہونا جمع کرنے مین انتہا درجہ کا فضل وانعام ہو اور کمال رحمت پر دلیل ہو

اور منجملہ رحمت کے ہے کہ رسول بھیجے اور نافرمانی مین بدون نیست کرنے کے باقی چھوڑ دیا پس سابق ولاحق سے خوب مناسب ہے کما قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہے کہ سابق مین جو رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا وہ پاک پروردگار غنی ہے بندون کی طرف اسکے نفع کی راہ سے راجع نہین بلکہ بندون پر رحمت ہے اور نیز اسمین مابعد کے واسطے تاسیس ہے کہ فرمایا اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ یعنے اوتعالی غنی حمید کو تمہاری کچھ حاجت نہین وہ چاہے تو اے نافرمانو تم سب کو نیست کر دے اور مفسرؒ نے خطاب کو اہل مکہ سے مخصوص کیا وَیَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِكُمۡ مَّا یَشَآءُ اقوام موصولہ سے مراد خلق ہے یعنے تمکو ہلاک کرکے جو مخلوق چاہے بجائے تمہارے پیدا کر دے كَمَاۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّةِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ جیسے تمکو آخر دوسری قومون کی ذریت سے پیدا کیا ہے جنکو آخر کار بلا واسطہ مخلوق پر منتہی فرمایا یعنی آدم علیہ السلام کو بدون مان باپ کے اور بدون نمونہ کے نئے طور پر ایجاد کر دیا تھا ولیکن اوتعالی نے تمپر رحم کیا ہے کہ تمکو باقی رکھا اور اگر چاہتا تو تم فوراً اٹھاتے اور تمہارے بجائے دوسرے آجاتے جیسے وہ چاہتا فتبارک اللہ ذو الملک والملکوت والعزۃ والقدرۃ والجبروت **رازیؒ** نے تفسیر کبیر مین کہا کہ مراد اس سے خلق دیگر سوائے مخلوق موجودہ کے ہے پس تنبیہ ہے کہ قدرت اوتعالی سبحانہ کسی جنس پر مقصور و منحصر نہین ہے اور یہ بنا بر تقریر مترجم کے انسب ہے اور مفسرؒ نے وہ اختیار کیا جو شیخ ابن جریر نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جیسے تمکو پیدا کر دیا مخلوق دیگر سے جو تمہارے پہلے تھے اور یہ معنی موافق فہم جاہلان مشرکین کے اقرب ہین اور **مترجم** نے اشارہ کر دیا کہ جملہ تشبیہ یعنی قولہ کما انشاکم سے انکو قدرت کاملہ کی طرف اشارہ ہے کہ پیدا کرنا وایجاد کرنا کسی واسطہ پر موقوف نہین بلکہ آخر آدمؑ کو بدون مان و باپ کے ایسا خوب پیدا کیا کہ اسقدر کثرت سے انکی ذریات موجود ہوئی اور یہ ادق ہے اور اس سے نصاری کو حضرت عیسیٰ کے واسطے سے شرک نہ کرنے پہ تنبیہ ہے کہ وہ تو بدون باپ کے ہوئے جو آدمؑ سے کم مرتبہ ظہور قدرت تھا اور انسے کوئی نسل بھی نہوئی۔ اور نصاری اگر سمجھتے تو جان لیتے کہ وہ مشرک بھی ہوئے اور حضرت عیسیٰ پر بھی ایمان نہ لائے کیونکہ وہ تو ایسے شخص پر ایمان لائے جسکو بیٹا یقین کرتے ہین وہ درحقیقت کوئی بھی نہین ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بندہ خدا اور رسول برگزیدہ جامع کمال انسانی بزرگ مرتبہ پر ایمان لاتے تو یہ ایمان البتہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر ہوتا جو اللہ تعالی کے رسول تھے جنپر انجیل نازل ہوئی تھی اور جنھون نے حضرت محمد مصطفے رسول اللہ صلعم کی خوشخبری سنائی تھی اور وہ عنقریب قیامت سے پہلے نازل ہوکر آنحضرت صلعم کی شریعت پر حکم کرینگے اور اسی دین کے واسطے جہاد کرینگے پس اگر اہل کتاب ایمان لاوین تو انکے لیئے بہت بہتر ہے حتی کہ دنیا مین بھی بذات خود اچھے مسلمان ہون اور جو پہلے کے مسلمان بگڑے ہوسے موجود ہین انکے تابع ہو جاوین اور انکا بگاڑ درست ہو جاوے انشاء اللہ تعالے اور اگر نہ ایمان لاوین تو ضرور حضرت عیسیٰؑ کے عنقریب نازل ہونے پر انکے جہاد سے خوار ہونگے اور اگر نہ مانین تو باتباع حکم الہی اعلان ہے کہ فانتظروا انا منتظرون۔ انتظار کرو ہم بھی منتظر ہین اِنَّ مَا تُوۡعَدُوۡنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ جو تمکو وعدہ دیا جاتا ہے عذاب کا اور قیامت کا وہ ضرور آنیوالا ہے اور تم ہرگز معجز نہین ہو یعنے ہمارے عذاب سے چھوٹنے والے نہین ہو اگر ایمان نہ لاؤگے اور کرخیؒ نے افادہ کیا کہ اپنے مقام پر تحقیق کیا گیا ہے کہ جملہ اسمیہ اگر مثبت ہو تو دائمی ثبوت پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اگر منفی ہو تو دوام انتفاء پر دلالت کرتا ہے نہ انتفاء دوام پر اور فرق یہ ہے کہ یہان دوام انتفاء ہے یعنے معجز ہونا دائماً منتفی ہے یعنے کبھی کسی وقت کوئی شخص معجز نہین ہو سکتا یعنے اللہ تعالی اگر عذاب چاہے تو کبھی نہین ہو سکتا کہ کوئی معجز ہو جاوے اور انتفاء دوام سے دوامی معجز ہونا منتفی ہوتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ بعض وقت معجز ہو مثلاً کہا جاوے کہ زید کا دوامی ہنستا ہونا منتفی ہے یعنے برابر ہر وقت ہمیشہ وہ ہنستا نہین رہتا تو اس سے یہ لازم نہین کہ

کسی کسی وقت بھی نہین ہنستا بخلاف اسکے زید کا گھوڑا نہونا دواماً منتفی ہے یعنے زید گھوڑا نہین ہے یہ دائمی صادق ہے تو کسی وقت بھی وہ گھوڑا نہین ہو سکتا اور یہی دوام انتفاء یہان بھی قولہ ما انتم بمعجزین سے مراد ہے **قال الحافظ** حاصل آنکہ تم کسی حال مین اللہ تعالی کو عاجز نہین کر سکتے بلکہ وہ پاک پروردگار قادر ہے کہ تم کو پھر زندہ کرکے عذاب کرے اگرچہ تم خاک مٹی گل سڑ گئے ہو۔ کیا یہ نہین سمجھتے کہ اب تو بھلا گلے سڑے خاک مٹی کچھ موجود ہو اور پہلے تو کچھ بھی نہ تھی جو تمکو ایجاد کر دیا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اے اولاد آدم اگر تمکو کچھ عقل ہے تو اپنے آپ کو مردہ شمار کرو۔ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ بات یہی واقع ہے کہ جو تمکو وعدہ دیا گیا ضرور آنے والا ہے اور تم کچھ بھی معجز نہین ہو سکتے۔ رواہ ابن ابی حاتم **ف فی العرائس** قولہ تعالے وربک الغنی ذو الرحمۃ اوتعالے نے اپنی دو صفت قدیم سے آگاہ فرمایا جو تمام مخلوقات کے واسطے خواہ مومن ہون یا کافر خواہ مطیع ہون یا عاصی سب کے واسطے ہے پس وہ پاک پروردگار غنی حمید ہے بندگی کرنے والون کی بندگی سے بندہ کو خود نفع ہے اور اوتعالی غنی حمید ہے **قال المترجم** جس بندے نے بندگی نہ کی اسنے اپنے کو محروم و خوار کیا کیونکہ اپنے پروردگار خالق کو رب نہ جانا پس جیسا کریگا ویسا پاویگا پھر کمال رحمت ہے کہ یہ توفیق انکو فہمائش کر دی کہ خواری مت کماؤ اور اگر کماؤگے تو اپنا بگاڑوگے حضرت اوتعالی غنی حمید ہے ؏ ای بندہ چو بندگی نہ کردی ٭ از بندگیت کہ کار دارد ٭ چون او تو دگر خدا نہ داری ٭ او بر تو صد ہزار دارد ٭ یہ تو اسکی بے پروائی ہے رہا بیان رحمت تو شیخ نے کہا کہ اپنی رحمت سے نافرمان مجرم گناہگارون پر رحم کیا حالانکہ اسکی پاک شان یہ ہے کہ نہ اسکو فرمانبردارون کی عبادت وطاعت سے کچھ نفع اور نہ نافرمانون ومجرمون کے گناہ سے کچھ نقصان۔ اسکی بحر رحمت سے ایک قطرہ ہے کہ تمام حوادث پیدا ہوکر بے انتہا انعام سے مالامال ہوسے جنہنے اسکی صفت غنی کا نور پایا وہ عارف ہین کہ دونون جہان سے ہاتھ اٹھایا عوام کی نظر مین سونے چاندی جواہرات اور انکی نظر مین دونون جہان کی سلطنت ہیچ ہے ہان اگر جنت چاہتے ہین تو اسلیئے کہ حضرت عالی تعالی ذو الجلال والاکرام کی رضامندی وہان ملیگی اور زیادت جو کچھ ہے وہ بیان مین نہین سماتی اللہم ارزقنا برحمتک۔ وانت ارحم الراحمین اسکی رحمت تمام عالم کو شامل ہے۔ عارف جب اسکا غنی ہونا یاد کرتے ہین تو لرزتے اور بیہوش ہو جاتے ہین پھر جب اسکا رحم فرمانا یاد آتا ہے تو ہوش مین آجاتے ہین **قال الاستادؒ** غنی تو اشارہ ہے اسکی عزت کی طرف اور ذو الرحمہ اشارہ ہے اسکے لطف کی طرف پس غنی سے جلال کی خبر ہے اور ذو الرحمہ سے افضال کی خبر ہو پس جلال کے کشف سے انکو فنا کر دیا اور افضال کے لطف سے انکو زندہ فرمایا **قال المترجم** اشارہ ہے کہ فہم اسرار کلام اسطرح حاصل ہوتا ہے

قُلۡ یٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَكَانَتِكُمۡ اِنِّیۡ عَامِلٌ ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ تَكُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ
تو کہہ اے لوگو کام کرتے رہو اپنی جگہ مین بھی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کسکو ملتا ہے آخرت گھر مقرر
اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝
بھلا نہوگا بے انصافون کا

قُلۡ یعنے ان لوگون سے کہدے یٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَكَانَتِكُمۡ اے قوم تم کیے جاؤ جو کرتے ہو اپنی حالت پر مکانہ طریقہ بعض نے کہا یعنے کیے جاؤ اپنے قابو بھر اور پوری قدرت واستطاعت بھر اور اپنے امکان بھر عن ابن عباس ای ناحیتکم وجہتکم اپنے ناحیہ وجہت پر **قال البیضاوی** یہ امر ارشادی نہین تاکہ کہا جاوے کہ انکو اعمال کفر وعصیان کا حکم کیونکر دیا

بلکہ امر تہدید ہی اور معنی یہ ہین کہ اچھا نہین مانتے ہو تو اپنے کفر کرنے اور عداوت کرنے پر جمے رہو اِنِّی عَامِلٌ مین بھی اپنی حالت پر ثابت رہون یعنی اسلام و توحید پر اور تمھاری عداوت مین صبر کرنے پر ثابت ہون۔ صیغہ امر سے تہدید کرنا نہایت مبالغہ ہی گویا تہدید کرنے والا جسکو دھمکاتا ہی اُسکے عذاب دینے پر عزم بالجزم رکھتا ہی پس اسکو ایسی ہی بات پر آمادہ کرتا ہی جو عذاب تک پہونچا دے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ من موصولہ مفعول ہی تعلمون کا یعنے اگر تم جمے رہے تو عنقریب جان لوگے اُس شخص کو جسکے واسطے حاصل ہوگا دار آخرت یعنے دار آخرت مین جسکو نیک انجام حاصل ہوگا اسکو جان لوگے کہ وہ شخص ہم ہین یا تم ہو قال البیضاوی اس کلام مین تہدید کے باوجود انصاف ہی گفتگو مین اور حُسنِ اَدب ہے جناب باری تعالےٰ مین کہ اپنی بھلائی کا حکم نہ کیا اور تنبیہ ہی کہ دھمکانے والے کو اپنے حق پر ہونیکا وثوق ہی حمزہ و کسائی نے یہان اور سورہ قصص مین یکون بیا تحتیہ پڑھا کیونکہ عاقبۃ الدار مین تانیث غیر حقیقی ہی اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ فلاح نہین پاتے یعنی نیک انجام نہین ہوتے ہین ظالم لوگ یعنے کافر لوگ پس بجاے الکافرون کے الظالمون کو جو اعم ہی مبالغہ کے لیے فرمایا ہی افادہ البیضاوی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تفسیر کی کہ مراد انکہ جسنے شرک و کفر کیا وہ سعید نہین ہوگا اسمین تعریض ہی کہ تم لوگ اگر اسی حال پر رہے تو ہرگز فلاح نہ پاؤگے تمھارا انجام بھلا نہوگا بلکہ توحید و اسلام والون کا انجام دنیا و دین مین نیک ہوگا قال الحافظ ابن کثیرؒ اور تعالیٰ عزوجل نے یہ وعدہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کے ساتھ پورا فرمایا کہ مکہ و تمام جزیرہ عرب فتح کردیا اور مشرکین و معاندین کو زیر کردیا یہانتک کہ آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین سلطنتین قبضہ اقتدار اسلام مین دیدین اور پورا ہوا قولہ تعالےٰ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ پھر قیامت مین منکرون و کافرون کو بد انجام ملیگا کما قال تعالےٰ لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار۔ اور حسن عاقبت اہل ایمان واسلام کو نصیب ہوگا کما قال تعالےٰ والعاقبۃ للمتقین اسمین نصیحت و پند و آیات ہین واسطے اہل سعادت کے والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ
اور ٹھہراتے ہین اللہ کا اسکی پیدا کی کھیتی اور مواشی مین ایک حصہ پھر کہتے ہین یہ حصہ اللہ کا ہی اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکون کا ہی
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝
سو جو اُنکے شریکون کا ہی سو نہ پہونچے اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہی سو پہونچے اُن شریکون کیطرف کیا برا انصاف کرتے ہین

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اے جعلوا ثابتا للہ۔ اللہ تعالےٰ کے لیئے ثابت کیا پس جعل کا مفعول دوم ثابت ہی اسکو مقدم کردیا کہ اعتنا اسی سے متعلق ہی اور یہ جعل انکے وہم کی تشریع تھی جسکو اُنھون نے شیطان کی پیروی مین نکالا اور اپنے کفر و شرک کے درخت مین شاخین نکالین مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا مِمَّا متعلق ہی نصیبا سے اور من الانعام والحرث بیان ہی ما موصولہ کا اور نصیبا مفعول اول ہی اور یہ بیان ہی مشرکین کے دیگر انواع جہالت و کفر کا حاصل آنکہ اللہ تعالےٰ نے جو انعام و حرث یعنے چوپایہ و کھیتیان پیدا فرمائین اسمین سے اللہ تعالےٰ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا اسکو مہمانون و مسکینون کے صرف مین لاتے تھے اور جن چیزون سے شرک کرتے یعنے بتون وغیرہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا جو بت خانہ کے خادمون پر صرف کرتے تھے فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ سو کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ہی اپنے زعم مین زعم مین بفتح اول اکثر کی قراءت ہی اور بعض کے نزدیک بضم اول ہی۔ ازہری ؒ نے کہا کہ اکثر استعمال لفظ زعم کا ایسے امر مین ہوتا ہی جو مشکوک ہو اور تحقق نہو۔ بعض نے کہا کہ وہ کنایہ ہی

دروغ سے اور مرزوقی کا قول مانند ازہری کے ہی۔ ابن القوطیہ نے کہا کہ زعم ایسی چیز جسکا حال معلوم نہین کہ حق ہی یا باطل ہی خطابیؒ نے کہا کہ لائق گفتگو نہو اور غیر ممکن بات کا دعوی ہو یہ مختلف محاورات کا استعمال ہی۔ بالجملہ اوتعالےٰ نے مشرکون کا زعم قرار دیا کہ یون کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ہی قال الحافظ یہ اُنکے کفر و شرک کی شاخ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق مین سے اسکے لئے ایک جزو قرار دیا حالانکہ وہ ہر چیز کا خالق ہی قال المترجم مسلمان اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے واسطے قرار دے تو یہی نیت ہوتی ہی کہ یہ خالص نیت سے اللہ تعالیٰ کی راہ مین وہ شخص خیرات کرتا ہی اور نعوذ باللہ تعالیٰ یہ نہین سمجھتا کہ جیسے آپس مین حصہ بانٹ کرتے ہین کہ یہ زید کا ہی اور وہ عمرو کے واسطے ہی اور مشرک لوگ اسی دوسرے معنی پر لیتے تھے اور یہ انکی سخت جہالت تھی چنانچہ اوتعالےٰ نے انپر تشنیع فرمائی کہ یون کہتے ہین کہ یہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ہی اپنے زعم باطل کے موافق وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا اور یہ دوسرا حصہ واسطے ہمارے شرکاء یعنے بتون و شیطانون کے واسطے ہی جنکے حق مین ایسی باتین اعتقاد کرتے تھے جو شرک ہین قال المفسر پھر ان لوگون کا یہ حال تھا کہ جب اللہ تعالےٰ کے حصہ مین کوئی چیز حصہ بانٹ وغیرہ سے گرجاتی تو اُسکو اُٹھا لیتے کہ یہ اللہ تعالےٰ کو نہین پہونچ سکتی ہی اور اگر بتون کے حصہ مین اللہ تعالےٰ کے حصہ سے گرجاتی تو چھوڑ دیتے اور کہتے کہ یہ ہمارے اللہ نے رکھنی چاہی ہی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ پس جو اُنکے شرکاء کے لیئے تھا وہ نہین پہونچتا اللہ تعالےٰ کی طرف یعنی اللہ تعالےٰ کی راہ مین نہین ہوجاتا وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ اور جو اللہ تعالےٰ کے واسطے تھا وہ انکے شرکاء کو پہونچ جاتا ہی۔ حاصل آنکہ مشرکین دونون حصہ مین اس تفصیل سے حکم لگاتے اور شیطانی خیالات کی پیروی کرتے تھے چنانچہ اوتعالےٰ نے مذمت فرمائی سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ بئس حکمہم ہذا۔ کیا برا حکم ہی انکا یہ حکم۔ ما مصدریہ ہی پس ما یحکمون معنی حکمہم ہوا اور مخصوص بالذم محذوف ہی یعنی ہذا جیسا کہ مفسرؒ نے تصریح کردی اور ایسی ہی تفسیر حضرت ابن عباس و مجاہد و قتادہ و سدیؒ وغیرہم سے درازی کے ساتھ مروی ہی قال الحافظ اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ ہر شے جسکو اللہ تعالےٰ کے واسطے قرار دیتے خواہ مذبوحہ جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو تو اُسکو کبھی نہین کھاتے جب تک کہ اسکے ساتھ کسی بت وغیرہ کا نام جس سے شرک کرتے تھے ذکر نہ کرین اور جو چیز کہ انکے باطل معبودون کے واسطے ہوتی اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام پاک نہین ذکر کرتے تھے پھر عبدالرحمنؒ نے آیت تا قولہ ساء ما یحکمون پڑھی حاصل آنکہ جو تقسیم نکالی وہ بہت بری ہی کیونکہ ان مشرکون نے پہلے تو یہ خطا کی کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ایک جزو قرار دیا حالانکہ اوتعالےٰ ہر چیز کا رب و مالک و خالق ہی اسی کی سب مخلوقات اسی کی قدرت و مشیت مین اسی کے تصرف مین ہی اسکے سوا سے کوئی معبود نہین ہی پھر جب حصہ بانٹا تو اسمین ظلم کیا۔ اور کیون نہین کہ جو اپنے خالق کو بھولا اور اسی کی عبادت فرض تھی اسمین شرک کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا تو ایسا ظالم جو ظلم نہ کرے وہ تھوڑا ہی وقیل فی تفسیر قولہ فما کان لشرکائہم الاٰیۃ یعنی جو کچھ کھیتی و چوپایہ وغیرہ مین سے بتون کے واسطے قرار دیا وہ تو اللہ تعالےٰ کی طرف نہین پہونچتا یعنے ان مصارف مین صرف نہین ہوسکتا جو اللہ تعالےٰ نے مشروع فرمائے جیسے محتاجون و مسکینون کو صدقہ دینا اور مسافر مہمان آوے اسکو کھلانا اور ناتے دار قرابت والون کی چیز لینا وغیرہ پس بتون کے نام کا ان مصارف مین صرف نہین ہوتا اور جو اللہ تعالےٰ کے نام کا تھا وہ بتون کو پہونچ جاتا ہی یعنی بتون کی اصلاح اور بتخانہ کے خدمتگزارون کی حاجات مین صرف ہوجاتا ہی حاصل آنکہ یہ مشرک بے ادب یہ اعتقاد کرتے کہ جو بتون کے نام کا ہی اسکو نگاہ رکھنا و محفوظ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہین روا ہی کہ سوا ے انکے کسی اور امور مین جو اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ ہین اور اُسکے حکم سے

مشروع ہین صرف ہو بخیال بتون کے برخلاف اسکے جو اللہ تعالے کے نام کا ہو اسکو روا رکھتے کہ باوجود ایسے امور موجود ہونیکے جو اللہ تعالی کی مرضی ہین اگر حاجت ہوتی تو بتون کی خدمت مین صرف کرین پس بتون کی جانب کو زیادہ لحاظ رکھتے تھے اور یہ انکی جہالت و بے ایمانی کا نتیجہ تھا- اگر شرک نہوتے اور توحید و اسلام پر ہوتے تو ایسی جہالت نکرتے

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۗؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ

اور اسیطرح بھلی دکھائی ہین بہت مشرکون کو اولاد مارنی اُنکے شریکون نے کہ اُنکو ہلاک کرین اور اُنکا دین اُنپر غلط کرین

وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

اور اللہ چاہتا تو یہ کام نکرتے سو چھوڑ دے وہ جائین اور اُنکا جھوٹھ

یہ بھی ان مشرکون کی جہالت و ضلالت مین سے قسم دیگر ہو- وَكَذٰلِكَ یعنے جیسے مزین کیا گیا مشرکون کی نظر مین وہ فعل جو مذکور ہوا ویسے ہی زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مزین کر دکھایا مشرکون مین سے بہتون کی نظر مین قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۗؤُهُمْ قتل کرنا اپنی اولاد کا جیتے جی زمین کے اندر توپ دینے کے ساتھ انکے شرکاء نے یعنی ان شیطانون نے جنکے حکم کو مانند حکم خدا ے تعالے کے مانتے ہین- واضح ہو کہ عرب کے بے رحم جاہل شرک قبل زمانہ اسلام کے اپنی اولاد مین سے لڑکیون کو مار ڈالتے تاکہ دوسرے مرد کے تصرف مین نہ آوے جیسے ہندوستان کے چھتریون مین رواج تھا بلکہ عرب کے مشرک کچھ بڑھے ہوئے تھے چنانچہ اگر کوئی لڑکی اُسکی ماں کے چھپانے سے بچ گئی پھر آٹھ دس برس کی ہوئی اور مرد کو معلوم ہو گیا تو وہ بہانے سے اُسکو جنگل مین لے گیا اور گڑھے مین ڈھکیل کر اُسپر مٹی ڈالنی شروع کی وہ بیچاری ہر چند روتی رہی کہ ای میرے باپ ای میرے پیارے ابا تم کیون مجھے مارتے ہو اس خبیث بیرحم نے آخر اسکو زندہ توپ دیا اور چلا آیا- اللہ تعالے عزوجل ارحم الراحمین نے اسپر بڑے سخت عذاب سے وعید فرمائی ہو جیسا کہ انشاء اللہ تعالے تفسیر قولہ تعالے واذا الموؤدة سئلت بای ذنب قتلت الآیۃ مین آویگا- یہان انکی اسی جہالت و ضلالت کو ظاہر کر کے مذمت فرمائی- حاصل آنکہ جسطرح مذکورہ بالا بیان سے انکا شیطان کا پیرو ہونا ظاہر ہوا ایسے ہی بہت سے مشرکون کی نظر مین اُنکے باطل معبودون نے جنکو اللہ تعالے کا شریک بناتے تھے یہ بات خوب رچائی کہ اولاد کو زندہ توپ کرین قتل کرین اور شیطانون نے اسوجہ سے یہ بات رچائی اور ان جاہلون گمراہون سے اسکی تعمیل کرائی لِيُرْدُوْهُمْ تاکہ انکو ہلاک کرین یعنے غضب الٰہی مین گرفتار کرا دین جس سے بعد موت کے بڑی ہلاکت عذاب جہنم مین پڑین وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ اور نیز اسواسطے رچائی تاکہ ان لوگون پر انکا دین خلط کر دین یعنی یہ لوگ ابتدا مین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے دین پر تھے پس جب زمانہ زیادہ گذرا تو پہلے شیطان نے جو اولاد آدم کا دشمن ہو انکا اعتقاد بگاڑا حتی کہ توحید سے اعتقاد پھرا پھر دین کے افعال و اعمال کے برعکس گناہ کی باتین انکی نظر مین رچائین اور ہزارون وسوسہ انھون نے قبول کیے یہانتک نوبت پہونچی کہ اولاد کو قتل کرنے لگے واضح ہو کہ تو لہ قتل اولادہم شرکاؤہم مین دو قرارت ہین اول جو اوپر مذکور ہوئی ہو کہ زین معروف کا فاعل شرکاؤہم ہو اور قتل اولادہم مفعول ہو یعنے زینت دیدیا اُنکے شرکاء نے انکی نظر مین اپنی اولاد کے قتل کرنے کو اور یہی جمہور کی قراءة ہو اور ابن عامر کی قراءة مین زین بصیغہ مجہول اور قتل کو رفع بنا بر آنکہ وہ نائب فاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ ہو اور چونکہ لفظ قتل مصدر ہو جو مثل فعل کے عمل کرتا ہو لہذا اولادہم- کو اسی کے عمل سے نصب ہو یعنے قتل کرنا اپنی اولاد کو پس اولاد مفعول ہوا اور شرکاۗئہم کو جر ہو بسبب اسکے کہ قتل کا مضاف الیہ ہو پس اعراب یون لکھا جائیگا کذٰلک

زُيِّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلُ اَوْلَادَهُمْ شُرَكَاۗئِهِمْ پھر مفسر رحہ نے کہا کہ اس قراءة پر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مین مفعول بہ سے فصل لازم آتا ہو اور یہ کچھ مضر نہین ہو **قال فی الکمالین** زمخشری رحہ نے کشاف مین کہا تھا کہ زبان عربیہ مین مضاف و مضاف الیہ کے درمیان فصل ہونا ضعیف اور بسبب ضرورت شعری کے گنتی کی چند جگہ آیا ہو پس مفسر رحہ نے جو کہا کہ یہ کچھ مضر نہین ہو اس سے قول زمخشری رحہ کو رد کر دیا ہے- **مترجم** کہتا ہو کہ بیضاوی رحہ نے بھی یہان زمخشری کی پیروی کی اور قول زمخشری اختیار کیا ہو- وقال صاحب السراج زمخشری کے قول پر ایک جماعت علماء نے انکار کیا باین طور کہ یہ قراءة تو متواترہ صحیحہ ہو اور زبان عربی مین اسکی ترکیب صحیح و درست ہو پس روا نہین کہ اس قراءة مین یا اسکے نقل کرنے والے مین طعن کرے- وقال العلامۃ التفتازانی رحہ نے فی الحاشیہ زمخشری کا یہ قول اسکی عادت کے موافق سرزد ہوا کہ قرارات سبعہ متواترہ مین طعن کرتا ہے سو کبھی تو قاری کی خطا کہتا ہو- اور کبھی انسے نقل کرنے والے کی خطا ر بیان کرتا ہو اور یہ دونون اسکی خود غلطیان ہین اسواسطے کہ قرارت متواترہ مین اسی طرح اُنسے روایات بھی متواتر ہین پھر اسکے بیان مین محقق موصوف نے طول دیا ہو **قال ابن مالک** فی کافیتہ- مصدر کی اضافت اپنے فاعل کی طرف درحالیکہ دونون کے درمیان مصدر کے مفعول سے فصل ہو تو مذہب مختار کے موافق جائز ہو اسواسطے کہ اسمین کوئی محذور نہین لازم آتا باوجودیکہ فاعل اپنے عامل کے جزو کے مانند ہو پس فصل کچھ مضر نہین ہے **قال المفسر** رحہ پھر قتل کی نسبت شرکاء کی طرف اسوجہ سے ہو کہ انھین نے اسکا حکم کیا یعنے انھین شرکاء کے وسوسہ و آمادگی و تزئین سے ان مشرکون نے ایسا کیا **قال الحافظ** سدی رحہ نے فرمایا کہ شیاطین نے انکو حکم کیا کہ بیٹیون کو قتل کر ڈالو اس غرض سے تاکہ یہ لوگ ہلاک ہون یا اپنے دین سے بگڑین اور خالص دین پر نہ رہین ایسا ہی قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہو اور واضح ہو کہ بعضے مشرکین بسبب خوف محتاجی کے بھی قتل کر ڈالتے تھے یعنے بخوف اسکے کہ انکی وجہ سے ہمکو مال ضائع کرنا لازم آویگا حالانکہ یہ سب تزئین شیطان تھی اور اللہ تعالے نے اس سے سخت منع فرمایا لیکن یہ لوگ گمراہ مقدر تھے شیطان ہی کی تزئین پر اڑے رہے قال تعالی وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ یعنے یہ سب اللہ تعالے کی مشیت و ارادہ و اختیار سے واقع ہوتا ہو اور اسمین اسکی پوری حکمت ہو وہ جو چاہتا ہو وہی ہوتا ہو پس تو چھوڑ دے انکو اور اُنکے افترا کو مشرک لوگ اسکو بوسادس شیطانی کرتے تھے اور بازآنا درکنار اسپر یہ افترا باندھتے تھے کہ واللہ امرنا بہذا ہمکو اللہ تعالے نے ایسا حکم دیا شاید شیطان کے بندے بنگئے تھے اسی کے وساوس کو وحی سمجھتے تھے- مایفترون مین ما مصدریہ ہو اور فذرہم مین فا فصیحہ ہو کذا قیل

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ

اور کہتے ہین یہ مواشی اور کھیتی منع ہو اسکو نہ کھاوے مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کے پیٹھ پر چڑھنا منع ٹھہرایا ہو اور بعضے مواشی کی

لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

ذبح پر نام نہین لیتے اللہ کا اسپر جھوٹھ باندھکر وہ سزا دیگا اُنکو اس جھوٹھ کی

وَقَالُوْا یہ بیان نوع دیگر از ضلالات مشرکین ہو چنانچہ بیان فرمایا وقالوا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ یعنے مشرکین نے تزئین شیطان نکالا کہ کہا یہ چوپایہ و کھیتی حجر ہو یعنے حرام ہو **قال ابن عباس** رضہ الحجر حرام جو جانور کہ وصیلہ وغیرہ حرام کرتے تھے وکذٰلک قال مجاہد والضحاک والسدی وقتادہ وعبدالرحمن بن زید اور نیز قتادہ رحہ نے کہا کہ انکی مالون مین یہ چیزین شیاطین نے انپر حرام کرائین اور اللہ تعالی کیطرف سے حلال تھین- وعن عبدالرحمن بن زید انھون نے اسوجہ سے حرام کرلین کہ بتون کے نام پر چھوڑین اور حرام کرلین مگر حرام بھی اسطرح کہ

جسکو چاہین کھلاوین چنانچہ کہا لَا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنے یہ حرام ہین ان کو کوئی نہ کھاوے مگر وہی جسکو ہم چاہین کذا قال السدی وقال المفسر ای خدمۃ الاوثان وغیرہم یعنی بتون کی خدمت کرنے والے وغیرہ اور خدمۃ بروزن سفرۃ بفتحات جمع خادم وقال البیضاوی یعنے خادمان اوثان ومرد نہ عورتین اور قولہ بزعمھم کے یہ معنی کہ اسطرح کی تحریم صرف انکے زعم باطل واوہام پر تھی اسمین انکے پاس کوئی حجت نہ تھی صرف شیطانی وساوس پر باتین واعتقادات گڑھ لیے تھے جیسے اس زمانے مین شیخ سدّو کا بکرا کرتے ہین وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا یعنے اور ان مشرکون نے اپنے زعم پر کہا کہ یہ چوپایہ ہین کہ انکی پیٹھ حرام کی گئی ہے یعنے انپر سواری نہین لیتے تھے وہ بتون کے نام کے تھے جیسے سوائب وحوامی اور تفسیر انکی قولہ تعالے وماجعل اللہ من بحیرۃ ولاسائبۃ ولاوصیلۃ وحام الآیۃ کی تفسیر مین گزر چکی ہے وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور کچھ چوپایہ ایسے کہ ذبح کے وقت انپر اللہ تعالی کا نام نہین ذکر کرتے بلکہ بتون کا نام لیتے یعنے بتون کے تقرب کے لیے انکا نام لیکر جان مارتے اور اسکو اللہ تعالے کی طرف منسوب کرتے یعنے اللہ تعالے نے یہ حکم دیا ہے اِفْتِرَآءً عَلَيْهِ پورا جھوٹ وافترا باندھتے اللہ تعالے پر وقد قال تعالے سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ عنقریب او تعالی ان افترا باندھنے والون کو انکا بدلہ دیگا قال مجاہدؒ انکے اونٹون مین ایک قسم کے اونٹ ہوتے کہ نہ اُسپر سوار ہوتے اور نہ دودھتے اور کسی حال مین انپر اللہ تعالے کا نام ذکر نکرتے پھر او تعالے نے ایک نوع دیگر ان کے ضلالات وجہالات سے بیان فرمائی

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ

اور کہتے ہین جو اُن مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مردکھاوین اور حرام ہو ہماری عورتون کو اور جو مردہ ہو تو اسمین سب

شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

شریک ہون وہ سزا دیگا انکو ان تقریرونکی وہ حکمت والا ہی خبردار

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ ان انعام سے مراد وہ جانور ہین جنکو حرام کر رکھا تھا یعنے ان حرام کیئے ہوئے جانورون کے پیٹ مین جو کچھ ہی خواہ نر بچہ ہو یا مادہ ہو خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا خالص ہی ہمارے مذکر یعنے مردون ولڑکون کے واسطے قال المفسر خالصۃ یعنے حلال۔ اور کسائی واخفش نے کہا کہ خالصۃ کی ہا واسطے مبالغہ کے ہی اور اصل خالص ہی فرا نے کہا کہ تا تانیث ہی بسبب انعام مؤنث ہونے کے اور ما فی البطون بھی جنین ہین پس بحسب المعنی تانیث ہونے سے تا آئی والاول اظہر۔ وقال البیضاوی ای حلال للذکور خاصۃ یعنے حلال ہی واسطے مذکرون کے خاصۃ وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا اور وہ حرام کیا گیا ہمارے ازواج پر یعنی عورتون پر ازواج جمع زوج بمعنی جفت اور وہ عرب کی زبان مین مرد وعورت دونون پر بولا جاتا ہی جیسے جفت فارسی اور جوڑا اردو مین اور یہان اس سے جنس مراد ہی یعنے مونثون پر خواہ جورو ہون یا عورتین دیگر یا لڑکیان ہون وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً واضح ہو کہ یکن بالیاء التحتیۃ والفوقیۃ دونون پڑھا گیا۔ اور بعض مین بھی کان تامہ لیکر میتۃ کو رفع پڑھا گیا اور نیز ناقصہ لیکر نصب پڑھا گیا اور یہ سب ظاہر ومعروف ہی اور حاصل آنکہ جو کچھ ان انعام محرمہ کے پیٹ مین ہی اگر مردہ ہوا تو فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ یہ سب اسمین شریک ہین یعنے اسکے کھانے مین مذکر ومؤنث دونون یکسان ہین سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ عنقریب اللہ تعالے بدلا دیگا انکو اسطرح باتین بنانے کا۔ وہ حکیم علیم ہے۔ وصف سے مراد یہی تحلیل وتحریم ہی۔ واضح ہو کہ ما فی البطون کچھ بچہ مین منحصر نہ تھا بلکہ جن جانورون کو حرام کر رکھا تھا انکا دودھ بھی اسی تفصیل پر رکھتے اور بحیرہ کا دودھ مرد کھاتے نہ عورتین اور مردار ہوتا تو مرد وعورتین دونو اسمین شریک ہوجاتے اور یہ ابن عباس رضؓ

وشعبی وغیرہ تابعین سے شیخ ابن کثیرؒ نے مفصل ذکر کیا ہی اور کہا کہ قولہ سیجزیہم وصفہم۔ یعنی عنقریب جزا دینگے ہم انکے قول دروغ کی ہذا لقولہ تعالے ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب الآیۃ اور مت کہو جسکو تمھاری زبانین دروغ بکتی ہین کہ یہ حلال و یہ حرام ہی تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالے پر دروغ کا افترا باندھو۔ پھر تنبیہ وتحقیق فرمائی

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ

بیشک خراب ہوئے جنھون نے مارڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے انکو رزق دیا جھوٹھ باندھکر اللہ پر بیشک

ربع ع ۱۶

ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ ع

بہکے اور نہ آئے راہ پر

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ اکثر قرا کی قرات مین قتلوا از قتل بتخفیف ہی اور بعض نے تفعیل سے بتشدید تا پڑھا ہی اور اشعار اس سے بار بار قتل ہوگا اور مراد وہی زندہ درگور کردینے کے طور پر قتل ہی الحاصل خوار وخراب ہوئے وہ لوگ جنھون نے اپنی اولاد کو قتل کیا سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ از راہ جہالت کے بدون علم اس بات کے کہ اسمین کیا سخت خواری وکیا بڑی جہالت ہی اور اللہ تعالی ہر ایک کا رازق ہی اور اُسی نے پیدا کیا ہی۔ اولادہم مین اولاد کو انکی طرف اضافت کیا تاکہ متنبہ ہون کہ کیا بری حرکت کرتے ہین کہ اپنی اولاد کو قتل کرتے ہین اور نیز انکی تفضیح وتشنیع ہی۔ اسمین دلیل ہی کہ بندہ کو یہ کہنا روا ہی کہ ہماری اولاد اگرچہ وہ سب اللہ تعالے کی مخلوق وملک ہی پس جو شخص اسکو بایں معنی اپنی طرف نسبت کرے کہ ظہور اسکا اس واسطہ سے ہوا تو صحیح ہی اور جو اسکو اپنی چیز سمجھے وہ خطا کار ہے لیکن محبت وعطوفت پیدائشی وطبعی جائز ہی اور یہ خلاف محبت ایمانی ہی جو بالکل اللہ تعالے و اُسکے رسول صلعم کے ساتھ ہونا چاہیئے اور تحقیق اسکی سابق مین ہوچکی ہی پھر قتلوا پر عطف کیا وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ اور حرام جانا اُس چیز کو جو اللہ تعالی نے انکو روزی کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا افترا ودروغ باندھنے کو اللہ تعالے پر اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص کسی ایسی چیز کو جسکو اللہ تعالی نے حلال کیا ہی حرام جانے وہ کافر ہی جیسے حرام کو حلال جاننے والا بھی کافر ہی لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ فلان چیز کو اللہ تعالی نے حلال کیا یا حرام کیا ہی اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین مصرح ہی کہ جو کوئی شخص حلال کو حرام کر لے وہ قسم کا کفارہ دے اور اگر ممکن ہی تو قسم پوری کرے پس اُنھون نے کافر نہین کہا تو جواب یہ ہی کہ حرام جاننے اور حرام کر لینے مین فرق ہی مثلاً کشمش کھانا ایک شخص حلال جانتا ہی لیکن اُسنے قسم کھالی کہ مین نہ کھاؤنگا باوجودیکہ وہ بیقین جانتا ہی کہ حلال ہی پس یہ شخص کافر نہوگا اور البتہ ثابت ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت بسبب بیماری کے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا پھر مشرکین کو جو کافر فرمایا تو اس لیئے کہ وہ ان حلال چیزون کو حرام جانتے تھے اور اسپر بہتان بھی باندھتے کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہی اسی واسطے فرمایا قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ دین حق سے برگشتہ ہوے اور راہ پر نہ آئے اور اگر دین ابراہیم علیہ السلام پر چلتے تو یہ افترا وگمراہی کی باتین نہ نکالتے مگر انھون نے شیطانی باتین مانین اور اپنے وہم پر چلے گمراہ ہوے پھر تحقیق فرمائی کہ سب او تعالے کی پیدائش ہی بتون کی شرکت کچھ نہین یہ نقط شیطان کا دھوکا ہی اور سب کا خالق اللہ تعالی ہی

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ

اور اُسنے پیدا کیے باغ چھتریون اور بغیر چھتریون کے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح پر اُسکا پھل اور زیتون

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝
اور انار آپسمین ملتا اور جُدا کھاؤ اُسکے پھل مین سے جسوقت پھل لاوے اور دو اُسکا حق جسدن کٹے اور بیجا نہ اُڑاؤ اُسکو خوش نہین آتے اُڑا دینے والے
واضح ہو کہ اس تحقیق بیان مین مشرکون کے سب وہم وخیالات باطلہ کا رد ہی اور مخلوق سے خالق عزوجل کی طرف ہدایت ہی لیکن اسمین جو احکام
ہین وہ مخصوص مشرکون کے ساتھ نہین ہین بلکہ اس حق کی پابندی سب پر واجب ہی لہذا جن امور سے مشرکون پر رد ہی اُنسے نصیحت لینا چاہیئے
اور جو احکام ہین اُنکی پابندی کرنی چاہیئے چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وہی او تعالے
بے انتہا قدرت والا پاک پیدا کرنے والا ہی جسنے پیدا کیے باغ معروشات وغیر معروشات انشاء پیدا کرنا جنات جمع جنت کی بمعنی باغ اور
کہا گیا کہ جسمین انگور کے درخت ومیوہ ہون۔ اور مفسرؒ نے جنات کی بساتین سے تفسیر کی جو کہ جمع بستان ہی اور کہا کہ معروشات یعنی زمین پر پھیلے
ہوے جیسے خربزے کے فالیز ہوتے ہین۔ اور غیر معروشات جو ساق پر قائم ہون جیسے درخت خرما وغیرہ ہوتے ہین بعض نے کہا کہ جو ٹہنیون اور
کھنبون پر چڑھے ہون وہ معروشات ہین ضحاکؒ سے روایت ہی کہ یہ دونون انگور کے حق مین ہین بعضے تو چڑھے ہوتے ہین اور بعضے زمین پر چھائے
ہوتے ہین۔ وعن ابن عباسؓ معروشات جنکو لوگون نے لگایا ہو اور غیر معروشات جو جنگل مین خود پیدا ہوئے ہون بالجملہ اس سے اُن جاہل
مشرکون کو اپنی عجائب قدرت دیکھنے کو ہوشیار کیا اور سب اپنی خلقت وقدرت کا تماشہ دکھلایا وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور پیدا کیا نخل کو اور
زرع کو یعنی خرما کے درخت اور اناج کی کھیتیان۔ قیل انکو مخصوص بیان کیا بسبب فضیلت کے اگرچہ جنات مین داخل ہین مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ
درحالیکہ مختلف ہین اکل ہر واحد کے یعنی صورت ومزے ہر میوہ واناج کے جدا جدا ہین اور مراد اکل سے ماکول ہین وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
اور پیدا کیے زیتون وانار مُتَشَابِهًا ورقہما۔ درحالیکہ متشابہ ہین دونون کے ورق بمعنی پتے اور یہ بفتحتین ہی جمع آن اوراق۔ اور بفتح اول و
کسر ثانی بمعنی زرسکوک اور یہان مراد اول ہی کیونکہ دونکے پتے مشابہ ہوے ہین اور بعض نے کہا کہ رنگ مین تشابہ مراد ہی عن ابن جریج متشابہ
دیکھنے مین وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنے مزے مین **قال البیضاوی** مختلفاً حال مقدرہ ہی کیونکہ انشاء کے وقت ایسا موجود نہ تھا۔ بنا برین
متشابہا مین بھی ہر تفسیر پر یہی حال مقدرہ مراد ہوگا یعنے اسکے حق مین وقت پیدائش کے یہ امر مقدر کیا گیا کہ آیندہ باہم متشابہ ہون منظر مین
اور غیر متشابہ ہون مزے مین كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ کھاؤ اُسکے پھلون سے جب پھل آوین **قال المفسر** یعنے پکنے سے پہلے
قال البیضاوی یعنے اگرچہ ہنوز پختہ نہوے ہون۔ یہ حکم جو دیا گیا بصیغہ امر تو امر وجوب نہین بلکہ امر اباحت ہی اور یہین سے استدلال کیا گیا
کہ امر کبھی اباحت کے لیے آتا ہی۔ بعض نے کہا کہ مقصود اس سے یہ کہ حق واجب ادا کرنے سے پہلے اسمین سے کھانا مباح ہی اور بعض نے
کہا تاکہ یہ وہم نہو کہ بدون پکنے کے اسکا توڑنا کھانا نہین چاہیئے اور بعض نے کہا کہ احسان ہی کہ ان چیزون کا پیدا کرنا بندون کے کھانے کیواسطے
ہی پھر اگر خالق عزوجل کی نافرمانی کرین تو بہت بُرا ہی اس احسان کو نہ بھولین لہذا فرمایا وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ اور ادا کرو اسکی زکوۃ کو اسکے
حصاد کے روز خواہ دسوان حصہ شرعًا واجب ہو یا بیسوان حصہ واجب ہو حصاد بالفتح قراۃ ابو عمرو **ابن کثیر - ابن عامر - عاصم** -
ہی اور بالکسر قراۃ باقی قراءؒ ہی اور یہ دونون لغت ہین اور معنی یہ کہ آخری وقت پر پہونچکر کاٹ کر تیار ہو جاوے لہذا ابن عباس رضؓ نے
بنا بر روایت علی ابن ابی طلحہ کے کہا کہ یعنی زکوۃ مفروضہ ادا کرو جس دن اسکا پیمانہ کیا جاوے اور سب ناپ تول معلوم ہو جاوے۔ ہا حصد
بدون الف تو اسکے معنی مطلق کاٹ لینا یا چن لینا بدون اسکے کہ انتہاء وقت معتبر ہو **قال سیبویہ** جب انتہاء زمانہ مراد ہوتی ہی تو مصدر
کو بروزن فعال لاتے ہین اور اکثر اوقات اسکی فاء کو کسرہ دیکر فعال بولتے ہین پھر حق سے یہان کیا مراد ہی زکوۃ یا اور کوئی حق دیگر واجب یا مستحب

اور وہ اب بھی واجب ہی یا منسوخ ہی اور مفسرؒ نے اختیار کیا کہ مراد زکوۃ ہی مگر اسمین اختلاف ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ مین سے تلخیص یہ ہی
کہ ابن عمر وعطاء ومجاہد وسعید بن جبیر سے مروی ہوا کہ انکے نزدیک آیت محکمہ ہی اور مالک پر واجب ہی کہ حصاد کے روز جو مساکین حاضر ہون
انکو ایک لپ وغیرہ کچھ دیدے **قال المترجم** اس زمانہ مین اسی پر فتوی دینا چاہیئے کیونکہ صیغہ عشر وزکوۃ مفقود ہو گیا ہی۔ انس بن مالک
وابن عباس ومحمد بن الحنفیہ وحسن ونخعی وطاؤس وابو الشعثاء وجابر بن زید وضحاک وقتادہ وابن جریج وسعید بن المسیب سے جو مروی ہی
اس سے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک اس سے مراد زکوۃ ہی بمعنی آنکہ یہ حق بعد تعیین زکوۃ کی مقدار کے منسوخ ہوا اور بجائے اسکے زکوۃ متعین ہوئی
ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہی یہ بات کہ یہ آیت تو مکیہ ہی اور زکوۃ کا حکم مدینہ مین ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا اور
یہی مذہب جمہور اہل علم سلف وخلف وانکے بعد کا ہی اور ابن عباس سے مصرح ہی کہ زکوۃ نے قرآن کے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا۔ ایک جماعت
علماء نے کہا کہ زکوۃ سے ہر صدقہ کا وجوب منسوخ ہوا اور رہا استحباب تو وہ باقی ہی اور نظیر اسکی روزۂ عاشوراء ہی کہ بعد رمضان کے
اسکا وجوب منسوخ ہوا اور یہ رہگیا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے **قال عمر رضی اللہ عنہ** صحابہ کا دستور تھا کہ جو مسکین آجاتا
اسکو کچھ دیتے سوائے صدقہ کے یعنے زکوۃ کے۔ ابو سعید خدری نے نبی صلعم سے اس آیت مین روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو دانہ بالیون
مین سے گر جاوے۔ رواہ ابن مردویہ وابن المنذر وابو الشیخ والنحاس **قال ابن کثیر وابن عباس** وغیرہم سے جو مذہب نسخ کا
مروی ہوا مجھے اسمین ہی کہ وہ نسخ اصطلاحی نہین بلکہ ایک چیز دراصل واجب تھی پھر زکوۃ سے اسکی مقدار وکمیت وتفصیل بیان کر دیگئی
امام احمد وابو داؤد نے جابر ابن عبد اللہ رضؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے ہر دس وثق چھوہارے توڑنے والے کو حکم کیا کہ ایک گچھا
لاکر مساکین کے واسطے مسجد مین لٹکا دے **قال ابن کثیر** اسنادہ جید قوی **قال المترجم** شاید جمہور کے قول پر یہ حکم بھی اول سال
ہجرت یا دوم مین نزول زکوۃ سے پہلے ہوگا واللہ اعلم۔ اور بنا بر مذہب اول کے سوائے زکوۃ کے کہو گا عن ابی العالیہ سوائے زکوۃ کے
صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ نہین دیتے تھے **قال المترجم** شاید معنی یہ ہین کہ بمانند زکوۃ کے کوئی اور صدقہ اُنپر بندھا ہوا نہ تھا اور نہ تصدق کرنا تو
صحاح وآثار مین بہت ثابت ہی وممن اختار المذہب الاول من المتاخرین الواحدی والرازی وقد اشار المترجم الی اہل الفتوی فی
ہذا الزمان ان لو تاملوا فیما نزل بالناس وافتوا بہذا احب الی مما اختارہ الجمہور واللہ اعلم وہو الموفق للصواب وَلَا تُسْرِفُوْا اور مت اسراف
کرو یعنے سب پیداوار صدقہ کرنے مین حتی کہ تمہارے عیال کے لیئے کچھ نہ باقی رہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ او تعالے نہین دوست
نہین رکھتا مسرفون کو یعنے حد سے تجاوز کرنے والون کو نہین چاہتا **قال ابو العالیہ** حصاد کے روز صحابہؓ کچھ دیتے تھے پھر اسمین حد سے
زیادہ دینا شروع کیا اور اسراف کیا تو اللہ تعالے نے یہ حکم نازل فرمایا عن ابن جریج اس آیت کا سبب حضرت ثابت بن قیس بن شماس
ہوے کہ انھون نے اپنا باغ خرما توڑا اور کہا کہ نہین آویگا آج کوئی میرے پاس مگر آنکہ مین اُسکو دونگا پس برابر دیتے رہے یہانتک
کہ شام کو انکے پاس کوئی چھوہارا نہ رہا تو نازل ہوا کہ ولا تسرفوا انہ لا یحب الآیہ۔ رواہ ابن جریر عنہ۔ ابن جریج نے عطاءؒ سے روایت
کی کہ ہر چیز مین اسراف کرنے سے منع کر دیے گئے ایاس بن معاویہ بن قرۃ نے کہا کہ جسمین تو حکم الٰہی سے تجاوز کرے وہ اسراف ہی **سدیؒ** نے
کہا کہ اپنے مال کو اسطرح مت دو کہ محتاج ہو کر بیٹھ رہو۔ سعید بن المسیب ومحمد بن کعب نے کہا کہ صدقہ دینے سے ہاتھ مت روکو یہانتک
کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرو **قال المترجم** اس قول مین اور اقوال اولے مین اسراف بمعنی حد سے تجاوز ہی لیکن اول مین تو یہان تک
کہ دینے مین اسراف نہ کرو۔ اور قول دوم مین بیان اسکا کہ بخل کی طرف تجاوز نہ کرو یعنے نہ دو یہانتک کہ بخل تک نوبت پہونچے وقال

مقاتل یعنے زرع وانعام مین بتون وشیطانون کا حق مانکر شرک نہ کرو قال الزہری یعنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے طور پر خرچ کرو قال الحافظ پھر ابن جریرؒ نے یہان عطاؒ کا قول اختیار کیا کہ ہر چیز مین اسراف سے ممانعت مراد ہی اسمین شک نہین کہ یہ قول صحیح ہی لیکن واللہ اعلم سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کھانے مین اسراف نہ کرنا مراد ہی یعنے کھانے مین اسراف مت کرو کیونکہ اسمین عقل و بدن کو مضرت ہی بمانند قولہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا الآیۃ - اور صحیح بخاری مین ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو بدون اسراف کے اور بدون اترانے کے قال المترجم سیاق تو مذمت مشرکین ہی کہ بیجا تحریم و تحلیل کرتے تھے پس اظہر و اشمل قول ابن جریرؒ ہی واللہ اعلم پھر قولہ انہ لا یحب المسرفین جملہ معترضہ ہی کیونکہ تمام سیاق تحقیق ختم نہوا جیسا کہ آیات مابعد سے واضح ہی - اور واضح رہے کہ اوپر کے اقوال سے نکلا کہ خیرات مین بھی اسراف جاری ہوتا ہی چنانچہ ابدالمن تعول حدیث صحیح مین حکم ہی کہ پہلے اپنے عیال سے شروع کر یعنے پھر بڑھے تو اوروں کو صدقہ دے - وعن مجاہد رحمہ اللہ اگر تو کوہ ابو قبیس کے برابر خدا کی عبادت مین خرچ کر دے تو یہ اسراف نہوگا اور اگر آدھ سیر اسکی نافرمانی مین خرچ کرے تو اسراف ہی قال المترجم سلف کے اقوال اس بارہ مین بہت ہین اور انمین باہم اختلاف نہین ہی چنانچہ قول مجاہدؒ سیاق در بیان اسراف ہی یعنے معصیت الٰہی مین ذرا سا بھی اسراف ہی اور عبادت مین بہت بھی محمود ہی پس جو شخص کہ پہاڑ برابر راہ خدا مین خرچ کرنے کی استطاعت پاوے اُسکو ثواب ہی پس اگر اسطرح خرچ کیا کہ عیال بھوکے رہے اور غیرون کو دیدیا تو اسنے عبادت کے موافق خرچ نہ کیا پس معصیت ہوئی اور اس سے ظاہر ہوا کہ اسکے طریقہ مین اعتماد حدیث صحیح پر ہی جو سابق مین اپنے مقام پر مذکور ہو چکی ہی قند کرف فی العرائس قولہ وہو الذی انشأ جنات معروشات وغیر معروشات عارفون کے دلون مین اللہ تعالیٰ نے انوار باطن کے باغ اُگائے ہین جنمین مشاہدات ومکاشفات وجمال ووصال ومودت وقرب وغیرہ کے مختلف طرح طرح کے پھل پھول ہین پس بعض کے حقائق معاملات وحالات مانند قسم انگور کے محروس ہین باین صفت کہ اُسکے ثمرات درگاہ قدیم سے متصل اور اسکے انوار آسمان یقین تک ساطع ہین اور یہ اُن افعال واقوال کا نتیجہ ہی جو کمال صدق وصفاء قلب سے بندہ کے دل سے او تعالیٰ نے جذب فرما کر اس منزلت کو پہونچایا لقولہ تعالیٰ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ - اور بعض انمین سے غیر معروش ہین جو کہ ہموم وغموم پر چڑھے رہگئے اور یہ مشیت وارادہ الٰہی ہی تاکہ اسکو ہر مرید وطالب صادق دہان سے لے لیوے اور یہ عین ایمان ہی جو زمین دل مین ثابت اور اُسکی شاخین آسمان پر ہین کما قال تعالیٰ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء مترجم کہتا ہی کہ او تعالیٰ عز وجل نے مومن کی مثال درخت نخل یعنے چھوہارے سے اور کافر و مشرک کی مثال درخت پیاز ولہسن کے مانند سے بیان کی اور حدیث صحیح مین بھی ایسی مثالین آئی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ یہ تمثیل باعتبار ایمان وکفر وغیرہ اعمال کے ہی اور یہ متعین ہی کہ ان اعمال واقوال پر آثار قرب ونور وشرح الصدر ورجوع بجانب دار الخلود ودنیا سے بے رغبتی واستعداد موت وغیرہ ظاہر ہوتے ہین اور یہ سب احادیث وآثار مین مصرح ہین اور دیگر امور شدت ومحبت ومودت وغیرہ کثرت سے بھی مصرح ہین اور دیگر لوازمات کی طرف اشارہ ہی جنکی توضیح مطیع منبع سنت وکتاب اولیاء اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہی مترجم کہتا ہی کہ اب تجھکو یہ وہم نہو کہ آیات مین باغ پیدا کرنے کا بیان ہی اور شیخ روزبہانؒ نے اسکو عبارت آرائی وشاعرانہ خیالات پر محمول کیا کیونکہ مترجم نے مصرح کر دیا کہ کمال بلاغت کلام یہ ہی کہ اس سے علاوہ کامل مین مضمون کے جنکے واسطے بیان ہوا ہی دیگر اشارات مفید ومقصودہ ظاہر ہون اور غیر معروشات کی تفسیر گذری کہ اسکو ہر ایک پاجاوے زمین مین پھیلے ہوے مانند بطیخ وغیرہ کے ظاہر ہین پس اور اک ایمان ہر مومن کے ساتھ نعمت ہی جسے ثابت ہو گیا

تو واضح ہو کہ جنات معروشات وغیر معروشات کا اشارہ تو شیخؒ نے بیان کر دیا اب زرع کا بیان رہا تو شیخ نے کہا کہ انکی کھیتون مین تخم محبت جمتے ہین جنکے مزے طرح طرح کے ہوتے ہین چنانچہ اقرار وتقدیس وشوق وعشق وخوف وامید اور عصمت ومعرفت وتوحید وتجرید - اپنی اپنی استعداد ازلی سے نشو ونما پاتے ہین جیسے ظاہر مین ہر اناج کی شکل وصورت ومزہ مختلف ہوتا ہی - پھر زیتون اسکا اخلاص ہی جو سینا ر وصال سے بدہن نور جمال وصبغ صبح جلال پیدا ہوتا ہی اور جو فرمایا کہ متشابہا تو ہر ایک مین منظر نور تجلی سے التباس ہی چنانچہ او تعالیٰ نے وصف فرمایا الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم - اور نیز اسکا وصف فرمایا بقولہ تعالیٰ وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدہن وصبغ للآکلین - اور یہین سے خطاب فرمایا اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بقولہ تعالیٰ نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ الآیہ پھر رمان یعنے انار کو جو فرمایا تو وہ درخت الہام ہے جس کا پھل حقائق حکمت اور دقائق قدرت ہین قولہ متشابہا وغیر متشابہ یہ امور مذکورہ بعض سے بعض قریب ہین اور بعض سے بعضے بعید ہین کیونکہ بعض حالات وبعض معاملات وبعض واردات وبعض مکاشفات وبعض اسرار وبعض انوار ہین قال المترجم یہ کوئی بدون قدرت ورضائے الٰہی کے کسی اور شخص سے پیدا نہین ہوسکتے اور تمام جہان مین جو ظاہر مین درختان میوہ دار پیدا ہوتے ہین اور کھیتیان اُگتی ہین اُنمین باغبان وکاشتکار کو جتنی مداخلت ہوتی ہی وہی اور انکو آدمیون کے قلوب مین ہی اور جو زمینون کا حال ہی کہ کہار اور سنجر وغیرہ ہین کسی مین میوہ اور کسی مین فواکہ اور کسی مین اناج عمدہ اور کسی مین گھٹیا اور کسی مین ساگ پات اور کسی مین لکڑی جلانے کی اور کسی مین جانورون کی گھاس ہی پیدا ہوتے ہین اور بعضی ایسی ناقص ہین کہ انمین کچھ بھی نہین پیدا ہوتا اسی طرح قلوب بنی آدم ہین اور یہ مثال حدیث صحیح مین بھی مذکور ہوئی ہی جسکو مترجم نے پارۂ اول مین مع تشریح قول الشیخ محی الدین بن العربی ذکر کیا ہی پس یہ سب پوری مثال ہی اور کیا اچھی تمثیل ہی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو شور وکھاری زمین سے اگا دے لیکن اُسنے نہین چاہا اور عجب ہی کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہان قدرت الٰہی مین شک نہین لاتے حالانکہ کافر ومشرک مین تقدیر ومشیت مین منافق ومتردد ہو جاتے ہین اللہم اہدنی فیمن ہدیت واغفرلی انک انت الغفور الرحیم اور ہرگز وہ لوگ جو تقدیر کے منکر ہین ہدایت پر نہونگے جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوین اور یہ سمجھین کہ وہ کس کھیت کی مولی ہین جو تمام حکمت الٰہی کو سمجھ جاوین ایک ناچیز بلکہ ہیچ مخلوق پس وہ بڑا گدھا ہی جو اس خوض مین پڑا کہ تقدیر سے واقف ہو پس ای اہل ایمان ثابت رہو اور اخلاق پر احکام الٰہی سے تقوی کرو والسلام قال الشیخ پھر ان باغون کے پروردگار مالک ذو الجلال نے بندون کو خطاب فرمایا کہ ان پھلون ومیوہ جات سے ضرور انتفاع حاصل کرین تاکہ قوت ایمان ونور یقین بڑھ جائے اسی واسطے فرمایا کلوا من ثمرہ اذا اثمر - پھر بندون کو حکم دیا کہ ان نعمتون کی زکوۃ مریدون وطالبون کو بیان وہدایت ونصیحت واتباع سنت سے مع بیان مقامات وحالات کے ادا کرین بقولہ تعالیٰ واٰتوا حقہ یوم حصادہ یعنی جب احوال اعمال مستقیم وکامل ہون تب ایسا کرو قال المترجم اسمین تصریح ہی کہ کسی شخص کو روا نہین کہ بدون اپنی اصلاح کے مقامات وحقائق کو بیان کرے اور بہت سے مشائخ نے یہ تصریح کر دی ہی اور مکاری وفریب سے عارف بننا آخر کار گمراہی ہی اور نصیحت اعمال شرع کی علی العموم فرض ہی جیسے اپنے نفس کی اصلاح فرض ہی اور پیر بننا بڑے خطرہ کا مقام ہی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آدمی اچھا ہی پھر پیر بنکر عجب وغرور وشیطانی ہوساوت مین پڑ کر بدتر ہو گیا اللہم انی اعوذ بک قال الشیخ پھر لوگون کو حکم کیا کہ یہ نعمتین ان بندون سے جو اسکے لائق ومستحق ہون دریغ نکرین بقولہ تعالیٰ ولا تسرفوا کیونکہ مستحق کو نہ دینا ظلم ہی جیسے غیر مستحق کو دینا اسراف ہے قال المترجم عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے روایت ہی کہ یہ خطاب مسلمانون کے سردارون کو ہی جو زکوٰۃ وصول کرتے ہین چنانچہ اُنکو

حکم دیا کہ حق واجب سے بڑھتی نہ لیوین اور غیر مستحق کو نہ دیوین پس جو اشارہ شیخ نے ذکر کیا انھین حضرت ابن زید کے قول پر مستقیم ہی اور توضیح اشارہ یہ ہی کہ ہر عارف کو ان مقامات سے جسقدر پھل ملا ہو اس سے زیادہ حق ظاہر نہ کرے اور ان علوم مین سے غیر مستحق کو نہ دیوے اور حاصل یہ کہ لوگون کی تعلیم مین انکو درجہ بدرجہ چڑھاوے حتی کہ جسقدر قلب انکا صاف ہوگا اسی قدر انوار سے اور فہم خطاب سے آگاہ ہونگے پس جسنے مبتدی کو اسرار سُنائے اُسنے اسکو گمراہ کیا اور اپنے اوپر وبال لیا فافہم - قولہ تعالیٰ انہ لایحب المسرفین - بعد اسکے وہ شخص خود اُن باغون وانوار سے محجوب ہوگا - اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے جسکو عطا فرما دے وہی بندہ ہی اور جو بندہ ہی اسی کو عطا ہوتے ہین کیا اچھے باغ ہین کیا خوب حالات ہین کیا پاکیزہ بلبل ہین کیا خوبصورت انکی تسبیح ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم حضرت استادؒ نے اس آیت مین فرمایا کہ ظاہری باغون سے جو قدرت الٰہی سے تمام روئے زمین پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتے ہین انسے باطن وقلوب کے باغ بہت ہی خوب ہین گویا یہ مجاز اور وہ حقیقت ہین انکی سرسبزی وشادابی اور انکے چاند وسورج وانکے آب وتاب کا کیا کہنا اُنکی زکوٰۃ شکر نعمت ہے اس سے بہت بڑھا ؤ رہو والحمد للہ رب العٰلمین

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور پیدا کیے مواشی مین لدنے والے اور دبے کھاؤ اللہ کے رزق مین سے اور مت چلو شیطان کے قدمون پر وہ تمھارا دشمن صریح ہی

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پیدا کیے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ مین سے دو اور بکری مین سے دو پوچھ تو کہ دونون نر حرام کیے ہین یا دونون یا

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ

وہ جو لپٹ رہا ہی دونون کے پیٹ مین بتاؤ مجھکو سند اگر تم سچے ہو اور پیدا کیے اونٹ مین دو اور گائے مین

اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

دو پوچھ تو دونون نر حرام کیے ہین یا دونون مادہ یا جو لپٹ رہا ہی مادون کے پیٹ مین یا تم حاضر تھے

اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ

جسوقت اللہ نے تمکو یہ کہدیا تھا پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹھ باندھے اللہ پر تا لوگون کو بہکاوے بغیر تحقیق

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بیشک اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگونکو

بقیہ تحقیق اور تنبیہ کو اللہ تعالیٰ نے مشرکون کے رد اور مومنون کی ہدایت کیلیے بیان فرمایا وَمِنَ الْاَنْعَامِ انعام جمع نعم غالب استعمال اسکا اونٹ وگائے وبکری کے انواع مین ہی اور تحقیق او برگزری ہی یعنے اور اُسی پاک پروردگار خالق متعال نے پیدا کیے جملہ جانور اور انمین سے انعام سے کر دیے حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا حمولہ وفرش - پس حمولہ بروزن فعولہ بمعنی فاعل جسمین تذکیر وتانیث یکسان لفظ سے آتی ہی **قال المفسر** ایسے انعام جو لادنے کے کام کے لائق ہین مانند بڑے اونٹون کے - اور فرش وہ جو بوجھ لادنے کے لائق نہین جیسے چھوٹے اونٹ وبکریان انکو فرش اسواسطے کہتے کہ مانند زمین کے مفروش ہین یا زمین پر فرش ہین بسبب زمین سے نزدیک ہونے کے - عن عبداللہ بن مسعود رض حمولہ وہ اونٹ جنپر لادا جاتا ہی و فرش چھوٹے اونٹ - رواہ الحاکم وصححہ وکذا قال ابن عباس ومجاہد اور علی بن ابی طلحہ نے

ابن عباس سے روایت کی کہ حمولہ تو اونٹ وگھوڑے وخچر وگدھے وہر جانور جسپر لادا جاوے اور فرش وہ بکری بھیڑی ہین - اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا اور کہا کہ میرے خیال مین فرش اسوجہ سے کہا گیا کہ زمین سے نزدیک زیادہ ہوتے ہین **قال المترجم** یہ تفسیر بنا برانکہ انعام کا لفظ جملہ چوپایہ کو سوائے درندے واسکے مانند کے شامل ہی ربیع بن انس وحسن وضحاک وقتادہ وغیرہ نے کہا کہ حمولہ اونٹ وگائے اور فرش بکریان مفسر رحمہ اللہ نے شاید قول ابن عباس بروایت علی بن ابی طلحہ اختیار کیا کما یظہر من ظاہر کلامہ اور زجاجؒ نے کہا کہ اہل لغت کا اجماع ہی کہ فرش چھوٹے اونٹ ہین كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ اس چیز سے جو تمکو اللہ تعالےٰ نے رزق دیا وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ خطوات جمع خطوہ قدم اور مراد طریقے ہین یعنے بعض کو ان انعام مین حرام وبعض کو حلال سمجھتے ہین جو شیطانی طریقون کی تمنے پابندی کی ہی وہ چھوڑ دو اور جو اللہ تعالےٰ نے تمھارے واسطے حلال کیا اسکو کھاؤ اور شکر الٰہی ادا کرو اور ہر وقت اپنے نفس کی اصلاح کرو تاکہ کمال رضائے الٰہی کو پہونچو اور شیطان سے ہوشیار رہو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بین العداوۃ - وہ یعنی شیطان تمھارا کھلا دشمن ہی اسنے تمھارے باپ آدم کو جنت سے نکالا اور تمھاری گمراہی کا بیڑا اٹھایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون - تم مین سے بہت سے گروہ اگلون کے اسنے گمراہ کر ڈالے یہانتک کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے پھرے آخر کار بہت سے مختلف عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اب بھی کیا تم نہین سمجھتے ہو یہانتک کہ شیطان کے حرام تبلانے سے حرام سمجھنے لگتے اور حلال تبلانے سے حلال رکھتے ہو حالانکہ یہ الٹی بات ہی چنانچہ اسنے پاکیزہ گوشت سانڈ اونٹ وغیرہ کا تمپر حرام کیا اسکو تم نہین کھاتے اور خون کو جمع کرکے اسکے تھکلے کے تھکلے کاٹ کر کھاتے اور مردار جانور اور کھال اور ایسی ہی ناپاک چیزین کھائے جاتے ہو تمکو ذرا بھی عقل نہین آتی پھر اسپر تمکو اسنے بیوقوف بنایا کہ آخر تمنے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو ایسا حکم دیا ہی - قل ان اللہ لایامر بالفحشاء - اللہ تعالیٰ کبھی فحش باتون کا حکم نہین فرمایا پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے حمولہ وفرش کو بیان کرکے انکو تنبیہ فرمائی کہ تم شیطان کے مسخر بنے اور عقل سے دور پڑے ہو ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ بدل واقع ہی حمولہ وفرشا کا یعنی انعام حمولہ وفرش جملہ ثمانیہ ازواج ہین یعنے چار جوڑ ہین چار صنف کے - اور ازواج جمع زوج کی کبھی بمعنی صنف آتا ہی اور مفسرؒ وغیرہ نے ازواج بمعنی اصناف لیا ہی اور بیضاویؒ نے کہا کہ زوج وہ کہ اسکے ساتھ جنس کا دوسرا اسکا مزاوج ہو اور کبھی ان دونون کے مجموعہ کو کہتے ہین یہان معنی اول مراد ہین حاصل آنکہ واحد اگر ایسا ہو کہ منفرد ہو خواہ نر ہو یا مادہ تو اسکو فرد بولتے ہین اور اگر اسکے ساتھ اسکی جنس سے جمع ہو جاوے ایک مذکر اور ایک مونث تو دونون کو بھی کبھی زوج کہتے ہین اور ہر ایک کو بھی اس حالت مین زوج کہتے ہین اور مونث کو زوجہ کہنا تو یہ عجمیون کی بولی ہی عرب والے زوج ہی کہتے ہین اور دونون کو زوجان بولتے ہین کما فی قولہ وجعل منہ الزوجین الذکر والانثی اسلیے یہان چار جوڑ کو آٹھ زوج فرمایا مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ ای زوجین اثنین الذکر والانثی یعنی ضأن سے دو زوج نر و مادہ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ اور معز سے بھی دو زوج نر و مادہ الضان جمع ضائن اور مادہ کو ضائنہ کہتے ہین اور یہ ان بکریون کی قسم ہی جنپر صوف یعنی پشم ہوتی ہی اور معز اسکے برخلاف جنکے بال اور چھوٹی دم ہوتی ہی پس ضان کے نر کو کبش کہتے ہین اور مادہ کو نعجہ کہتے ہین اور معز کے نر کو تیس اور مادہ کو عنز کہتے ہین پس ثمانیہ ازواج مین سے اربعہ یعنے چار کو یکجا ذکر کیا کہ مشرکین انمین خاص خاص تحلیل وتحریم شیطانی کے معتقد تھے جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہی تو انکو ذکر کرکے فرمایا قُلْ یا محمد لمن حرم ذکور الانعام تارۃ واناثہا اخری ونسب ذلک الی اللہ تعالےٰ افتراء علیہ یعنے کہدے اے محمد ہر ایسے مشرک سے جسنے کبھی انعام کے نر کو حرام سمجھا اور کسی صورت مین مادہ کو حرام جانا اور اسکو اللہ تعالےٰ کی طرف نسبت کیا کہ اوتعالےٰ نے یون ہی حکم دیا ہی پس ایسے مشرک سے کہہ کہ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ بھلا ہر دو مذکر ضان ومعز کو حرام کیا یعنے کبش وتیس کو حرام کیا تمپر اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا ان دونون

کے مادہ یعنی نعجہ وعنز کو حرام کیا اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یا وہ کہ مشتمل ہوا اسپر ہر دو مادہ کا بچہ دان خواہ نر ہو یا مادہ ہو نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ عن کیفیۃ تحریم ذلک۔ آگاہ کرو مجھکو علم کے ساتھ اسکی تحریم کی کیفیت سے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو کہ اللہ تعالے نے ہمپر اسکو حرام کیا ہو معنی یہ ہین کہ کس اصل پر تمکو تحریم بتلائی گئی ہو اگر از جانب ذکورہ ہو یعنے نر ہونے کی جہت سے تحریم آئی ہو تو سب نر حرام ہوے پس بعض کی تخصیص کیون کرتے ہو اور اگر مؤنث ہونے کی جہت سے ہو تو جملہ مؤنث حرام ہوئین اور اگر اشتمال رحم سے تحریم آجاتی ہو تو نر و مادہ دونون حرام ہین کیونکہ دونون قطعًا رحم سے متولد ہین پھر یہ تخصیص بعض کی کہان سے ہوی یہ استفہام انکاری ہو آیت مین دلیل ہو کہ قواعد شرعی اصول پر ہین اور متفرق باتین نہین ہین چنانچہ کل مسکر حرام وغیرہ بعلت سکر مصرح ہین اور اہل اسلام مین علماء اصول الفقہ رحمہم اللہ تعالی نے اسمین کوشش کی اللہ تعالی سب پر رحم کامل فرماوے پس جسنے انکو ممنوع سمجھا وہ بیوقوف ہو اور نیز آیت مین دلیل ہو کہ ہر تحلیل وتحریم وغیرہ مین علم شرعی معتبر ہو وہ ادلہ فقہ یعنی کتاب اللہ تعالی وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت وآخر مین قیاس مجتہد ہو اور قیاس کے معنی یہ ہین کہ ظاہر کرنا بدلیل کہ اس صورت ومسئلہ مین حکم اللہ تعالی کا نکلتا ہو اور یہ معنی نہین ہین کہ قیاس کرکے مجتہد خود کوئی حکم بناوے حتی کہ اگر مجتہد کو کسی مسئلہ مین کوئی حکم الٰہی ظاہر نہو تو وہ خاموش رہے اور نیز واضح رہے کہ بہت سے امور ایسے ہین کہ انمین عقل کو مجال نہین جیسے نمازون کی رکعات اور مثلاً عید کے دن روزہ حرام ہو اور جیسے دارمی وغیرہ کی روایت مین ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی صلعم مین ایک حلقہ کرکے بیٹھے اور اسی طرح ذکر کرنے کا طریقہ نکالا کہ سب کے سب سبحان اللہ پڑھو۔ پھر سب کے سب الحمد للہ الحمد للہ پڑھو اسی طرح پس عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسکو بدعت قرار دیا اور ان لوگون نے کہا کہ یہ تو فقط یاد الٰہی ہو مگر آپ نے ملامت کی اور فرمایا کہ ابھی اتنا زمانہ نہین گذرا کہ حضرت صلعم کے برتن ثابت موجود ہین مگر تمنے بدعتین نکالین راوی کہتا ہو کہ مین نے دیکھا کہ اکثر انمین سے خارجیون کے ساتھ مارے گئے بالجملہ جو امور توقیفی ہین انپر کوئی اصل نہین باندھی جاتی ہو اور یہ سب مفصل علماء اصول فقہ رحمہم اللہ نے بیان کردیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے ایسے شخص کے حق مین جو رائے سے کوئی مسئلہ بیان کرے دلیل شرعی سے سزا دینا ظاہر فرماتے تھے اور یہی کتب مین مذکور ہو۔ بالجملہ آیت مین مشرکون پر ملامت کی کہ کون علم شرعی تمہارے پاس ہو جس سے تم یہ تحریم وتحلیل کا حکم ظاہر کرتے ہو حالانکہ سواے دلیل شرعی کے کوئی علم وفن ہو وہ قطعی دربارہ غیب کے نہین ہو۔ پھر اسی طرح دوسری قسم یعنی باقی چار ازواج کے بارہ مین فرمایا وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ اونٹ سے نر و مادہ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ اور گائے سے نر و مادہ پیدا کین قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یعنے انمین بھی از جانب ذکورت حرمت ہو تو سب نر اور از جانب انوثت ہو تو سب مادہ اور اشتمال رحم ہو تو دونون حرام ہین حتی کہ چھوٹے سے بڑے تک اور ماسوائے انکے جو تمکو منہین انمین بھی یہ بات تم نے کس اصول شرع پر قرار دی ہو مشرکون پاس اسکا جواب کہان تھا وہ تو شیطان کی شرع مانتے تھے اور اسی کے وسوسے سے اللہ تعالے پر افترا کرتے پھر افترا و باطل سب بے بنیاد ہین وہ کہان تک چل سکتے ہین۔ لامحالہ لاجواب ہوئے پھر انکو اور بھی تبکیت کی اور شرمندہ کیا بقولہ اَمْ كُنْتُمْ اے بل کنتم شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا علم وحی تو نہین ہو بلکہ یہ کہو تم وہان حاضر موجود تھے جب اللہ تعالے نے تمکو اس تحریم کی وصیت فرمائی پس تمنے اسپر اعتماد کیا اور کہنے لگے کہ اللہ امرنا بہا اللہ تعالے نے ہمکو اسکا حکم کیا ہو حاصل آنکہ یہ سب تو کچھ نہین پس ضرور تم اس دعوے مین جھوٹے ہو افترا باندھتے ہو اور ڈرو اللہ تعالے سے کہ خواہ مخواہ مرو گے اور مرتے ہی عذاب مین پڑو گے۔ واضح ہو کہ بعض کو یہ وہم ہوا کہ شرع مین بعض امور توقیفی ہین کہ جہانتک بتلائے گئے ہین انہین تک واقفیت ہو اسپر قیاس نہین ہو سکتا لہذا مشرکین اپنے افترا کی

تحریم وتحلیل کو بھی توقیفی کہہ سکتے تھے پس رد کیونکر ہوا تو جواب اس وہم کا یہ ہو کہ مشرکین نے اسکو اللہ تعالی پر افترا باندھا تھا اسکو رد کردیا کہ تم علم شرع سے بتلاؤ کہ چار ازواج ضان ومعز مین اور چار ازواج ابل وبقر مین تمنے کس شرع ابراہیم واسمعیل علیہما السلام سے یہ تحریم وتحلیل وبحیرہ وسائبہ جانا کیونکہ حضرت اسمعیل کے وقت مین نہ تھا تو کسی قیاسی قاعدہ سے نکالا ہوگا کیونکہ توقیفی تو ثابت نہین پس علت بجلی ذکورت وانوثت واشتمال رحم کی باطل علاوہ برین انعام مین سے فقط ابل کے ساتھ یہ خصوصیت کس جہت سے ہو پس جب توقیفی نہین اور نہ کوئی اصل شرعی ہو تو شاید تمنے خود حاضر ہوکر سنا ہوگا یہ بالضرور باطل پس خواہ مخواہ تم جھوٹے ہو اور امام فخر رازی نے کبیر مین معنی آیت مین دو وجہ دیگر لکھین ایک یہ کہ یہ کلام انکے قول کا باطل ہونا ثابت کرنے پر استدلال نہین بلکہ استفہام انکاری ہو یعنے تم کسی نبی کی نبوت کا اقرار واعتراف نہین کرتے تو کیونکر کہتے ہو کہ یہ حلال ہو اور وہ حرام ہو۔ اور دوم آنکہ اللہ تعالے نے انعام کے آٹھ ازواج بیان فرمائے تو تمنے بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام کی تخصیص فقط جنس اونٹ سے کیونکر رکھی اور باقی تین اقسام مین کیون چھوڑی ہو **قال المترجم** رازی نے ان دونون وجہون کو اپنی طرف منسوب کیا۔ ولیکن مترجم کے نزدیک دونون وجہین بہت ضعیف ہین اور شاید یہ گریز فقط اسی وہم سے ہو جو مترجم نے بیان کردیا اور امید ہو کہ انشاء اللہ تعالے جس طرح مترجم نے دفع وہم مین بتوفیق الٰہی تقریر کردی ہو اب کسی کو وہم کی گنجائش نہوگی والحمد للہ رب العالمین۔ بالجملہ ثابت ہوا کہ مشرکون نے شیطانی احکام کی پیروی کی اور اللہ تعالی پر افترا باندھا لہذا فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ ای لا احد اظلم مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کوئی نہین بڑھکر ظالم ایسے شخص سے جسنے اللہ تعالی پر افترا باندھا دروغ ان تحریم وتحلیل مذکورہ مین لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ تاکہ گمراہ کرے لوگون کو بدون علم کے یعنی جہالت سے **قال الخطیب فی السراج المنیر** یعنی بدون علم شرعی کے لوگونکے گمراہ کرنے کے واسطے اللہ تعالے پر جھوٹ باندھا تو اس سے زیادہ کوئی ظالم نہین ہو جیسے عمرو بن لحی تھا جسنے سب سے پہلے بحیرہ کرنا اور سانڈ چھوڑنا نکالا اور دین ابراہیم علیہ السلام کو بگاڑا اور اسی وعید مین ہر وہ شخص بھی شامل ہو جو عمرو بن لحی کے طرز پر ہو یا نئی نکالے کوئی ایسی بات جسکا حکم اللہ تعالی نے یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین دیا اور اسکو اللہ تعالے کا حکم بتادے یعنی شرعی بات بتلادے پس وہ بھی ظالم ہو اور اس وعید مین داخل ہو کیونکہ لفظ عام ہو تو تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہو پس جس کسی نے داخل کی دین اسلام مین ایسی کوئی بات جو اس دین مین نہین تو وہ اس وعید مین داخل ہو انتہی ترجمہ قول الخطیب اور اسی طرف **شیخ حافظ ابن کثیر** نے اشارہ کیا ہو۔ بالجملہ بالاجماع سلامتی کی راہ یہ ہو کہ آدمی ظاہری اعمال مین انکو بہت کافی سمجھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم وسلف صالحین کے وقت مین تھین اور ایسے اپنے نفس کی اصلاح کرکے راہ شریعت سے مقصود طریقت تک پہونچنے کی اللہ تعالے سے دعا کرے اور شیطان کے وسوسہ و اوہام سے بچ جاوے اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہو کہ اللہ تعالی علم کو چھین نہین لیگا بلکہ علماء اٹھ جاوینگے یہانتک کہ جب لوگ جاہلون کو پیشوا بناوینگے تو خود گمراہ اور دوسرونکو گمراہ کرینگے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اللہ تعالے ہدایت نہین دیتا قوم ظالم کو منجملہ ظلم کے یہ ہو کہ عالم کی بات نہ مانے کیونکہ نفس پر گران ہوگی اور شیطان کے مخالف ہوگی اور مانے جاہل کی بات جو عالم و درویش کی صورت مین ہوتے ہین اور نتیجہ اسکا یہ کہ گمراہ ہو جاوے نعوذ باللہ منہ ف **فی العرائس** قولہ تعالے وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا اشباح وارواح وقلوب وعقول واسرار کے واسطے رزق علیحدہ ہو پس اشباح کا رزق وہ ہو جو عالم فعل مین موافق علم کے اسکے واسطے پاکیزہ وحلال ہو اور رزق ارواح مشاہدہ تجلی صفات ہو اور رزق وہ انوار غیوب ہین جو اسکو منکشف ہون رزق عقول وہ انوار آیات جو اسکو لائح ہون۔ رزق اسرار وہ دیدار ذات سے جو علوم خاص اسکو نصیب ہون۔ استاذ نے فرمایا کہ رزق وہ ہو جس سے انتفاع حاصل ہو اسکی دو قسمین ہین

رزق ظواہر اور رزق سرائر پس اول تو وجو نعمت غیر متناہی ہے اور دوم شہود کرم ہے بلکہ عدم مین گمنام ہو جانا یعنی خودی سے فانی ہو جانا اور قلب کیواسطے
رزق ہے اور وہ عرفان کی دلیل سے تحقیق حاصل کرنا اور روح کے واسطے رزق ہے اور وہ محبت اسطرح کہ سچائی سے تمام موجودات عالم سے احتراز
کرے اور سر باطن کے واسطے رزق ہے اور وہ ایسا شہود ہے کہ اسی کے قریب معاینہ و دیدار ہے یعنے جو قیامت مین حاصل ہوگا دیدار اسرار اسکا نمونہ ہے
واللہ اعلم بالصواب پھر جب اوتعالیٰ نے اہل جاہلیت کے طریقہ کا جہالت و گمراہی ہونا بیان کر دیا تو بیان صحیح اسکے پیچھے فرمادیا کہ تحلیل و تحریم
بدون وحی آسمانی نہین ہو سکتی ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ
تو کہہ مین نہین پاتا جس حکم مین کہ مجھکو پہونچا کوئی چیز حرام کھانے والے کو جو اُسکو کھاوے مگر آنکہ وہ مردہ ہو یا لہو ہو پھینک دینے کا یا گوشت سور کا کہ وہ
رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جسپر پکارا اللہ کے سوائے کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا ہے مہربان

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا اے شیئاً محرّماً یعنے کوئی چیز مین حرام نہین پاتا اس کلام مین جو مجھپر وحی کیا گیا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ
کسی کھانے والے پر جو اسکو کھاوے خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ برخلاف اپنی رائے و ہوائے نفسانی سے گڑھنے والے جاہل مشرکون کے
کہ وہ بعضی چیزین مردون پر حلال و عورتون پر حرام کرتے تھے اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً بعض نے یکون بیاء تحتیہ اور میتۃ کو رفع پڑھا اور اکثر قرأنے
نصب پڑھا۔ اور بعض یعنے ابن کثیر وحمزہؒ نے تکون بتاء فوقانیہ پڑھا ہے معنی اسکے استثناء ہین پس مستثنیٰ منہ یا تو لفظ عام مقدر ہے جیسا کہ
مفسرؒ نے اشارہ کیا یعنے کوئی چیز محرّم نہین پاتا یا مراد آنکہ ان اشیاء بحیرہ و سائبہ وغیرہ سے جنکو مشرکین حرام کرتے تھے کوئی چیز حرام نہین پاتا مگر آنکہ
ہووے وہ چیز مردار اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون رواں بخلاف اسکے جو رواں نہو مانند جگر اور تلّی کے یا گوشت سے مخلوط کہ وہ حلال ہے
اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ یا سور کا گوشت ہو فَاِنَّهٗ رِجْسٌ کیونکہ وہ ناپاک یعنی حرام ہے۔ لحم کی خصوصیت بوجہ قولہ طاعم یطعمہ کے ہے کیونکہ گوشت
ہی کھایا جاتا لیکن سور کا گوشت حرام ہے تو دیگر اشیاء بدرجہ اولیٰ حرام ہین اور فانّہ کی ضمیر بعض نے خنزیر کی طرف راجع کی یعنے فان الخنزیر
رجس کیونکہ سور نجس ہے پس اسکی بالکلیہ حرمت ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نجس العین ہے اَوْ فِسْقًا یا فسق ہو جسکی یہ صفت ہے کہ اُهِلَّ
لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ غیر خدا کے واسطے اسکا اہلال کیا گیا ہو یعنے غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو قال النیشاپوری ذبیحہ حلال ہونے
مین دو شرط ہین ایک تو اسپر اللہ تعالےٰ کا نام لیا جاوے اور دوم اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے واسطے ذبح کیا جاوے پس مشرکین
بعض کو اللہ تعالےٰ کے نام پر ذبح کرتے اور بعض پر بت کا نام لیتے اور تقرب کسی مین نہ تھا فسقاً عطف ہے لحم خنزیر پر اور درمیان مین جملہ معترضہ
ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے کہ اہل کا مفعول لہ ہو یعنی اہل لغیر اللہ بہ فسقا۔ اور بعض نے کہا کہ محل مستثنیٰ پر عطف ہو سکتا ہے یعنے الا ان یکون
او الا فسقا فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مضطر ہو یعنی اضطرار ہو بسبب شدت بھوک کے ان مذکورات مین سے کسی چیز کے کھانے کیطرف
پس اُسنے کھائی غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ اسکی تفسیر گذر چکی ہے فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مفسرؒ نے کہا کہ جو محرمات مذکور ہوے اُنکے
ساتھ سنت سے لاحق کیے گئے ہین ہر درندہ جانور اور ہر پرند شکاری کہ انکا گوشت بھی حرام ہے واضح ہو کہ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عائشہ رضی اللہ
عنہم سے و مذہب مالکؒ سے روایت کیا جاتا ہے کہ جو کچھ اس آیت مین مذکور ہے وہی حرام ہے۔ مؤلف فتح البیان نے کہا کہ یہ قول ساقط اور مذہب نہایت
ضعیف ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے کہ سوائے انکے جو بعد کو قرآن اترا اس سے اہمال ہوا اور جو نبی صلعم سے ثابت ہوا کہ آپنے بعد نزول اس آیت کے

حرام فرمایا اسکا اہمال ہو قال المترجم یہ جواب شافی نہین ہے کیونکہ استدلال ابن عباسؓ وغیرہ کا انحصار اس آیت سے ہے کیونکہ جب مستثنیٰ منہ
عام مقدر ہوا تو محرمات کا انحصار انھین چیزون مین ہو گیا جو آیت مین مذکور ہین اور جواب یون بہتر ہے کہ فیما اوحی الیّ۔ کی قید ہے پس مکہ مین اسوقت
تک جو وحی ہوئی تھی اسمین سوائے اسقدر محرمات کے اور نہ تھین اور اس سے یہ لازم نہین کہ بعد کو اور محرمات نہونگی پس آنحضرت صلعم نے
جو حدیث سے حرام فرمائین اور جو مابعد مین کلام مجید سے حرام ہوئین وہ سب حرام ہین قال المترجم بہتر ہے کہ تفصیل اسکی تفسیر ابن کثیرؒ وغیرہ
سے ترجمہ کرون قولہ تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الخ بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد شیئا مما حرمتم حراما فیما اوحی الیّ سوی ہذہ
مترجم کہتا ہے کہ مفسرؒ نے اتقان مین بعض مشائخ متاخرین شافعیہ سے یہ قول نقل کیا کہ اسمین مختار قول مالکؒ ہے تا اگر شافعیؒ نے یہ اخلال نکیا ہوتا
کہ پہلے مشرکون کے اپنے نفس کے گڑھے ہوے محرمات بیان کرنے کے بعد انکو رد کر دیا کہ ہین ان چیزون مین سے جنکو تم حرام جانتے کوئی الٰہی وحی
سے حرام نہین پاتا سوائے اُن چیزون کے قال المترجم اسمین شک نہین کہ یہ قول نہایت سنجیدہ و پسندیدہ ہے کیونکہ سیاق صرف مشرکون کے
محرمات کا رد ہے نہ بیان طریقہ تحلیل و تحریم بتمام و کمال کما لا یخفےٰ فتامل اور بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد فی الحیوانات شیئا حراما
سوی ہذہ اس بنا پر جو تحریمات بعد اسکے سورہ مائدہ وغیرہ مین نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین وارد ہوئی ہین وہ اس آیت کے
مفہوم کی اُٹھانے والی ہونگی اور بعضے اسکو نسخ کہتے ہین اور متاخرین مین سے بہتیرے اسکو نسخ نہین کہتے کیونکہ یہ از باب رفع اباحت اصلی ہے
واللہ اعلم و قال المترجم اور مین نے ایک جواب اور بھی اوپر ذکر کر دیا اور بعد تامل کے مرجع واحد ہے ابو مجلز و قتادہ نے گوشت مین مختلط
خون مباح ہونے کا فتویٰ دیا عمرو بن دینار نے کہا کہ مین نے جابر بن زید سے پوچھا کہ لوگ زعم کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے پالو گدھون کے
گوشت کے زمانۂ خیبر مین منع فرمایا تو کہا کہ یہ بات تو ہمارے پاس حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ بصرہ مین کہتے تھے ولیکن اس سمندر یعنے
ابن عباس نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما الآیہ۔ رواہ البخاری وغیرہ۔ اور ایک روایت مین ابن عباس
سے بعد آیت پڑھنے کے یون ہے کہ پس جو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت کیا وہ عفو ہے
رواہ الحاکم و ابو داؤد وغیرہ اسمین دلیل ہے کہ اصل اشیاء مین اباحت ہے اور یہ مرفوع و موقوف و آثار و آیات سے ثابت ہے اور بخاری
وغیرہ مین حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی مری بکری کی کھال لیکر دباغت کر لینے کی آنحضرت صلعم سے اجازت بلکہ حکم دینا مذکور ہے
اور یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ اسکا گوشت کھانا حرام فرمایا گیا ہے اور ابن عمرؓ نے قنفذ کھانے کے مسئلہ کے جواب مین یہ آیت پڑھ دی پھر ایک نے
بروایت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ آپ نے قنفذ کے حق مین فرمایا کہ وہ خبائث مین سے ایک خبیث ہے تو ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر
حضرت صلعم نے ایسا فرمایا تو یون ہی ہے جیسا حضرت صلعم نے فرمایا۔ رواہ ابو داؤد و سعید بن منصور۔ بالجملہ سورہ مائدہ مین منخنقہ و موقوذہ و متردیہ
و نطیحہ وغیرہ کی حرمت بعد کو نازل ہوئی اور کتون وغیرہ کی حرمت بھی صحیح ثابت ہے بالجملہ اگر آیت میں محرم سے عموم حیوانات ماکولہ کا ہے تو اسکے بعد
جو تحریم اس بارہ مین نازل ہوئی وہ اسکے ساتھ ملائی جاویگی اور اگر حیوانات و غیر حیوانات کے مطعومات کا عموم مراد ہے تو جملہ مطعوم کی حرمت لاحق کیجاویگی
پھر واضح ہو کہ میتہ سے مراد وہ جسکو عرف مین مردار کہتے ہین یعنے خود مر جاوے ورنہ فسقا کا عطف ہے اور وہ بھی شرعا مردار ہے اگر کہا جاوے
کہ آیت مکیہ سے تحریم مابعد مین جمہور کو الحاق کی کیا حاجت ہوئی بسبب آنکہ مکہ مین وہی وحی تھی تو جواب یہ کہ سورہ بقرہ مدنیہ آیت مین بھی
بقولہ انما حرم علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر الآیہ یہی چار چیزین بلفظ حصر انما مذکور ہین پس مدنیہ آیت مطابق مکیہ ہوئی پس جمہور کے نزدیک حصر نہین
بلکہ جو بنص کتاب و سنت حرام ہے مانند بلی و کوے و چیل و ہدہد و خفاش وغیرہ کے اور جو محرمات کے ذیل مین داخل ہین بنا بر بیان اصول کے سب حرام ہین

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا

اور یہود پر ہمنے حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گائے اور بکری مین سے حرام کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر

أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ○ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ

یا آنت مین یا ملی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہمنے انکو سزا دی تھی انکی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہین پھر اگر تمکو جھٹلادین تو کہہ تمھارے رب کی مہر مین

وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ○

بڑی بڑی سمائی ہے اور پھرتا نہین ہے اسکا عذاب گنہگار لوگون سے

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا یعنی یہود پر خاصۃً اور تقدیم ظرف اسواسطے کہ انھین کے ساتھ اسکا اختصاص ثابت ہو حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ
وہو مالم تفرق بین اصابعہ کالابل والنعام ذی ظفر یعنے ناخن والا ہر وہ چوپایہ و پرند ہے جسکے اصابع مین تفرق نہو جیسے اونٹ ونعامہ وغیرہ۔ وقیل
ذی ظفر ہر پرند و چوپایہ جسکے ایک اصبع ہو اور اسمین حافر وخف ومخلب بھی داخل ہے پس اونٹ وگائے وبکری ونعامہ وبط وغیرہ سب داخل ہین
اور نیز ہر چوپایہ جسکے حافر ہو اور پرند جسکے مخلب ہو شامل ہے لیکن حافر وخف کو ظفر کہنا مجاز ہوگا اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ذی الظفر وہ جو منفرج
الاصابع نہو خواہ بہائم مین سے ہو یا پرندون مین سے اور مجاہد رح نے فرمایا کہ جس بہیمہ کے قوائم مین انفراج نہو اور جسکے قوائم مین انفراج ہو اسکو
یہود کھاتے ہین۔ شاید یہود کا ذکر باعتبار مخصوص حرمت کے ایک اصل وقاعدہ پر ہے بخلاف مشرکین مکہ کے کہ انھون نے اپنے وہم پر بدون کسی اصل
کے نکالا تھا وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا الثروب وشحم الکلی۔ ثروب جمع ثرب اور کلی جمع کلیہ بمعنی گردہ پس کمالین
مین کہا کہ ثرب وہ شحم رقیق جو کرش یعنے اوجھ وآنتون پر لپٹی ہوتی ہے۔ اور یہی قاموس مین مذکور ہے اور یہ تفسیر بنظر لغت ہے اور مراد یہان فقط وہ چربی ہے
جو اوجھ پر ہو جیسا کہ علامہ قرطبی رح نے تفسیر کی ہے إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا سوائے اسکے جو معلق ہو اسمین سے ان دونون کے ساتھ مین یعنی
سوائے اس چربی کے جو گائے وبکری کی پشت سے لگی ہو وہ روا ہے اور **سدی وابوصالح** نے کہا کہ دُنبہ کی چکتی بھی منجملہ اُسکے ہے
جسکو پشت اُٹھائے ہوے ہے اور ابن جریج نے کہا کہ چکتی کی چربی ہے کہ مختلط ہے عصعص سے وہ حلال ہے اور جملہ قوائم وپہلو وآنکھ وسر ومانند اسکے
او رجو ہڈی سے مختلط ہو وہ حلال ہے کما قال تعالے أَوِ الْحَوَايَا اور حلتہ الحوایا وہی الامعار جمع حاویار اور حاویہ یا اسکو امعار اٹھائے ہون
اور حوایا جمع حاویار کی یا جمع حاویہ کی ہے بمعنی آنت اور اولی انکہ کہا جاوے حوایا بمعنی مباعر جمع مبعر ہے یعنے جسمین مینگنیان جمع ہوتی ہین یعنے جانورون
کی آنتین پس جو چربی انپر ہو وہ یہودیون پر حرام نہ تھی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہے أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو چربی کہ ہڈی سے مختلط ہو اور وہ چکتی
کی چربی ہے کہ وہ انکے واسطے حلال ہوئی تھی۔ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ اے ذلک التحریم جزیناہم بسبب ظلمہم باسبق فی سورۃ النساء یہ تحریم تھی کہ
ہمنے اس سے جزا دی تھی یہود کو بسبب انکے ظلم کے جو سورہ نسار مین مذکور ہو چکا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ یعنی جو چیزین ہمنے فرمائی ہین اور جو وعدہ
و وعید ہم دیتے ہین انمین ہم سچے ہین **وقال الحافظ** فی قولہ ذلک جزیناہم الخ یعنی یہ تنگی وتحریم جو ہمنے انپر لازم کر دی یہ انکے افعال ظلم کی
سزا تھی کہ انھون نے بغاوت ومخالفت کی کما قال تعالی فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم الآیہ۔ اور قولہ وانا لصادقون۔
یعنے ہمنے جو انکو جزا وسزا دی اسمین ہم عادل ہین اور ابن جریر رح نے فرمایا کہ یعنے اے محمد جو ہمنے تجھکو خبر دی کہ یہود کی مخالفت ونا فرمانی سے ہم نے
انپر یہ چیزین حرام کر دین یہی صحیح ہے اور وہ لوگ جو بہتان کرتے ہین کہ حضرت یعقوب نے حرام کر لی تھین یہ غلط ہے اور قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل
الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ الآیۃ کی تفسیر مین مفصل گذر چکا ہے پھر واضح ہو کہ عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رض کو خبر پہونچی کہ

سمرہ رض نے شراب فروخت کی ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالی سمرہ کو قتل کرے کیا اُسکو یہ نہین معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ لعنت کرے
اللہ تعالے یہود پر کہ چربی انپر حرام کی گئی تھی اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کیا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ سمرہ رض سے اجتہاد مین خطا
ہوئی کہ شراب کی بیع جائز سمجھے حالانکہ سلف وخلف نے اُسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے مگر آنکہ بعض سے اسطرح اجتہاد مین خطا ہوئی جسکو
اُنھون نے ترک کیا۔ جابر بن عبد اللہ رض سے سال فتح مکہ مین آنحضرت صلعم کا حکم مروی ہے کہ اللہ تعالے واُسکے رسول نے شراب ومردار وسور
وبتون کی بیع حرام فرمائی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ مردار کی چربی سے آگاہ فرمائیے کہ اس سے کھالین چکنائی جاتی اور کشتیون پر طلا کیا جاتا
ہے اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہین تو فرمایا کہ نہین وہ حرام ہے پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے یہود کو قتل کرے انپر چربیان
حرام ہوئی تھین اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کر کے اُسکا ثمن کھایا۔ رواہ الجماعۃ من طرق عنہ عن ابی ہریرہ مرفوعًا اللہ تعالی یہود کو
قتل کرے انپر چربیان حرام ہوئین اسکو بیچکر اسکے دام کھائے رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ عن ابن عباس مرفوعًا اسکے دام کھائے
اور اللہ تعالے نے کسی قوم پر کوئی چیز حرام کر دی تو اسکے دام کھانا بھی حرام کر دیا ہے **قال المترجم** اصل لفظ مین اختصار ہے بقولہ ان اللہ
لم یحرم علی قوم اکل شی الا حرم علیہم ثمنہ۔ رواہ ابن مردویہ وابو داؤد والامام احمد۔ اس سے ایک کلیہ اصل ثابت ہوئی کہ جس قوم پر
جو چیز حرام ہے تو اُسکے دام بھی حرام ہین **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین چیتے وبلی وغیرہ کی بیع جائز ہے حالانکہ یہ چیزین کھانا حرام ہے
تو جواب یہ ہے کہ اگر ان چیزون کا گوشت فروخت کرین تو حرام ہے ورنہ زندہ بعوض پالنے کے فروخت ہوتی ہین اور بعض نے کہا کہ بلی کے
دام بھی حرام ہین اور یہی احوط ہے واللہ اعلم فَإِنْ كَذَّبُوكَ فیما جئت بہ فَقُلْ لہم رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ حیث لم یعاجلکم بالعقوبۃ
بہ وفیہ تلطف بدعائہم الی الایمان پھر اگر کافر لوگ تجھکو جھٹلادین اس چیز مین یعنے اس چیز شرع مین جو تو انکے پاس لایا تو کہدے انسے
کہ تمھارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے کیونکہ تمکو اس جھٹلانے پر جلد ماخوذ کر کے عذاب نہین دیا بلکہ مہلت وتاخیر دی ہے کہ غور وسمجھ کے بعد
ایمان لاؤ۔ اسمین مہربانی ہے انکو ایمان کی طرف بلاتے ہین پھر تہدید فرمائی وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ اذا جاءہم اے عذابہ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ
یعنے نہین رد ہوتا عذاب الٰہی گنہگار قوم سے جسوقت آجاتا ہے یعنی قوم گنہگار اگر راہ پر نہ آئے تو جب عذاب آگیا تو پھر نہین مہلت ہوتی ہے
فی العرائس قولہ فان کذبوک فقل الخ اسمین آنحضرت صلعم کے دل کو تسلی فرمائی اور طمع دلائی کہ جسکے حق مین عنایت ازلی کے ساتھ ایمان
مقدر ہوا ہے وہ او تعالے کے باب لطف وعفو وکرم کی طرف رجوع لاویگا اور بخشا دیگا اگرچہ فی الحال امتحان کی صورت مین خوار پڑا ہو
اور قولہ ذو رحمۃ واسعۃ اے تمام مخلوقات پر اسکی رحمت چھائی ہوئی ہے کہ باوجود نافرمانی سرکشون کے حلم فرماتا ہے اور اس تمام نعمت سے جو مخلوق
فرمائی ہے انکے اجسام کی معیشت عطا فرماتا ہے اور جو بندے اسکی درگاہ کی طرف رجوع لاتے ہین انکے قلوب کو لطف خطاب سے تربیت کرتا ہے
اور انوار جمال سے منور فرماتا ہے اور نیز اسمین جمہور کے ساتھ تلطف ہے کہ باوجود اس حال خراب کے جسمین پڑے ہین اسکی درگاہ کی طرف رجوع
لاوین اور ساحل لطف وکرم پہونچکر نجات پاوین اور نیز آنحضرت صلعم کی مواسات ہے کہ اگر ان لوگون نے جھٹلایا تو کہدے کہ او تعالی رحمت والا
ہے مجھکو تمھارے پروس سے چھڑا کر اپنی جوار مین لاویگا **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین آنحضرت صلعم کو اشارہ کیا گیا کہ جسنے تجھسے اعراض کیا اسکو
تو میری طرف رغبت دے تو جو میری طرف راغب ہوگا وہی تجھسے رغبت کریگا اور کوئی رغبت نہ کریگا انکو رحمت مین طمع دے اور اپنے
قلب کو اُنسے منقطع مت فرما۔ استاد رح نے کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ اولیار کو مخصوص رحمت سے سرفراز کیا اور اعدار کو مخصوص طرہ لعنت سے
پس صورت انسانیہ مین دونون کی گنجائش ہے اور وہ ہیچ ہے اور قسمت ازلی سے دونون کو تمیز وانفصال کر دیا حاصل آنکہ واسعہ رحمت مین

شمول ہو اور خاصہ رحمت سے اولیاء اللہ فقط مخصوص ہین۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اب کہینگے شرک اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ ٹھہراتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کرلیتے کوئی چیز اسیطرح جھٹلا یا کیے ان سے اگلے

حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ○ قُلْ

جب تک چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تم پاس کہ ہمارے آگے نکالو کیا بری اٹکل پر چلتے ہو اور سب تجویزین کرتے ہو تو کہہ

فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ○ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ

پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر چاہتا تو راہ دیتا تم سب کو تو کہہ لاؤ اپنے گواہ جو بتادین کہ اللہ نے حرام کی ہے یہ چیز

فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پھر اگر وہ کہین بھی تو تو نہ کہہ اُنکے ساتھ اور نہ چل اُنکی خوشی پر جنھون نے جھٹلائے ہمارے حکم اور جو یقین نہین رکھتے آخرت کا

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ○ ع ۱۸ / ۶

اور وہ اپنے رب کی برابری کرتے ہین

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا یہ ایک شبہ ہے جس پر مشرکین اپنے شرک و کفر مین چپٹے ہین اور وہ یون کہ مشرکون وغیرہ کے کفر و فسق سے او تعالیٰ مطلع ہے وہ چاہے تو متغیر کردے اور ایمان دیدے اور کفر سے روکدے تو جب متغیر نہ فرمایا تو مشرکین نے دعویٰ کیا کہ وہ ہمارے افعال پر راضی ہے **قال البیضاوی** یہ زمانہ آیندہ کی خبر ہے اور اسی کے موافق واقع ہونا دلیل اعجاز ہے اور یہ واقع ہوا چنانچہ مشرکون نے کہا کما فی قولہ تعالے وقالوا لو شاء الرحمٰن ما عبدناہم الآیۃ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا ای اشرکنا نحن وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ پس ہمارا شرک کرنا اور تحریم مذکور سب اسکی مشیت سے ہے پس وہ اسپر راضی ہے فی السراج ان لوگون کی مراد یہ تھی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا۔ کو اپنے شرک پر قائم رہنے کی حجت لاوین باینطور کہ کہتے تھے کہ اللہ تعالے قادر ہے کہ جس حال پہ ہم ہین اسکے اور ہمارے درمیان مین حیلولت کردے حتیٰ کہ ہم اسکو نہ کرین پس اگر وہ راضی نہوتا تو ضرور متغیر کردیتا پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکو جھٹلایا بقولہ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ رسلہم حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا عذابنا یعنے جیسے ان لوگون نے تجھکو جھٹلایا ایسے ہی جھٹلایا انسے پہلے لوگون نے اپنے رسولون کو یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھا وفی السراج فرقہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے افعال مین قادر و مختار ہے یہ لوگ اسی آیت سے استدلال لاتے ہین کہ اگر کفر و شرک وغیرہ فقط او تعالیٰ کی مشیت پر ہوتا تو ان لوگون نے بھی کہا تھا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا پس او تعالیٰ انکو نہ جھٹلاتا اور رد نہ فرماتا حالانکہ رد فرمایا بقولہ کذلک کذب الذین من قبلہم پس معلوم ہوا کہ شرک و ایمان مشیت پر نہین بلکہ بندہ کے اختیار مین ہے اہل سنت رحمہم اللہ نے اسکا جواب دیدیا کہ جھٹلانا و رد کرنا مشرکون کو انکے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا مین نہین ہے یہ قول تو سچ ہے بلکہ انکی مراد مین کہ جو اس سے نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالے ہمارے اس فعل پر راضی ہے اور کبھی کہا کہ ہمکو اسی نے حکم دیا ہے پس اسکو رد کردیا چنانچہ فرمایا۔ قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء۔ اور دلیل اس بات کی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا کہنے پر رد نہین بلکہ انکے نتیجہ نکالنے مین ہے یہی کہ او تعالیٰ نے فرمایا کذلک کذب الذین بتشدید از تکذیب فرمایا اور اگر انکے قول مذکور کے دروغ ہونے کی خبر ہوتی تو کذب بتخفیف از مصدر کذب ہوتا یعنے یہ لوگ اپنے قول مین جھوٹے ہین حسین بن الفضل نے کہا کہ اگر مشرکین اس قول کو بطور تعظیم و اجلال الٰہی کہتے تو او تعالیٰ اسمین انکا عیب نہ کرتا کیونکہ خود او تعالے فرماتا ہے ولو شاء اللہ ما اشرکوا اور فرماتا ہے وما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ اور مومنین اسکو کہتے ہین اور عیب نہین لیکن مومنین کی وہ مراد نہین جو مشرکین کی مراد ہے

کیونکہ مشرکین نے جدال و غیر معرفت سے ایسا کہا اسی پر رد کردیا اور فرمایا ہے۔ مالہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ حکم الٰہی اور ہے اور مشیت و ارادہ الٰہی اور ہے پس بندہ پر واجب ہے کہ اسکے حکم کی پابندی کرے اور اسکی مشیت سے نہ لپٹے کیونکہ وہ اسکے علم سے خارج اور اسکی حکمت اسکے فہم سے باہر ہے اور مشیت سے تعلق رکھنا کچھ عذر نہوگا اور کیونکر کسی کو اسکی مشیت معلوم ہوتی لہذا فرمایا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ کہدے بھلا تمھارے پاس کچھ علم ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری باتون سے راضی ہے اگر کہتے ہو کہ ہے فَتُخْرِجُوهُ لَنَا تو اسکو ہمارے سامنے نکالو حاصل آنکہ تمھارے پاس کچھ بھی علم نہین إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ نہین پیروی کرتے ہو تم اس بارہ مین مگر فقط گمان کی وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ اور نہین ہو تم کسی حال مین مگر اس حال مین کہ تخمینہ و اٹکل لگاتے ہو یعنی جھوٹ بولتے ہو کیونکہ جناب باری تعالیٰ کے امور کو اٹکل کب پہونچیگی خواہ مخواہ جھوٹ ہوگی **قال ابن کثیر** مشرکین کی یہ جاہلانہ گفتگو محض باطل تھی اگر صحیح ہوتی تو کیون اللہ تعالیٰ اگلون کو عذاب کرتا اور نیست کرکے رسولون و مومنون کو قوت و نصرت دیتا اور البتہ رد کردیا کہ تم جو نکالتے ہو کہ ہمارے فعل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا معلوم کرنے کا کوئی علم ہے بلکہ کچھ بھی نہین تم فقط وہم و گمان کی پابندی کرتے ہو ورنہ اگر کوئی علم ہے تو لاؤ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ای قل اذا لم تکن لکم حجۃ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ یعنی جبکہ تمھارے واسطے کوئی حجت کبھی ثابت نہین تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے حجت بالغہ ہے یعنی حجت تامہ و کاملہ ہے فَلَوْ شَاءَ ہدایتکم لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ پس اگر وہ چاہتا تمھاری ہدایت پر ہونے کو تو البتہ تم سب کو ہدایت دیتا یعنے اسنے نہین چاہا پس جو کچھ ہے اسکی قدرت و مشیت و اختیار کے تحت مین مسخر ہے کسی کو اس سے تجاوز و عدول کی مجال نہین اور او تعالیٰ باوجود اسکے مومنین سے راضی ہے اور کافرون سے بغض فرماتا ہے وقد قال تعالے ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ اور فرمایا ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا۔ اور فرمایا۔ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ضحاک بن مزاحم نے فرمایا کہ کسی نافرمانی کرنیوالے کی کوئی حجت نہین اللہ تعالیٰ پر و لیکن اللہ تعالے کے واسطے اپنے بندون پر پوری حجت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ برائی مانند شرک وغیرہ کے تقدیر الٰہی سے نہین ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے اور قدریہ کے درمیان یہی آیت حاکم ہے۔ علی بن زید نے فرمایا کہ اس آیت پر قدریہ فرقہ کی حجت مٹ گئی واضح ہو کہ جس طرح اس آیت سے مشرکین کا رد ہوا ویسے ہی قدریہ و جبریہ دونون کا رد ہوگیا اور مومن نہین جبتک تقدیر پر ایمان نہ لاوے قدریہ شیطانی وسوسہ دلاتے ہین کہ ہم تمام برائیون کی نسبت اپنی طرف کرتے ہین تو ہم اچھے ہین حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ نسبت کرنے کے یہ معنی لیتے ہین کہ برائیان ہم اپنے اختیار سے پیدا کرتے ہین پس یہ خبیث اپنے آپ کو بھی فی الجملہ خالق قرار دیتے ہین اور یہ نہایت برا شرک ہے اور مخلوق ہو کر اپنے آپ کو خود مختار قرار دیا اور یہ صرف وہم و قیاس ہے کہ جیسے چیزین بنانے والا وہم کرتا ہے کہ مین نے بنائی ہین حالانکہ وہ چیز خود مختار نہین ہوتی اور یہ اپنے متبوع شیطان کے موافق قیاس کرتے ہین بلکہ اُس سے بھی تجاوز کیے ہوئے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ کاش یہ لوگ اسمین بحث نہ کرتے اور اللہ تعالے کے حکمون پر عمل کرتے اور منہیات سے باز رہتے تو شاید جب دل مین کچھ نور و صفائی ہوتی تو سمجھ جاتے ورنہ عجیب بات ہے کہ نہایت روشن راہ مین ایسے گمراہ ہین اور یہ تقدیر العزیز الحکیم ہے فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم اسی اوہام و قیاسات نے سوائے اہل ایمان کے سب کو گمراہ کردیا خصوص اس زمانہ مین اپنی راے پر ناز کرنے والے عقل سلیم سے بے بہرہ بہت کثرت سے ظاہر ہین ہر ایک نے وہی طریقہ اختیار کرلیا جو سب سے اول شیطان کا تھا اور مابعد مین مشرکون و کافرون یعنے شیطان کے مریدون نے اختیار کیا اور بدون اسکے کہ تمام علم قرآن مجید پر سمجھ حاصل کرین اور غور و فکر کرین

صرف اپنی راے پر اعتماد کر لیتے ہین اور اسکو بہت مضبوط سمجھتے ہین حالانکہ وہ مکڑی کے جالے سے زیادہ ضعیف و سست ہی پھر ایک جاہل نے
راے نکالی اور کثرت سے جاہل لوگ اسکی راے پر آفرین کرتے ہین اور اندھے گمراہ چلے جاتے ہین جیسے مشرکین عرب مین عمرو بن لحی نے
بحیرہ و سائبہ وغیرہ تحریم و تحلیل نکالی اور پیچھے اور زیادتی کرنے والے بت وغیرہ لانے والے اور نئی نئی رسمین نکالنے والے ہوتے گئے اور
بکثرت اندھے جاہل اسکی پیروی کرنے لگے حتی کہ وہی جہالت تمام پھیل گئی یہانتک کہ روشن دلائل و عقلی علوم و مجج ساطعہ کوئی ان اندھون مین
اثر نہین کرتی تھی اور یہ تقدیر الٰہی ہی او تعالی جل جلالہ اگر چاہتا تو ہدایت پاتے ولیکن او تعالے نے نہین چاہا او تعالی قادر مختار ہی اسی کی حکمت بالغہ
ہی جو چاہے کرے جو کیا عین عدل و صواب ہی اور جو امر ہی عین حکمت ہی پھر مشرکون کو ملامت فرمائی قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ
اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا واضح ہو کہ ہلم اسم فعل ہی جسمین مذکر و مؤنث اور واحد و تثنیہ و جمع یکسان ہی اور یہ اہل حجاز کے نزدیک ہی اور قرآن مجید
انھین کی زبان مین غالب ہی اور اہل نجد اسمین ہلما و ہلموا و ہلمی بھی لاتے ہین جیسے دیگر افعال مین ہی ولیکن قرآن بزبان حجاز ہی و منہ قولہ تعالے
والقائلین لاخوانہم ہلم الینا اور معنی اسکے اس مقام پر یہ کہ ہاتو ہم واحضروہم اور سدی نے کہا ای اردنی شہدائکم۔ اور اول اظہر ہی اور وہی
مفسر نے اختیار کیا المعنی تو کہدے کہ حاضر لاؤ اپنے شہدا کو جو شہادت دیتے ہین کہ اللہ تعالے نے اسکو حرام کیا یعنے تمنے جنکی تقلید کی ہی انکو حاضر
لاؤ اور انکے پاس کیا دلیل ہی۔ سوائے اسکے کہ تعصب و جہالت کے سرغنہ ہین اوہام شیطانی و دروغ و بے ایمانی پر شہادت دینے لگین تو آنحضرت
صلعم کو خطاب کیا اور اہل ایمان کو منع کیا کہ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ای یعدلون بربہم۔ یعنی برابر کرتے ہین اپنے پروردگار کے ساتھ غیر کو پس یعدلون از عدل
ہی بقرینہ تعدیہ بحرف باء اور عدول سے نہین ورنہ عن ربہم ہوتا پھر عدل و برابر کرنا اس بات مین کہ تحلیل و تحریم مین غیر کا قول مانتے اور عبادت جو مخصوص
بجناب باری تعالی ہی اسمین غیر کی شرکت لگاتے ہین یہان سے تنبیہ ہونا چاہیے کہ اہل ایمان پر فرض ہی کہ کسی کی تحلیل و تحریم کو نہ مانین بلکہ جو
اللہ تعالے و اسکے رسول پاک صلعم نے بوحی الٰہی حکم دیا اسی کو مانین اور علماء مجتہدین رحمہم اللہ کی جو تقلید کیجاتی ہی تو اسوجہ سے نہین کہ انکا قول
مانا جاوے بلکہ یہ عالم باعمل تھے اللہ تعالی انکو اچھا مرتبہ دیوے انھون نے اللہ تعالے و اسکے رسول پاک صلعم کے احکام کو شرح بیان کر دیا
ہی لہذا اگر کسی عالم کو ایک مجتہد کی دلیل نہ معلوم ہو اور دوسرے کی معلوم ہو تو اسپر عمل کر سکتا ہی اور خود مجتہد ہو تو اُسپر غیر کی تقلید حرام ہی اور یہ
مشرکون کے مانند تقلید نہین ہی کیونکہ وہ تو بلا دلیل کے غیر کا قول قبول کرتے تھے اور یہی اصلی تقلید ہی جیسے مذکور ہو چکا کہ تحلیل و تحریم مین فقط شیطانی
باتون کو مانتے تھے اور اہل اسلام تو علماء و مجتہدین سے انکو عالم و متقی سمجھکر اللہ تعالے و اسکے رسول کا حکم بدلیل شرعی پوچھ لیتے ہین بلکہ عوام اہل اسلام
تو جس عالم سے فتوی لیتے ہین اسی کو جانتے ہین اور وہی عالم اگر جھوٹ یا گمراہی کی بات یا جس مین فساد اب یا آئندہ پیدا ہو گا بتلاوے تو وہ
قیامت مین سخت عذاب پاویگا جیساکہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی واللہ اعلم اللہم اصلح العلماء برحمتک وانت ارحم الراحمین ف
فی العرائس قولہ قل فللہ الحجۃ البالغۃ **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ رحمۃ اللہ نے اس کلام کے اشارہ مین لطیف بات یہ بیان کی کہ ظاہر کلام تو مشرکون
کا رد ہی کہ اُنکے پاس کوئی حجت نہین پھر جو لوگ مومن ہوے اُنکے پاس اللہ تعالی کا کلام حجت ہوتا ہی اور خود انکو اللہ تعالی مراتب قبول
مین صاحب حکمت و فراست فرماتا ہی لیکن انکے اسرار کو خود علم کی قدرت ذرا بھی نہین ہی اسی واسطے تو دیکھتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ بعضے
حنفی تھے بعضے شافعی اور بعضے خود مجتہد تھے یعنی انکو معرفت سے علم شرعی حصول نہین ہو سکتا چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے کلام مین اشارہ
کیا جسکا ترجمہ لکھتا ہون اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ زبان اسرار چاہے کیسے ہی فصیح ناطق ہون ایسی حکمتین بیان کرین جو الہام غیب او رمناجات

حق تعالے سے انکو حاصل ہوئی ہین لیکن حجتہاے قدم یعنے علوم وحی و احکام شریعت کے مقام مین اخرس یعنے گونگے ہین اور نیز لطائف خطاب
و عتاب مین از خود رفتہ ہین حاصل آنکہ اُسی پاک پروردگار عز و جل کے واسطے حجت کاملہ ہی جو خطرات کی زبانین کاٹ دیتی ہی بر وقت وضوح
بیان کے اسرار ہین اور ان معنی کو کوئی نہین جانتا سوائے اس بندۂ خاص کے جو شہود غیب مین انسانی صفات سے درگزرا ہو نصر آبادی
نے فرمایا کہ تمام خلق کو شدت حاجت نے دیدار معانی حجت سے روک دیا ہی اور اگر انسے حاجات کو ساقط فرمایا تو البتہ انکو براہین حجت کھلنے
حسین نے کہا کہ ہر حجت کے اندر حکم و امر و نہی و بیان و سر علم و معرفت و مشیت ہی پس ہر مقام مین اللہ تعالے کی معرفت حاصل کر و ہر ساعت
نیئر تجلی فرماویگا شیخ جنید نے فرمایا کہ مشیت ہدایت کے جو آثار ہین وہ اہل ہدایت کے لیے تنبیہ ہین **قال المترجم** معنی اسکے واللہ اعلم یہ ہین کہ ہر امر
خیر کی توفیق ہونا اور اس توفیق کی ظاہر لاک کر نوابی چیزون پر تنبیہ ہونا اور پھر تنبیہ پر قبولیت کے خطرہ سے مثلاً متنبہ ہونا اور آخر اخلاص عمل مین اسکا
ہیچ ہونا اور اخلاص کا خود واصل نہونا اور حدوث قدم تک خود پہونچنا ممتنع ہونا اور آخر زبان شکر کشادہ ہونا اور اسکے اندر بھی مراتب ہونا اور مانند
اسکے یہ اہل ہدایت کے لیئے خود تنبیہات ہین اور **مترجم** کو ان مقامات مین لیاقت نہین واللہ اعلم بمراد عبادہ جب تک بیدار نہ ہو تو زیادہ بیان اسرار مفید
نہین اس سے تو ارشاد بمقامات کی طرف توجہ مقصود ہی تاکہ افعال کی تصویر مین پڑے نہ رہو واللہ الہادی و ہو المفضل و نعوذ باللہ من الضلالۃ
و اہل الضلال قولہ تعالے فلو شاء لہدٰکم اجمعین اسمین علم بیان و ہدایت عرفان کو اپنی مشیت ازلی کی طرف منسوب فرمایا پس جس بندہ کو چاہتا ہی
علم بیان و حجت و برہان سے مخصوص فرماتا ہی اور استعداد ایقان مین زیادت فرماتا ہی **قال المترجم** کما قال کذالک نری ابراہیم ملکوت السموات
والارض و لیکون من الموقنین۔ اور جسکو استعداد رویت و محبت و وصل نہو اسکو کوئی حجت نہین ہوتی اہل حقائق کے بیان دقائق کے وقت۔ اور
اظہار علوم غیب کے وقت پس اہل ایمان و اولیاء کو اسکی حجت ظاہر ہوتی ہی اور جو لوگ تکلف سے بنے ہوے ہین اینپر الہام و بیان
مبہم و مختلط ہوتے ہین **قال المترجم** بعد اتمام حجت اور تبکیت مشرکین کے او تعالے نے انکو اصول افعال خیر کی ہدایت فرمائی و الحق
کہ انکا پابند واصل بکمال ہی۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط
توکہ آؤ مین سنا دون جو حرام کیا ہی تمپر تمھارے رب نے کہ شریک نکرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور مان باپ سے نیکی اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے
نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو اور نزدیک نہو بیحیائی کے کام سے جو کھلا ہوا اُسمین اور جو چھپا اور مار نہ ڈالو جان جسکو حرام کیا اللہ نے مگر
بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞
حق پر یہ تمکو کہدیا شاید تم سمجھو

قُلْ تَعَالَوْا ابن الشجری نے کہا کہ اصل وضع فعل تعالوا سے جسکو حکم دیا گیا گویا وہ بیٹھا تھا کہ اسکو کھڑے ہو کر آگے بڑھنے کا حکم دیا پھر اسمین
وسعت دیدی اور کھڑے ہوئے و چلتے ہوئے تک مین بولنے لگے۔ حاصل قول ابن الشجری یہ کہ مادہ فعل تو علو اور بلندی پر ہی پس گویا اصل مین
بیٹھے ہوئے کو اُٹھانے و آگے بڑھنے کے واسطے موضوع ہوا **قال الزمخشری** فی الکشاف ما حاصلہ اصل مین یہ اونچے پر موجود شخص ایسے
شخص سے کہے جو اس سے نیچے ہی پھر عام ہو گیا۔ المعنی کہدے ای محمد صلعم مشرکون سے کہ آگے آؤ یعنے پست زمین شیطانی ہمت کے
اوہام و ظنون کی پیروی چھوڑو اور ادھر متوجہ ہو کر سنو اَتْلُ اقرأ۔ مین پڑھ دون مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ جو تمھارے پروردگار نے

تپر حرام کیا۔ ما موصولہ عام ہی اقوال و افعال کو پھر حرف اَن مفسرہ سے اسکی تفسیر بیان فرمائی اَلَّا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا مت شرک کرو اپنے رب کے ساتھ یعنی کسی قول و فعل و اعتقاد مین اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بناؤ۔ فی السراج۔ اگر کہا جاوے کہ اسمین بیان اُن چیزون کا ہی جو اللہ تعالے نے مُحرّم فرمائین اور محرم مین شرک ہی نہ ترک شرک پس قولہ لاتشرکوا کے کیا معنی ہونگے جواب دیا جاوے کہ اَن مفسرہ کا موضع رفع ہی ای ہو ان لاتشرکوا۔ اور بعض نے کہا کہ موضع نصب ہی پس اسکی توجیہ مین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ معنی اسکے یہ کہ حرم ربکم علیکم ان تشرکوا۔ اور لا زائدہ صلہ ہے جیسے قولہ تعالی مامنعک ان لاتسجد اذ امرتک۔ ای مامنعک ان تسجد۔ اور بعض نے کہا کہ ماحرم ربکم پر کلام تمام ہوگیا اور علیکم ان لاتشرکوا سے شروع ہوا یعنی تپر واجب ہی کہ شرک مت کرو۔ زجاج رح نے کہا کہ جائز ہی کہ یہ معنی پر محمول ہو ای اتل علیکم تحریم الشرک اور جائز ہی کہ بدین معنی ہو کہ اوصیکم ان لاتشرکوا **ابن کثیر** رح نے کہا کہ گویا کلام مین حذف ہی ای اتل ماحرم ربکم علیکم واوصاکم ان لاتشرکوا اور بیضاوی وغیرہ نے ما استفہامیہ بھی تجویز کیا کہ ای شئی حرم ربکم یعنی متوجہ ہو کہ مین پڑھ سناؤن تمکو کہ کیا چیز تمھارے پروردگار نے تپر حرام فرمائی ہی پھر تفسیر کر دی کہ ان لاتشرکوا۔ ایک یہ کہ تم بالکل شرک مت کرو۔ اور اَتل مین اشعار ہی کہ یہ خبر تحقیقی از جانب پروردگار بوحی خالص و امر الٰہی ہی کچھ اٹکل و گمان سے نہین ہی صحیح مسلم مین عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مرا در حالیکہ شرک نہین کرتا تھا اللہ تعالے کے ساتھ کسی چیز کو تو وہ جنت مین داخل ہوا حضرت عثمان و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس باب مین احادیث کثیرہ مروی ہین اور حدیث ابوذرؓ مین ہی کہ جبرئیل نے آکر بشارت دی کہ آپ کی امت سے جو مرا در حالیکہ نہین شرک کرتا تھا یعنے نہ اعتقاد مین اور نہ عمل مین نہ ذات مین نہ صفات مین، تو وہ جنت مین داخل ہوگا۔ ابوذرؓ کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا اور چوری کی ہو تو فرمایا کہ ہان اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو۔ اسکو تین مرتبہ پوچھا اور تینون مرتبہ یہی جواب دیا اور آخر بار مین کہا کہ اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابوذرؓ کی۔ کما فی حدیث الصحیحین یعنی ضرور وہ جنت مین داخل ہوگا اور چونکہ ابوذرؓ نے اسکی زنا و چوری سے جنت مین داخل ہونے کا استبعاد کیا تھا تو بول چال محاورہ کے طور پر کہدیا کہ ابوذرؓ بڑا استبعاد کیا کرے کیونکہ بخشنے والا تو اللہ تعالی ہی اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ جنت حرام ہی کافرون و مشرکون پر کہ کبھی اسمین داخل نہونگے پھر جسنے شرک چھوڑا تو حرمت جاتی رہی اب اگر وہ زنا و چوری وغیرہ بھی نہین کرتا تھا بلکہ متقی و پرہیزگار رہا تو مرتے ہی جنت مین داخل ہوگا اور اگر زنا کار وغیرہ تھا اور بلا توبہ مرگیا تو بعد عذاب جہنم کے داخل جنت ہوگا کذا قال العلماء و روی ابن مردویہ من حدیث عبادۃ ابن الصامتؓ وابی الدرداء مت شرک کرو اللہ تعالے کے ساتھ کچھ اگرچہ تم پارہ پارہ کیے جاؤ یا سولی دیے جاؤ یا جلائے جاؤ۔ وفی الصحیح من حدیث ابی ہریرۃؓ ای ابو ہریرہ مت شرک کیجیو اللہ تعالے کے ساتھ اگرچہ تو قتل کیا جاوے یا جلایا جاوے [وقد رواہ ابن ابی حاتم ۱۲] وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا اور بھلائی کرو والدین کے ساتھ پوری بھلائی۔ والدین تو اولاً و بالذات ہین اور اجداد و جدات اسمین تبعاً داخل ہین۔ فی السراج اسمین لاتسیؤا الی الوالدین یعنی مت برائی کرو والدین کے ساتھ کہ وہ حرام ہی یہان بجاے اسکے واحسنوا بالوالدین احسانا۔ فرمایا اسمین نہایت مبالغہ ہی اور نیز دلالت ہی کہ والدین کے حق مین برائی نہ کرنا ہی کافی نہین بلکہ نیکی کرنی چاہیئے بخلاف اور برادران اسلام کے کہ انکے ساتھ برائی کرنا حرام ہی **قال المترجم** [برائی کیسی بلکہ بھلائی کرو ۱۲] جو سراج مین ذکر کیا وہ صحیح ہی کیونکہ یہان بیان ان چیزون کا ہی جو پروردگار نے بندون پر حرام کر دی ہین اور احسان کرنا والدین کے ساتھ فرض ہی اور انکے ساتھ برائی کرنا اگرچہ لفظ اُف وغیرہ سے ترشروئی ہو وے حرام ہی۔ وہذا من المعزومات التی استوثق بہا علی الامم وقد قال تعالی ولقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا الآیہ وقد اکد الامر فی غیر آیۃ۔ اور صحیحین مین ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ کون عمل افضل ہی فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا مین نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ والدین سے بھلائی کرنا الحدیث وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ ای من اجل فقر تخافونہ نَحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَاِيَّاهُمۡ یعنے مت قتل کرو

اپنی اولاد کو بخبث خوف محتاجی یعنے تنگدستی کے ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو۔ فی الصحیحین عن ابن مسعودؓ یا رسول اللہ کون گناہ بڑا ہی فرمایا کہ یہ سب سے بڑا جرم ہی کہ تو اللہ تعالے کا شریک بناوے حالانکہ اسنے تجھکو پیدا کیا ہی مین نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل کرے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ رزق مین شریک ہوگا۔ الحدیث۔ املاق کی تفسیر فقر و محتاجی سے حضرت ابن عباس و قتادہ و سدی وغیرہ سے مروی ہی اور شیخ حافظ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ مراد اس سے فقر جو بالفعل حاصل ہو یعنے مت قتل کر ڈالو بخبث فقر کے جو بالفعل تپر طاری ہی اور سورۂ اسرا مین عام لیا کہ طاری ہو یا اسکا خوف ہو وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ جمع فاحشہ یعنے کبائر مانند زنا وغیرہ کے پھر تعمیم فرمائی مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ علانیہ و پوشیدہ سب طرح کے گناہون کے پاس مت پھٹکو۔ عن ابن مسعودؓ مرفوعاً کوئی زیادہ غیرت والا اللہ تعالے سے نہین اسی جہت سے حرام کیا فواحش ماظہر و مابطن کو۔ الصحیح آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو قسم اللہ تعالی کی کہ مین سعد سے زیادہ غیرت والا ہون اور اللہ تعالے مجھسے زیادہ غیرت والا ہی اسی سے اسنے فواحش ماظہر و مابطن کو حرام کر دیا۔ رواہ البخاری و مسلم **وقال ابن عباس** زمانہ جاہلیت والے خفیہ زنا کرنے مین مضائقہ نہین سمجھتے تھے پس اللہ تعالے نے پوشیدہ و علانیہ سب حرام کر دیا وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَـقِّ کالقود و حد الردۃ و رجم المحصن۔ مانند قصاص کے اور مرتد ہونے کی حد کے اور محصنہ عورت یا محصن مرد کے سنگسار کرنے کے۔ اور یہ تاکید ہی ورنہ فواحش ظاہرہ و باطنہ مین یہ بھی داخل تھا اور جس نفس کو اللہ تعالی نے محرم کر دیا ہی یعنے پیدا کر کے ممنوع کر دیا کہ کسی بندہ کو روا نہین کہ بدون حکم الٰہی کے کسی نفس کو قتل کرے اور صحیح مسلم مین ابن مسعود و عائشہؓ سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے سواے کوئی معبود نہین کہ مرد مسلمان کا خون حلال نہین مگر تین باتون مین سے کسی بات کے ساتھ یا تو ثیب ہو پھر زنا کرے یا کسی نفس کو ناحق قتل کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت سے مرتد ہوا ہو۔ وعن عثمانؓ بنحوہ یوم الدار ثم زاد قسم ہی خدا تعالی کی کہ مین نے زمانہ جاہلیت یا اسلام مین کبھی زنا نکیا اور نہ چاہا کہ دین بدلون اور نہ مین نے کسی نفس کو قتل کیا پھر تم لوگ مجھے کیون قتل کرتے ہو رواہ احمد وعن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً جسنے کسی معاہدی ذمی کو قتل کیا تو اسنے اللہ تعالی کا ذمہ توڑا پس وہ جنت کی خوشبو نہ پاویگا حالانکہ اسکی خوشبو پچاس خریف سے ملتی ہی رواہ الترمذی وصححہ ذٰلِكُمۡ ای ذلک المذکور یہ جو مذکور ہوا وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ وصیت کی تمکو اسکے ساتھ یعنے اسکے حفظ و نگہداشت کے ساتھ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ تدبر دون تم سوچ کر پند و وعظ سے سمجھ حاصل کرو۔ ٭

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ‌ ۚ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ‌ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا‌ ۚ وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى‌ ۚ وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۝

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جسطرح بہتر ہو جب تک وہ پہونچے اپنی قوت کو اور پوری کرو ناپ اور تول انصاف سے ہم کسی پر وہی کام رکھتے ہین جو اسکو مقدور ہی اور جب بات کہو تو حق کہو اگرچہ وہ ہو اپنے ناتے والا ہو اور اللہ کا قول پورا کرو یہ تمکو کہدیا ہی شاید تم دھیان رکھو

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ‌ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝

اور کہا یہ راہ ہی میری سیدھی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پھر تمکو پھٹا دینگے اُسکی راہ سے یہ کہدیا ہی تمکو شاید تم بچتے رہو

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ ای الا بالخصلۃ التی هِىَ اَحۡسَنُ اور مت پاس پھٹکو مال یتیم کے مگر ایسی خصلت کے ساتھ جو بہت بہتر ہو۔ وہی ما فیہ صلاحہ۔ اور یہ خصلت احسن وہ ہی جسمین یتیم کے حق مین بہتری ہو اور اسکے مال مین بڑھتی ہو حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ بایں طور کہ اسکو احتلام ہو یعنی حکم یتیم کے مال کا اس اصلاح کے ساتھ اسوقت تک کہ وہ بالغ ہو جاوے بعد بلوغ کے وہ یتیم کے حکم مین نہین رہتا

۱؎ سعد غیرت ... ۲؎ وقد رواہ النسائی والترمذی وابن ماجہ ۱۲ م ۳؎ ... داخل ہوا ۱۲ م

مراد آنکہ جب رشد کو پہونچ جاوے تو اسکو اسکا مال سپرد کردو اور یہ معنی نہین کہ اسوقت اُس سے تعرض کرو پس حتی انتہا ہی اُسکے مال مین صلاح
واجب ہونے کی کہ وہ تام رتبہ اشد ہی اور اشد مین بعض نے کہا کہ اسم جمع ہی اسکا واحد نہین اور سیبویہ نے کہا کہ شدہ اسکا واحد ہی اور جوہری نے اُسکی تحسین
کی اور بعض نے کہا کہ اشد وہ قوت شباب کا استحکام ہی - عبد الرحمن بن زید بن اسلم اور مالک اور شعبی سے جو مروی ہوا وہ دلالت کرتا ہی کہ بلوغ
اور سن تکلیف کا مرتبہ ہی اور قولہ تعالے وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح الآیہ مین تفصیل گزر چکی اور مختار یہ ہی کہ مال سپرد کرنے کے واسطے
بعد بلوغ کے اسکا رشد بھی شرط ہی کہ ہوشیار کماؤ ہوا اور آوارہ بہاؤ نہو وَاَوْفُوا الْكَيْلَ پیمانہ سے ناپنا وَالْمِيْزَانَ ترازو سے تولنا بِالْقِسْطِ
عدل کے ساتھ بدون اسکے کہ گھاٹ کرو لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے نفس کی طاقت بھر ہم ہر نفس کو تکلیف شرعی دیتے ہین پس اگر
کسی آدمی نے باوجود نیت درست رکھنے کے ناپ و تول مین خطا رکی یعنی چوک گیا اور اللہ تعالے اُسکی نیت درست ہونے کو جانتا ہی
تو اسپر مواخذہ نہوگا جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت مرسل مین سعید بن المسیب سے یہ معنی مذکور ہین اور اسناد اسکی حسن ہی وَاِذَا قُلْتُمْ اور جب تم
بات کہو چاہے کوئی حکم ہو کسی مقدمہ مین یا کوئی اور قسم کی بات ہو فَاعْدِلُوْا تو عدل کرو یعنے سچائی کے ساتھ انصاف کی بات کہو جو موافق
شرع ہو وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اگرچہ جسکے نفع یا ضرر کے واسطے تمنے بات کہی وہ تمہارا قرابت والا ہو حاصل آنکہ ہر بات کو انصاف و عدل سے
کہو اور اسمین حکم حق کی رعایت کہو اور قرابت داروغیرہ کسیکی رعایت مت کرو پس اگر غیر کو تمہارے حکم حق سے نفع ہوتا ہوا اور قرابت والے پر ضرر عائد ہوتا ہو تو قرابت لے کی
جانبداری مت کرو اور سچا حکم دو وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا اور عہد الٰہی کو وفا کرو اور اصل یہ تھا کہ اوفوا بعہد اللہ پس بعہد اللہ کو تعظیم
و اہتمام کے واسطے مقدم کیا اور مراد اس سے نماز و روزہ وغیرہ ہین اور وفا کرنا تمام عہدون کا واجب ہی ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ بتشدید دال و کاف ہی یعنے پند و نصیحت حاصل کرو اور حفص و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین تخفیف ذال و سکون ہی وَاَنَّ بالفتح کی قراءۃ
مین بتقدیر لام ہی اور بالکسر جیسا کہ حمزہؒ کی قراءۃ مین ہی جملہ مستانفہ ہی ھٰذَا یعنے یہ سب جس سے تمکو وصیت کی ہی صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا
میری راہ ہی درحالیکہ وہ مستقیم ہی فَاتَّبِعُوْهُ اسی کی پیروی کرو وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ تفرق مین ایک تا رکا حذف ہی
تتفرق بکم - ای سبیل بکم - تمکو جدا کا دین اور سبل جمع سبیل کی مختلف راہین جو راہ حق سے مخالف اور خود ٹیڑھی ہین حاصل آنکہ مت پیروی کرو مختلف ٹیڑھی
راہون کی کہ تمکو راہ راست و دین حق سے مائل کردین اور بہکا دین - علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہ آیت اور مانند قولہ ان
اقیموا الدین و لا تتفرقوا الآیہ مین اوتعالے نے مومنون کو جماعت و اتفاق کا حکم دیا اور انکو اختلاف و پھوٹ سے منع کیا اور آگاہ کیا کہ تم سے
اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوے کہ انھون نے اللہ تعالے کے دین مین جھگڑے اور بحثین نکالین - اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ اور
دیگر سلف صالحین سے مروی ہی کذا ذکرہ الحافظ ابن کثیر **وقال المترجم** اس زمانہ مین افسوس ہی کہ مسلمانون مین باہم وہابی و بدعتی وغیرہ کا
سخت اختلاف پیدا ہو گیا اور باہم دین کے معاملہ مین جھگڑنے لگے اور ظہور اسمین فساد علما ہی کہ دنیا کی خواہش و جاہ و مال و ریاست کی
طلب مین دین مین تہاون کیا اور خواہش نفسانی و جہال کی دلجوئی اور عوام کی خوشی کے واسطے ایسے ایسے مفسدہ دین مین برپا کیئے اور امر بالمعروف
و نہی عن المنکر سے آنکھ بند کرلی کاش اگر علما ربد باطن متفق ہوتے ولیکن جو امر تقدیر مین جاری ہوا وہ پورا ہوگا اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنے تقوی رکھو اس چیز سے جس سے منع فرمایا یعنے
مختلف راہون اور گمراہی کے طریقون سے بچو - ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ راہین عام ہین جو یہودیت و نصرانیت و دیگر ملتون کو اور اسلام کے
مبتدع فرقون کو اور ہر ملت گمراہی و ضلالت کو جنکی بنیاد ہوا ے نفسانی و اپنی خواہش کی باتون پر ہی شامل ہین اور نیز فروع مین جو

شاذ ہین اور جو لوگ علم جدل و علم کلام مین ڈوبے ہوئے ہین وہ بھی انکے مصداق ہین اور یہ سب بد اعتقادی و لغزش کا نشانہ ہین قتادہ رحمہ اللہ
نے ارشاد فرمایا کہ ای لوگو آگاہ رہو کہ سبیل الٰہی تو ایک راہ مستقیم ہی وہ جماعت الہدی ہی اور خاتمہ بخیر اسکا جنت مین پہونچ جانا اور ہوشیار رہو
کہ ابلیس نے متفرق راہین نکالین وہ جماعت ضلالت ہین اور انکی انتہا کر دوزخ مین ہی حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے
اپنے مبارک ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا پھر فرمایا کہ یہ تو راہ الٰہی عزوجل ہی جو راست و مستقیم ہی پھر اس خط کے دائین بائین بہت سی لکیرین کھینچین
پھر فرمایا کہ یہ بہت سی ٹیڑھی راہین ایسی ہین کہ انمین سے کوئی راہ خالی نہین جسپر ایک شیطان نہو اور وہ اس راہ کج کی طرف بلاتا ہی پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی ان ہذا صراطی مستقیما الآیہ رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم وصححہ وعبد بن حمید والبزار وابن المنذر وابن ابی حاتم
وابو الشیخ وابن مردویہ وعن ابن مسعودؓ فرمایا کہ جسکو خوش آوے کہ وہ ایسے وصیت نامہ کو دیکھے جسپر آنحضرت صلعم کی مہر ہی تو وہ ان آیات کو پڑھے
رواہ الترمذی وحسنہ اور ایک روایت مین ہی کہ جو ارادہ کرے کہ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو دیکھے جس پر آپکی مہر ہی تو وہ ان آیات کو پڑھے
قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات - ذکرہ الحافظ فی تفسیرہ - وعن ابن عباس رضہ فرمایا کہ سورۂ انعام مین آیات محکمات
ہین وہ ام الکتاب ہین پھر پڑھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل الآیات - رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد - اور صحیحین مین
عبادہ بن الصامت کی حدیث کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو کہ مت شرک کرو اللہ تعالے سے
کچھ بھی تا آخر حدیث جس مین امور ارشاد بیان ہین اور نیز حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ تم مین کون شخص مجھ سے بیعت کرتا ہے ان تین آیتون پر پھر پڑھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات
پھر فرمایا کہ سو جس نے انکو پورا کیا اُس کا اجر اللہ تعالے پر ہے اور جس نے اُن مین کچھ قصور کیا اور اللہ تعالے نے اُس کو دنیا مین
گرفت کیا تو اس کے واسطے کفارہ ہو جائیگا اور جس کو اللہ تعالے نے آخرت تک چھوڑ رکھا تو اُسکا امر بجانب الٰہی عزوجل ہے چاہے
اس سے مواخذہ کرے اور چاہے اسکو عفو کرے رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والترمذی
وحسنہ والحاکم وصححہ من حدیث سفیان بن حسین والذی فی الصحیحین من حدیث عبادہ ہو ایضًا من روایۃ سفیان بن حسین فلا ینسب فی
احدہما الے الوہم کذا فی تفسیر الحافظ فافہم اور ابن ابی شیبہ وابن الضریس وابن المنذر نے کعب احبار سے روایت کی کہ اول
جو توریتؔ مین نازل ہوئین دس آیتین ہین اور یہ وہی دس ہین جو آخر سورۂ انعام مین نازل ہوئین قل تعالوا الآیات الثلث
اور ابو الشیخ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عدی بن الخیار سے روایت کی کہ کعب احبار نے ایک شخص کو پڑھتے سنا کہ وہ پڑھتا
تھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم الآیات تو کعب نے کہا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین کعب کی جان ہی کہ یہی توریت
مین پہلی آیت ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الے آخر الآیات **مترجم** کہتا ہی کہ کعب احبار نے زبان توریت کا ترجمہ اسطرح
ذکر کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم قل تعالوا الخ کیونکہ ظاہر ہی کہ توریت بزبان عربی نہین تھی لیکن ترجمہ بضبط عبارات نہین ہی کیونکہ ادائے معانی بزبان
عربی دصورت ترجمہ بضبط عبارات کے ایسا حاوی و اقید و اشمل و احسن نہین ممکن جیسا کہ اوتعالے عزوجل نے کلام پاک مین بیان فرمایا ہی اور
مؤلف فتح البیان نے انکو ترجمہ کرکے لکھا چنانچہ کہا کہ مراد اس سے توریت کی دسون وصیتین ہین اول آنکہ مین ہی رب ہون تیرا معبود جس نے
تجھکو زمین مصر سے بیت عبودیت سے نکالا تیرا کوئی معبود نہین میرے سوا ے - اور منجملہ ان وصایا کے یہ ہی کہ تکریم کر اپنے باپ و مان کی تا کہ
تیری عمر بڑھے اس سرزمین مین جو تجھکو تیرا پروردگار معبود دیویگا - مت قتل کر - مت زنا کر - مت چوری کر - مت گواہی دے اپنے ناتے دار کیلیے

جھوٹی گواہی اور مت شہوت سے دیکھ اپنے ناتے دار کی لڑکی اور مت خواہش کر اپنے ناتے دار کی جورو کی اور نہ اُسکے غلام کی اور نہ اُسکی باندی کی اور نہ اُسکے بیل کی اور نہ اُسکے گدھے کی اور نہ ایسی کسی چیز کی جو تیرے ناتے دار کی ہی یہودیون کو ان وصیتون کی طرف بڑی عنایت ہی اور اسکو زبور والون نے اپنے زبور کے آخر مین اور انجیل والون نے اپنی انجیل کے اوّل مین لکھا ہی۔ ابو السعودؒ نے اپنی تفسیرمین کہا کہ یہ دسون احکام امتون وزبانون کے اختلاف سے مختلف نہین ہوئے **قال المترجم** تصدیق اسکی آیات مابعد مین موجود ہی ولیکن قبل اسکے اشارات عرائس البیان ذکر کرتا ہون **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ولا تقربوا الفواحش ماظہر منہا وما بطن۔ فواحش تو عرائس دنیا ہین اور ان عرائس مین ظاہری تو دنیا کی زینت وتازگی ہی اور باطنی دنیا کی دوستی اور ریاست وجاہ ومنال کی خواہش ہی۔ حارث محاسبیؒ نے فرمایا کہ فواحش وہ چیزین ہین جنسے غیر اللہ تعالیٰ مراد ہو بعض نے کہا کہ فواحش افعال جو ظاہر ہین وہ زنا وغیرہ ہین اور جو باطن ہین وہ جھوٹے دعوے ہین قولہ تعالےٰ واذا قلتم فاعدلوا جب تم مقام ولایت کی خواہش کرو تو سچائی کرو بایطور کہ اپنے نفوس کو بلا ومحنت ومشقت مین ڈالو کیونکہ ولایت مقرون ببینہ ہی۔ نیز جب مجھسے تکو زبانی خبر پہونچے تو دل سے میرے پاس حاضر ہوا ور جب تم نے مجھکو ظاہر سے ذکر کیا تو باطن مین میرے مشاہدہ سے شاہد ہوا ور جب تم میرے بندون کے عیب مشاہدہ کرو جبکہ معائب انکو بتلا کے گئے ہین تو امر بالمعروف مین تکو کوئی خوف وخیال لاحق نہو اور بُری باتون سے منع کرنے مین تمکو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہو بلکہ اسمین عدل وانصاف سے برتاؤ کرو اور جو حدود مین نے اپنی شرع مین مقرر فرمائے ہین انسے تجاوزمت کرو۔ ابو سلیمانؒ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا یعنے جب تم بات کرو تو میرے ذکر کو بیان کرو۔ محمد بن حامدؒ نے فرمایا کہ کلام مین عدل یہ ہی کہ ایسی بات کہے جس سے فی الحال یا انجام کار مین اسپر ضرر اور وبال عائد نہو۔ قولہ وبعہد اللہ اوفوا۔ عہد الٰہی وفا کرنا اسطرح ہی کہ قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف محبت وشوق کے ساتھ متوجہ کرے ہرگز نہ پھیرے یہانتک کہ اس تک واصل ہوا ور سوائے حضرت باری تعالےٰ کے کسی چیز پر توجہ نہ کرے جس سے محجوب ہو جاوے اور اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ جوزجانیؒ نے فرمایا کہ عہد بہت ہین اور سب سے بڑھکر وفا کرنے کے لائق یہ عہد ہے کہ جن باتون کے کرنے کا شرع مین حکم ہی خواہ فرض و واجب یا سنت ومستحب سب کو بیان کرے اور نصیحت کرے اور جن باتون سے شرع مین ممانعت ہی خواہ حرام ہین یا مکروہ تحریمی یا مکروہ وغیرہ سب سے منع کرے بالجملہ امر بالمعروف ونہی از منکر کے بجالانے کا عہد وفا کرنا سب سے ضروری وبڑھکر ہی پس اول اپنے نفس کو معروف کا حکم کرے اگر وہ قبول کرلے تو خیر بہتر ورنہ اسکو بھوک دیکر اور بیخوابی رکھکر بہت یاد الٰہی سے راضی کر اور صالحین کی صحبت مین بٹھا تا کہ وہ معروف شرع کی طرف رغبت کرے پھر اسکے بعد اپنے سوا اسے غیر کو ان بھلی باتون کا حکم دے اور پہلے اپنے نفس کو بُری باتون سے منع کر پس اگر وہ مان جاوے تو بہتر ورنہ اسکو اسطرح تادیب وسزا دے کہ روئے زمین پر سفر اختیار کر اور مفسد چیزون سے اسکو الگ کر اور تنہائی مین بٹھا اور کم باتین کر اور صبر کو لازم کرلے تا کہ نفس باز رہے پھر جب تیرا نفس خود باز رہے تو لوگونکو منکر باتون سے ممانعت کر **قال المترجم** اس امر کی ملامت ہی کہ آدمی اورون کو نصیحت کرے اور خود فضیحت ہو لہذا شیخؒ نے ایسا طریقہ بتلایا کہ آدمی خود بھی عامل ہوا ور دوسرون کو بھی نصیحت کرے اور ثواب جمیل حاصل کرے لیکن یہ واضح رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر شخص پر واجب ہی مع شرائط وتفصیل کے جیسا کہ اپنے مقام پر مذکور ہوا پس اگر خود کوئی شخص آراستہ نہو تو اُسکے ذمہ سے یہ واجب ساقط نہوگا اور یہ مسئلہ مفصل گزر چکا ہی فتذکر **قال الشیخ** پھر جب اللہ تعالےٰ نے راہ شریعت وحقیقت اور احکام عبودیت ووصایائے معرفت بیان کردین تو اسکے بعد عقد حقیقت وعرفان کی تاکید فرمائی بقولہ ان ہذا صراطی مستقیما الآیۃ

اللہ تعالیٰ کی صراط مستقیم یہی شریعت توحید وراہ سنت وتحقیق ہی جسمین اسکی منفعت کے طلب کے واسطے عبودیت ادا کرے اور اُسکے کلام پاک کی اقتدا کرے جیسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور الہام کی متابعت کرے اور جملہ اغیار سے خاطر پاک ہونے کے وقت اسکے مشاہدہ کا خواستگار رہو جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ راہ ہی قلب سے اللہ تعالےٰ کی طرف بایطور کہ ماسوائے الٰہی سے اعراض ہوا ور سُبل سے یہان اشارہ ہی کہ خطرات مذمومہ اور ہواجس نفسانیہ اور وساوس شیطانیہ کسی پیرایہ مین ہون سب گمراہی ہین کیونکہ وہ سب تاریک ہین اور مریدین کی راہ مارنے والے اور جہنم کی راہ یا اس راہ پر پہونچانیوالے ہین راہ حقتعالیٰ فقط راہ ہدیٰ ہی اور ہدیٰ یہ ہی کہ کدورات مخلوقات سے جو دل پاک ہین انکی نظرون مین جلالی آیات کے نہایت روشن آفتاب نظر آدین جنکا مرجع عین صفات سے ذات پاک تعالیٰ وتقدس ہی **قال المترجم** تجھکو یاد ہوگا کہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے مشرکین عرب کے انواع جہالات وضلالات کو جو انھون نے نفس وشیطان کی پیروی ودنیا واسکی چیزون کی محبت اور مودت سے غفلت مین اور اپنے نفس کے کمال سے جاہل بلکہ اندھے بہرے جانورون کے مانند بلکہ اُنسے بدتر پڑے رہنے پر راضی ہوکر ان انواع جہالات وگمراہیون کو اختیار کیا تھا بیان فرما کر اور اپنی عجائب صنعت وعظیم قدرت اور عظمت وجلال اور ظاہر آیات ولطیف اشارات سے نصیحت وہدایت وارشاد کرنے کے بعد راہ راست کو واضح وروشن کر کے مجری کلیہ احکام کہ اصول دین وایمان وارشاد بحقیقت وعرفان ہین واضح بیان فرمایا اور تفسیر مین گزرا کہ یہ اصول شرائع زمانہائے سابق اور امم مختلفہ مین نہین بدلے اور مذکور ہوا کہ مین توریت وزبور پر بطور حاصل واہتمام خاص انکی وصیت تھی اور اہل انجیل نے بھی انکو لکھا ہی والاشارۃ الی القصۃ بعد ذلک فیما قال تعالےٰ

ثُمَّ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ وَتَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّهُدًی وَّرَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّهِمۡ

پھر دی ہمنے موسیٰ کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہر شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا

یُؤۡمِنُوۡنَ ۞ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۞ اَنۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اُنۡزِلَ الۡكِتٰبُ

یقین کرین اور ایک یہ کتاب ہی کہ ہمنے اُتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو اسواسطے کہ کبھی کہو کتاب جو اتری تھی

عَلٰی طَآئِفَتَیۡنِ مِنۡ قَبۡلِنَا ۪ وَاِنۡ كُنَّا عَنۡ دِرَاسَتِهِمۡ لَغٰفِلِیۡنَ ۞ اَوۡ تَقُوۡلُوۡا لَوۡ اَنَّاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا الۡكِتٰبُ

سو وہی فرقون پر ہمسے پہلے اور ہمکو اُنکے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی یا کہو اگر ہمپر اترتی کتاب

لَكُنَّاۤ اَهۡدٰی مِنۡهُمۡ ۚ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَیِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًی وَّرَحۡمَةٌ ۚ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ

تو ہم راہ چلتے اُنسے بہتر سو آچکی تم کو تمہارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور مہربانی اب اس سے بے انصاف کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتین

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنۡهَا ؕ سَنَجۡزِی الَّذِیۡنَ یَصۡدِفُوۡنَ عَنۡ اٰیٰتِنَا سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ بِمَا كَانُوۡا یَصۡدِفُوۡنَ ۞

اور اُنسے کترا وے ہم سزا دینگے کترانے والونکو ہماری آیتونسے بُری طرح کی مار بدلا اُس کترانے کا

ثُمَّ اٰتَیۡنَا یعنے پھر ہم تکو آگاہ کرتے ہین کہ عطا فرمائی تھی ہمنے مُوۡسَی الۡکِتٰبَ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت۔ واضح ہو کہ ثم جو ترتیب کے واسطے آتا ہی تو وہ کبھی خبر دینے کی ترتیب بیان کے لئے ہوتا ہی جیسا کہ زبان عرب مین معروف وشائع ہی اور ایسا ہی آیت کریمہ مین ہی اور زمانہ کی تراخی کے لیے نہین کیونکہ ظاہر ہی کہ موسیٰؑ کو بہت مدت پہلے توریت عطا ہوئی تھی اور عطا کرنے مین اشارہ ہی کہ یہ محض فضل الٰہی تھا کیونکہ نبوت محض فضل ورحمت الٰہی ہی جسکو ازل مین برگزیدہ کیا اسکو ملتا ہی اور اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہی وہی خوب دانا ہی

اگر کس کو رسول فرمایا اسمین کچھ بڑی عبادت وغیرہ کو دخل نہین ہی - الف لام کتاب پر عہد کا اور مراد توریت ہی تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ
ای تماما للنعمۃ علی الذی احسن بالقیام بہ یعنی تمام نعمت کا ہر ایسے بندہ پر جو اچھا برتاؤ کرے اس کتاب پاک پر قائم ہو کر نصب تماما کو اگر اسوجہ سے
کہ مفعول لہ ہی تو معنی یہ کہ اس فائدہ کے واسطے کہ تمام و پوری ہو نعمت ہر اُس شخص پر جسنے اُس کتاب کے موافق اچھی طرح برتاؤ کیا - اور
اگر اسوجہ سے کہ مصدر ہی تو معنی آنکہ تم ذلک تماما - پوری ہوئی یہ نعمت جو وصایائے مذکورہ بالا نتیجہ ہی ہر اُس شخص پر الخ - یا تمام بمعنی اتمام ہی
ای اتممنا اتماما - اور اگر اسوجہ سے کہ حال ہی تو معنی آنکہ عطا کی ہمنے موسیٰ کو کتاب درحالیکہ وہ پوری کرنیوالی ہی نعمت کو ہر ایسے شخص پر جو اسپر خوبی
سے عمل کرے وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً درحالیکہ تفصیل ہی ہر چیز کے واسطے اور ہدایت و رحمت ہی یا تفصیل
کی پوری تفصیل اور ہدایت کی پوری ہدایت کرنا اور رحمت کی پوری رحمت کرنا جو قوم موسیٰ کے لیے مقدر تھی یا واسطے تفصیل اور واسطے
ہدایت و رحمت اُس قوم بنی اسرائیل کے لَعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ شاید بنی اسرائیل ایمان و یقین لاوین اپنے رب کی ملاقات
قولہ بلقاء ربہم متعلق یومنون ہی اور مقدم کردیا گیا بغرض تمام اہتمام کے اور جو شخص ایمان لایا اس بات پر کہ بعث و حشر ہو کر وہ قیامت کے
میدان مین لایا جائیگا اور اپنے اعمال پر ثواب و عذاب پائیگا تو وہ سب وصایائے مذکورہ پر عمل کرنے مین اہتمام کریگا بلکہ قیامت تو جب ہو
اسکو موت کے لیے بہت اہتمام ہوگا کیونکہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی - کما فی الحدیث الصحیح کیونکہ اسی وقت سے آثار مترتب ہو جاتے
ہین اور کوئی آدمی نہین جو موت پر یقین نہ رکھتا ہو پھر اللہ تعالےٰ آنکھون سے غفلت دور فرماوے اور واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ
کو ہر قوم کا قطعی علم ہی کہ جو اسکا انجام ہوگا اور کیونکر نہین کہ سب اسی کی ذرہ ذرہ مخلوق ہی اسکو انکی ماہیت و حقیقت تام و کمال بالکل ہی
معلوم ہی پس اسکو خوب معلوم تھا بلکہ مقدر فرمایا تھا کہ توریت سے بنی اسرائیل کا کیا انجام ہوگا پھر جو لعل فرمایا جسمین امید کے معنی ہین تو وہ
ان لوگون کے واسطے ہی کیونکہ ہر شخص پر احکام الٰہی بجالانا واجب ہی اور اسکی مشیت و تقدیر سے متعلق ہونا نچاہیے کیونکہ کسی کو اُسکی
مشیت و تقدیر معلوم نہین ہوسکتی ہان اگر کافر مرجاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ یہی مقدر تھا لہذا ہر ایک کو مقام امید مین رکھا **قال الحسن**
ومجاہد انمین محسن اور غیر محسن دونون تھے پس توریت تمام نعمت تھی محسن یعنی مومنون پر واضح ہو کہ تفصیل کل شیٔ سے مراد انکی ہدایت
و شرایع کے متعلق ہر شیٔ کی تفصیل تھی - اگر کہا جاوے کہ اس آیت مین بنی اسرائیل پر تمام نعمت ذکر فرمائی اُس سے معلوم ہوا کہ نعمت تو
انپر تمام ہوئی بہرحال اور ورون پر ناقص ہوگی جواب یہ ہی کہ تمام نعمت اس شخص پر جسنے اس کتاب پر ٹھیک عمل کیا پس جسقدر اس کتاب کی
نعمت کا پورا ہونا مقدر تھا اسی قدر حاصل ہوگا اور خلاصہ یہ ہی کہ تمام ہونا ہر چیز کے لائق مختلف ہوتا ہی مثلاً جو سامان کہ وزیر کے مکان کے
واسطے لائق ہی وہ اسکے حق مین تمام ہی حالانکہ وہ امیر کے اور سلطان کے لئے تمام نہین پس مطلق تمام نعمت انپر نہ تھی بلکہ جو انکے لائق ہو وفیہ
ذکر کتاب توریت کے فافہم وسیاق الکلام فیہ - اور بہتر تفسیر اس مقام پر علامۂ حافظ ابن کثیرؒ کا خلاصہ یہ ہی کہ قولہ ثم آتینا موسی الکتاب **ابن جریرؒ**
نے کہ بدلیل قولہ قل تعالوا الخ کے معنی یہ کہ ثم قل یا محمد عنا انا آتینا موسی الکتاب الخ **ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ اسمین نظر ہی اور بات یہ کہ ثم یہان
عطف خبر بعد خبر کے واسطے ہی نہ ترتیب کے لئے کما قال الشاعرؔ قل لمن ساد ثم ساد ابوہ ؛؛ ثم ساد قبل ذلک جدہ ؛؛ یہان جبکہ پہلے قرآن
سے خبر فرمائی بقولہ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ - پھر عطف کیا بمدح توریت - اور اکثر او تعالےٰ نے دونون مین اقتران فرمایا ہی کقولہ
ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ - وہذا کتاب مصدق لسانا عربیا - اور جیسے بعد قولہ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی الآیۃ کے فرمایا
وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ - اور جیسے بعد نقل مقولہ مشرکین کے بقولہ وقالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسی فرمایا اولم یکفروا بما اوتی موسی من قبل

قالوا سحران تظاہرا - اور یہان فرمایا تماما علی الذی احسن - ای تماما جامعا کاملا لما یحتاج الیہ فی شریعتہ لقولہ وتفصیلا لکل شیٔ جیسے فرمایا
وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیٔ الآیہ اور قولہ علی الذی احسن یعنی جزاءً علی احسانہ کیونکہ طاعات وعبادات مین اسنے حکم کی فرمانبرداری کی -
کما فی قولہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان اور جیسے فرمایا واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن - اور ربیع بن انس نے فرمایا ای احسن
فیما اعطاہ اللہ جو اسکو اللہ تعالےٰ نے دیا اسپر عمل کرنے مین وہ مرتبہ رکھا جو احسان کا مرتبہ ہی قتادہ نے کہا کہ جسنے مرتبہ احسان کے
موافق فرمانبرداری کی آخرت مین اُسکے واسطے اجر پورا کیا - ابن جریر نے علی الذی احسن بمعنی علی احسانہ اختیار کیا شاید الذی کو مصدریہ
قرار دیا کما فی قولہ وخضتم کالذی خاضوا ای خضتم کخوضہم - ابن رواحہؓ نے کہا ؎ وثبت اللہ ما آتاک من حسن ؛ فی المرسلین ونصرا
کالذی نصروا - یعنی نصر اکنصرہم - اور دیگر علماء نے کہا کہ الذی یہان بمعنی الذین ہی **ابن جریرؒ** نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سے حکایت
کیا گیا کہ انکی قرارت مین تماما علی الذین احسنوا تھا اور ابن ابی نجیح نے مجاہدؒ سے روایت کی کہ قولہ علی الذی احسن یعنی علی المحسنین والمومنین
ایسا ہی ابو عبیدہؒ سے مروی ہی بغویؒ نے کہا کہ محسنون وہ انبیا و مومنین ہین یعنی ہمنے اسکی فضیلت اُن لوگون پر ظاہر کردی **قال الحافظ**
اور مین کہتا ہون کہ علی ہذا یہ بمانند قولہ تعالیٰ یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی الآیۃ ہی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے سردار رسول اللہ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء و خلیل سے افضل ہو جاوین بسبب اسکے کہ دیگر دلائل اس پر دلالت
کرتے ہین وَهَٰذَا اور یہ قرآن كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ کتاب ہے جسکو ہمنے اتارا ہی مُبَارَكٌ مبارک ہے یعنی کثیر البرکۃ ہی فَاتَّبِعُوهُ
پس اُسکی پیروی کرو ای اہل مکہ بایںطور کہ جو احکام و نصائح اسمین ہین انپر عمل کرو کیونکہ جب وہ تمھارے پروردگار کی طرف سے بہت
برکت کی کتاب ہی تو انپر تمکو عمل واجب ہی پس اسکی پیروی کرو وَاتَّقُوا اور کفر و انکار سے پرہیز رکھو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ تا بدرحم
کیے جاؤ یعنی ایسا کرنے کے بعد او تعالےٰ جل جلالہ سے رحمت کے امید وار رہو اور نہین نا امید ہی رحمت الٰہی سے مگر وہی جو کافر ہے
أَن تَقُولُوا فراء و کسائی نے کہا ای واتقوا ان تقولوا یا اہل مکہ - اور بچو اس بات کے کہنے سے ای مکہ والو - اور بصریون نے کہا انزلناہ
کراہۃ ان تقولوا ہمنے اسکو نازل کردیا بسبب کراہت اس امر کے کہ تملوگ کہو اور کوفیون نے اور شیخ ابن جریرؒ نے کہا ای انزلناہ
لئلا تقولوا ہمنے اس کتاب کو نازل کردیا تاکہ تم یون نہ کہو کہ إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا یہی ہوا تھا
کہ اُتاری گئی کتاب ہمسے اگلے دو گروہون پر وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ البتہ ہم انلوگون کی قراءۃ سے غافل رہے کیونکہ ہم
اسکو نہین جانتے تھے بوجہ اسکے کہ وہ ہماری زبان مین نہ تھی طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہین کہ انپر توریت و انجیل نازل ہوئی
اور رہی زبور تو وہ احکام توریت کی پابندی کے ساتھ فقط نصائح و مواعیظ تھے واللہ اعلم پس اہل زبور وہی اہل توریت ہین پس جملہ
دو ہی گروہ یہود و نصاریٰ ہوے اور یہی ابن عباس و مجاہد و سدی و قتادہ و بہتون سے مروی ہی کہ یہود و نصاریٰ مراد ہین - ان کنا
ای انا کنا پس ان تشدید سے مخفف اور اسم محذوف ہی حاصل آنکہ قیامت مین تم یہ عذر پیش نہ لاؤ کہ ہمپر کوئی کتاب نہین بلکہ یہود و نصاریٰ پر غیر زبان مین اتری جسکی درس سے ہم
غافل تھے **قال الحافظ** یعنی ہم نہین سمجھتے تھے کہ وہ لوگ کیا کہتے ہین کیونکہ وہ لوگ ہماری زبان والے نہ تھے اور باوجود اسکے ہم اس خبر سے غافل تھے جسمین وہ تھے
وقال المترجم اصل درود یہ ہی کہ اس نعمت کا نجاننا کچھ عذر نہین بلکہ اُنسے دریافت کرلیا ہوتا اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے اسکے دفع کیطرف اشارہ کیا اور
مترجم کے نزدیک توضیح یہ ہی کہ قیامت مین یہ عذر نہ کرین کہ کتاب آسمانی تو ہمسے اگلے دو گروہ پر نازل ہوئی اور ہم اس سے محروم تھے اور
وہ ہدایت انھین دو گروہ کے ساتھ مخصوص تھی کچھ عموم بعثت نہ تھی کہ ہر شخص پر اسکا علم و معرفت حاصل کرنا فرض ہو اور اپنی ابتداء کیواسطے حاصل کرنے مین یہ دقت

تھی کہ وہ زبان دان دونون گروہ کی قراءۃ ہماری سمجھ مین آتی نہ تھی باوجودیکہ ہمکو اس ارسال وانزال کتب سے غفلت محض تھی اور نیز اپنی شغولی مین غفلت تھی باوجودیکہ ایسے گروہ پر نازل ہوئی جنکو تحریف وتبدیل مین غلو تھا اور ارشاد وہدایت سے بے پروائی تھی یعنے انکا ہمکو درس دینا اور سمجھانا بالکل نہین پایا گیا ہم اس سے بالکل غافل رہے کہ انھون نے ہمکو کبھی سمجھایا ہوتا پس ہم معذور ہین اَوْ تَقُوْلُوْا یا یون کہو کہ لَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ اگر ہمارے اوپر کتاب اُتاری جاتی تو ان لوگون کی بہ نسبت زیادہ ہدایت پر ہوتے خواہ اسوجہ سے کہ ہمارے ذہن اچھے تھے ہم کتاب سے خوب سمجھ حاصل کرتے یا ہم اسپر خوب عمل کرتے اور لوگون کو درس دیتے اور سمجھاتے اور عموماً لوگون کو ہدایت کی راہ بتلاتے فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ یعنے بیان مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ یعنے آگیا تمھارے پاس بیان تمھارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت ورحمت حتی کہ جو شخص اسکی پیروی کرے وہ راہ پاوے اور اسپر اللہ تعالے کمال رحم فرماوے پس جب ایسا واقع ہوا تو اب خوف کرو کہ تمھارے پاس کوئی عذر نہین کہ تم راہ راست چھوڑکر گمراہ پھرو اور اس بیان یعنے قرآن مین خوض نکرو اور اس سے ہدایت ورحمت حاصل نکرو اور یہ بڑا ظلم اپنے اوپر کرتے ہو کہ کمال ہدایت تو درکنار تم اس سے منکر ہوتے اور منھ موڑتے ہو فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ پس کون زیادہ ظالم ہے یعنے کوئی زیادہ ظالم نہین ہے اُس شخص سے کہ جسنے جھٹلایا آیات الٰہی کو وَصَدَفَ عَنْهَا اور منھ موڑا ان آیات سے پس جو ایسے ظلم کا برتاؤ کرے وہ چند روزہ زندگی بھر بچا رہیگا وہ بھی اگر اللہ تعالے کو منظور ہو ورنہ وہ قابل سخت سزا کے ہے حتی کہ اگر اسی کفر وانکار پر مرا تو غضب مین پڑا سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ عنقریب ہم بدلے مین دینگے ان ظالمونکو جو منھ موڑتے تھے ہماری آیات سے بُرا عذاب یعنے سخت عذاب بسبب اُن لوگون کے اعراض ومنھ موڑنے کے اعوذ باللہ من عذاب اللہ وبلائہ۔ قولہ کذب بایات اللہ وصدف عنہا۔ سدی نے ابن عباس ومجاہد وقتادہ سے روایت کی کہ معنی یہ ہین کہ لوگون کو اُس سے موڑا اور روکا اور خود اعراض کیا اور ابن کثیرؒ نے اسکو قوی کہا ہے **فی العرائس** قولہ ثم آتینا موسی الکتاب الآیۃ یعنے موسی علیہ السلام کو وہ چیزین دین جنسے وہ مخصوص ہوا چنانچہ مناجات مین اسکو کلام قدیم سنایا جس سے معارف قدم وکشف ذوات صفات کی راہین ظاہر فرمائین اور ایک وقت خاص مین اسپر تجلی فرمائی پھر توریت عطا فرمائی جو عموم عوام کے لیئے وخواص کے لیئے شریعت تھی اور عبودیت کی کشادہ راہون کا بیان تھی کیونکہ عوام لوگ اس بات سے بہت دور تھے کہ گوشئہ خاص سے کلام خطاب خاص کو مشاہدہ جلال مین سُنین **قال المترجم** بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید کو توریت سے افضل واشمل نازل فرمایا اور تمام نعمت فرمائی اور یہ تمام کرنا کامل بہ نسبت سب کے ہے اسی واسطے قرآن مجید کی دعوت عام اور آنحضرت صلعم کی رسالت بھی عام ہے اور اس سے اعراض کرنے والی کوئی قوم ہو اسکو عذاب شدید سے وعید فرمائی اور نیز بیان واقعی کے ساتھ اہل غفلت وانکار کو تہدید فرمائی بقولہ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ

کاہیکی راہ دیکھتے ہین لوگ مگر یہی کہ اُنپر آوین فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جسدن آویگا ایک نشان

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

تیرے رب کا کام نہ آویگا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہین

هَلْ يَنْظُرُوْنَ نظر بمعنی انتظار ہے حاصل آنکہ انپر حجت قائم ہوئی اور کتاب بھی نازل فرمائی گئی اور رسول پاک صلعم بھیجے گئے اور نہایت

حُسن اسلوب سے ارشاد وہدایت کیگئی لیکن وہ اپنی جہالت وضلالت سے نہین پھرتے ہین تو یہ باقی رہا کہ کیا انتظار کرتے ہین اس بات کا کہ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ آوین اُن کے پاس ملائکہ یعنی انکی روح قبض کرنے کو ملائکہ آجاوین اور وقت فرصت ہاتھ سے جاتا رہے کیونکہ اُسوقت ایمان لانا کچھ نافع نہوگا ایسے شخص کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ عذاب لیکر ملائکہ انپر آوین اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ یا آوے تیرا رب وہی محمد صلعم جیسا کہ کفار مانگتے ہین بقولہم لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوًّا کبیرا یعنی کافرون نے کہا کہ کیون نہین اُتارے گئے ہمپر ملائکہ یا دیکھین ہم اپنے رب کو البتہ بڑے تکبر والے بنگئے اپنے نزدیک اور سرکشی مین حد سے بڑھ چلے بڑا بڑھ چلنا اور بعض نے کہا کہ مضاف محذوف ہے او یاتی امر ربک۔ ای عذاب ربک یعنی یا آوے عذاب تیرے پروردگار کا۔ بہرحال اسمین یہ ولا یا کہ حضرت او تعالی جل جلالہ کا آنا ہولناک بات ہے اور مراد اس سے عذاب ہے حذف مضاف زبان عرب مین شائع ہے اور یہان اسکے حذف سے ہول زیادہ ہوگیا پس یہ بلاغت مقام ہے جیسے قولہ واشربوا فی قلوبہم العجل۔ یعنے پلائے گئے انکے دلون مین بچھڑا یعنے انکے دلون مین محبت بچھڑے کی جذب ہوگئی جیسے پانی جذب ہوجاتا ہے پس حذف مضاف مبالغہ ہے کہ ایسی محبت بھر گئی تھی کہ گویا وہ گوسالہ خود انکے دلون مین بیٹھ گیا تھا اور یہ بلاغت پاکیزہ ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے روز او تعالے جل جلالہ کا فیصلہ خلائق کے واسطے آنا مراد ہے کما فی قولہ وجاء ربک والملک صفًّا صفًّا۔ اور یہی تفسیر حضرت ابن مسعود وقتادہ ومقاتل سے مروی ہے اور بعض نے فرمایا کہ کیفیت آنے کی فہم وخیال وتصور بشری بلکہ تمام مخلوق کے وہم سے خارج ہے کیونکہ او تعالے عز وجل ہر ایک کے وہم وخیال سے بالاتر ہے پس اسقدر ایمان لانا چاہیے کہ او تعالے جل جلالہ قادر ہے کہ آوے جیسا کہ فرمایا اور اسکی کیفیت وصورت وغیرہ ہماری عقل سے باہر ہے ہم بندہ ہین جو اُسنے فرمایا اسپر ہمارا ایمان ہے اور مفسرؒ نے فہم عوام سے قریب ہونے کی جہت سے قولہ ہل ینظرون الخ مین یہ تفسیر اختیار کی کہ کیا انتظار کرتے ہین جھٹلانے ومنھ موڑنے والے اس بات کا کہ آوین اُنپر ملائکہ اسواسطے کہ انکی روحین قبض کرکے عذاب دیوین الخ یا آوے تیرا پروردگار یعنے حکم پروردگار یعنے پروردگار کا عذاب آوے اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ یا آوین بعض نشانیان تیرے پروردگار کی۔ یعنے تیرے پروردگار نے جو نشانیان قیامت کی مقدر فرمائی ہین انمین سے بعض نشانیان آجاوین پھر فرمایا کہ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ جسدن کہ آجاوینگی بعض نشانیان تیرے پروردگار کی تب لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا یا ایسے نفس کو جسنے نہین کمائی تھی اپنے ایمان لانے مین کوئی بھلائی۔ واضح ہو کہ بعض آیات سے مراد یہ کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا اور یہ قبل قیامت ہوگا اور جو عوام مین مشہور ہے کہ بارہ برس پہلے ہوگا یہ غلط ہے ہان دجال وغیرہ کے بعد ہوگا اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین قایم ہوگی قیامت یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب مغرب سے پھر جب لوگ اُسکو دیکھینگے تو روئے زمین کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے لیکن یہ وہ وقت ہے کہ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے۔ رواہ البخاری وبقیۃ الجماعۃ وغیرہم اور ایک روایت بخاری مین ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو اسوقت سے پہلے ایمان لایا ہوگا اسکو اسکا ایمان نفع دیگا یعنی مقبول ہوگا اور یہی تفسیر اس آیت کی مفسرؒ نے موافق جمہور مفسرین کے اختیار کی ہے۔ کمالین مین لکھا کہ بعض مفسرین نے کہا کہ بعض آیات سے مراد کوئی آیت ہو خواہ دخان یا دجال یا دابہ وغیرہ اور صحیح قول اول ہے **قال المترجم** آیت مین یہ تعمیم کہ کوئی سی آیت ہو بے شک غلط ہے کیونکہ منصوص بعض آیات ہین اور اگر طلوع

آفتاب ازمغرب کے سوائے بھی بعض آیات کو عام لیا ہوتا تو اسکی وجہ بھی ہو سکتی تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے باسناد جید حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین باتین ہین کہ جب وہ ظاہر ہونگی تو کسی نفس کو اسکا ایمان نافع نہوگا جو نہین ایمان لایا تھا پہلے سے یا کسب کیا تھا اپنے ایمان مین کسی بھلائی کو۔ وہ طلوع آفتاب ہے مغرب سے اور نکلنا دجال کا اور نکلنا دابۃ الارض کا ہے سو قد رواہ احمد و مسلم والترمذی وابن مردویہ۔ وفی الکمالین عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین عبداللہ بن ابی اوفی رضہ سے روایت کی کہ لوگون پر ایک رات بقدر تین راتون کے آویگی کوئی نہین پہچانیگا سوائے اُن لوگون کے جو تہجد پڑھنے اُٹھتے ہین پس آدمی اٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اُٹھیگا پس ایسا وقت ہونے پر لوگ آپس مین آواز دیکر رل مل کر مسجدون مین جاوینگے یہانتک کہ جب صبح کی نماز پڑھکر بیٹھین گے کہ ناگاہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکل آویگا یہانتک کہ جب درمیان مین پہونچیگا تو واپس ہو جائیگا **قال الحافظ ابن کثیر** وقد رواہ ابن مردویہ وہو حدیث غریب۔ ابن مردویہ نے حذیفہؓ سے مرفوع روایت کی کہ رات بقدر دو رات کے دراز ہو جائیگی۔ بعض روایات مین ہے کہ آفتاب تین روز تک مغرب سے نکلیگا اور امام نوویؒ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ ایک ہی روز ایسا ہو کر پھر اور دنون کے مانند نکلا کریگا فی تفسیر الحافظ۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے مغرب سے آفتاب نکلنے سے پہلے توبہ کی اُسکی توبہ قبول ہوگی۔ رواہ ابن جریر ولیس فی الکتب الستۃ واسنادہ جید۔ عن حذیفۃ ابن اسید الغفاریؓ ہم لوگ قیامت کا ذکر کرتے تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم نے غرفہ سے طلوع فرما کر کہا کہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ تم دس نشانیان دیکھو آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دخان۔ اور دابۃ الارض۔ یاجوج ماجوج کا نکلنا عیسی بن مریم کا اُترنا اور دجال کا نکلنا اور تین خسف ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ عرب مین آگ نکلنا عدن کے غار سے جو لوگون کو ہانک لیجاویگی جہان رات گزارینگے وہان رات کو ساتھ رہیگی اور جہان دوپہر کو ٹھہرینگے انکے ساتھ ہوگی۔ رواہ احمد و مسلم واہل السنن الاربعہ ابوسعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہے کہ قولہ یوم یاتی بعض آیات ربک آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ مغرب سے آفتاب کا نکلنا ہے رواہ احمد رواہ الترمذی موقوفًا۔ حدیث ابوامامہؓ مین مرفوعًا ہے کہ نشانیون مین اول وہ طلوع آفتاب ازمغرب ہے حدیث صفوان مین مرفوعًا آیا ہے کہ اوتعالےٰ نے مغرب مین ایک دروازہ کھولا جسکا چوڑان ستر برس کی راہ ہے وہ توبہ کے واسطے ہے وہ بند نہوگا یہانتک کہ مغرب سے آفتاب نکلے۔ رواہ النسائی وصححہ الترمذی وابن ماجہ اور اول آیت طلوع آفتاب ہونا حدیث عبداللہ بن عمرو مین بھی بروایت احمد و مسلم وابوداؤد وابن ماجہ مروی ہے سارئیہ وعبدالرحمن بن عوف وعبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہجرت دو خصلت ہین ایک تو گناہون سے ہجرت یعنی گناہ چھوڑنا اور دوم یہ کہ سب چھوڑ کر اللہ تعالےٰ واسکے رسول کیطرف ہجرت کرے اور یہ ہجرت منقطع نہوگی جب تک کہ توبہ قبول ہو اور توبہ برابر قبول ہوگی یہانتک کہ آفتاب اپنے مغرب سے طلوع کرے پھر جب مغرب سے طلوع ہوا تو ہر دل پر مہر ہو جائیگی جو کچھ اسمین ہے اور کفایت ہوگا لوگون کو عمل **قال الحافظ** رواہ احمد باسناد حسن ولم یخرجہ احد من اصحاب الستۃ عن ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ آیات قیامت جو مذکور ہوئین ہین انمین سے سوائے چار کے سب گزر گئین اور چار جو باقی ہین وہ طلوع آفتاب ازمغرب اور خروج دجال ودابۃ الارض وخروج یاجوج ماجوج ہین اور کہتے تھے کہ جس آیت پر اعمال ختم ہونگے وہ مغرب سے طلوع آفتاب ہے **قال المترجم** نزول عیسی علیہ السلام ملاصق خروج دجال ہے اور آیات قرب قیامت بہت ہین انمین سے بڑی آیات دس ہین۔ پھر واضح ہو کہ قولہ اوکسبت فی ایمانہا خیرا مین خیر سے مراد عمل صالح ہے اور مفسرؒ نے کہا کہ خیر وطاعت سے مراد یہ کہ اسکو اسکا توبہ کرنا نافع نہوگا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے **قال فی الکمالین** زمخشریؒ نے

ظاہر آیت سے استدلال کیا تھا کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع نہین ہے اور مفسرؒ نے اسکو دفع کر دیا کہ عدم نفع ایمان اس سے ظاہر نہین ہوتا بلکہ اوکسبت بمعنی لاینفع نفسًا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرًا ای توبۃً ہے یعنے اسوقت کسی مومن کو اسکے گذشتہ جرم پر توبہ کرنا نفع ندیگا۔ وفی تفسیر الحافظ قولہ تعالےٰ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن الخ یعنی اگر اس روز کسی کافر نے نیا ایمان حاصل کیا یعنی ایمان لایا تو اس سے مقبول نہوگا اور اگر وہ اس سے پہلے مومن تھا تو دو حال سے خالی نہین یا تو نیکوکار تھا تو وہ بہت خوب حال مین ہے اور اگر نیکوکار نہ تھا اور اُسنے جدید توبہ کی تو اسکی توبہ قبول نہو گی جیسا کہ احادیث متقدمہ دلالت کرتی ہین پس اسی پر محمول ہوگا قولہ اوکسبت فی ایمانہا خیرا۔ واضح ہو کہ قولہ تعالےٰ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل اوکسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت کو آمنت پر عطف کرنے سے اشکال پیش آتا ہے وہ یون کہ ایمان سابق نہو تو ضرور خیر نہوگی کیونکہ بدون ایمان کے خیر کچھ نہین ہے اور اگر خیر مع الایمان مراد ہے تو جملہ ثانیہ مین تکرار ہے اور نیز وجود ایمان اگر عدم خلود کے واسطے کافی ہے تو عدم ثانی کی کیا ضرورت اور اگر ثانی پر کافی ہے تو وجود اول سے کیا نفع ہے اور مؤلف فتح البیان نے مع الطائل طول کلام کے بعد لکھا کہ ظاہر آیت جو مقتضی ہے کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع ہے دیگر دلائل صحیحہ کتاب وسنت سے اسکے معارض ہین کہ نہین نفع دیتا ایمان مگر عمل خیر کے ساتھ پس یہی وجہ قوی ہے اور بعد اسکے ایک لاطائل تقریر کی جسمین لوگون پر تشنیع ہے کہ اُنھون نے فقط حمایت مذہب کی وجہ سے آیت مین تاویل کی ہے **مترجم** کو ان زبان درازیون سے تعجب ہوتا ہے اور مہمل باتون کو اس کتاب مین درج کرنا پسندیدہ نہین ورنہ مین پورا کلام لاتا لہذا اس سے اعراض کر کے مؤلف مذکور کا اسقدر جواب دیتا ہون کہ مجرد ایمان نافع نہونے سے مؤلف مذکور کی مراد کیا ہے پس اگر یہ مراد ہے کہ کافرون کے مانند خلود فی النار سے رہائی مین فی الجملہ بھی نافع نہین تو صریح غلط اور خلاف صحیح احادیث وآیات ہے بلکہ جماعت امت سے مخالفت ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ کامل نافع نہوگا تو یہان اس تخصیص مین کلام نہین ورنہ مؤلف مذکور پر اثبات لازم ہے اور نیز اگر مجرد ایمان نافع نہو تو تصدیق توحید رکھنے والا اور معتقد شرک وکفر مین کوئی فرق نہوگا حالانکہ فرق ظاہر ہے بالجملہ مؤلف مذکور کی ایسی مفسدانہ باتون سے اوتعالےٰ محفوظ رکھے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ پھر توضیح مقام یہ ہے کہ قولہ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل اوکسبت فی ایمانہا خیرا مین کسبت عطف ہے آمنت پر اور دو شق بحرف او مردود ہین یعنے نہ نفع دیگا کسی نفس کو اُسکا ایمان لانا جسکی یہ صفت ہو کہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان مین خیر نہ کمائی ہو پس نافع نہونا اُس نفس کو ہے جسمین دونون باتون مین سے کوئی بات نہو لیکن اول شق کی نفی یہ ہے کہ وہ ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہو مگر خیر نہین کمائی پس اگر ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہے تو اسکو اسکا ایمان نافع ہوگا اگرچہ خیر نہ کمائی ہو اور جب شق اول کی نفی سے یہ بات ثابت ہوئی تو دوسری شق کے معنی لاینفع نفسا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا نہین نفع دیگا کسی نفس کو جسنے نہین کمایا اپنے ایمان مین خیر کو۔ ظاہر مین جو نفی شق اول سے ثابت ہوا اس سے متعارض پڑتے ہین اور جواب یہ کہ شق دوم کے معنی یہ ہین کہ اسکی توبہ ان اعمال بد کے بارہ مین قبول نہوگی جنکو کر چکا ہے اور اگر وہ مراد ہوتی جو مؤلف فتح البیان نے نادانی سے اپنے نفس کی تبعیت کی ہے یعنے ایمان بدون عمل خیر نافع نہوگا تو شق اول بیکار ہوتی فقط شق دوم لازم تھی اور جسقدر مین نے ذکر کر دیا اس سے متعین وثابت ہے کہ جو تاویل حضرت ابن کثیرؒ کی تفسیر سے موافق دیگر مفسرین نے نقل کر دی ہے وہی صحیح ہے اور جو مؤلف فتح البیان نے لکھی وہ غلط دیجا وہم وتقلید باطل ہے فافہم قُلِ انْتَظِرُوٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کہدے تم بھی انمین سے کسی بات کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

جنھون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہوگئے کئی فرقے تجھکو اُنسے کچھ کام نہین انکا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتاویگا اُنکو

بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ○ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ج وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا
جیسا کچھ کرتے تھے جو کوئی لایا نیکی اسکو ہی اسکے دس برابر اور جو لایا بُرائی سو سزا پاویگا تواتنی ہی
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○
اور اُنپر ظلم نہ ہوگا

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ یعنے دین کو اسطرح تفریق کرڈالا کہ اسمین پھوٹ ڈالی اور اختلاف کر کے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا وَكَانُوْا شِيَعًا
بمعنے فرقًا اور وہ جمع فرقہ ہی یعنے ٹکرے ٹکرے ہوگئے اور ایک قراءۃ حمزہ وکسائی مین فارقوا دینہم ہی یعنے جدا ہوگئے اس دین سے جسکا
حکم دیے گئے تھے اور یہ لوگ یہود ہین جیساکہ مجاہدؒ سے مروی ہی و فی تفسیر الحافظ کہا مجاہد و ضحاک و قتادہ و سدی رحمہم اللہ نے کہ یہ آیت
دربارہ یہود و نصاری نازل ہوئی ہی اور ایسا ہی ابن عباسؓ سے مروی ہی اور ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس امت کے گمراہ فرقون کے بارہ مین ہی
اور ابوامامہؓ نے کہا کہ حروریہ یعنی خارجی فرقہ انھین مین ہی اور حدیث مرفوع اسمین کہ یہ آیت اصحاب ہوا کے حق مین ہی ثابت نہین ہوئی ولیکن اقوال
سلف رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی اور توفیق یہ ہی کہ اولًا تو یہود و نصاری کے حق مین ہی اور ثانیًا وشمولًا تمام اہل ہوا و بدعت و ضلالت کے
حق مین ہی خواہ یہود و نصاری ہون یا اس امت کے فرقے مبتدعین مانند معتزلہ و روافض و خوارج کے ہون بالجملہ جسنے توحید الٰہی
و سنت رسول اللہ صلعم سے اور جماعت سلف صالحین کے طریقہ سے انحراف کیا وہ اسی حکم مین داخل ہی پس آیت مین دلیل ہی کہ مسلمانون کا
ایک کلمہ چاہیئے اور جماعت رہین اور تفریق و پھوٹ نہ ڈالین فی السراج والمعالم وغیرہما معاویہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ہم مین کھڑے
ہوکر خطبہ فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تو بہتر فرقے ہوگئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقہ ہوجائیگی جسمین سے بہتر فرقہ دوزخ مین جاوینگے
اور ایک فرقہ جنت مین جائیگا اور وہ فرقہ جماعت ہی - رواہ ابوداؤد والترمذی - عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقہ ہوے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے اور میری امت کے تہتر
فرقہ ہوجاوینگے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون فرقہ ہی تو فرمایا کہ جو اُس طریقہ پر ہوگا
جسپر مین اور میرے اصحاب ہین - رواہ الترمذی وقد اخرج الحاکم وصححہ - عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو صبح کی
نماز پڑھائی پھر ہمکو ایسی پاکیزہ نصیحت فرمائی کہ آنکھون سے آنسو روان ہوے اور دل دہل گئے پس ہم مین سے کسی کہنے والے نے کہا
کہ یا رسول اللہ یہ تو وداع کرنے والے کی سی نصیحت ہی پس آپ ہمکو کچھ وصیت فرمادین تو فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ تقوی رکھو اللہ تعالےٰ
سے اور سمع وطاعت رکھو اگرچہ کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ جو کوئی تم مین جئیگا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھیگا پس اسوقت تمپر لازم ہی کہ
میری سنت اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور دانتون سے اسکو مضبوط پکڑ لو اور خبردار بچے رہو ایسے امور سے
کہ جنکو تم بدعت نکالو کیونکہ ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی و ہذا الحدیث فی الصحاح - بالجملہ جن لوگون نے دین مین
پھوٹ ڈالی اور فرقہ فرقہ ہوگئے اُنسے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلعم کو بری فرمایا بقولہ لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ حاصل اُنکہ تجھکو اُنسے کچھ تعلق نہین
ہی تو اُنسے بالکل بری ہی ولذلک قال المفسر اے فلا تتعرض لہم پس تو اُنسے کچھ تعرض مت کر اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ یعنے اللہ تعالےٰ
ہی خود انکے امر شدید کا متولی ہی اور یہ سخت تہدید ہی کیونکہ شفاعت وغیرہ سے بالکل محروم کر دیا تو لامحالہ سخت عذاب مین پڑین گے
ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ یعنی پھر آخرت مین انکو انکے افعال سے خبردار فرمادیگا یعنی انکو سزائے سخت دیگا قال المفسر یہ منسوخ ہے

حکم جہاد سے - اور اولی یہ ہی کہ آیت محکم ہی اور قولہ لست منہم فی شئ سے فقط یہ مراد ہی کہ تجھپر صرف ابلاغ ہی اور انکے افعال سے تجھپر کچھ لازم نہوگا
پھر اُنکا معاملہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہی جو چاہے اُنکے حق مین دنیا مین حکم کرے چنانچہ آخر جہاد کا حکم ہوا - پھر قیامت مین انکو خبردار کریگا کہ تم کیا کرتے
تھے چنانچہ جو جزیہ پر اڑے رہے وہ قیامت مین عذاب شدید کفر و شرک کا پاوینگے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ای لا الٰہ الا اللہ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا
تو اسکے لیے جزا ہی برابر دس گونہ اُسکے ایک جماعت نے کہا حسنہ سے مراد کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہی یہی ابن مسعود و ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہم سے مروی ہی اور دیگر مفسرین نے کہا کہ یہ کلمہ طیبہ افضل الحسنات ہی اور مراد عام ہی جیساکہ عموم لفظ دلالت کرتا ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ تمہارا
پروردگار عز وجل رحیم ہی جسنے قصد کیا کسی نیکی کا پھر اسکو ادا نکیا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور اگر اُسنے ادا کیا تو دس گونہ سے سات
سو سے بہت گونہ تک نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کسی بدی کا قصد کیا پھر اسکو نہ کیا تو اُسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہی پھر اگر اسکو کرگزرا
تو اُسپر ایک بدی لکھی جاتی ہی یا اللہ تعالی اسکو محو کردیتا ہی - کما رواہ البخاری ومسلم والنسائی - حدیث ابوذرؓ مین منجملہ حدیث قدسی کے ہی اور جسنے زمین
بھر کی خطائین کین پھر مجھسے ملا اس حال مین کہ وہ میرے ساتھ کچھ شرک نہین کرتا تھا تو مین اسکے برابر اسکے واسطے مغفرت دیتا ہون - کما رواہ مسلم
واحمد وابن ماجہ - اور ابو یعلی نے مانند حدیث اول کے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہی قال الحافظ واضح ہو کہ کسی گناہ کو
چھوڑنے والا تین قسم کا ہی ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالےٰ عز وجل کے واسطے و اسکے خوف سے گناہ کو چھوڑا پس اُسکے باز رہنے پر اللہ تعالی اُسکے واسطے
نیکی عطا فرماتا ہی اور یہ اس بندہ کی طرف سے عمل و نیت ہی چنانچہ بعض الفاظ صحیح مین یہ بھی آیا ہی کیونکہ اُسنے اس گناہ کو میری ہی وجہ سے چھوڑا ہی
دوم وہ کہ جسنے نسیان و ذہول سے چھوڑ دیا تو ایسے شخص پر نہ عذاب ہی نہ اسکو ثواب ہی کیونکہ اسنے نہ بھلائی کی نیت کی اور نہ کوئی برائی عمل مین لایا
اور سوم وہ کہ جسنے اس بدی کے بجالانے اور اسکے اسباب و سامان مین کوشش کی لیکن کسل کی وجہ سے یا عاجز ہو کر بیٹھ رہا تو ایسا شخص بمنزلہ اس بدی
کو عمل مین لانے والے کے ہی اسی واسطے حدیث صحیح مین ہی کہ جب دو مسلمان تلوارین لیکر بھڑے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخی ہین لوگون
لوگون نے عرض کیا کہ قاتل تو قاتل ہوا اور مقتول کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اسواسطے کہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کرڈالنے پر حریص تھا حاصل آنکہ اُسنے
کوشش مین دریغ نہین کیا پس وہ بمنزلہ قاتل کے ہی قال الحافظ خریم بن فاتک الازدیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
آدمی چار صفت کے اور اعمال چھ طور پر ہین پس آدمیون کی حالت یہ کہ بعض کے حق مین تو دنیا و آخرت دونون مین وسعت ہی اور بعض کے لیے دنیا
مین وسعت ہی اور آخرت مین محتاج ہی اور بعض دنیا مین محتاج اور آخرت مین وسعت والا ہی اور بعض دنیا و آخرت دونون مین شقی ہی - اور
اعمال کی یہ تفصیل ہی دو موجب ہین اور مثل بمثل اور دس گونہ اور سات سو گونہ پس دو موجب یون ہین کہ جو مسلمان مومن مرا درحالیکہ اللہ تعالی کے
ساتھ کچھ شرک نہ کرتا تھا تو اسکے واسطے جنت واجب ہوئی اور جو کافر مرا اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی اور جسنے نیکی کا قصد کیا اور بجا نہ لایا
اور اللہ تعالی کو معلوم ہی کہ اسکے دل مین کھپ گئی تھی اور حریص تھا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور جسنے برائی کا قصد کیا اسپر نہین لکھی جائیگی
اور جسنے برائی کرلی اسپر ایک ہی لکھی جائیگی اور کئی گونہ نہین ہوگی اور جسنے ایک نیکی کرلی اسکے واسطے دس گونہ لکھی جائیگی اور جسنے راہ خدا مین کچھ
خرچ کیا تو سات سو گونہ اجر لکھا جائیگا - رواہ احمد وقد رواہ الترمذی والنسائی بالبعض - اور اسیواسطے آیا ہی کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک
کفارہ ہی اپنے درمیان کا اور تین روز زائد تک کا کیونکہ دس گونہ ثواب ہی پس سات روز جمعہ تک اور تین روز زیادہ سے پورے دس ہوگئے
اور ایسے ہی ایک روزہ دس دن کے برابر اور تین روزے پورے مہینہ کے برابر ہوئے اسی واسطے حدیث ابوذرؓ مین آیا کہ جسنے ہر مہینہ
مین تین روزے رکھے اُسنے گویا تمام دہر روزہ رکھے - رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی تمام دہر تمام سال یا ہمیشہ کیونکہ کوئی مہینہ

خالی نہین تو تمام سال خالی نہین ہے وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا چنانچہ احادیث مذکورۂ بالا سے اسکی تفسیر ظاہر ہو گئی **وقال الحافظ**
قولہ ومن جاء بالحسنہ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ لایا۔ اور قولہ ومن جاء بالسیئہ یعنی کوئی شرک لایا۔ اور ایسا ہی ایک جماعت
سلف رضی اللہ عنہم سے مروی ہوا ہی حاصل آنکہ جسنے کوئی بدی کی اسکو اسکے مثل جزا دیجائیگی اور اسپر زیادتی نہوگی پس شرک کو خلود دوزخ کی
جزا دیجائیگی اور یہ موجب ہی یعنے ضرور اسکو یہ جزا و سزا ملیگی بسبب قطعی وعید کے اور سوائے اسکے دیگر معصیات مین جوجسکی جزا و سزا مقدر کر
دہ معلوم اور جسکی مقدار بیان نہین ہوئی اسمین اسکی مثل سزا ملیگی لیکن سوائے شرک کے دیگر سیئات مین اگر اللہ تعالیٰ نے عفو نہ فرمایا اور
اسکی حسنات بہ نسبت اسکے سیئات کے زیادہ نہوئی تو یہ سزا جو مذکور ہوئی یعنی برابر اپنی برائی کے بدون زیادتی کے سزا پاویگا اور اگر توبہ کی
تو خواہ شرک ہو یا کوئی گناہ ہو او تعالیٰ ارحم الراحمین عفو فرماتا ہی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ای لاینقصون من جزاہم شیئاً۔ جو انکی جزا ہی خواہ نیکی کا بدلا یا بدی کا
بدلا اسمین اپر ظلم نہوگا **فی العرائس** قولہ ان الذین فرقوا دینہم۔ اسکے اشارہ مین وہ لوگ داخل ہین جو اپنی ارادت مین فتور کرنے لگے اور
طریقۂ حق سے دوسری طرف مائل ہو گئے حالانکہ اپر واجب یہ تھا کہ اس راہ مین اپنے نفس کو قربان کرین اور مجاہدہ و ریاضت سے اسکو
زیر کرین پس جب انھون نے راہ حق سے تفریق کی اور اسکو چھوڑا تو میدان ضلالت وبطالت مین جا پڑے پس باطل دعوی کرکے ہلاک
ہوئے۔ بعض تو زرق و مکر مین پڑے اور بعض طرار ہوئے اور بعضون نے اولیاء اللہ کے سے کپڑے پہن لیئے اور بعضون نے اولیاء کے
مانند باتین بنانی شروع کین۔ فارس رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ لوگ راہ الٰہی مین ایک دیترہ پر نہین رہے **قولہ** من جاء بالحسنہ فلہ عشر امثالہا۔
جو شخص اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہی اسکا اجر اسکے گمان کے موافق ہی یعنے عالم حادث مین سے اعلیٰ مقام جنت کی نعمتون سے اسکو اجر ملیگا اور جسنے
اپنی نظر اپنے اعمال سے اُٹھائی اور حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ پر نظر کرکے اپنے اعمال سے خجل ہوا تو اسکا اجر بغیر حساب ہی اور وہ لطائف
عرفان اور موائد ایقان ہی۔ اور حسنہ یعنی نیکوئی اصلی یہ ہی کہ ظہور ربوبیت کے وقت اخلاص سے عبادت کرے۔ اسی واسطے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس حال سے کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی۔ یہ مرتبہ احسان ان عارفون کے واسطے ہی جنکا اجر مشاہدہ
الٰہی عز وجل بلا نہایت ہی۔ بعض نے کہا کہ جسنے حسنہ کو اپنے نفس سے لحاظ کیا تو اسکو دس گونہ ثواب ہی اور جسنے حسنہ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق
سے خیال کیا تو وہ ایسا بندہ ہی کہ اُسپر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہین اور او تعالیٰ ہر بندہ کو اپنی رحمت سے جو جسکے واسطے مقدر ہی اسکو عطا فرماتا ہی
اور جسکا اجر چاہتا ہی بہت گونہ بے حساب دیتا ہی **قال المترجم** ایک حدیث شریف نقل کردون کہ جس سے یہ اشارات ماخوذ ہو سکتے ہین
اگرچہ معلوم ہی کہ راہ خدا مین جہاد والے کے نفقہ کا اجر بے حساب آیا ہی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم جمعہ مین تین قسم کے لوگ
حاضر ہوتے ہین ایک وہ کہ جمعہ مین آیا اور لغو فعل کرتا ہی تو جمعہ سے یہی اسکا حصہ ہی۔ دوم وہ کہ حاضر ہوا اور دعا کرتا ہی پس اسنے دعا کرلی اگر اللہ
تعالےٰ چاہے اسکو دیوے اور چاہے نہ دیوے سوم وہ شخص جو جمعہ مین انصات و سکوت کے سات حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی (علاوہ ثواب ۱۲)
گردن سے قدم بڑھاتا ہوا تجاوز نہین کرگیا اور کسی کو ایذا نہین دی تو جمعہ اسکے لیئے کفارہ ہی اسکے بعد والے جمعہ تک اور زیادہ تین روز
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی من جاء بالحسنہ فلہ عشر امثالہا الآیہ

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڛ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ
تو کہہ مجھکو تو سوجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین تو کہہ میری نماز
وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝
اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف ہی جو صاحب سارے جہان کا۔ کوئی نہین اُسکا شریک اور یہی مجھکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ہدایت متعدی بمفعول دوم بواسطہ بھی ہوتا ہی جیسے یہان الی صراط مستقیم ہی جبکہ مراد ایک چیز کی طرف
راہ بتاتی ہی اور کبھی متعدی بلا واسطہ ہوتا ہی جیسے اہدنا الصراط المستقیم۔ جبکہ واصل کرنا مقصود ہی کیونکہ ہدایت بدون اسکی عنایت کے نہین ہی پس یہان
صراط مستقیم محل نصب مین ہی بنا برآنکہ مفعول دوم ہی اور بدل اسکا منصوب فرمایا دِيْنًا قِيَمًا یعنے مستقیما مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
کہ اسکی تفسیر گذر چکی **قال الحافظ ابن کثیرؒ** اور یہ بمانند قولہ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین۔ اور آنحضرت صلعم
جبکہ ملت ابراہیم حنیفیہ کے اتباع کا حکم کیے گئے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت آنحضرت صلعم کے اکمل ہون کیونکہ آنحضرت صلعم
اس ملت کو بتکمیل تمام ادا کیا کہ سابقین مین سے کوئی اس مرتبہ کو نہین پہونچا اسی واسطے خاتم الانبیاء اور سید اولاد آدم علی الاطلاق اور صاحب
مقام محمود ہوئے کہ تمام خلائق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم کی طرف رغبت کرینگے انتہی اور اسمین شرکون پر تعریض ہی جو شرک کرتے
اور دین ابراہیم کا دعوی کرتے تھے قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ یہان رسم الخط صلوٰۃ کا بالف ہی اور مراد نماز ہی وَنُسُكِيْ عبادتی من حج وغیرہ۔ یعنی نسک
جمع نسیکہ اور مراد اس سے عبادت ہی حج ہو یا کوئی اور ہو وعلی ہذا تعمیم بعد تخصیص ہوئی کیونکہ صلوٰۃ بھی عبادت ہی **وقال الحافظ**۔ اللہ تعالیٰ نے
حکم دیا کہ مشرکون کو خبر دے جو لوگ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے غیرون کے بتون وغیرہ کی عبادت کرتے اور غیر کے نام پر ذبح کرتے پس انکو آگاہ کردے
کہ میری نماز بھی اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے فقط مخصوص ہی اور میرا نسک بھی اسی کے نام پر ہی اور یہ بمانند قولہ تعالےٰ فصل لربک وانحر ہی۔
قال مجاہد نسک یعنی حج وعمرہ مین قربانی کرنا ہی سعید بن جبیر وسدی وضحاک کا قول ہی وعن ابن عباسؓ آنحضرت صلعم نے عید النحر کے روز دو مینڈھے
ذبح کیے اور وقت ذبح کے یون دعا پڑھی انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی الی آخرہ
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ یعنے میری حیات وموت لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ یعنے حقیقت مین اسکا کوئی شریک نہین تو ان امور مین بھی
کوئی اسکا شریک نہین ہی وَبِذٰلِكَ یعنے اسی توحید بجا لانے کا اُمِرْتُ مجھے حکم کیا گیا ہی وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ یعنے اس امت مین سے
مین ہی اول مسلم ہون کذا قال قتادہ رحمہ اللہ **فی العرائس** قولہ تعالیٰ قل اننی ہدانی ربی الخ۔ صراط مستقیم اس مقام پر نہایت نادر طریقہ
معارف کو اشف مین ہی اسی طریقہ سے اپنے نبی صلعم کو اپنی طرف ہدایت فرمائی کیونکہ آنحضرت صلعم اس طریق کے ساتھ تمام خلائق مین سے
مخصوص ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ قولہ قل اننی ہدانی ربی کہے کیونکر خاص اپنے نفس کی ہدایت بیان فرمائی اور یہ وقوع اسرار منازل نوازل اور
طیران آپ کی روح کا منازل ملکوت وجبروت مین ہی جبکہ مقام دنو الدنو کو بوصف رویت کبریٰ مشاہدہ کیا اور مناجات اعلیٰ مین پہونچے
جیسا کہ قولہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنے فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای سے اشارہ ہی و قولہ ما کذب الفواد
ما رای۔ یعنے بسبب علت حدوث کے راہ قدم سے تجاوز نہین کیا کیونکہ بسبب رعایت ازلی وعنایت ابدی کے محفوظ ومعصوم
تھے پس صفات کی راہون مین سے بہت اقوم راہ پر اور مشاعر ذات مین سے نہایت مستقیم راہ پر پہونچ گئے چنانچہ اشارہ فرمایا بقولہ دینا
قیما یعنی بہت مستقیم جو کہ بشریت کی کجی ونقص تلوین وغیرہ سے منزہ و پاک ہی کیونکہ یہ کشادہ راہ محبت وخلت ہی جس سے جذبات ازلی و مکاشفات
ابد نے آپ کو کھینچ لیا تھا۔ وقد قال تعالیٰ ملۃ ابراہیم حنیفا یعنی طریق محبت ملت ابراہیم کا انکی خلت و دوستی مین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام
خلائق کے درمیان سے نہایت نادر طریقہ محبت وخلت سے مخصوص تھے انکو حنیفیہ کے ساتھ موصوف کیا کیونکہ وہ اس راہ مین ماسوائے
حبیب کے سب چیزون سے منہ موڑنے والے تھے جو انکی راہ چلا وہ انکے حبیب تک پہونچ گیا کیونکہ وہ شرک وقطیعت سے پاک
صاف راستہ ہی وقد قال تعالےٰ وما کان من المشرکین راہ محبت وخلت ایک ہی راہ ہی درباره اقتدا کرنے کے کیونکہ معدن ان

دونون کا وہی عین قدم ہی جو ہر علت سے منزہ و پاک ہی شیخ ابوعثمان رح نے فرمایا کہ صراط مستقیم یہ ہی کہ اقتدا کرے اور اتباع کرے اور ہوائے نفس چھوڑ دے اور کوئی بدعت نہ نکالے بھلا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا وماینطق عن الهوی بعض نے قوله دینًا قیمًا۔ کے اشارہ مین کہا کہ دین قیم وہ ہی جو کجی اور ہوجس نفس سے پاک ہو اور اپنی مراد کی لذت سے بھی بری ہوا ور جب آنحضرت صلعم کا وصف بیان کردیا کہ اوتعالیٰ عزوجل کے جمال و جلال کی ہدایت پائے اور جمیع خلائق سے اپنے خالق کی عبادت کی طرف مُنھ موڑے ہین تو حکم دیا کہ اپنے حال بلند و مقام ارجمند سے لوگون کو آگاہ فرمادین کہ تمام مخلوقات سے مُنھ موڑے ہوئے ہین پس فرمایا۔قل ان صلاتی ونسکی الآیۃ نماز اسکی وصل ہی اور سجود اُس کا قرب ہی اور شہود اسکا مشاہدہ ہی اور رکوع وجد اور قیام حیرت ہی اسی واسطے فرمایا۔قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔میری دونون آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین ہی کیونکہ اسی مین کمال ظہور مشاہدۂ الٰہی ہی اور واردات جلال وجمال کا ہجوم ہی یہانتک کہ مروی ہی کہ نماز پڑھتے تھے اور سینہ مین آپکے جوش تھا مانند جوش دیگ کے۔اور یہی نماز اللہ تعالےٰ کے واسطے ہی کیونکہ اسمین غیر کی طرف نظر نہین ہوئی اور نیز یہی نماز اللہ تعالیٰ کے واسطے بایمعنی ہوئی کہ اس نماز کا ادا کرنیوالا تمام خلائق سے افضل ہی اور نیز اسوجہ سے کہ اورون کی نماز و جمیع عبادت تو بالغرض ہی سوائے اس نماز کے کیونکہ اسمین قدم مین حدوث کا فنا ہی اور نیز اسمین روح اول کو دروازہ ازل پر محبت و عشق کی تلوار سے قربان کیا گیا اور یہی معنی ہین قوله ونسکی۔پھر جب اپنے وجود کو ازل کے لیئے قربان کردیا تو حیات قدیم سے زندہ ہوا پھر سطوات عزت کے ظہور مین فنا ہوگیا اسکے لیے اسکی حیات و موت تھی پس ایسی زندگی و موت و قربان و نماز البتہ ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو کیونکہ یہ سب علت حدوث و نسیان بشری سے پاک ہی واسطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کا بیان دوسری آیت کریمہ یعنی قوله للہ مافی السموات ومافی الارض سے ظاہر ہی پس جسنے عبادت کو اپنے نفس سے لحاظ کیا وہ شکستہ حال ہی اور جسنے اس سے بیزاری کرلی اور بالکل الگ ہوا تو وہ عنایت قدیم مین معصوم ہی اور کب کسی کو روا ہی کہ اپنے نفس سے اُلٹی بات خیال کرے بعض نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ وہ بفضل الٰہی موجود ہی تو یقین کریگا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہی پس جب اپنے نفس کو جان گیا تو اسمین غیر الٰہی عزوجل کا کوئی حصہ نہین رہا پس وہ حکم الٰہی پر گردن جھکا دیگا ہوگا اور تقدیر الٰہی پر کچھ بھی اعتراض نہ کریگا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم جب اسی وصف کے ساتھ تھے جو ہم نے بیان کیا کیونکہ اللہ تعالےٰ کی فردانیت کے واسطے منفرد تھے اسی سے اپنے نفس کو اللہ تعالےٰ کے واسطے منفرد کیا کہ سوائے حق عزوجل کے کوئی اُنکی نظر مین نہ تھا چنانچہ اوتعالےٰ نے فرمایا لاشریک لہ جب قلب سے آفتاب جلال کا ظہور ہوا تو درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین رہتا جسپر نظر رہے **قوله** وبذلک امرت۔وہی پاک پروردگار تعالیٰ عزیز جلیل ہی اسی کی شان ہی کہ اسکے قدم کو حدوث سے منفرد سراہا جاوے اور اسکے سوائے کوئی بھی اس لایق نہین کہ کسی امر مین نظر رکھنے کے واسطے ملحوظ ہوسکے تو عبادت وغیرہ کا کیا ذکر ہی پھر جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی اور اس قابلیت پر اوتعالےٰ عزوجل نے پیدا کیا تھا تو یہی بات ہی کہ ابتدائے فطرت مین آپ کے جوہر کو مخصوص فرمایا جسنے ظہور تجلی الٰہی وکشف ہیبت و عزت کے وقت ہی سب سے اول و اعلیٰ طور پر انقیاد کیا اسی واسطے قوله وبذلک امرت کے بعد ہی فرمایا وانا اول المسلمین۔اسمین اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی روح و آپ کا جوہر مقدم تھا پھر جملہ موجودات کا ظہور ہوا اور آنحضرت صلعم سب سے پہلے درگاہ عزت و کبریاء عزوجل مین مخاطب بولایت و محبت و رسالت و خلت وغیرہ ہوچکے پس اول الاول مین حضرت ازل وابد قدیم عزوجل کا انقیاد کیا اور جن لوگون نے اسمقام پر اوہام کو دخل دیا انھون نے وہمی و تصوری باتون پر مدار رکھا اور یہ سخت گمراہی ہی اللہ تعالےٰ و رسول اس سے پاک ہین تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔اور جو بات ہی اسکا اشارہ خود

حضرت صلعم نے فرمایا بقوله کنت نبیا وآدم بین الماء والطین **مترجم** کہتا ہی کہ یہ معنی صحیح ہین اور صحیح حدیث سے ثابت ہین بعض نے فرمایا کہ قوله وانا اول المسلمین یعنے اوتعالےٰ عزوجل کے تصاریف قدرت پر جس طرح وجس تقدیر کے ساتھ جاری ہون مین ایمان لایا اور گردن جھکائی اور اپنی طاقت و قوت سے بیزار ہون اور یہ تسلیم جو درحقیقت علت ہی مراد اس سے اظہار قدرت ہی کہ جس تصاریف تقدیر پر مین مطیع و منقاد ہون یہ منجملہ اسکی رحمت خاص ہی فافہم واللہ اعلم

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ

تو کہہ اب مین سوائے اللہ کے تلاش کرون کوئی رب اور وہی ہی رب ہر چیز کا۔ اور جو کماوے سو اُسکے ذمے پر اور بوجھ نہ اُٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

پھر تمھارے رب پاس ہی رجوع تمھاری سو وہ جتادیگا جس بات مین تم جھگڑتے تھے اور اسی نے تمکو کیا ہی نائب زمین مین اور بلند کیے تم مین

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۲۰ ۱۱

درجے ایک کے ایک پر کہ آزمائے تمکو اپنے دیے حکم مین تیرا رب شتاب کرتا ہی عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان ہی۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا مفعول کو مقدم کرکے اسی پر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا کیونکہ انکار اسی پر ہی اور رب بمعنی آلہ ہی جسکی عبادت لائق و واجب ہی اور معنی آنکہ غیر اللہ کو رب نہین تلاش کرتا۔ اور اشارہ ہی کہ اللہ تعالےٰ معبود و رب ظاہر ہی اسکو چھوڑ کر غیر کو رب بنانے والا فرد مشرک بننے کو مین نہین چاہتا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور حال یہ ہی کہ وہی پاک پروردگار رب یعنی مالک و خالق ہی ہر چیز کا وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ذنبا اِلَّا عَلَيْهَا اور نہین کماتی کوئی نفس کسی گناہ کو مگر اپنے ہی اوپر یعنی اُسکا وبال اسی پر ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ای ولاتزر نفس وازرۃ ای آثمۃ وزر نفس اُخری۔ اور نہین اُٹھائیگی نفس وازرہ یعنی گناہ کرنے والی کسی دوسرے نفس کے گناہ کو۔ واضح ہو کہ وزر اصل مین بمعنی گرانی و بوجھ ہی کسی تکلیف سے ہو یا کسی وجہ سے ہو اور اسی معنی کر فرمایا ووضعنا عنک وزرک یعنی جو گرانی تجھپر تھی وہ ہمنے تجھسے اُٹھادی اور تیرے اوپر سے گرادی۔ اور اس سے گناہ کے معنی نہین کیونکہ آنحضرت صلعم گناہ سے پاک تھے اور مبتدع و مردود فرقون کے قول پر لحاظ نہ کرنا چاہیے جو انبیاء کو گناہگار بتلاتے ہین پھر یہان وزر سے مراد گناہ ہی اور اس معنی مین بھی مستعمل ہی ابن عباس رض نے تفسیر کی یعنی کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا اسمین رد ہی مشرکون جاہلون کا جو ایسا کرتے تھے کہ ایک شخص کے مواخذہ مین اسکے عزیز قریب کو ماخوذ کرتے تھے حتی کہ قبیلہ مین سے ایک شخص کو ماخوذ کرتے تھے اور نیز اسمین نصاریٰ کا رد ہی جو یہ زعم کرتے ہین کہ تمام نصرانی جو گناہ چاہین کیا کرین حضرت عیسیٰ نے ان سب کے گناہ اٹھا لیے ہین اور یہ عجیب جہالت ہی۔ اور نیز اس سے رد ہوا عوام جاہل مسلمانون کا جنھون نے یہ طریقہ نکالا ہی کہ مردہ بہت سے گناہ کرکے مرگیا بعد مرنے کے اسکے وارثون نے کچھ لوگون مفلسون کو کچھ مال اس شرط سے دیا کہ مردے کے تمام گناہ تمھارے اوپر ہین اور یہ مال اسکے عوض تمھارا ہی یا بلاشرط مال دیا اور ان لوگون نے اسکے گناہ اپنے اوپر قبول کرلیئے پس یہ محض باطل ہی اور گناہ مردے پر رہینگے مگر آنکہ لوگ اُسکے واسطے مغفرت کی دعا کرین اور اللہ تعالےٰ مغفرت فرما دے پھر درصورتیکہ شرط کرکے یا بیع کے طور پر مال دیا ہی تو مال واپس کیا جاوے اور درصورتیکہ بلاشرط ہبہ کیا ہی تو مال انکو حلال ہی اور مردے پر گناہ اسکے برقرار رہینگے پھر اس بارہ مین کہ ہر نفس اپنے گناہ کے سوائے دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا بہت آیات ہین مانند قوله واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیۃ اور یہ جو وارد ہوا کہ عذاب

مین سب ماخوذ ہوجاوینگے اور زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم مین نیکوکار ہونگے تو فرمایا کہ ہان جبکہ زناکاری بہت ہوجائیگی۔ تو دوسری حدیث عائشہ رض مین مصرح ہی کہ نیکوکار اس گناہ مین ماخوذ نہونگے بلکہ اپنی اپنی نیت پر اور یہ عذاب انکے حق مین عین ثواب ہوگا۔ اور رہا قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ تو اس سے مراد یہ کہ گمراہی پر چلنے والا اپنے گناہ لادیگا اور جن لوگونکو گمراہ کیا تو وہ اپنے گناہ لادینگے اور اسپر بھی انکے مثل گناہ لدیگا اس بات کا کہ اسی نے انکو گمراہ کیا کما ثبت من قولہ لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیمۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الآیۃ اور یہی مراد اس حدیث مین ہی کہ جسنے کوئی بدعت نکالی تو اسپر اُسکا گناہ لیا اور قیامت تک جو لوگ اس سے گمراہ ہوتے جاوینگے سب گناہ اسپر لدیگا یعنے انکے گمراہ کرنے کا۔ اور اسی طرح جو حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہوا کہ قیامت مین بہت سے توحید والے اہل اسلام بہت بھاری گناہ لادے ہوئے آوینگے او تعالے انکے گناہون کو یہود و نصاری پر ڈالیگا۔ پس فقہ حدیث یہی ہی کہ اُنکی گمراہی سے یہ لوگ دیکھ دیکھکر گناہ مین مبتلا ہوے لیکن دین توحید پر باقی رہے اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ کوئی نفس دوسرے کا گناہ خود نہین اُٹھا سکتی ہان او تعالی عز وجل کو اختیار ہی کہ وہ ڈالدے اور رہا یہ کہ قتل خطا مین جو دیت وغیرہ کو عاقلہ و مددگار برادری برداشت کرتی ہی تو درحقیقت اس سے معارض ہی نہین آیا تو نہین دیکھتا کہ بردہ آزاد کرنا خود خاطی کے مال پر ہی **وقال الحافظ فی التفسیر**۔ قولہ تعالے ولا تزر وازرۃ وزر اُخری۔ اللہ تعالی نے اس سے واقعہ روز قیامت کی خبر فرمائی کہ اسکے حکم و عدل سے نفوس کو انھین کے اعمال پر جزا ملیگی اگر بھلے ہین تو بھلائی اور اگر برے ہین تو برائی پہونچیگی اور کسی کے خطیہ دوسرے پر نہوگی کما قال تعالی وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شئ ولو کان ذا قربی الآیۃ۔ وقد قال تعالے کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ اسکے معنی یہ ہین کہ ہر نفس اپنے اعمال بد کے مواخذہ مین گروہی سوائے اصحاب الیمین کے جو نہایت نیکوکار مغفور بندے ہونگے پس انکے اعمال نیک کی برکت البتہ انکی ذریات کی طرف پہونچیگی چنانچہ قولہ الذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریاتہم الآیۃ مین مصرح کردیا یعنی جو نیکوکار بندے اصحاب الیمین ہین انکی ذریات جو ایمان کے ساتھ انکے تابع رہی انکو درجات بلند مین ہم انکے مقام پر اپنے فضل و کرم سے پہونچادینگے اگرچہ ان اعمال بزرگ مین یہ ذریات انکے برابر نہون **قال المترجم** اور البتہ ثابت ہوا اور تحقیق گزرچکی کہ المرء مع من احب۔ مع آیت کریمہ کے جو لوگ نیکوکارون سے محبت رکھتے ہین وہ بھی جس سے محبت رکھتے ہین اسکے ساتھ ہونگے حتی کہ جنکو کافرون سے محبت ہی وہ کافرون کے ساتھ ہونگے اور البتہ حضرت انس رض نے تمنا کی کہ آنحضرت صلعم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت رکھتا ہون اور تمنا کرتا ہون کہ انکے ساتھ ہون اگرچہ مین نے انکے اعمال حسنات کے مثل عمل نہین کیے ہین **وقال المترجم** قولہ الحقنا بہم ذریاتہم مین صریح دلیل ہی کہ حضرات اہل بیت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا و حضرت حسن و حسین علیہما السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے وہذا کلام وقع فی البین والمقصود انما ہو تفسیر قولہ ولا تزر وازرۃ وزر اخری وفیما ذکر کفایۃ **وقال فی السراج** یہ جواب ہی مشرکون کے قول کا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم۔ یعنے مسلمانون سے کہتے کہ تم ہماری راہ کی پیروی کرو اور ہم تمھارے گناہون کو اُٹھالینگے اور رد ظاہر ہی کہ جو جیسا کرے وہی خود برداشت کرے گا دوسرا اُسکا گناہ نہین اُٹھا سکتا ہی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ قیامت مین جو حق ہی اور جو باطل ہی ہی سب ظاہر ہوجائیگا اور اسمین مبطلون کو تہدید ہی کہ وہ اپنے افعال کے عوض عذاب شدید اُٹھاوینگے وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ یعنی اہل خلائف فی الارض۔ اور خلائف جمیع خلیفہ ہی اور معنی یہ کہ یخلف بعضکم بعضا فیہا بعض تمھارے بعض کے خلیفہ ہوتے ہین

روے زمین پر یا معنی کہ امم ماضیہ کے تم خلیفہ ہوے کما قال السدی رح یا معنی یہ کہ اس نوع انسانی کو اللہ تعالی نے زمین مین اپنا خلیفہ کیا۔ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ یعنے مال و جاہ و علم و شرف وغیرہ مین بعض کو بعض پر فوقیت دی چنانچہ بعض کو غریب و مفلس و وضیع و بے پڑھا وغیرہ کیا اور یہ کچھ اسوجہ سے نہین کہ او تعالی عز وجل کی درگاہ مین کوئی کمی ہی یا نعوذ باللہ بخل یا انکے حال سے نادانی ہی کیونکہ اسکی درگاہ کبریائی ہر ایسی بات سے پاک ہے جو نقص و عیب کہی جاوے بلکہ یہ سب اسواسطے لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ تاکہ تمکو امتحان کرے اس چیز مین جو تمکو عطا فرمائی ہی پس مطیع و عاصی ظاہر ہوجاوے اور علم الٰہی خوب محیط ہی کہ کون عاصی ہی اور کون مطیع ہی اور کسکا کیا انجام ہی پس یہ امتحان خود ہر ایک بندہ کے واسطے ہی اور پارہ دوم مین یہ بحث مفصل گزرچکی ہی اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ یعنے جو نافرمانی کرے اور اسکو عذاب دینا چاہے تو لمحہ بھر کسی وجہ و سبب سے تاخیر نہین ہوسکتی یعنے کوئی چیز بھی مانع نہین ہوسکتی ہی وَاِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور البتہ او تعالے غفور رحیم ہی ان بندون کے واسطے جنھون نے توحید اختیار کی اور شرک سے تقوی کیا اور اللہ تعالے کے رسول پاک محمد مصطفے صلعم کی تصدیق کی ہی پس جو شخص کہ بدون تصدیق حضرت محمد مصطفے صلعم کی توحید کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہی اسواسطے کہ وہ توحید کو جان ہی نہین سکتا اور اعتقاد توحید کے بدون آنحضرت صلعم سے سیکھنے کے کبھی نہین معلوم ہوسکتے پس جو صفات حضرت باری تعالی عز وجل کے واسطے شایان ہین اور جو نہین شایان ہین مومن کو چاہئیے کہ انھین آنحضرت صلعم سے اور آپ کی حدیث شریف سے اور سلف صالحین کی فہم نورانی سے سیکھے اور اپنی وہمی رائے و قیاس کو جسکو وہ عقل کہتا ہی دور رکھے ورنہ گمراہ ہوگا واعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ والضلالۃ واسئلہ الہدایۃ وہو ربی حسبی ونعم الوکیل **قال الحافظ**۔ اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا ہری بھری میٹھی میٹھی ہی اور اللہ تعالے تمکو اسمین خلیفہ کرنے والا ہی دیکھے تو تم اسمین کیسے عمل کرتے ہو پس تم بچے رہو دنیا سے اور بچے رہو عورتون سے کہ پہلا فتنہ بنی اسرائیل کا عورتون سے شروع ہوا۔ رواہ مسلم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر مومن جانے کہ کیا اللہ تعالے کے نزدیک عقوبت ہی تو کوئی بھی اسکے جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر جانے کہ کیا اللہ تعالے کے نزدیک رحمت ہی تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہو اللہ تعالے نے سو رحمت پیدا فرمائین اور انمین سے ایک کو مخلوق کے درمیان رکھ دیا اسی سے آپس مین رحم و شفقت کرتے ہین اور ننانوے رحمت اللہ تعالے کے نزدیک ہین۔ رواہ احمد اور ایک روایت مین ہی کہ قیامت مین رحمت دنیا کے ساتھ انکو جمع فرمادیگا۔ رواہ الترمذی و مسلم۔ اور ایک روایت مین ہی کہ اسی ایک جز و رحمت سے یہ کہ باہم مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین یہانتک کہ جانور اپنا کھر اپنے بچہ پر سے اُٹھالیتا ہی اس خوف سے کہ اسکو صدمہ نہ پہونچے۔ رواہ مسلم **مترجم** کہتا ہی کہ قیامت کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہی پس بشارت ہی ان لوگون کو جو ایمان پر پاک صاف مرین اس حال مین کہ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتے تھے اللہم اجعلنی منہم بفضلک العظیم وانت ارحم الراحمین ف **فی العرائس** قولہ قل اغیر اللہ ابغی ربا چونکہ آنحضرت صلعم او تعالی کی درگاہ پاک مین تمام خلائق سے پہلے سے بندہ محبوب تھا اور او تعالی جل جلالہ عزت و کبریائی و ربوبیت کی حضور مین گردن جھکائے مطیع و منقاد تھا اور کمال متناہی معرفت سے عارف تھا تو اب اللہ تعالے نے حکم دیا کہ تو اپنی پاک ذات کو جو حدوث کی علتون سے مقدس و مبرا ہوگئی ہی پہچنوا دے تاکہ ہر سچا بندہ اسکو پہچان لے اور ہر محب و ولی اسکے دل و جان سے اطاعت کرے اور اسکے حکم پر جان فدا کرے پس فرمایا قل اغیر اللہ ابغی ربا یعنی مین تو مشاہدہ قدم الٰہی عز وجل مین ہون بھلا مین کسی اور کو اسکے مشاہدہ پر اختیار کرونگا ہرگز نہین ہرگز نہین اعوذ باللہ منہ سبحانہ تعالی شانہ تمام جہان مین کسی غیر کی کوئی ہستی ہی۔

کچھ بھی نہین کچھ بھی نہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم جوزجانی نے معنی آیت مین کہا یعنے بھلا سوائے اوتعالے کے کوئی حافظ وحفیظ ووکیل اور تلاش کرون۔ وہو رب کل شئی۔ اور اُسی نے مجھکو ہموم سے کفایت فرمائی اور راشد ہدایت مجھکو الہام فرمائی کما قال قل اغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون۔ بالجملہ عارف سے کیونکر ہوسکتا ہو کہ دامن رحمت مین ہو کر غیر کی عبادت کرے **قولہ** ولا تکسب کل نفس الا علیہا۔ اسمین اشارہ ہو جریان تقدیر کی طرف ای لاتعمل نفس الا ما الزمت علیہا فی الازل یعنی کوئی نفس ہو وہ نہین کریگا مگر وہی کام جو ازل مین اسپر لازم کردیا گیا ہو پھر جب اسنے یہ کام کیا تو اسی نفس پر راجع ہوا اور خالق تعالے اس سے منزہ و پاک ہو بعض نے کہا کہ نہین کماتی کوئی نفس کچھ بھلائی و برائی کو مگر وہ کمائی اسی پر ہو چنانچہ اگر برائی کو کمایا تو وہ ماخوذ ہو اور اگر بھلائی کو کمایا تو اس سے سچی نیت مطلوب ہو یعنے قصد صحیح ہو اور ریا و عجب نفس کی خواہش وزینت وافتخار و اسپر اعتماد اور احسان سے خالی ہو پھر جب اسکو حاصل کیا تو اسی کے اوپر لازم یا ویگا اور وہ کچھ اللہ تعالے کے واسطے نہین کہ اسکی طرف عائد ہو **قولہ** وہو الذی جعلکم خلائف الارض او تعالیٰ نے خزائن معرفت ومحبت وکمالات پر خلیفہ فرمایا اور جو اسقدر زمانہ دراز گزرنے ونبوت ورسالت سابقہ واول الاول مین انکشاف ہوے وہ تمکو سب اگلون کی خلافت مین منکشف ہوے اور اسپر اور مقامات مزید بسبب شرف تمہارے نبی صلعم کے عطا ہوئے جو اگلون کو نہ تھی **قال المترجم** شیخ اکبر ابن العربیؒ نے ایک دراز کلام سے بیان کیا ہو کہ انکشاف بعض مقامات خاص کا امتیاز آنحضرت صلعم کو جو حاصل ہوا وہ سابق مین کشف نہین ہوسکتا تھا اور اسی سے انبیاء اولوالعزم تمنا کرتے تھے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ہون اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ شیخ نے کہا کہ اس امت کو بھی سبقت ہو اور آخر مین ہونے کا بھی بھید ظاہر ہوا اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوا کہ ہم لوگ پیچھے پیدا ہوے اور ہم کو آخرت مین سب پر سبقت ہو۔

اور اس آیت مین خلافت بعض بعض بھی بیان ہو چنانچہ سابق مین تفصیل گزر چکی کہ اولیاء و عرفاء ونجباء واوتاد وابدال وغیرہ مین مختلف مراتب ہین اور جب ایک کا انتقال ہوجاتا ہو تو دوسرے گروہ مین سے ایک اُسکا خلیفہ ہوتا ہو یعنے بجائے اسکے قائم ہوتا ہو اور انکے درجات متفاوت ہونے کی تصریح کردی بقولہ ورفع بعضکم فوق بعض درجات بعض انکے بعض کی اقتدار کرتے ہین اور وہ امانت وامان وحجت وبرہان ہین عالمین کے واسطے اور عالمین کو انسے مستقل تعلق نہین بلکہ بایںمعنی کہ احکام الٰہی سے انکو شرف ہو اور یہ احکام اہل عالم کے حق مین ہوتے ہین اور نیز انکے درجہ باعتبار کمالات کے مختلف ہین پس بعض کا درجہ تو معاملات ہین اور بعض کا حالات بعض کا مقامات بعض کا مکاشفات بعض کا مشاہدات اور بعض کا فراسات اور بعض کا کرامات بعض کا مواجید وواردات اور بعض کا حکمیات اور بعض کا دعیات بعض کا معرفت بعض کا توحید۔ اور بعض کا تلوین اور بعض کا تمکین بعض کا الیقین بعض کا فنا اور بعض کا بقا بعض کا حیرت اور بعض کا ولہ یعنے عشق اور غیبت بعض کا سکر۔ اور بعض کا صحو بعض کا انصاف اور بعض اتحاد۔ اور بعض کا ربوبیت اور بعض کا عبودیت اور ایسے ہی علم عام اور علم خاص اور علم العلم اور معرفت العلم ومعرفت السر ومعرفۃ علم المجہول وغیرہ ہین اور اس سے اوپر علم کا کوئی مرتبہ نہین ہوتا ہی ہان رسم مندرس وطریق منطمس ہو یعنے ہر حادث فنا ہی کیونکہ وہان کنہ قدم کا ظہور ہو اور قدم کے ساتھ سوائے قدم کے کسی چیز کو بقا نہین ہو پس بندون کو جو اُن مختلف مقامات مین مبتلا کیا تو اسواسطے کہ انکو امتحان فرماوے تاکہ علت حدوث کو قدم مین فنا کرین۔ اور جو شخص ان مقامات مین سے نعت ربوبیت کے ساتھ نکل بھاگا اور مدعی ہوا تو وہ مارا پیٹا جاوے سولی دیا جاوے قتل کیا جاوے جلا دیا جاوے جیسا کہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا اور اللہ تعالے اسکی مغفرت فرمائے۔ اور جو شخص کہ ان مقامات

مین بیعت عبودیت رہا اور بندگی پر مستقیم رہا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہمیشہ یہی آپ کے کلام سے ثابت ہوا کہ جناب باریتعالیٰ مین التجا فرمائی کہ مین بندہ ہون اور نہین کوئی معبود سوائے اللہ تعالے کے تو وہ سکر کے حال مین معصوم رہا اور راہ طریق مین جو خطرات آگئے ہین وہ بخشے جاوینگے بسبب قول حضرت باری تعالیٰ کے کہ فرمایا ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ ولی کا خلیفہ ولی ہو اور صدیق کا صدیق ہو اور بعض کے درجہ کو بعض پر بلند کیا اور بعض کے درجہ کو بعض کے واسطے سے بلند کیا تاکہ روئے زمین حجت اللہ عزوجل سے اور امان سے خالی نہ رہے بعض مشائخ نے کہا کہ بعض کے درجات کو بعض دیگر پر اسواسطے بلند فرمایا کہ جو نیچے مرتبہ پر ہو وہ اوپر والے کی اقتدار کرے اور جو مرید ہو یعنے خود ارادت کے ساتھ حضور حق مین رسائی چاہتا ہو وہ ایسے بندہ کی پیروی کرے جو ازل مین حضرت باری تعالیٰ کے فضل سے مراد ہوچکا ہو چنانچہ امتیان محمدئی۔ حضرت محمد صلعم کی پیروی واقتدار کرین تاکہ درجہ مقصود کو پہونچین۔ فافہم واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَخَمْسٌ اَوْ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۂ اعراف مکیۃ اور وہ دوسو پانچ یا دوسو چھ آیات ہین

وفی السراج اس سورہ کے کلمات تین ہزار تین سو پچیس ہین اور حروف چودہ ہزار تین سو دس ہین پھر یہ سورہ مکیہ ہو سوائے آٹھ آیتون کے یعنی قولہ واسألہم عن القریۃ التی۔ تا قولہ واذ نتقنا الجبل فوقہم الآیۃ۔ یہی ابن عباس وابن الزبیر سے مروی ہو اور یہی حسنؒ ومجاہد وعکرمہ وعطاء وجابر بن زید کا قول ہو اور یہ سب سورہ محکمہ ہو اور بعض نے کہا کہ قولہ تعالے واعرض عن الجاہلین کا حکم منسوخ ہوا اور باقی محکمہ ہو **قال المترجم** پہلے مذکور ہوچکا کہ اعراض وصفح وغیرہ کے مانند احکام داخل نسخ اصطلاحی نہین ہین وقد فصلہ المفسر فی المقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین خدا کے نام سے کہ وہ بڑا مہربان اور نہایت دوست ہے

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

یہ کتاب اتری ہو تجھکو سو اس سے تیرا جی نہ رکے کہ خبردار کردے تو اُس سے اور نصیحت ہو ایمان والونکو چلو اُسپر جو اُترا

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اسکے سوائے اور رفیقون کے پیچھے تم کم دھیان کرتے ہو

الٓمّٓصٓ اللہ اعلم بمرادہ بذلک۔ اس کلام سے جو مراد ہو اسکو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہو اور کسی کو نہین معلوم ہو **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے تمام تفسیر مین یہی اختیار کیا کہ اسکی مراد کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا ہو اور اتقان مین اسکی بابت ایک بحث طویل لکھی اور ظاہر کلام مین اسی قول کو مرجح رکھا اور **مترجم** نے ابتداء سورۂ بقرہ مین بحوالہ بعض متاخرین کے لکھدیا کہ تاویل وتفسیر مین فرق ہو پس تاویل اسکی بمعنی مایول الیہ الامر کو کوئی نہین جانتا سوائے حق تعالے کے اور اسی معنی کر جنت مین کھانا پینا وغیرہ بھی ابھی باعتبار تاویل کے کوئی نہین جانتا اگرچہ یہ قطعاً معلوم ہو کہ واقع ہوگا اور رہی تفسیر بدین معنی کہ راسخین فی العلم کچھ اشارات جانتے ہین تو یہ بعض سلف سے مروی ہوا

چنانچہ ابن عباس سے المص کی تفسیر مین آیا کہ معنی اسکے انا اللہ افصل یعنی مین ہو اللہ خوب فیصلہ کرنیوالا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا قال سعید
بن جبیرؒ۔ اور کہا کہ اللہ تعالےٰ کے نامون مین سے نام ہی جس سے قسم کھائی ہی اور سدیؒ سے مروی ہی کہ۔ ہو المصور۔ محمد بن کعب نے
کہا ہو اللہ الرحمٰن الصمد ضحاک نے کہا انا اللہ الصادق۔ اور دیگر اقوال ہین جنکو مفسرؒ نے اتقان مین ذکر کیا اور حق یہ ہی کہ محصول سور
اور اصل مراد کو رسوخ علم سے سمجھکر اسکے موافق کچھ اشارات سمجھے اور یہ تفسیر صوفیہ سے زیادہ مشابہ ہی اور عموماً اولیٰ یہ ہی کہ یہ سر القرآن
ہی اور بعض متاخرین نے تحقیق کیا کہ عارف کو یہ سر معلوم ہو سکتا ہی مانند علم روح کے اور ممتنع نہین مانند علم ذات وکنہ صفات کے
واللہ اعلم کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہ خبر ہی اور مبتدا اسکا ای ہذا کتاب مقدر ہی اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہی فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ
یعنے تیری طرف کتاب اُتاری گئی پس ہرگز نہو تیرے سینہ مین حرج اس سے یعنی تنگی اس کتاب سے باین طور کہ تو ابلاغ کریگا تو تجھکو
لوگ جھٹلاوینگے یا ایذا دینگے کیونکہ اوتعالیٰ تیرا حافظ و ناصر ہی اور بعض نے کہا کہ تنگی اسطرح نہو کہ لوگ کتاب الٰہی کو سنکر ایمان نہ لائین اور
سخت عذاب مین اسوجہ سے گرفتار ہوے کہ بعد حق بات پہونچنے کے کفر کیا کیونکہ تجھپر پہونچانا واجب ہی اور کچھ غرض نہین ہی۔ اور
مجاہد و قتادہ وغیرہ سے مروی ہی کہ حرج یہان بمعنی شک ہی کیونکہ شک کرنیوالے کا سینہ بھنچا ہوا ہوتا ہی اور معنی یہ ہونگے کہ تو اسمین شک
مت کر کہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کے یہان سے نازل ہوئی ہی لیکن اس صورت مین یہ بھی بمعنی تعریض امت ہوگی کیونکہ آنحضرت صلعم کے
حق مین تو شک متصور نہین دو وجہ سے ایک تو آپ نبی معصوم تھے اور دوم آنکہ وحی نازل ہوتی تھی پس لامحالہ امت کو تنبیہ ہی کہ انمین
سے کسی کو شک نہونا چاہیئے پس قول اول پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی ابلاغہ ضیق نہو اس کتاب سے اسکے پہونچانے مین اور قول دوم
پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی انزالہ شک نہو اسکے نازل ہونے مین۔ پھر انزال کا فائدہ بتلایا یعنے نازل کی گئی لِتُنْذِرَ بِهٖ یعنی اسواسطے نازل کیگئی کہ تو اس سے
گنہگاروں و مشرکونکو عذاب سے ڈراوے تحقیقی خبر کے ساتھ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور واسطے نصیحت حاصل کرنے مومنون کے یا مومنونکو نصیحت دیوے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَیْکُمْ یعنی قل لہم ذلک مفسرؒ نے قل لہم مقدر کیا اور شاید اشارہ ہی کہ یہ حکم مومنونکو ہی یعنی مومنونکو کہدے کہ اتباع کرو ما انزل الیکم کی اور ظاہر یہ ہی کہ کلام مستانف ہی
کیونکہ مومنین کی تخصیص تو ذکریٰ للمومنین سے ہوگئی کیونکہ نصیحت بندا نھین کو حاصل ہوگئی اور یہان عام حکم دیا جسمین ہر مکلف شامل ہی مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی اتباع کرو
اُس چیز کا جو اُتاری گئی تمھارے رب کیطرف سے اور وہ قرآن ہی اور بیضاویؒ نے کہا کہ وہ قرآن وسنت دونون کو شامل ہی اسواسطے
کہ اوتعالےٰ نے فرمایا۔ ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی رسول نہین بولتا اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہی جو اسکی طرف ایحاء
کیجاتی ہی پس حدیث بھی وحی خفی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تفسیر کبیر مین ہی کہ ما انزل الیکم شامل ہی کتاب وسنت دونون کو
اور یہی دیگر مفسرین نے کہا ہی اور انزل الیکم۔ فرمایا حالانکہ وہ رسول اللہ صلعم کی طرف نازل ہوا تو اسوجہ سے کہ وہ خطاب سب کو ہی اور
سب پر فرمانبرداری اسکے بواسطۂ رسول علیہ السلام کے فرض ہی چنانچہ فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ یعنی جو تمکو رسول
دیوے وہ لیلو اور جس سے منع کرے اُس سے باز رہو پس کتاب الٰہی کی فہم حاصل ہونے پر ہر ایک پر اتباع فرض ہی اور اس سے
یہ مراد نہین کہ قرآن بغیر موجودگی رسول کے نہین لیا جا سکتا بلکہ مراد یہ کہ قرآن کی اتباع فرض ہی جو رسول اللہ صلعم کے واسطے سے تمکو
پہونچا اور حضرت صلعم نے اسکی اتباع پر سخت تاکید فرمائی اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ای لاتتخذوا غیر اللہ
اولیاء تطیعونہم فی معصیۃ اللہ۔ یعنے مت بناؤ غیر خدا کو ولی و متبوع جنکی پیروی کرو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی مین ورنہ اگر اللہ تعالےٰ
کی فرمانبرداری مین ولی بنادے تو جائز ہی حتی کہ آنحضرت صلعم کی اتباع فرض ہی۔ زمخشریؒ نے کہا کہ مراد یہ کہ شیاطین جن وانس مین سے

کسی کو ولی مت بناؤ جو تم کو خواہش نفسانی و بدعتون پر آمادہ کرین **وقال الرازی فی الکبیر** اس آیت مین دلالت ہی کہ قرآن مین
جو عمومات ہین انکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہی کیونکہ عموم قرآن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہی اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی پیروی
واجب کردی ہی پس اسپر عمل کرنا واجب ہی تو ایسی حالت مین قیاس پر عمل کرنا منع ہوا ورنہ تناقض لازم آویگا **وقال المترجم**
اگر یہ مراد ہی کہ باب عقائد مین جو عام جسطرح ہی اسکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہی تو صحیح ہی ورنہ قیاس خود مثبت نہین بلکہ مظہر حکم
الٰہی ہی اور ایسی حالت مین کوئی تناقض نہین کیونکہ عموم مذکور بحیثیت اوّل عمل واجب ہی اور وہ بعد تخصیص از قیاس ہی فافہم۔ مالک بن
دینار نے لاتبتغوا پڑھا از ابتغا یعنی مت طلب کر دسوائے حق کے کسیکو ولی قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ یعنی تذکرون قلیلا ما۔ بہت کم نصیحت
حاصل کرتے ہو اور ایک قراءۃ مین تذکرون بتخفیف ہی اور ما زائدہ ہی تاکید قلت کے واسطے آیا ہی حاصل آنکہ باوجود اس فہمائش وسیع
وکثیر کے تمکو بہت کم تذکر ہوتا ہی **قال الحافظ** اور یہ بمانند قولہ وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین یعنی اگر تو حرص کرے تو بھی بہتیرے
لوگ مومن نہین **ف فی العرائس قولہ المص** شیخ نے یہان رسوخ علم سے بعض اشارات کو ذکر کیا اور کہا کہ گویا ان حروف
تہجی سے آنحضرت صلعم کو اشارہ ہی یعنے اللہ تعالےٰ نے جب چاہا کہ اپنے رسول علیہ السلام سے اپنے انبیاء سابقین کے قصے و ماجرے
اور انکے ساتھ اسرار و شرائع و حقائق گذشتہ کو بیان کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص شریعت و طریقت سے
مخصوص و ممتاز فرماوے اور گذشتہ و آئندہ حال سے آگاہ کرے تو حروف تہجی سے آگاہ فرمایا اور اُسکے بھید سے محض اشارہ و
اسرار خطاب سے آگاہ فرمایا اور اوتعالیٰ جانتا ہی کہ رسول اللہ صلعم اس اشارہ سے مراد الٰہی کو سمجھ جائیگا اور اوتعالیٰ جانتا ہی کہ باقی
امت اسکو نہین سمجھینگے پس ایک طویل سورت کو ان چھوٹے سے حروف مین تعبیر فرمایا اور خاصان امت مانند صحابہ وتابعین و اولیاء
متقدمین کے کبھی کبھی کہین بعض اشارہ کو سمجھ جاتے ہین پس منجملہ اسکے یہ کہ حروف مقطعات رموز قرآن ہین جنکو بعض علماء ربانی سمجھتے ہین
پس اس مقام پر الف اشارہ ہی آدم سے چنانچہ آدم کے اول مین الف موجود ہی پس الف سے اشارہ آدم کے حال و قصۂ و ابتداء خلقت و
ملائکہ پر پیش ہونا اور جنت مین جانا اور وہان سے باہر آنا وغیرہ حالات کی طرف ہی وہ اصل خلقت ہین اور دیگر جو انسے شاخین نکلین وہ ذکر
مین آدم کے تابع ہین اور الف کا اشارہ علم الاسماء کی طرف ہی بقولہ وعلم آدم الاسماء۔ اور اس اسماء مین علم ذات و جمیع صفات اور
نعوت و افعال کا ہی اور علم گذشتہ و آئندہ کا ہی پس آنحضرت صلعم کو اس الف سے تمام وہ علم سکھلادیا جو آدم علیہ السلام کو جمیع اسماء
کے علم سے حاصل ہوا تھا کیونکہ آنحضرت صلعم تمام اولین و آخرین سے زیادہ لطیف تھے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ و تر
اور زیادہ مقرب تھے پس موافق قرب کے اشارہ بھی زیادہ لطیف فرمایا جو اورون پر زیادہ خفی ہو گیا لام سے اس مقام پر قصۂ تجلی موسیٰ
علیہ السلام وکوہ طور کی خبر فرمائی اور ان احوال ماضیہ سے آپ کو آگاہ کیا میم سے شان موسیٰ و اول سے آخر تک انکے واقعہ کی خبر دی
اور حرف ص سے قصص نوح و ہود و صالح و شعیب و لوط اور تمام ماجرا انکا ابتدا سے آخر عمر تک جو کچھ گزرا ہی اس سب سے
آگاہ فرمایا اور اسی حرف صاد مین انکے صبر و تحمل اور مشقت و بلاء الٰہی اور صدق محبت بوفاداری و صدق باعمال و اقوال کا بیان ہی
اور تصدیق اس بات کی کہ حروف کے تحت مین پوری کتاب مندرج ہوتی ہی وہ حدیث ہی جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو حروف تہجی عطا فرمائی اور ہر حرف ایک کتاب تھا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدم کے واسطے
قال المترجم حرف حتی کہ نقطہ مورث علوم و معرفت ہو کچھ بھی بعید نہین وقد مر فی تفسیر البسملۃ عن بعض التابعین مایشیر الی ہذا بن مو

نص صریح ثم المراد ههنا کانہ عرفان مع العلم لاتصویر باللفظ والافقد بین فی مواضع من الکتاب العزیز وظاہر کلام الشیخ یدل علی ذلک فافہم واللہ اعلم اور نیز حرف الف سے اوتعالیٰ نے عین قدم سے خبر دی اور اپنی ذات پاک کی وحدانیت کو بتلایا جو افتراق و اجتماع سے منزہ و پاک ہی اور جمیع مخلوقات کو اسی نے صادر فرمایا ہی کیونکہ تمام موجودات و وجود کا صدور اسی پاک پروردگار تعالیٰ سے ہی جیسا کہ مصدر جمیع الحروف کا ہی اور نیز حرف الف سے سر الاسرار اور صرف الانوار کی خبر دی اور جو کچھ تمام حروف مین علم اولین وآخرین تھے سب اسمین ظاہر کیے اور یہ نہایت دقیق اشارہ بجانب آنحضرت صلعم ہی پھر حرف لام سے اسکو واضح کیا بغرض ترفہ خاطر و زیادت ادراک کے۔ پھر حرف میم سے خطاب مصرح کر دیا پھر حرف صاد سے حروف کے خواص بیان فرمائے کیونکہ اسمین وصف جمیع حروف ہی پھر علوم مین تعمیم فرمائی اور تمام سورہ سے عموماً مخلوق کو علم دیدیا کیونکہ علم اسرار مین انکو ادراک و معرفت نہین ہی اور جسقدر نصم در مضمر ہوتا جاوے انکی فہم سے بالا ہو جائیگا اور نیز الف لام سے اسرار ازلیت اور ازلیت کو بیان فرمایا تو نہین دیکھتا کہ کیونکر الف کو لام سے نسق کیا بغرض انحفا اشارہ کے تاکہ قدم مین حدیث عدم باقی نہ رہے اور ظاہر ہی کہ جو لام و الف بمعنی عدم ہی وہ کیونکر اشارہ قدم ہوگا پس ایک کو دوسرے سے نسق کر دیا تاکہ نفی کی بات نہو جاوے کیونکہ نفی ایک صفت ہی جو حوادث پر واقع ہوتی ہی حالانکہ حوادث کا ذکر قدم مین نہین ہی پس الف سے احدیت ازلیہ سے خبر دی اور لام سے ازلیت سرمدیہ کی خبر دی پھر میم سے محبت قدیمیہ کی خبر فرمائی اور صاد سے صفات قائمہ بالذات کی خبر دی الف سے ذات مین ذات کی خبر دی جو واحد ہی پھر لام و میم و صاد سے شمول صفات قدیمیہ کی خبر فرمائی۔ الف از ذات اور میم از صفت ازل اور صاد از صفت محبت ہی اور صاد مین جمیع صفات کی خبر ہی محمد بن عیسی الہاشمی نے کہا کہ مین نے ابن عطاؒ سے سنا کہ حبیب اللہ تعالے نے حروف کو پیدا کیا تو انکے واسطے ایک سر باطن قرار دیا پھر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اسمین اس سر مخفی کو مندمج کیا اور ملائکہ مین اس بھید کو منتشر نہین فرمایا تھا پس یہ حروف حضرت آدم کی زبان پر بفنون جریان و فنون لغات جاری ہوئے جنکی اللہ تعالے نے صورتین پیدا کر دین **قال الحسین** ؒ الالف تو الف الماؤوف ہی اور اللام لام الآلاء ہی۔ المیم میم ملک ہی والصاد صاد صدق ہی اور فرمایا کہ قرآن مین ہر چیز کا علم ہی اور علم قرآن کا حروف مقطعات مین ہی اور علم حروف کا لام الف مین ہی اور علم لام کا الف مین ہی اور علم الف کا نقطہ مین ہی اور علم نقطہ کا معرفت اصلیہ مین ہی اور معرفت اصلیہ کا علم ازل مین ہی اور علم ازل کا مشیت مین ہی اور علم مشیت کا غیب الہو مین ہی اور غیب الہو وہی ہی کہ نہین مثل اسکے کوئی چیز لیس کمثلہ شئ مترجم کہتا ہی کہ بحمد اللہ تعالیٰ کہ مترجم کو یقین ہی کہ جملہ علوم اس کتاب مجید مین ہین اور عدم العلم مستلزم عدم نہین اگر کسی کو معلوم ہوتا تو وہ اپنے اوپر نفرین کرے کہ اسقدر کدورات مین کیون مبتلا ہی اور قد ثبت فی غیر آیۃ ان الکتاب العزیز یحوی علم کل شئ بل ہو تبیان لکل شئ ومنہا قولہ تعالیٰ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین شیخ **ابو محمد الجریری** نے کہا کہ ہر لفظ و ہر ہر حرف کے واسطے ایک مشرب فہم خاص ہی جس سے اسکی معرفت ہوتی اور دوسرے کی معرفت اس سے نہین ہوتی اور اس مشرب کے واسطے جداول خاص مین سنا ہی کہ فرمایا المص پس الف کے واسطے انکے نزدیک ایک فہم ہی اور فہم کے واسطے انکے محضر مین استماع ہی بجانب حسن مخرج و مذاق شیرین جو موضع ہی بنظر متکلم اور اسی طرح لام کے واسطے حسن استماع و مخرج سوائے مخرج الف کے اور مذاق فہم موجود ہی اسی طرح میم کے واسطے حسن استماع از مخرج غیر لام و طعم فہم موجود ہی اور صاد کے واسطے حسن استماع بجانب حسن مخرج و طعم فہم موجود سوائے میم کے ہی پس یہ سب متکلم کے ملاحظہ سے ممزوج ہوا ہی **قال الحسین** الالف الف ازل ہی اور اللام لام ابد ہی اور میم ان دونون کے درمیان ہی

اور صاد اتصال اُس شخص کا جو متصل ہوا اور انفصال اُس شخص کا جو منفصل ہوا اور حقیقت مین نہ اتصال ہی اور نہ انفصال ہی مگر یہ الفاظ بحسب عبارات جاری ہوتے ہین کہ کچھ فہم و بیان حاصل ہو حالانکہ درگاہ حق تعالیٰ جملہ الفاظ و عبارات سے مصئون محفوظ ہی **قولہ** کتاب انزل الیک پہلے مذکور ہوا کہ حروف اسرار کتاب ہین اور تصدیق اُسکی یہ کہ بعد المص کے فرمایا کتاب انزل الیک۔ یعنی یہ حروف المص کی کتاب اسرار ہین جو تیری طرف نازل ہوئے ہین **قال المترجم** ہر چند کہ ہر ایک انمین سے کتاب ہی تو بمقتضائے ظاہر کتب انزلت ہوتا اگر ایسا تھا لیکن پردۂ نزول مین صورت امتزاجی سے کتاب واحد ہوئی یا کتاب جنس ہی فتامل **قولہ** فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنے تیرے سینہ مین انکی عدم شناخت کی تنگی نہو اور انکے ادراک مین نافہمی سے دل گرفتگی نہو یعنے مت خوف کر اس بات کا کہ تو اسمین ہمارے اشارات کو نہین سمجھے گا۔ کیونکہ تو مخصوص بعلم لطائف و حقائق ہی اور تیرا سینہ بسبب کشایش نور تجلی جمال کے بہت کشادہ ہی پس اسمین مقام قبض و گرفتگی کو دخل نہین ہی اور تصدیق اسکی قولہ انزل الیک ہی یعنی ان اسرار کو سوائے تیرے کوئی اور برداشت نہین کر سکتا۔ یہ تیرے ہی واسطے مخصوص اور تجھی کو اسکے فہم کی استعداد عطا ہوئی ہی پس انکی جہت سے تیرے سینہ مین کچھ گرفتگی طاری نہو کیونکہ انکی سمجھ تجھپر آسان ہو جائیگی **ابن عطاؒ** نے قولہ کتاب انزل الیک مین کہا کہ یہ ایک عہد خاص ہی جس سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے درمیان آنحضرت صلعم کو مخصوص فرمایا یعنی تو خاتم الرسل ہی اور تیرا عہد تمام عہود کا خاتمہ ہی تاکہ اس سے تیرا سینہ کشادہ ہو اور تیری آنکھین ٹھنڈی ہون۔ **جنیدؒ** نے کہا کہ قولہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنی تیرا دل اُسکے اُٹھانے اور اُسکے بوجھ سے تنگ نہو کیونکہ صفات کا برداشت کرنا بہت بھاری ہوتا ہی مگر اُسی شخص پر جو قبول مشاہدہ سے تائید کیا گیا ہی **قال النوری** ؒ ابو الحسن انوار حقائق جب سر باطن پر وارد ہوتے ہین تو انکی برداشت کرنے سے بہت بوجھ کے تنگ ہوتا ہی جیسے آفتاب کی شعاعین اسکی نہایت کے ادراک سے مانع ہین **قال القرشی** ؒ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مین قصۂ پیغمبر کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا تو معلوم تھا کہ قلب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے واسطے حرکت و جنبش کریگا تو حکم دیا کہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام ہوا اور تجھسے ہر چیز و صورت سے باہر کلام ہوا اور اسکو مشاہدہ سے محرومی ہوئی اور تجھکو نصیب ہوا **قال الاستاذ** ؒ [illegible] اور غم دوری و فراق سے شفا ہی اور قولہ فلا یکن فی صدرک حرج مین اشارہ ہی کہ ہر قبض سے سینہ تیرا حفظ الٰہی مین محفوظ ہی اور صدرک فرمایا اور قلبک نہین فرمایا کیونکہ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تجلی شہود مین تھا اور اسی واسطے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون اور یہان بھی قلبک نہین فرمایا اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رب اشرح لی صدری اور آنحضرت صلعم کے واسطے فرمایا الم نشرح لک صدرک کیونکہ قلب محل شہود مین دائمی ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تنام عینای ولا ینام قلبی یعنی میری آنکھین سو جاتی ہین اور دل میرا نہین سوتا ہی اور کہا کہ اسمین ایصال لذت ہی کہ مجھکو ایک لذت پہونچتی ہی اور صاحب لذت کو حرج و ضیق نہین ہوا کرتی **قال المترجم** پہلے اتباع کا عموماً حکم دیا پھر شروع فرمایا کہ اگلی امتون کو بسبب نافرمانی و اعراض حق کے کیا مصیبت و عذاب پہونچا تو

وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ
اور کتنی بستیان ہمنے کھپا دین کہ پہونچا اُنپر ہمارا عذاب راتی رات یا دوپہر کو سوتے پھر بھی نتھی اُنکی پکار جب پہونچا اُنپر
بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۝ ۵
ہمارا عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے گنہگار سو ہمکو پوچھنا ہی اُنسے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہی رسولون سے

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ○

پھر ہم احوال سنا دینگے اُنکو اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے۔

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ کم خبریہ مفعول ہی ایسے فعل کا جو حذف ہوا بشرط تفسیر چنانچہ اہلکنا اسکی تفسیر کرتا ہی اور بعض نے کہا کہ مبتدا ہی اور اہلکنا اسکی خبر ہی اور اول ارجح ہی اور قرآن مجید مین مِن تاکید کثرت کے ساتھ وارد ہوتا ہی اور قریہ وہ جگہ جہان لوگ مجتمع ہوتے ہون اور معنی یہ کہ اور بہت سے قریہ۔ اور مراد قری سے اہل قری ہین بسبب قول مابعد اَهْلَكْنَاهَا ہمنے انکو ہلاک یعنی وہان کے لوگونکو ہلاک کیا۔ وفی السراج اور بعض نے کہا کہ تقدیر مضاف یعنی اہل کی کچھ حاجت نہین ہی کیونکہ قریہ خود بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہی جیسے قریہ والے تباہ ہوتے ہین اور اہلاک اپنے حقیقی معنی پر بھی ہو سکتا ہی اور مفسرؒ نے ارجح یہ قرار دیا کہ اہلکنا کے معنی یہ کہ ہمنے انکے ہلاک کا ارادہ کیا بقرینۂ قول مابعد فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ای فجارہا عذابنا لیلا اوہم نائمون بالظہیرۃ والقیلولۃ استراحۃ نصف النہار وان لم یکن معہا نوم ای مرۃ جارہا لیلا و مرۃ جارہا نہارا یعنے آیا اُنپر ہمارا عذاب رات مین یا درحالیکہ وہ سوتے تھے دوپہر دن کو وقت سخت گرمی کے اور قائل بمعنی قیلولہ کنندہ از قال یقیل قیلولۃ اور قیلولہ دوپہر دن کے وقت استراحت لینے کو کہتے ہین اگرچہ نیند نہ آوے اور حاصل آنکہ اُنپر عذاب ہمارا کبھی رات مین آیا اور کبھی دن مین آیا یعنی کسی قوم پر رات مین جیسے قوم لوطؑ پر اور کسی قوم پر دن مین جیسے قوم شعیبؑ پر آیا۔ اور انھین دونون وقتون کو اسواسطے خاص کر بیان فرمایا کہ یہ اوقات استراحت وغفلت ہین پس انمین عذاب طاری ہونا نہایت فظیع ہی کما قال تعالیٰ افامن اہل القری ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون اوامن اہل القری ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون پس کافرون کو تہدید و وعید ہی گویا کہا گیا کہ امن واجب کے اسباب تم کو مہیا کر دیے گئے اُنپر مغرور مت ہو کیونکہ عذاب الٰہی جب اترتا ہی تو دفعۃً نازل ہو جاتا ہی **قال البیضاوی** - قولہ او ہم قائلون معطوف ہی بیاتا پر گویا یون کہا گیا فجارہم باسنا بائتین او قائلین پس ہم قائلون بحذف واو حال اسواسطے آیا کہ دو حرف عطف کا اجتماع لازم نہ آوے کہ ثقیل ہی کیونکہ واو حالیہ دراصل واو عطف ہی جو وصل کے واسطے مستعار لیا گیا ہی اور ضمیر پر اکتفا کرنا نہین کہ غیر فصیح ہی۔ اور ان دونون تعبیر مین اُنکی غفلت و عذاب سے بیخوفی مین مبالغہ ہی فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ ای قولہم یعنی دعوی یہان بمعنی قول ہی وقال البیضاوی - ای فما کان دعاؤہم واستغاثتہم - یا دعوی بمعنی ادعا ہی اور مصدر مجہول ہی یعنی جسکو اپنے دین مین ادعا کرتے تھے إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا یعنے بروقت عذاب آنے کے اُنکا دعا یا دعا و استغاثہ کچھ نہ تھا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ مگر یہی کہ کہنے لگے کہ ہم ظالم ہین یعنی رسول صلعم کی اور حکم تنزیل کی اتباع نہ کرنے مین اپنے ظالم ہونے کا اقرار کیا حاصل آنکہ ایسے وقت اقرار کیا کہ اسوقت بھی مفید نہین اسواسطے کہ ایمان تو استدلال غیب پر ہی اور اسوقت ایمان کچھ نہین جبکہ معاینہ ہو گیا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم نہین ہلاک ہوئی یہانتک کہ خود انکا اقرار ثابت ہو گیا کہ ہمنے واقعی ظلم کیا ہی۔ ابن سنان نے کہا کہ مینے عبد الملک بن میسرہ سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی فرمایا کہ اس آیت سے فما کان دعوٰہم اذ جاءہم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین۔ اس حدیث کو ابن جریرؒ نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث و آیت مین واضح تطابق ہی پھر اوتعالےٰ عز و جل نے جملہ مکلفین کو شمول کر کے پھر منکرونکو عذاب دنیاوی سے تہدید کرنے اور اُسکے ضمن مین مومنون کو استثنا کرنے کے بعد پھر منکرون و کافرون کو عذاب اخروی سے سخت وعید فرمائی بقولہ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ فا ترتیب ہی یعنے بعد عذاب دنیاوی کے اگر واقع ہوا ہو جیسے مشیت ہو پھر ضرور آخرت مین یہ واقعہ ہو گا اور لام قسم ہی یعنے ضرور ہم پوچھینگے ان لوگون کو جنکی طرف ارسال کیا گیا کہ اُنھون نے رسول کو کیا جواب دیا اور

اُسکے ابلاغ پر کیا عمل کیا وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ اور ضرور ہم رسولون کو پوچھین گے کہ کیونکر رسالت کو پہونچایا۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی کہ تم مین سب راعی ہین اور سب اپنی رعیت سے سوال کیے جاوینگے پس امام پوچھا جائیگا رعیت سے اور رعیت کا مرد پوچھا جائیگا اپنے اہل خانہ وعیال سے اور جورو پوچھی جائیگی کہ شوہر کے گھر مین کیا برتاؤ کیا اور غلام سے پوچھا جائیگا کہ اپنے آقا کے مال مین کیا کیا۔ لیث نے کہا کہ مجھسے ابن طاؤس نے ایسی ہی حدیث بیان کی پھر یہ آیت پڑھی فلنسألن الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین اصل حدیث بدون زیادت استدلال آیت کے صحیحین مین موجود ہی وحاصل التفسیر کما قال ابن عباسؓ کہ اللہ تعالیٰ لوگون کو سوال مین ماخوذ کریگا کہ رسولون کو کیا جواب دیا اور رسولون کو پوچھیگا کہ رسالت کیا پہونچائی ہی اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ لا یسأل عن ذنوبہم المجرمون مشرکون سے انکے گناہون کی پوچھ نہو گی یعنے سیدھے دوزخ مین بھیجے جاوینگے تو جواب یہ ہی کہ رسولون کی اجابت دعوت اور ایمان پر اعمال ہین اور مشرکون نے جب قبول نہ کیا تو جملہ اعمال انکے نیست ہین کیونکہ انمین سے کوئی عمل عبادت نہین ہو سکتا پس صرف یہ پوچھا جائیگا کہ رسول کو مانا یا نہین مانا پھر جب اعمال کا وقت آویگا تو مشرکون کے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہو گی بلکہ قطعاً جہنمی ہین حاصل آنکہ اوقات مختلف ہین اور سوال بھی مختلف ہین جیسا کہ ظاہر ہی یا بجملہ مشرکون سے پرسش ہو گی کہ ہمارے رسول کا کیا جواب دیا اور رسولون کے ابلاغ رسالت کو بھی پوچھ لیا جائیگا تا کہ مشرک یہ دعوی نہ کرین کہ انھون نے ہمکو پیغام نہین پہونچایا پھر مشرک انکار بھی کرینگے جیسا کہ گذرا اور انشاء اللہ تعالےٰ آویگا اور عالم الغیب والشہادۃ کے حضور مین یہ انکار کیا چل سکتا ہی چنانچہ فرمایا فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ پھر ہم خبر دیدینگے انکو جو کچھ انھون نے کیا ہی اپنے علم پاک قدیم سے وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ اور ہم تو غائب نہ تھے جبکہ رسولون نے اللہ تعالےٰ کی رسالت کو پہونچایا اور گذری اُمتون نے جو کچھ اعمال کیے یعنے سب کچھ ہمارے علم مین نہایت صحیح و تحقیق کے ساتھ حاضر ہی اور یہ سوال تو فقط عدل و انصاف کی تحقیق کے واسطے ہی واضح رہے کہ ان دونون سوالونمین بڑا فرق ہی خصوص کافرون کے رسولون پر رسالت نہ پہونچانے کی تہمت لگانے کے وقت رسولون سے سوال ہونا درحقیقت کافرون پر غضب مزید ہی **فی العرائس** قولہ فلنسألن الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین اس سوال مین ایمان لانے والے بندے بھی آوینگے کیونکہ انکی طرف بھی رسالت پہونچی پس اُنسے خطاب کے سمجھ لینے اور حرمت و احترام و عظمت کے ساتھ اسکے قبول کرنے اور بتابعت و سر جھکانے کے ساتھ اسپر عمل کرنے کا مضمون بھی شامل ہی **قال المترجم** غفرانک اللہم غفرانک سبحانک انک انت الغفور الرحیم وما لی سوی ذلک استغفرک و اتوب الیک۔ شیخ نے کہا کہ رسولون سے ادار رسالت کا سوال ہو گا ایسے کلام سے جو بقدر عقول ہو اور یہ امت پر شفقت ہے **قال المترجم** معنی یہ ہین کہ رسولون نے معرفت و توحید بقدر عقول بشری پہونچائی پس بالاتر معرفت و تحقیق معرفت جو مجال بشری سے باہر ہی اس سے از راہ شفقت معذور فرمائے جاوینگے اور یہ محض رحمت ہی اللہم لک الحمد انت ارحم الراحمین شیخ ابو حفص نے کہا کہ جن لوگونکی طرف رسالت بھیجی گئی اُنسے سختی و خشم و عذاب دہی کا سوال ہی اور جنکو رسالت لیکر بھیجا یعنے رسولون سے انکی تشریف و مرتبہ بڑھانیکا سوال ہی **قولہ** فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین۔ اسمین اشارہ ہی کہ بندگان مشتاق جنکا یہ حال ہی کہ منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یہ سب حضور الٰہی عز و جل مین ہین اور تعالےٰ انکو خبر دیگا کہ ہماری ملاقات کے شوق مین انکا کیا حال تھا اور نیز جو لوگ کفر و شرک مین لتھڑے ہوئے اوندھے منھ بھاگے جاتے ہین انکا حال بھی درگاہ کبریائی مین بیان ہو گا کہ انسے درگاہ عظمت و جلال پاک ہی اور نیز انپر حال ظاہر کیا جائیگا کہ جو انپر جاری ہوا وہ اسکے حقائق سے نادان جاہل تھے اور قہر و لطف و موجود و معدوم کے حقائق ظاہر ہونگے اور قولہ ما کنا غائبین مشتاقون کے درد اشتیاق اور عارفون کے جوش باطن اور عاشقون کے آنسو بہانے سے اور کافرون و مشرکون وغیرہ کے تکبر مین پانون پھیلانیسے

اوتعالے کوغیبت نہین بلکہ سب کووہ دیکھتا ہی حتی کہ جب یہ موجودات عدم مین تھے تب ہی سے اسکے علم قدیم مین ہی علم ہی جسمین ذرہ برابر تفاوت نہین ہوسکتا فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ ابن عطاؒ نے کہا کہ قولہ فلنقصن علیہم بعلم یعنی انکے حال عدم وجود کے علم قدیم سے سب اخبار ہوگا **قال المترجم** بالجملہ یہ پوچھنا وخبر دینا تحقیق عدل کے واسطے ہی ورنہ اوتعالے خوب دانائے نہان وآشکارا ہے-

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

اور تول اُسدن ٹھیک ہو پھر جنکی تولین بھاری پڑین سو وہی ہین جنکا بھلا ہوا اور جنکی تولین ہلکی پڑین سو وہی ہین

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝

جو ہارے اپنی جان اسپر کہ ہماری آیتون سے زبردستی کرتے تھے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ اي والوزن الحق کائن یومئذ یعنی قیامت کے روز وزن حق ہونیوالا ہی یعنی سوال مذکور کے روز وزن عدل ہوگا کہ کسی نفس پر ذرا ظلم نہوگا۔ کما قال تعالے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین یعنے رکھینگے ہم میزانہاے عدل کو روز قیامت مین پس کسی نفس پر کچھ ظلم نہین کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانہ برابر ہوگا تو ہم اس کو لاوین گے اور ہمارا حساب کرنیوالا ہونا کافی ہی اور ذکر میزان کا بہت سی آیات مین آیا منجملہ انکے قول اوتعالی فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیۃ- اور قولہ فمن ثقلت موازینہ فاولٓئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولٓئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون۔ اور احادیث اس باب مین بہت کثرت سے ہین جو صحاح وسنن ومسانید مین مروی ہین بالجملہ میزان حق ہین اسر وزن ہوگا فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ پس جنکے موازین گران ہونگے نیکیون سے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس ایسے ہی لوگ مفلحین ہونگے یعنی فوز عظیم انھین کو حاصل ہوگا وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور جنکے موازین ہلکے ہونگے سبب گناہون کے فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ پس یہی لوگ ہین جنھون نے خسارہ مین ڈالا اپنی جانون کو بسبب اسکے کہ لے گئے اسکو دوزخ مین بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ بسبب ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرنے کے یعنے بسبب کفر وانکار آیات الٰہی کے فا موازین جمع ہی اور ہر شخص کے واسطے ایک میزان ہوگی پس جمع کے معنی کیا ہین تو جواب یہ ہی کہ زبان عرب مین اہتمام خبر مین کبھی واحد کی جگہ جمع لاتے۔ اور بعض نے کہا کہ ہر بندہ کے واسطے میزان علیحدہ ہوگی حسن بصریؒ نے کہا کہ حق ہی اس ترازو پر جسمین نیکیان رکھی جاوین یہ کہ جھک جاوے اور حق ہی اس ترازو پر جسمین برائیان رکھی جاوین یہ کہ ہلکی ہوجاوے اور بعض نے کہا کہ ترازو مین دو پلہ و زبان وبانٹ ہوتا ہی اور وزن بدون ان سب کے تمام نہین لہذا جمع کردیا۔ اور بیضاوی نے جواب دیا کہ بسبب موزونات مختلف ہونے اور متعدد وزن ہونے کے جمع فرمایا پس وہ جمع موزون ہی یا جمع میزان ہی۔ اور بعض نے کہا کہ وزن ومیزان بمعنی عدل وقضاء ہی اور بجاے انکے وزن ومیزان کا ذکر کرنا ضرب المثل کے طور پر ہی جیسے بولتے ہین کہ یہ نظم اس وزن پر ہی اور یہی مجاہدؒ سے روایت کیا جاتا ہی اور زجاج نے کہا کہ زبان عرب مین ایسا بول چال شائع ہی اور یہی معتزلہ نے اختیار کیا جیسے کہ معتزلہ کی عادت ہی کہ جو بات انکی عقل مین جسطرح آتی ہی اُسیطرح اسکو اختیار کرتے ہین اور یہان تو خیر زبان محاورات سے بھی اتفاقاً مطابقت ہوگئی۔ زجاجؒ نے کہا کہ اتباع یہان بھی اس خبر کا چاہیئے جو صحاح ومسانید مین وارد ہوا یعنے میزان بمعنی حقیقی اور قشیریؒ نے کہا کہ اسمین زجاجؒ کا قول درست ہی کیونکہ صراط کا لفظ دین حق پر اور جنت ودوزخ واردات ارواح پر سوائے اجسام کے اور شیاطین وجن کا لفظ اخلاق مذمومہ پر اور ملائکہ کا لفظ قوی روحانیہ پر نہین محمول کیا جاتا اور صدر اول سلف وخلف صالحین نے اس امر پر اجماع کیا کہ ان ظواہر کو بدون تاویل کے لینا واجب ہی اور تاویل

سے منع کرنے پر اجماع کیا پس یہ ظواہر مذکورہ نصوص ہوگئے- یہ قول نہایت صحیح ہی اور مجاہدؒ سے قول تاویل صحت کو نہین پہونچتا اور جن بدعیتون نے تاویل کی انکی تاویل کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیا وہ لوگ اس امر کو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے باہر جانتے ہین کہ وہ میزان حقیقی عدل کی قائم کرے اور اگر یہ نہین ہی تو پھر یہ کہنا کہ عقل مین نہین آتا محض جھوٹ ہی یا دیوانگی وجہالت ہی اور اگر ان جاہلون کی عقل مین نہین آتا تو ہمکو ان جاہلون کی عقل کا اعتبار نہین ہی جو عقول صافی وپاکیزہ ہین انمین کچھ بھی بعید نہین معلوم ہوتا آیا تو نہین دیکھتا کہ نورانی عقول حضرات صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوب یقین سے قبول کیا اور برابر مومنین اسی پر اہل حق تھے یہانتک کہ ایک زمانہ کے بعد ان جاہلون کے منھون سے جہالت کا دھوان نکلا اور اسنے تمام جہان کو تاریک کردیا پس بچا وہ جسکو اللہ تعالےٰ نے ازل مین بچایا ہی اور گمراہ ہوا وہ جو شقی تھا اور کیونکر اسطرح مصرح آیات اور صحاح احادیث کی تاویل روا ہی اور بہت سی احادیث صحیحہ مشہورہ ہین جنمین تاویل کی گنجائش نہین اور اگر خوف طوالت نہوتا تو مین ان احادیث کو نقل کرتا کیونکہ بعضے جہلاء اس زمانہ مین اہل ایمان کو وہم مین ڈالتے ہین اور شقی وبدبخت لوگ انکے دنیاوی عروج کو دیکھکر دام فریب مین آجاتے ہین لیکن اثناء بحث مین بضرورت جو آجائیگا وہی کافی ہی از انجملہ مفسرؒ نے کہا کہ وزن ایسی میزان سے ہوگا جسکے زبان اور دونون پلے ہین جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہی یہان اسیقدر پر اکتفا کیا اور بدور السافرہ وتفسیر وبعض رسائل مین گو نہ بسط کیا ہی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میزان قائم کیجاویگی اسکی زبان و دو پلے ہین اگر ایک پلہ مین آسمان وزمین اور جو انمین ہے سب رکھا جاوے تو سما جائے رواہ اللالکائی فی السنۃ وابن المبارک فی الزہد وقد رواہ ابو الشیخ عن ابن عباس بمثلہ موقوفاً۔ پھر جب صحیح ہوا کہ وزن ومیزان سے حقیقی معنی مراد ہین تو پھر یہان وزن کو مطلق فرمایا ہی پس آیا اعمال کا وزن ہوگا یا ان صحیفون کا جن مین اعمال درج ہین یا اس شخص کا جسکے اعمال **قال الحافظ** وغیرہ بعض نے کہا کہ اعمال رکھے جاوینگے اور اعمال اگرچہ اس جہان مین اعراض ہین لیکن یہ تسلیم نہین کہ درحقیقت وہ اعراض ہین علاوہ برین اوتعالی قادر ہی کہ بصورت جواہر آوین اور قلب ماہیت ممتنع ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہین قائم ہی اور نہ ہین یا بضرورۃ ہی اور نیز جو اس جہان مین عرض ہی جائز ہی کہ اس جہان مین خود قائم ہو جیسے فلاسفہ کے نزدیک ذہن مین صورت جواہر کی جوہر ہوتی اور قائم بذہن ہوتی ہی لیکن اسپر صادق ہی کہ جب خارج مین پائی جاوے تو لافی موضوع ہوگی پس وجود ذہنی مین قائم بالغیر ہی اور وجود خارجی مین خود قائم ہی ایسے ہی اعراض اعمال وغیرہ اس جہان مین قائم بالغیر ہین اور جہان آخرت مین وہ خود قائم ہون اور تحقیق ثابت ہوا کہ ماہیات انکے واسطے خود ثابت ہین **قال فی المعالم** اور ابن عباسؓ سے یہی قول مروی ہی اور صحیح مین حدیث آئی جسمین سورہ بقرہ وآل عمران کے فضائل مین ہی کہ انہما یاتیان یوم القیامۃ کانہما غمامتان او غیابتان او فرقان من طیر صواف الحدیث اور اول سورہ مذکورہ مین گزر چکی ہی اور نیز قرآن کے فضائل اور صاحب قرآن کے حق مین آیا کہ یاتی صاحبہ فی صورۃ شاب شاحب اللون فیقول من انت فیقول انا القرآن الذی اسہرت لیلک واظمأت نہارک الحدیث۔ اور حدیث براء بن عازبؓ مین دربارہ سوال قبر کے آیا فیاتی المومن شاب حسن اللون طیب الریح فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح۔ یعنی قبر مین مومن کے پاس ایک نوجوان خوبصورت جس سے خوشبو آتی ہوگی آویگا پس مومن کہیگا کہ تم کون ہو وہ کہیگا کہ مین آپ کا عمل صالح ہون اور اسکے برعکس کافر ومنافق کے اعمال کی نسبت آیا ہی پس ظاہر ہوا کہ اعمال کے واسطے صورت جوہری ہین اور وہ وزن ہونگے اور بعض نے کہا کہ نامۂ اعمال تولے جاوینگے وابن عبد البر اور قرطبی نے اسی کو ترجیح دیا اور دلیل اس قول کی حدیث بطاقہ ہی

چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک شخص پکارا جائیگا مجمع قیامت کے روبرو پھر اُسکے واسطے ننانوے سجل کھولے جاوینگے جنمین سے ہر ایک کی درازی بقدر مد البصر ہوگی جتنی دور نظر پہونچتی ہے پس اﻭ تعالیٰ عز وجل کی طرف سے حکم ہوگا کہ بھلا تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہے بھلا تجھپر میرے فرشتگان کاتبین نے کچھ ظلم کیا ہے پس وہ کہیگا کہ میرے پروردگار نہین تو پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے کچھ عذر ہے یا تیری کوئی نیکی ہے پس وہ ہیبت ناک ہوکر کہنے لگے گا کہ کچھ بھی نہین ای پروردگار پس او تعالےٰ فرماویگا کہ نہین بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے نزدیک ہے اور آج کے روز تجھپر کچھ ظلم نہین پس اسکے واسطے ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ہوگا پس وہ عرض کریگا کہ ای میرے پروردگار بھلا یہ بطاقہ بمقابلہ ان سجلات کے کیا چیز ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ ای شخص تجھپر کچھ ظلم نکیا جائیگا پس وہ بطاقہ ایک پلہ مین رکھا جائیگا اور سجلات دوسرے پلہ مین میزان کے رکھے جاوینگے پس سجلات کا پلہ چڑھ کا اونچا ہو جائیگا اور بطاقہ کا پلہ بوجھ سے جھک جائیگا رواہ البیہقی وابن مردویہ وابن ماجہ واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ورواہ احمد باسناد حسن ورواہ الحاکم وصححہ والترمذی وقال حسن صحیح۔ واضح ہو کہ اکثر بداعمال و گناہون کے ساتھ تصدیق مین فتور ہوتا ہے پس اُس شخص کا حال غریب ہے کہ باوجود ان اعمال کے اسکی تصدیق قوی رہی اور شاید اسی وجہ سے حدیث شریف مین اسکا بیان ہے و اللہ اعلم بالجملہ اس حدیث سے نامہ اعمال تولے جانے کا ثبوت ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ عمل کرنیوالا تولا جائیگا اور اسی پر دلالت کرتی ہے حدیث صحیح از ابوہریرہ رضی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مرد موٹا قوی ہیکل آویگا دن قیامت کے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اسکا وزن نہوگا پھر پڑھی آیت فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا الآیۃ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی کے مناقب مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عبد اللہ کی پتلی پنڈلیون سے تعجب کرتے ہو قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ البتہ اسکی دونون پنڈلیان میزان مین کوہ احد سے زیادہ گران ہین۔ ویؤیدہ الاول مافی خاتم صحیح البخاری حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو کلمہ ہین کہ ہلکے ہین زبان پر اور بھاری ہین میزان مین اور محبوب ہین حضرت الرحمٰن کو وہ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم ہین **قال الحافظ** ان سب احادیث وغیرہ مین جمع واتفاق یون ممکن ہے کہ یہ سب اپنے اپنے معنی پر صحیح ہین پس کبھی تو اعمال تولے جاوینگے اور کبھی نامۂ اعمال اور کبھی فاعل اعمال تولے جاوین **قال المترجم** ورنہ توفیق بدون اسکے بھی ممکن ہے۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ کفار کے واسطے وزن ہوگا یا نہوگا بلکہ مخصوص مسلمانون ہی کے واسطے ہے پس اکثرون کے نزدیک وزن مخصوص مسلمین ہے اور کفار کے اعمال حبط ہونگے اور یہی ظاہر آیات ہے اور بعض نے کہا کہ کفار کے اعمال باشارہ قولہ فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا تولے جاوینگے اگرچہ خفت ہوا اور جواب یہ کہ نکرہ تحت نفی بالکل وزن سے خالی ہے اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ تولے جاوینگے بغرض تخفیف عذاب جیسا کہ ابوطالب کے حق مین آیا کہ بسبب پاسداری آنحضرت صلعم کے پانون مین آگ کی دو جوتیان پہنائی جاوینگی جس سے ابوطالب کا دماغ ابلیگا سخاوی نے کہا کہ متعدیہ ہے کہ یہ ابوطالب کے حق مین مخصوص ہے فافہم واللہ اعلم **ف۲ فی العرائس** قولہ والوزن یومئذ الحق حق سبحانہ تعالےٰ کی میزانین ہین جنمین احوال واعمال وزن کیے جاتے ہین پس میزان اخلاص سے معاملات کا وزن ہوتا ہے اور میزان صدق سے حالات کا وزن ہوتا ہے پس جو عمل کہ عوض کے واسطے یا اس عمل پر نظر رکھکر یا غیر حق سبحانہ کی طرف نظر رکھکر کیا گیا وہ مرتبہ قبولیت سے ساقط ہے اور ہر حالت کہ جس سے اس حالت والا معجب ہے وہ درجہ وصول سے ساقط ہے۔ پس نیات در اصل میزان معاملات مین اور صدق میزان حالات ہے پس ہمین سے ہر شخص اپنے نفس کو میزان ریاضت و مجاہدہ سے وزن کرے

اور قلب کو بمیزان مراقبہ وزن کرے اور عقل کو میزان اعتبارات یعنی عبرت حاصل کرنے کے ساتھ وزن کرے اور روح کو بمیزان مقامات اور سر کو میزان محاضرات و مطالعہ غیبیات وزن کرے اور اپنی صورت کو ایسے ترازو سے معاملہ سے وزن کرے جسکے دونون پلہ حقیقت و طریقت ہین اور زبان اُس کی شریعت اور عمود اُسکا عدل و انصاف ہے پس جو شخص یہان اپنے آپ کو اسطرح وزن سے سنجیدہ رکھیگا وہ قیامت مین اپنے نفس کو میزان شرف مین اور قلب کو میزان لطف مین اور عقل کو میزان نور مین اور روح کو میزان سرور مین اور سر باطن کو میزان وصول مین اور صورت کو میزان قبول مین تلا ہوا پاویگا پس جب اسکے موازین یعنی جملہ میزانون کا پلہ بھاری اُترا تو اُسکے نفس کا بدلا یہ کہ فراق سے امن پاویگا اور قلب کو شوق مین وہ ملیگا جسکا شوق تھا اور عقل کا بدلا مطالعہ صفات ہے اور روح کا بدلا کشف انوار ذات ہے اور سر باطن کا بدلا کشف اسرار قدم ہے اور صورت کا بدلا وصال ابد مین قیام ہے۔ نیز اہل حق کے واسطے یہان اور میزانین ہین میزان ارادہ میزان محبت میزان شوق میزان عشق میزان معرفت میزان الیقین میزان توحید پس یہ سات میزانین ہین پس مرید کو چاہیے کہ ہر دم اپنے نفس کو میزان ارادت مین تولے اور محب ہر دم اپنے نفس کو میزان محبت مین اور مشتاق اپنی عقل کو میزان شوق مین اور عاشق اپنی روح کو ہر دم میزان عشق مین اور عارف اپنے سر باطن کو ہر دم میزان معرفت مین اور الیقین والا ہر دم اپنے انفاس کو میزان الیقین مین اور موحد ہر دم اپنے وجود کو میزان توحید مین تولے پس مرید اپنے ہر دم تولنے سے اپنے نفس کو انقیاد حق مین بروقت قضا و قدر جاری ہونے کے پورا کرے اور محب میزان محبت مین اپنے قلب کو شہود درگاہ مین بدون خطرات مذمومہ کے نیات صافیہ کے ساتھ پورا کرے اور مشتاق میزان شوق مین اپنی عقل کو جولانی شواہد مین واسطے طلب عرفان مشاہدات کے بدون فتور و رعونت کے پورا کرے اور عاشق میزان عشق مین اپنی روح کو پرواز ملکوت مین واسطے طلب جبروت کے پورا کرے اور عارف میزان معرفت مین اپنے سر باطن کو صفت شہود کے ساتھ کشف انوار غیب کے واسطے پورا کرے اور الیقین والا میزان الیقین مین معارف غیب مین بلا ہواجس یقین و غبار وسواس کے صعود کو پورا کرے اور موحد میزان توحید مین تمام اپنے وجود کو انوار کبریا و قدم و تسبیحات ازل و ابد مین فنا و مضمحل ہونیکو پورا کرے پس جس شخص کی یہ میزانین گران رہین وہ پردہاے امتحانات سے فلاح پا گیا اور صاف رہا ہوا اور پورا اُترا پس وہ کل کے روز جب کہ حضور مین میزان عدل تولے جاوینگے تو انوار صفات و لطائف ذات و کرامات قرب سے اسکی میزان بھاری ہوگی پس وہان فلاح عظیم حاصل ہوگی اور وہ اہل اللہ مین سے ہے کیونکہ وہ موازین صفات و انوار ذات کے محاسبہ مین معرفت و توحید و محبت کے ساتھ پورا اُترا خلاصہ آنکہ منشا خلقت جو معرفت ہے اسنے پوری پائی اور فوز عظیم حاصل کیا پس قولہ تعالیٰ طوبیٰ لہم وحسن مآب اسکے حق مین راست آیا۔ شیخ ابو عبد الرحمن السلمی رح نے اس مقام پر بیان کیا کہ جسنے اپنے نفس کو میزان عدل مین تولا وہ محبین مین سے ہے اور جسنے خطرات انفاس کو میزان حق مین تولا اسکو مشاہدہ سے کفایت ہوگی اور میزانین مختلف ہین میزان نفس و روح ہے اور میزان قلب و عقل ہے اور میزان معرفت و سر باطن ہے پس نفس و روح کے ترازو امر و نہی ہے اور اسکے دونون پلے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہین اور قلب و عقل کی ترازو ثواب و عقاب ہین اور اسکے دونون پلے وعدہ و وعید ہین اور میزان معرفت و سر کی رضا و خشم ہے اور دونون پلے اسکے طلب کرنا اور گریز کرنا۔ استاد رح نے کہا کہ انکے اعمال کا وزن بمیزان اخلاص ہوگا اور احوال کا بمیزان صدق ہوگا پس جسکے اعمال ریاکاری کے ساتھ ہونگے وہ قبول نہونگے اور جسکے احوال مین عجب و غرور ہوگا اسکے احوال نہ لیئے جاوینگے اور واضح ہو کہ قیامت مین اعمال تولے جانے مین ایک یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندون کو

ظاہر کریگا کہ قبل پیدائش کے بندون کے حق مین جو قضا و قدر و رضا و خشم و شقاوت و سعادت کہ لوح محفوظ مین لکھی تھی وہ بمقابلہ اس چیز کے جو ملائکہ کے لکھے ہوے صحائف مین بندون پر دنیا مین جاری ہوے مرقوم ہین کیسے راست و درست ہین کہ سر موانمین تفاوت نہین ہے تاکہ یقین کامل و برہان عیان حاصل ہو جاوے اس بات کی کہ او تعالیٰ عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہے اور تاکہ لوگون پر حجت قائم ہو جاوے جبکہ دونون مین توافق برآمد ہوا اور واضح ہو کہ یہ شبہہ نہونا چاہیے کہ اعمال اعراض ہین پھر وہ کیونکر وزن کیئے جاوینگے پس تو اس شبہہ مین نہ پڑنا مقبول و مردود کرنا اللہ عزوجل کے اختیار مین ہے اور او تعالےٰ قادر ہے کہ اعراض کو جواہر کی صورت مین کردے پس وہ ضرور میزان الٰہی مین تولے جاوینگے جو قیامت کے روز بندون پر ظاہر ہوگی اور یہ زبان شرع سے ثابت ہوا اور اسپر ایمان لانا فرض ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نیکیان و برائیان ایسی ترازو مین تولی جاوینگی جسکے دونون پلے اور زبان ہے۔ اور مومن کا یہ حال ہوگا کہ اسکے اعمال ایک نہایت اچھی صورت مین لائے جاوینگے اور میزان کے ایک پلہ مین رکھے جاوینگے اور یہ وزن حق ہے پس اسکی نیکیان بہ نسبت اسکی برائیون کے بھاری ہو جاوینگی پس اسکا عمل جنت مین رکھا جائیگا پس عمل سے وہ پہچانا جائیگا اور یہی قول الٰہی عزوجل ہے فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون۔ اور وہ لوگ جنت مین سے اپنے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانینگے جیسے تا رجعہ سے پھر کر آدمی اپنے گھرون کو پہچان لیتا ہے اور رہے کافر لوگ تو انکے اعمال نہایت قبیح بُری بھونڈی صورت مین لائے جاوینگے اور پلہ ترازو مین رکھے جاوینگے اور یہ عمل باطل ہے پس اسکا وزن نہایت خفیف ہوگا یہانتک کہ وہ دوزخ مین رکھے جاوینگے پھر کافر سے کہا جائیگا کہ جا کر اپنے اعمال سے مل **قال المترجم** پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت و بندونکی ناشکری اور باوجود مخلوق ہونے اور اپنی ماہیت جاننے کے پھر حکمت الٰہی مین بیجا قیاس دوڑانے اور ظاہری مضرت و دشمن شیطان کے غرور کی بُرائی دفع نہ کرنیکو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ

ع ۱ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
اور ہمنے تمکو جگہ دی زمین مین اور بنا دین اسمین تمکو روزیان تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور ہمنے تمکو پیدا کیا پھر صورت دی
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ڰ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ
پھر کہا فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا سجدہ والون مین کہا تجھکو کیا مانع تھا کہ سجدہ نہ کیا
اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ
جب مین نے فرمایا بولا مین اُس سے بہتر ہون مجھکو تونے بنایا آگ سے اور اُسکو بنایا خاک سے کہا تو اتر یہان سے تجھکو یہ نہ ملے گا
اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ
کہ تکبر کرے یہان سو نکل تو ذلیل ہے بولا مجھکو فرصت دے جسدن تک لوگ جی اٹھین کہا تجھکو فرصت ہے بولا
فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
تو جیسا تونے مجھے بدراہ کیا ہے مین بیٹھون گا ان کی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر اُنپر آؤنگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے
وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
اور بائین سے اور نہ پاوے گا تو اکثر ان مین شکرگزار کہا نکل یہان سے مردود ملعون ہو کر جو کوئی اُنمین تیری راہ چلا
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
مین بھر دونگا دوزخ تم سب سے اکٹھے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور البتہ ہمنے تمکو تمکن کیا زمین مین۔ یہ خطاب اولاد آدم کو ہے بقرینہ مابعد اور یہ اپنا احسان ظاہر فرمایا اور زمین پر تمکن کرنا خود قدرت و احسان ہے حالانکہ اسمین سکونت و تصرف و زراعت وغیرہ کے واسطے قابو دیا وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ اور کر دیے تمہارے نفع کے واسطے زمین مین معایش یعنے ایسے اسباب جس سے تم زندگی بسر کرو **وقال المفسر** معایش مین حرف چہارم یاء تحتیہ ہے وقال البیضاوی اور نافعؒ سے مروی ہوا کہ انھون نے اسکو ہمزہ کی آواز مین پڑھا اسوجہ سے کہ اسکو تشبیہ دی ایسے الفاظ کے ساتھ جو اس وزن پر یا زائدہ ہین مانند صحائف وغیرہ کے **قال الحافظ** اور جمیع قراء وغیرہ نے بدون آواز ہمزہ کے پڑھا سوائے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج کے کہ اس بزرگ نے اسکو باواز ہمزہ پڑھا اور صواب وہی جمہور کا قول ہے کیونکہ معایش جمع معیشہ ہے از عاش یعیش عیشا و معیشۃ پس کسرہ یاء پر ثقیل رکھکر عین کی طرف نقل ہوا پھر جب جمع کیا گیا تو حرکت مذکورہ پھر یاء کی طرف واپس ہوئی بسبب زوال استثقال کے پس معایش بروزن مفاعل آیا کیونکہ یاء مذکور اس کلمہ مین اصلی ہے بخلاف مدائن و صحائف و بصائر وغیرہ کے کیونکہ یاء زائدہ ہے لہذا افعائل پر جمع آتی ہے اور اسی وجہ سے مہموز ہو جاتی ہے قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ یعنے اس احسان پر تم بہت کم شکر گزاری کرتے ہو حالانکہ جسپر مزید احسان ہوا اسکو زیادہ مطیع ہونا چاہیئے اور شکر منعم یہان یہ تھا کہ جو نعمتین دی ہین انکو منعم کی طاعت مین صرف کرتے قلیل کے معنی کم اور ترجمہ بہت کم اسوجہ سے کہ ما زائدہ بغرض تاکید قلت ہے فی السراج اسمین دلیل ہے کہ انسان کبھی شکر کرتا ہے کہ نعمت یاد کرکے بعض اوقات شکر کرتا ہے اور حقیقت شکر کی یہ ہے کہ نعمت یاد کرے اور ظاہر کرے اور برخلاف اس کے کفران ہے وہ نعمت کو فراموش کرنا اور اُس کو چھپانا **وقال المترجم** شاید مراد قلیل شکر سے ان بندون کا شکر ہو جو ایمان لائے ہین اسواسطے کہ شکر عبادت ہے اور وہ کافر سے صحیح نہین ہے۔ اگر کہا جاوے کہ بعض اخبار سے ثابت ہوا کہ آدمیون کے دل اس بات پر مجبول ہین کہ جو انکی طرف احسان کرے اسکی طرف مائل ہون حالانکہ یہان اسقدر احسان پر میلان نہین تو جواب یہ ہے کہ مجبول ہین مگر ظہور اس جبلت کا ضرور نہین اور نیز کافرون کی جہالت تھی کہ بعض کو غیر کیطرف سے جانتے جیسے مشرکون نے روز اُحد مین اپنے غلبہ کو ہبل بت سے تصور کیا اور نیز کفر بڑی فراموشی ہے جو نعمتون کے فراموش کرنے کو شامل ہے اور جبلت کا اثر جب ظاہر ہو کہ یاد رکھے فافہم **ف فی العرائس** قال فی الآیۃ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندون پر احسان رکھا کہ انکو زمین مین تمکن دیا اسطرح کہ انپر اپنی عبودیت آسان کردے بوجہ ایسی قدرت کے جو انمین ہر فعل حاصل کرنے کے واسطے اس فعل کو پیدا کرنے کے وقت ظاہر کردے بعد ازانکہ انکو عبادت کے واسطے مکلف فرمایا اور زمین مین اُنکے بدنون کے لیئے غذا مخلوق فرمائی اور انکے قلوب کے واسطے غذاے ذکر دیدی اور عقل کے لیے غذا یہ دی کہ او تعالےٰ عزوجل کی قدرت و صنعت مین غور و فکر کرین اور رفع کے واسطے ہر درخت و سر سبزی سے ظہور انوار جلال کے دیدار سے غذا مقرر کی یہ سب اسواسطے کہ حضرت پاک منعم قدیم عزوجل کی معرفت حاصل کرین اور جانین کہ ہم اسکے شکر سے عاجز ہین پھر اور زیادہ انپر احسان اسطرح کا کہ انکو خلقت لطیف و خوبصورت مین پیدا کیا بقولہ تعالےٰ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور البتہ ہمنے تمکو پیدا کیا پھر تم کو صورت والا کر دیا پھر ہمنے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ فی تفسیر الحافظ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا مردون کی پشت مین مخلوق ہوے اور عورتون کے رحم مین مصور ہوے رواہ الحاکم و صححہ یہ معنی خود صحیح ہین لیکن اس مقام پر لفظ ثم جو ترتیب و تراخی کے واسطے ہے دلالت کرتا ہے کہ پہلے خلقت ہوئی پھر تصویر ہوئی پھر ملائکہ کے سجدہ کا حکم دیا گیا اور جواب ہو سکتا ہے کہ ثم کبھی بمعنی واو بھی ہوتا ہے اور وہی یہان ہے وقال الحافظ اور ابن جریرؒ نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سب مین آدم علیہ السلام ہین اور کہا کہ جمع اسواسطے کہ آدم علیہ السلام

تمام بشر کے باپ ہین اور ایسا خطاب آتا ہی چنانچہ جو بنی اسرائیل کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے انکو فرمایا وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی حالانکہ مراد ان لوگون کے دادا ہین جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام مین تھے **قال المترجم** اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا چنانچہ کہا ای خلقنا اباکم آدم ثم صورناہ وانتم فی ظہرہ یعنی ہمنے پیدا کیا تمہارے باپ آدم کو پھر اسکی تصویر بنائی درحالیکہ تم اسکی پشت مین تھے **وقال البیضاوی** یعنے ہمنے پیدا کیا تمہارے باپ آدم کو گیلی مٹی بدون تصویر کے پھر اسکی تصویر کردی اسمین آدم کی خلقت و تصویر کو بمنزلہ کل کے خلق وتصویر کے قرار دیا ہی یا یہ معنی کہ ہمنے ابتداء کی تمہارے خلق کی پھر تصویر کی باینطور کہ آدم کو پیدا کر کے مصور کیا اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ہمنے تمکو پیدا کیا آدم کی پشت سے پھر ہمنے تمہاری تصویر بنائی جبکہ تمسے عہد ومیثاق لیا اسی قول کو نحاس رض نے مستحسن جانا۔ ولیکن دفع اشکال مین فی الجملہ تاویل کی ضرورت ہوگی پس مختار وہی ہی جو مفسر رح نے اختیار کیا اور مراد سجدہ ملائکہ سے یہ کہ سجدہ تحیت یعنے انحنا اور پشت خم کر کے ادا کرین اور پیشانی زمین پر رکھکر عبادت کا سجدہ مراد نہین اور اب ہماری شریعت مین سجدۃ التحیۃ بھی حرام ہی بالجملہ بعد خلق وتصویر کے ملائکہ کو سجدہ تحیت کا حکم کیا فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ یعنے ملائکہ مامورین نے فرمانبرداری کی سوائے ابلیس کے کہ وہ ساجدین مین نہ تھا اور یہ ابلیس جنون کا باپ ہی جو ملائکہ کے درمیان تھا پس اسوجہ سے استثنا کیا گیا ورنہ وہ ملائکہ کی جنس سے نہین ہی قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے روکا کہ تو سجدہ کرے وعلی ہذا لا زائدہ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ تاکید جحد کے واسطے آیا اور **ابن جریر** رح نے دونون کو رد کر دیا اور خود یہ اختیار کیا کہ منعک متضمن معنی فعل دیگر ہی کیونکہ جو کسی چیز سے ممنوع ہو وہ اسکے خلاف مین مضطر ہوتا ہی پس گویا کہا کہ ما اضطرک ان لا تسجد کس چیز نے تجھے محتاج ومضطر کیا کہ تو سجدہ نہ کرے اِذْ اَمَرْتُكَ جبکہ مین نے تجھکو حکم کیا پس ملائکہ کو حکم دینا اسکو بھی شامل تھا **قال البیضاوی** اسمین دلیل ہی کہ مطلق امر واسطے وجوب کے اور فی الفور بجالانے کے ہوتا ہی اور رد کیا گیا کہ یہان امتنان خلقت کے قرینہ سے فی الفور ووجوب ثابت ہوا وفیہ تامل وتمام البحث فی الاصول قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ یعنے ابلیس نے جواب دیا کہ مین اس سے بہتر ہون پھر اپنے قول کی قیاسی دلیل لایا کہ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ تونے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے پیدا کیا عن عائشۃ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے اور ابلیس شعلہ زن آگ سے پیدا ہوا اور آدم علیہ السلام جس سے پیدا ہوا وہ قرآن مین تمکو بتلایا گیا۔ رواہ مسلم اگر کہا جاوے کہ انا خیر الخ جواب ہی حالانکہ یون جواب دینا کہ مجھے فلان چیز نے روکا جواب دیا جاوے کہ اسنے من حیث المعنی جواب دیا کہ میرا اس سے بہتر ہونا مانع ہوا پس اسنے استبعاد کیا کہ فاضل مامور ہو مفضول کے سجدہ کیلئے **قال البیضاوی** اسی نے تکبر وغرور کی راہ نکالی اور نیز وہی پہلے پہل اسکا قائل ہوا کہ کسی چیز کا بھلا ہونا و برا ہونا عقل سے ثابت ہوتا ہی یعنے خلاف حکم مشروع کے آگ کو نورانی جوہر وافضل از خاک سمجھا **وقال البعض** حالانکہ اس خبیث نے غلطی کی کیونکہ بہت سی باتون مین مٹی بہتر ہی چنانچہ رزانت وسکون ودیر تک باقی رہنے اور اسمین انارۃ وصبر وحلم وحیا وتثبت ہونے مین مٹی افضل ہی کیونکہ آگ خفیف مضطرب جلد نابود ہونے والی طیش والی گردن اٹھائے حدت والی ہی علاوہ برین جنت مین مٹی موجود آگ ندارد اور وہ مسجد وطہور ہی مٹی سامان عمارت ہی اور آگ مظنۂ افنار وخیانت۔ اسی مٹی مین امانت اور اسمین سے منور ہوتا ہی اور وہ آگ کو بھی بجھا دیتی ہی پس ان فضائل سے غافل ہو کر اس خبیث نے باطل قیاس کیا **قال الحافظ** یہ جواب قیاسی اسکا بدتر از گناہ ہی کہ اسنے اعتراض کیا اور منشا اسکا ظاہری ہی شیطانی قیاس ہی عن الحسن البصری رح کہا کہ قولہ خلقتنی من نار الخ ابلیس نے قیاس کیا

اور یہ پہلا شخص ہی جسنے قیاس کیا۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وعن ابن سیرین رح اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی اور انھین قیاسون ہی سے چاند و سورج کی پوجا ہونے لگی۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح ایضاً **قال النسفی فی المدارک**۔ ابلیس کا قیاس کرنا امر منصوص سے عناد اور خارج از صواب تھا کیونکہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس کرنا مردود ہی **قال البیضاوی** شیطان خبیث نے قیاس مین غلط پر غلط کیا کہ بالکل فضیلت کو عنصر پر تصور کیا اور اس فضیلت سے غافل رہا جو باعتبار فاعل کے ہوتی ہی چنانچہ سورۂ ص مین قولہ تعالی یا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی مین اشارہ ہی یعنے ایسی مکرم چیز جسکو مین نے بلا واسطہ پیدا کیا اور نیز جو باعتبار صورت کے ہوتی ہے جیسا کہ قولہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ واقع سورۂ حجر مین اشارہ ہی اور نیز جو باعتبار غایت کے ہوتی ہی اور یہی ملاک الامر ہی اور وہ معرفت اسماء وصفات سے ہے اسی واسطے ملائکہ کو حکم سجود دیا جبکہ انپر ظاہر کر دیا کہ آدم انسے زیادہ عالم ہی اور اسمین ایسے خواص ہین جو ان مین نہین ہین تم قال البیضاوی اس آیت مین دلیل ہی کہ کون وفساد واقع ہی یعنے کوئی چیز پیدا ہو جانا اور کوئی بگڑنا و مٹ جانا۔ اور نیز دلیل ہی کہ شیاطین اجسام مخلوق موجود ہوئے اور شاید کہ انسان کی خلقت کی نسبت مٹی کی طرف اور شیطان کی نسبت آگ کی طرف باعتبار جزو غالب کے ہی **قال المترجم** صحیح یہ ہی کہ شیطان صرف آگ سے مخلوق ہین قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا بہت سے مفسرین نے فرمایا کہ ضمیر راجع ہی جنت کی طرف یعنی حکم دیا کہ پھر تو جنت سے نیچے گر جا اور بعض نے کہا کہ سموات کی طرف راجع ہی اور بعض نے کہا کہ ملکوت علی کی طرف جہان وہ موجود تھا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا یعنے نہین سزاوار ہو سکتا کہ تو یہان غرور وتکبر کرے اگر کہا جاوے کہ فا دلالت کرتی ہی کہ بعد جواب کے تکبر پر ملامت کی حالانکہ اللہ تعالے کو علم تھا تو جواب آنکہ اس سے یہ تکبر وبیجا قیاس اور اسکا خود اقرار وتکبر کی مذمت ظاہر فرمانے کو اس سے سوال کیا اگر کہا جاوے کہ فیہا مین قید ہی کہ یہان تجھسے تکبر نہین روا ہی حالانکہ کہین جائز نہین۔ جواب آنکہ علم الٰہی مین اسکا تکبر دنیا مین ثابت تھا اور نیز یہ قید نہین ہی۔ **قال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہی کہ تکبر کرنا جنتی بندون کی شان نہین۔ اور نیز تنبیہ ہی کہ اللہ تعالے نے محض نافرمانی پر ابلیس کو نہین راندا بلکہ نافرمانی بھی اور تکبر بھی تھا **قال المترجم** حدیث صحیح مین جنتی ودوزخی لوگون کی پہچان آئی ہی چنانچہ اہل جنت کو فرمایا کہ ہر ضعیف متضعف کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھائے تو اللہ تعالے اسکی قسم پوری کر دے اور دوزخیون کی پہچان فرمائی کہ کل عتل جواظ مستکبر۔ ہر نافرمان سرکش بدزبان تکبر وغرور کرنے والا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ واضح ہو کہ قصۂ ابلیس مین سورۂ حجر وسورۂ ص وغیرہ مین کلام متنوع ومتفنن اور ہر مقام کے مناسب اسکا جرم بیان ہی اور اس سے دلالت ہی کہ ابلیس خبیث نے ایک مین تین جرم درج کیے مخالفت حکم صریح کی اور جماعت ملائکہ سے پھوٹ جانے کی اور غرور وتکبر مع تحقیر حضرت آدم کی اور ان چیزون کی شاخین بہت ہین اور بیشمار خرابیان انھین باتون سے پیدا ہین اور خود ابلیس نے سر تسلیم جھکانے کی جگہ نافرمانی وغرور کے ساتھ اعتراض ملا ہوا جواب دیا اور ادب ترک کیا اور حکمت الٰہی جاری تھی ورنہ وہ کیا چیز تھا اور عنقریب حرالنس مین بیان آویگا بالجملہ اسکو جنت سے راندہ اور نکال دیا اور موکد فرمایا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ یعنی جنت سے نکل تو ذلیلون مین سے ہی جنکو اللہ تعالے نے خوار ومردود کیا ہی۔ فی الحدیث جسنے اللہ تعالے کے واسطے تواضع کی اللہ تعالے اسکو بلند کرتا ہی اور جسنے تکبر کیا اللہ تعالے اسکو گراتا ہی۔ رواہ البیہقی وغیرہ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ یعنے شیطان نے عرض کی کہ اے رب مجھے تاخیر دے اسدن تک کہ لوگ اٹھائے جاوینگے یعنے قیامت تک مجھے موت وعذاب سے مہلت دے قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ فرمایا کہ تو مہلت دیا ہوا ہی اور سورہ حجر مین ہی کہ الی یوم الوقت المعلوم۔ یعنے وقت بعث تک نہین بلکہ نفخۂ اولی تک یعنی اول صور پھونکے جانے تک کہ جسوقت

تمام خلائق مر جاوینگی - اگر کہا جاوے کہ یہ دشمن تھا آدم و اولاد آدم کا اسکو مہلت ملی تا کہ گمراہ کرے جواب دیا گیا کہ اسکی درخواست پوری
کرنے مین تنبیہ ہو کہ بعد نا فرمانی کے او تعالی کی رحمت سے مایوس نہو کہ وہ ارحم الراحمین ہو اور شیطان نے خود شیطانی درخواست کی
اور اسکی درخواست منظور ہوئی اور خود اسمین حکمت ہو کہ بندونکو امتحان مین لیا جاوے کہ کون شیطان کی پیروی کرتا ہو اور کون او تعالی
عز وجل کی فرمانبرداری کرتا ہو اور جو جیسا کرے اپنی ذات کے واسطے کرے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ زمخشری نے جملہ مستانفہ و با سببیہ
قرار دی اور شاید یہ مذہب اعتزال کے موافق احترازہ ہو کہ اضلال از جانب باری تعالی نہو - او ظاہر یہ ہو کہ با قسمیہ ہو کیونکہ اغوار و
اضلال بخلق باری تعالی ہو یعنی قسم تیرے اغوا کرنے کی مجھکو لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ البتہ مین تیری راہ مستقیم پر کہ بیٹھونگا
یعنے آدم کی اولاد کو اس راہ چلنے نہ دونگا جس سے تجھ تک واصل ہون ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ یعنے ہر راہ سے انکو بہکاؤنگا اور راہ مستقیم پر چلنے نہ دونگا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ جہت فوق کسے نہین آسکتا
تا کہ بندہ اور رحمت الٰہی کے درمیان حائل نہو ایسا ہی مجاہد وغیرہ سے مروی ہو اول دونون مین حرف من اسوجہ سے کہ ہر دو جہت
کا آنے والا مانند متوجہ کے ہوتا ہو اور اخیر دونون مین حرف عن اسلیئے کہ آنیوالا مانند منحرف کے ہوتا ہو اور نظیر اسکی تولہم قعدت
عن یمینہ اور شیطان کے وسوسہ کو اسکے آنے سے تشبیہ دی اور آنحضرت صلعم کا نماز مین شیطان کو پکڑنا دلیل ہو کہ وہ درحقیقت آتا ہو
اگرچہ بعض کو نظر نہ آوے بالجملہ دونون احتمال ممکن ہین کسی مین کچھ استبعاد نہین ہو اور حقیقی معنی پر محمول کرنا اصوب ہو و اللہ اعلم اور
ابن عباس رض سے روایت ہو کہ من بین ایدیہم یعنی دنیا کی طرف سے اور من خلفہم یعنے آخرت کی طرف سے اور عن ایمانہم یعنی نیکیون
کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے برائیون کی طرف سے اور ایک روایت مین ابن عباس رض سے ہو کہ سامنے سے یہ کہ امر آخرت مین
انکو شک دلاؤنگا اور پیچھے سے یہ کہ دنیا مین انکو رغبت دلاؤنگا اور دائین سے یہ کہ انکے امر دین کو ان پر مشتبہ کرونگا اور بائین سے یہ کہ گناہون
کی انکو لذت دلاؤنگا - مانند اسکے قتادہ رح سے بھی مروی ہے اور ابن جریر رح نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سے سب بھلائی کی راہین و برائی کی راہین
ہین پس بھلائی کی راہون سے روکیگا اور برائی کی راہون ہین زینت و خوبی دکھلادیگا عن شقیق البلخی رح کوئی دن نہین گزرتا مگر آنکہ شیطان میرے
لیئے چار راہین روکنے بیٹھتا ہو ایک تو میرے سامنے آتا ہو اور کہتا ہو کہ تو خوف مت کر کہ اللہ تعالے غفور رحیم تو مین یہ آیت پڑھتا ہون
وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا الآیہ - دوسرے میرے پیچھے آتا ہو اور خوف دلاتا ہو کہ تیری اولاد تیرے پیچھے فقر و فاقہ سے
ہلاک ہوگی کچھ کمائی کرلے تو مین پڑھ دیتا ہون وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا - اور تیسرے میرے دائین سے ثنا و صفت
کرتا آتا ہو تو مین پڑھتا ہون - والعاقبۃ للمتقین - اور چہارم میرے بائین سے شہوتون کی راہ لاتا ہو تو مین پڑھتا ہون وحیل بینہم وبین ما یشتہون
کذا فی السراج اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے مناسب امور مختلف ہین جنسے فریب دیتا ہو اور حاصل آنکہ اسنے کہا کہ اولاد آدم
کو ہر راہ سے بہکاؤن و گمراہ کرونگا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور تو اولاد آدم مین سے بہتون کو شکر گزار نہ پاویگا یعنے ایمان
لانے والا نہ پاویگا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ اپنی توحید کرنے والا نہ پاویگا - اگر کہا جاوے کہ ابلیس خبیث نے یہ کہان سے جانا
تو ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسنے یہ بات فقط گمان و وہم اور انانیت سے غرور ملی ہوئی کہی تھی اور اتفاق سے وہ موافق واقع پڑی
چنانچہ او تعالی نے فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ
ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیٔ حفیظ - اور اسی واسطے حدیث مین شیطان کی ہر طرح و ہر جہت کے تسلط سے پناہ مانگنا وارد ہوا

چنانچہ ابن عباس رض نے آنحضرت صلعم کی یہ دعا روایت کی اللّٰھم انی اسالک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای واہلی ومالی اللّٰھم استر عوراتی وآمن روعاتی
واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک اللّٰھم ان اغتال من تحتی - رواہ البزار باسناد حسن وقد رواہ احمد وابو داؤد
والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا فرمایا کہ نکل اے شیطان جنت سے مَذْءُوْمًا بہمزہ یعنے عیب کیا گیا
یا ذلیل کیا گیا مَّدْحُوْرًا ملعون کیا گیا اور رحمت سے دور کیا گیا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ بفتح لام جو اسمین ابتدائیہ ہو یا موطئۃ القسم ہو اور منہم کی ضمیر
راجع بجانب اولاد آدم ہو پس اگر لام موطئۃ القسم ہو یعنے قسم محذوف کے جواب کو مقرر کرتی ہو اور ایذان کرتی ہو کہ جو جواب اسکے بعد ہو وہ قسم
ماقبل پر مبنی ہو شرط پر مبنی نہین ہو تو جواب اسکا قولہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ پس منکم سے مراد شیطان مع ذریت اسکی اور اولاد آدم
جو اسکی پیروی کرین پس اسمین حاضر کی غائب پر تغلیب ہو یعنی شیطان حاضر تھا اور اسکے پیرو لوگ حاضر نہ تھے غائب تھے لیکن منکم بلفظ خطاب
فرمایا ولیکن اسمین مترجم کو تامل ہو اسواسطے کہ حضور و غیبت حضرت باری تعالی مین یکسان ہو اور اگر یون کہا جاوے کہ مخلوق عدم سے
وجود مین خارج کیے ہوا ہے اور غیر خارج دونون کو خطاب ہو تو صحیح ہو ولیکن باب تغلیب قوت ہو فافہم - اور اس جملہ مین معنی جزار
من شرطیہ ہین ای من اتبعک اعذبہ یعنی حاصل معنی یہ ہین کہ جسنے تیری اتباع کی مین اسکو جہنم مین عذاب کرونگا **فی العرائس قولہ**
ولقد خلقناکم ثم صورناکم یعنی تمہارے اشباح کو آدم مین مجموع پیدا کیا پھر حوا مین تمہاری تصویر بنائی - نیز تمکو شکل مین پیدا کیا اور ارواح
کی تصویر بنائی - نیز افعال سے پیدا کیا اور صفات سے مصور کیا - نیز امر سے پیدا کیا پھر ظہور تجلی صفات سے مصور کیا پس وقوع امر سے
خلقت واقع ہوئی اور تجلی صفات سے ترتیب صورت ہوئی پس وجود صورت کا نعت صفات ہو اور ہیکل حسبی کا نعت افعال ہو اور
ارواح کا تجلی ذات ہو پس سب کے سب عدم سے بصفت قدم صادر ہوے کیا تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے سر متشابہات کا
اسمین کیا اشارہ فرمایا بقولہ خلق اللہ آدم علی صورتہ پس اشباح کیواسطے تو راہ عبودیت قرار دی اور ارواح کیواسطے طریق عرفان ربوبیت قرار دیا اور عقول کیواسطے
طریق ملکوت رکھا اور قلوب کے واسطے طریق جبروت رکھا اور اسرار باطنہ کیواسطے طریق قدم و بقا رکھا بعض نے فرمایا کہ او تعالی نے ہیکل یعنے اجسام کو پیدا
کیا اور انکو متعدد اخلاق و مختلف صورتون پر ظاہر کیا اور ہر ایک کے واسطے ایک معیشت قرار دی پس قلوب کا عیش تو شہود مین ہو اور نفوس کا وجود مین اور عیش
بندہ کا اسکا معبود ہو حواس کا عیش اسکا اخلاص ہو اور آخرت کا عیش اسکا علم ہو اور دنیا کا عیش یہ کہ جاہل ہوا اور دنیا کے مال و متاع سے مالا مال ہو
اور اسپر مغرور ہو پھر جب سب کو آدم ع مین بصورت آدم ع مصور کیا اور آدم ع کو صفات کی صورت پر جو منزہ از مشابہت حدوث ہین
مصور کیا مگر از راہ علم نہ از راہ النفس اور از راہ عشق نہ از راہ شباہت اور نہ از راہ توحید و جمع و تفرقہ نہ از راہ تشبیہ و تعطیل تب اسکو نور
صفات و نعت افعال سے مزین کیا اور انوار ذات کا لباس پہنایا اور پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا بقولہ ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم
اسواسطے کہ آدم ع اس صورت مین قبلہ تجلی صفات و ذات ہوا - اور وہ مصور بصورت ملک در مقام ملکوت ہوا اور قلب اسکا
موضع استوار انوار ذات ہوا اور صورت اسکی موضع استوار انوار صفات ہوئی اور ہیکل جسمانی اسکا موضع استوا انوار افعال ہوا
اور روح اسکی موضع استوا انوار محبت ہوئی اور سر باطن اسکا موضع استوار انوار علم و معرفت ہوا پس آدم کو سجدہ کرو کہ وہ تمہارے
واسطے عبودیت مین واسطہ ہو اور معرفت ربوبیت اس واسطہ عبودیت سے حاصل ہو کیونکہ میری عبادت مین تمام جہان
لائق نہین ہو اور جو کچھ جہان مین جاندار و بے جان ہین سب کی عبودیت سے حضرت پاک تعالے و تقدس مستغنی ہو لیکن عشاق
ملائکہ کو مقام محبت و عشق مین داخل فرمایا پس آئینہ چہرۂ آدم ع سے انکو نور جمال کی تجلی دکھلائی تا کہ لذت محبت و عشق مین انکے دل

از خود رفتہ ہون۔ اور اگر ابتدا مین بدون التباس کے انوار ذات وصفات کی تجلی ہوتی تو اول ہی ظہور نور الوہیت مین فناء ہو جاتے پھر ابلیس نے سجدہ نہین کیا کیونکہ اس جمال وجلال سے محجوب تھا کیونکہ اپنے نفس پر نظر رکھتا اور جہالت سے قیاس بناتا تھا اسی طرح جسنے اپنے نفس کی طرف مستقل نظر کی تو اس نفس کے پروردگار سے محجوب ہوگیا **قولہ** الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔ کیونکہ اس دیدار شہود صفات وانوار ذات کی اسمین لیاقت نہ تھی۔ ابو حفصؒ نے فرمایا کہ ملائکہ کو اظہار کردیا کہ درگاہ کبریائی انکی عبادت سے پاک بے پرواہ ہے وہ غنی وحمید ہے اسی واسطے کہدیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور اگر انکے سجدہ سے درگاہ الٰہی مین استغناء نہوتا بلکہ ذرہ برابر بھی قدر ہوتی تو سجود ملائکہ کو آدم علیہ السلام کی طرف نہ پھیرا جاتا اور یہ حکم نہوتا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو پھر کہا کہ ملائکہ اور تمام مخلوق کے سجدہ سے اسکی بادشاہت مین ایک ذرہ برابر بھی زیادتی نہین ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی بادشاہت مین عزیز ہے قبل اسکے کہ ان سبکو پیدا کیا اور بعد اسکے کہ ان سب کو فناء کریگا اور عزیز ہے جبکہ انکو مردہ کرکے زندہ فرماویگا۔ پھر ابلیس کو عدم سجود پر توبیخ فرمائی اور آدمؑ کی شرافت ظاہر کی بقولہ مامنعک ان لاتسجد اذ امرتک۔ یعنے کس چیز نے تجھکو میری متابعت سے روکا حالانکہ درمیان مین غیر کا وجود نہین ہے حاصل آنکہ تجھے میرا ہی قہر سابق وخذلان جو میری مشیت کے موافق جاری ہوا ہے وہی روکتا ہے ورنہ حوادث ومخلوقات کیا چیز ہین جو میری متابعت وحکم سے منھ موڑین حالانکہ درحقیقت انکو کوئی قدرت ومشیت حاصل نہین اور سب کے سب میرے قبضۂ قہر مین عاجز ہین لیکن جسکے حق مین شقاوت وبدبختی جاری ہوچکی وہ مراد پر سبقت نہین پاتا اگرچہ تمام جہان کی عبادت ساتھ لیکر درگاہ عزت کی طرف مسابقت کرے **واسطیؒ** نے کہا کہ جو متصحب ہو ہر نسک کا دنیا وآخرت مین اور جہل اسکا وطن ہے اور اعراض اسکا عرض ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف دوری اسکا سبب ہے تو وہ اس سے قرب نہین پاوے گا کیونکہ عبادات مقطوع از رعایات ہین اور نسک کا دیکھنا اپنے افعال ونفوس کا دیکھنا ہے اور زیادہ دلیر کوئی نہین بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اپنے آپ کو پسندیدگی کی آنکھ سے دیکھا پھر جب اوتعالےٰ نے قہر سلطنت سے عار دلایا تو اپنے خطاب سے اسکو جواب کی قدرت دیدی اور اگر یہ نہوتا تو خطاب قہر کے وقت اسکو کچھ بھی جواب نہ سوجھتا پس اسی قدرت سے اُسنے جواب دیا کما قال تعالےٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ہر گاہ اُس ملعون نے اپنے اوپر خطاب قہر حق کا لباس دیکھا تو۔ انا کا لفظ بولا جو اسکو اسی قوت سے حاصل ہوا ورنہ انا نہین کہہ سکتا تھا کہ اسکی انانیت سب جلال حق سے معدوم ہوتی۔ ابلیس ملعون نے جوہر آتش کی طرف نظر کی جو قہر عدم سے صادر ہوا پس قہر قدم کی طرف منسوب ہوا پس اُسنے اپنے آپ کو اچھا کہا اور اُسنے نظر معرفت سے اس مٹی کو نہ دیکھا جو لطف قدم ورحمت ازلی سے صادر ہوئی آگ اُسکے غضب سے ہے اور مٹی اُسکی رحمت سے ہے اور رحمت کو غضب پر سبقت ہے۔ ابلیس نے ایک ہی صفت پر نظر رکھی اور دوسری صفت کو نہ دیکھا پس ایک صفت کے ساتھ دوسری صفت سے محجوب ہوا اور اگر وہ تمام صفات کو دیکھتا تو دیدار کبریا وعظمت کے تحت مین پگھل کر فناء ہو جاتا اور پھر کبھی انا نہوتا کیونکہ جسنے وصف قدم کو پہچانا وہ قدم مین عدم ہوگیا اگر ابلیس کو چہرہ آدمؑ نظر آتا جیسے ملائکہ کو نظر آیا تو جہالت سے قیاس فاسد نہ کرتا اسی خاک سے اجسام انبیاء وصدیقین پیدا ہوئے ہین ابلیس باطنی علم سے تو جاہل ہی تھا ظاہری علم سے بھی جاہل تھا ورنہ نص صریح مقابلہ مین قیاس نہ کرتا کیونکہ نص ہر جہت سے قیاس پر غالب ہے بعض نے نکالا کہ اپنے جوہر وعبادت پر نظر کرنا ابلیس کی طرح موجب لعنت ہے۔ پھر ابلیس نے عداوت صریح ظاہر کی چنانچہ اُسکا قول حکایت فرمایا فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم یہ قسم ہے یعنی قسم ہے تیرے ارادۂ سابقہ کی ابلیس کے گمراہ کرنے مین اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ قسم تجھے اپنی عزت کی کہ مجھے گمراہ کردیا اب مجھے

یہ قدرت دے کہ مین تیرے بندون کی راہ مستقیم پر گاڑا بیٹھون ورنہ انکے اسرار مین تیرے انوار تجلی کے سامنے مجھے بیٹھنے کی قدرت نہین ہے۔ قولہ لاقعدن لہم مین ایک عجیب نکتہ ہے یعنے اسنے لہم کہا اور علیہم نہین کہا حالانکہ لہم واسطے نفع کے اور علیہم واسطے ضرر کے ہوتا ہے پس حاصل آنکہ وسوسہ شیطانی سے انکو شرافت زیادہ ہوگی جبکہ وہ میرے وسوسہ کو اپنے سینہ سے خوار وذلیل رد کرینگے اور انکا ایمان ویقین غبار شک واضطراب سے خالی وخالص ہوجائیگا تو نے نہین دیکھا کہ جب صحابہؓ نے شکایت کی کہ ہم اپنے دلون مین ایسے وسوسہ پاتے ہین کہ ہر ایک ہم مین سے اسکو زبان سے نکالنا بڑا عظیم گناہ تصور کرتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے **قال المترجم** یعنے اس وسوسہ کو نہایت بُرا اور گناہ عظیم تو جبھی جانا جائیگا کہ ایمان موجود ہو پس جب ایمان کے ساتھ اس وسوسہ کو بُرا جانکر رد کردیا تو بڑا شرف وثواب ہے اور تمام خرابی تو ان لوگون کی ہے جنکو وہ وسوسہ ہی خوب معلوم ہوتے ہین۔ محمد بن عیسیٰؒ نے کہا کہ ابلیس اگر ظاہری ہلاکت سے بچا تو اسی سے کہ اُسنے اپنے کو مخلوق ہونے اور حق تعالیٰ کی قدرت سے گمراہ کیے جانے اور حق تعالےٰ کے رب ہونے کا اقرار کیا ورنہ وہ فناء وسخت عذاب مین ڈالا جاتا **قال المترجم** یعنے ظاہر حال اسکا اس بات کے واسطے شاہد ہے ورنہ باطن مین تو حکمت الٰہیہ اسمین مضمر ہے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ واقع ہوتا ہے یہان حکمت الٰہی مین گفتگو کرنا خود جہالت ہے پھر ابلیس نے زیادہ جرأت کی اور کہا ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم الخ یعنے من بین ایدیہم تو نفس وہوائے نفسانی کی جہت سے اور من خلفہم یعنے شہوات وآرزو کی طرف سے وعن ایمانہم یعنے دعویٰ خودی کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے وقت بلاء ومصیبت کے شکوہ بیجا ظاہر کرنے کی جہت سے۔ نیز۔ اول تو طاعات کی جہت سے اور ثانی عوض پر نظر کرنے سے اور سوم راہ علم سے اور چہارم راہ جہالت سے۔ نیز۔ اول از راہ قلب دوم از راہ عقل۔ سوم از راہ روح وچہارم از راہ صورت ونفس نیز اول از راہ اسلام ودوم از راہ ایمان وسوم از راہ عرفان وچہارم از راہ ایقان واضح ہو کہ فوق وتحت کو نہین ذکر فرمایا کیونکہ تحت تو موضع فناء ہے یعنے حالت بندگی مین سجدہ کرکے فناء ہوجاوے اسی واسطے سجود ہی کو نہایت محل قربت فرمایا اور یہ سجود تو شہود ہے اور وہ محافظت ورعایت حق کا محل ہے پس یہان اوتعالیٰ کی رعایت ہے وہان کسی دوسرے کی مجال نہین کہ گزر جاوے اور رہا فوق یعنے اوپر کی جہت تو وہ محل کشف ومشاہدہ ہے اور وہین تجلی وظہور انوار قدم ہوتا ہے اور وہان اگر تمام شیطان ایک سوئی کے ناکے برابر قریب ہون تو جلکر خاک ہوجاوین شیخ ابو عثمان مغربیؒ نے کہا کہ شیطان آتا ہے بندۂ طاعت گزار کے روبرو سے پس امیدین سجھاتا ہے وکرامتون کا وسوسہ دلاتا ہے اور پس پشت سے بدعتین وگمراہیان لاتا ہے اور دائین سے طاعات لاتا ہے اور بائین سے شرک دکھلاتا ہے پس اگر کسی بندہ کے حق مین بدبختی ازلی جاری ہوئی ہے تو وہ شیطان کے احکام مین فرمانبرداری کرجاتا ہے اور ویسی ہی طاعات بجالاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جانے کہ اسکو شیطان کہان ہلاک کرڈالتے ہین اور جنکے حق مین سعادت کی سرنوشت ہے وہ ان وسوسون کو رد کرتا اور اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم کے احکام پر چلتا ہے پس شیطان کے وسوسہ اسکے حق مین سودمند ہوجاتے ہین۔ قولہ ولاتجد اکثرہم شاکرین اکثر وہ لوگ ہین جو شیطان کے موافق طاعات بجالاکر ہلاک ہوے اور کمتر وہ ہین جنکو سعادت نے نجات دیدی والحمد للہ علی ذلک **شیخ شبلیؒ** نے کہا کہ اوپر اور نیچے کی طرف اسوجہ سے نہین مذکور ہے کہ اوپر کی جہت سے تو حضرت رب العزۃ کی نظر رحمت عارفون کے دلون پر ہے اور جہت زیرین موضع ساجدین ہے اور ان دونون مقامون مین شیطان کو کوئی ٹھکانا وراستہ نہین ملتا ہے پھر وساوس شیطان اور اسکے مکر وفریب کا نمونہ اور جو اسکی عداوت آدمیون کے باپ حضرت آدم علیہ السلام پر جاری ہوئی بیان فرمائی

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ
اور اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت مین رہے پھر کھاؤ جہان سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو گے
الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ
گنہگار پھر بہکایا اُنکو شیطان نے تا کھولے اُنپر جو ڈھنکے تھے اُن مین سے اُنکے عیب اور وہ بولا
مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ
تمکو جو منع کیا ہو رب تمھارے نے اس درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے اور اُنکے پاس قسم کھائی
اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا
کہ مین تمھارا دوست ہون پھر ڈھلالیا اُنکو فریب سے پھر جب چکھا دونون نے درخت کھل گئے اُنپر عیب اُنکے اور لگے
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ
جوڑنے اپنے اوپر پات بہشت کے اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے مین نے منع نہ کیا تھا تمکو اس درخت سے اور کہا تھا تمکو
اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
کہ شیطان تمھارا دشمن صاف ہے بولے اے رب ہمارے ہمنے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہمپر رحم نکرے تو ہم ہوون
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝
نامراد کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے ایک وقت تک
قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ ع ۲ ۱۵
کہا اُسمین تم جیوگے اور اُسمین تم مروگے اور اُسی سے نکالے جاؤگے

وَيٰٓاٰدَمُ اے وقال یا آدم۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے آدم اُسْكُنْ اَنْتَ ساکن ہو تو ضمیر فصل سے تاکید اسواسطے کہ اسپر عطف کیا جاوے قولہ وَزَوْجُكَ حوا اور تیری زوج۔ یعنی حوا بالف ممدودہ جو کہ حضرت آدم کے ضلع الیسر سے مخلوق کیگئین تھین الْجَنَّةَ جنت مین یعنی ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد آدم کو خطاب فرمایا کہ تو مع اپنی جورو کے جنت کو اپنا مسکن بنا۔ اسمین اختلاف ہے کہ حوا قبل دخول جنت کے پیدا ہوئین جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اور یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ بعد دخول جنت کے پس خطاب باین معنی کہ اسکا موجود ہونا علم الٰہی مین ثابت تھا فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ دونون جہان سے تمھارا جی چاہے یعنی جو قسم چاہو اور جہان سے چاہو کھاؤ سورہ بقرہ مین وکلا بواو فرمایا اور یہان بفا، جو مفید معنی واو یعنی مطلق جمع کو اور مزید معنی تعقیب کو ہے پس فخر رازی نے کہا کہ فا کے معنی خاص ہوئے واو کے عام ہوے لہذا کچھ منافات نہین ہے۔ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور مت پاس پھٹکو اس درخت کے وہ گیہون کا درخت تھا اور مراد یہ کہ اسکا پھل کھانے کے پاس نہ جا فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کہ ظالمون مین سے ہوجاؤ یعنے اسکے پھل کو کھاؤگے تو ظالم ہوجاؤگے یعنے اللہ تعالےٰ کے حکم سے تجاوز کرنیوالے ہوجاؤگے یا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوجاؤگے۔ فتکونا جائز کہ عطف لاتقربا پر ہو اور جائز کہ جواب نہی ہو فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پھر وسوسہ دلایا دونون کو ابلیس نے وَسوسہ بالفتح اسم ہے مانند زلزلہ کے اور بالکسر مصدر ہے اور آواز خفی اور نفس کی

باتین چنانچہ بولتے ہین کہ وَسْوَسَتْ نَفْسُهٗ اسنے جی ہی جی مین باتین کین اور اکثر استعمال ایسی نفسانی باتون کا جو بُری و بے بنیاد ہون چنانچہ باطل بات کو کہتے ہین کہ یہ اُسکے وسوسہ مین سے ہے اور واضح ہو کہ اسمین لوگون نے کلام کیا کہ ابلیس جنت سے خارج تھا اسنے کیونکر وسوسہ دلایا حالانکہ یہ جہالت ہے حسن بصریؒ نے فرمایا کہ زمین سے آسمان تک وسوسہ دلاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسمین یہ قابو دیدیا ہے۔ اور بعضے لوگ جو خرافات لکھتے ہین کہ سانپ کے پیٹ مین گھسکر گیا اور مانند اسکے تو شیخ ابن کثیرؒ نے رد کردیا کہ روایت کوئی صحیح نہین ہے شاید بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کی روایات ہین واللہ اعلم بالجملہ شیطان نے دونون کو وسوسہ دلایا بدین غرض کہ لِيُبْدِيَ لَهُمَا تاکہ کھول دے ان دونون کے واسطے مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وہ چیز جو در پردہ کی گئی تھی دونون سے اور وہ دونون کے سوآۃ تھے اور یہ غرض انکی نافرمانی پر زیادتی ہے اور بعض نے کہا کہ لام لیبدی برائے عاقبت ہے یعنے انجام یہ ہوجاوے کہ دونون کے سواۃ کھل جاوین اور بعض نے کہا لام کَیْ ہے اور لکے یقع الابداء بعدہ یعنی پیچھے اسکے یہ ابدا، واقع ہو ووری ماضی مجہول از مواراۃ ہے اور معنی اسکے ستر وپوشیدگی از طرفین ہے یعنے تاکہ کھل جاوے انکی سواۃ جو دونون سے باہم ایک دوسرے سے پوشیدہ تھی اور سواۃ وہ چیز کہ سوء یعنے عیب و ملال دیوے اور جسم پوشیدہ کو اسی سے سوآۃ کہتے ہین کہ اُسکا کھلنا ملال دیتا ہے اور آدم و حوا، اس اپنے جسم کو نہین دیکھتے تھے اور نہ ایک دوسرے کا جسم دیکھتا پس شیطان نے اس کشف سے انکو ملال دینا چاہا اس حیلہ سے کہ لباس نور سے انکا جسم مستور ننگا کرکے رنج و ملال دے اور جو بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کشف عورت حرام و منکر ہے اور وہ عقلی مستقبح چلا آتا ہے تو اس قول مین یہ صحیح ہے کہ کشف عورت بُرا ہے لیکن حرمت ثابت نہین ہوتی اور قبح عقلی کا اثبات غلط ہے بلکہ وہ مقتضائے حیا ہے اور حیا شعبہ ایمان ہے پس عقل سے اسکی قباحت ثابت کرکے انھون نے ملال نہین کیا بلکہ ایمان کامل کے مقتضائے بوجہ حیا کے خود غمناک ہوئے کما سیاتی۔ پس شیطان نے آدم و حوا، کو خلاف کرنے اور کشف عورت سے انکو رنج پہونچانے اور آیندہ ذریات مین مفاسد پیدا ہونے کے لیے جو مشیت الٰہی مین جاری ہوچکے تھے اُنکو وسوسہ دلایا جسکا بیان یہ ہے کہ وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یعنے کہا ابلیس نے دونون سے کہ نہین منع کیا تمکو تمھارے رب نے اس درخت سے یعنے اسکا پھل کھانے سے اِلَّا کراہۃ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ مگر بغرض کراہت اس بات کے کہ تم دونون ملک ہوجاؤ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے والون مین سے ہوجاؤ یعنے جنت مین یا زندگی مین ہمیشہ باقی رہو حاصل آنکہ اس درخت کے پھل کھانے کا یہ اثر ہے کہ وہ ملک ہوجاتا یعنے فرشتہ اور بکسر لام کی قراءۃ پر معنی بادشاہ ہوجاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہے کہ قال ہل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لایبلی یعنے آدم سے بولا کہ بھلا مین تمکو راہ بتادون شجرۃ الخلد کی جسکے کھانے سے ہمیشگی ہوتی ہے اور ایسے مُلک کی کہ کبھی اُسکو فنا نہین ہے۔ واضح ہو کہ اس مقام سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ملائکہ افضل ہین جبھی تو اسنے ملک ہوجانے کی ہوس دلائی بلکہ باین معنی کہ تمکو فرشتون کی طرح طعام کی خواہش نہو اور تمھارے عمر مانند فرشتون کے دراز ہو کیونکہ ماہیت نہ بدلنا تو ظاہر ہے اور نیز یہان تو ابلیس کے قول کی حکایت ہے حتی کہ اسنے یہی اُلٹا فریب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس وجہ سے تمکو منع کردیا ہے کہ اُسنے تمھارا ملک ہونا اور دائمی قائم رہنا برا جانا وَقَاسَمَهُمَا مقاسمہ باہم قسم کھانا اور یہان فقط ایک طرف سے ہے یعنے ابلیس نے دونون سے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ۔ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ یعنے مین تم دونون کے واسطے بھلائی چاہنے والا ہون۔ قتادہؒ نے کہا کہ اُسنے اللہ تعالےٰ کی قسم کھاکر انکو فریب و دھوکا دیا اور مومن اکثر اللہ تعالےٰ کی قسم پر دھوکا کھاجاتا ہے اور شیطان نے اُنسے کہا کہ مین تمسے پہلے پیدا ہوا

اور تم سے زیادہ واقف ہون۔ فی السراج اسمین تنبیہ ہو کہ شیطانی آدمی کی قسم کا اعتبار نہ کرے اور قسم کھانے والا اکثر جھوٹا ہوتا ہے
اور خود بدگمانی سے قسم کھاتا ہو کہ سامع میری بات نہ مانیگا ابن عمرؓ سے مروی ہو کہ جب وہ اپنے غلام کو اچھی طرح نماز روزہ کرتے
دیکھتے تو اُسکو آزاد کر دیتے پس اُنکے غلام اسی خواہش سے ایسا کرتے تھے پس ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دینے کو
ایسا کرتے ہین تو فرمایا کہ جو کوئی ہمکو اللہ تعالےٰ کے ساتھ دھوکا دیوے ہم اسکے دھوکے مین آجاوینگے۔ اللہ تعالےٰ کے نام پاک کی
جھوٹی قسم کھانے والا پہلا شخص ابلیس ہو پس جب اسنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی تو آدم سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جھوٹی کوئی نہین کھاوے گا
پس فریب مین پڑ گئے چنانچہ فرمایا فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ پس نیچے لٹکا دیا انکو بسبب غرور یعنی فریب کے تدلیہ اوپر سے کوئی چیز نیچے لٹکانا۔ ومنہ
قولہ فادلی دلوہ اپنا ڈول کنوئین مین لٹکایا۔ المعنی رتبہ عالی سے دونون کو گیہون کھانے کیطرف اُتارا اور بعض نے کہا کہ آسمان سے زمین
کی طرف اُتارا۔ وقال المفسر انکو انکی منزلت سے گرا دیا بذریعہ اس فریب کے غرور ایسی باتین جسمین بظاہر نصیحت ہو اور باطن مین کھونٹ ہو
فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ای اکلا منہا۔ پھر جب درخت کے پھل سے کھایا۔ اسمین دلالت ہو کہ بہت ذرا سا کھایا تھا جسکو چکھنا کہا جاوے
بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ای ظہر لکل منہما قبلہ وقبل الآخر ودبرہ وسمی کل منہما سوآۃ لان انکشافہ یسوء صاحبہ یعنی ظاہر ہوگئی دونون مین
سے ہر ایک کو اپنی شرمگاہ اور دوسرے کی شرمگاہ اور پائخانہ کا مقام حالانکہ وہ دونون قبل اسکے نہین دیکھا کرتے تھے اور اسکو
سوآۃ اسواسطے کہا گیا کہ اسکا کھلنا اس شخص کو غمگین کرتا ہو بطور ظہور عیب کے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ
اور شروع کیا دونون نے کہ لپٹاتے اپنے اوپر پتے درختان جنت کے تاکہ اپنے سواۃ کو چھپاوین۔ ابی بن کعبؓ سے روایت ہو
کہ آدم مرد دراز قد تھے انکے سر پر بال بہت تھے پس جب وہ اس دھوکے مین پڑ گئے جو شیطان نے کیا تھا تو انکا جسم مستور
کھل گیا حالانکہ پہلے اسپر نظر نہین کرتے تھے تو جنت میں بھاگے پس راہ مین ایک درخت جنت انکے سر مین الجھا اس سے کہا کہ
مجھے چھوڑ دے اسنے کہا کہ مین تجھے نہین چھوڑونگا پس پروردگار عزوجل نے آواز دی کہ ای آدم تو مجھسے بھاگتا ہو عرض کیا کہ نہین
ای پروردگار مین شرمندہ ہون۔ رواہ ابن جریر وابن مردویہ۔ ابن عباسؓ سے یہ قصہ مروی ہو اور اسمین ہو کہ جس سے انکا تمام بدن
ڈھکا تھا وہ دونون کے ناخن تھے اور جسکے پتون سے بدن ڈھانپتے تھے وہ انجیر کے پتے تھے کہ انکو آپس مین چپٹاتے تھے
پھر اللہ تعالےٰ نے آواز دی کہ کیا مجھسے بھاگتا ہو عرض کیا کہ نہین ای پروردگار ولیکن مجھکو حیا آتی ہو۔ فرمایا کہ کیا تجھکو کافی نہ تھا جو
مین نے جنت مین سے تجھے مباح وحلال کیا تھا کہ تو حرام کی طرف گیا عرض کیا کہ کیون نہین ای پروردگار وہ سب کافی وافی تھا
ولیکن قسم ہو تیری عزت وجلال کی کہ مین نے یہ نہین خیال کیا کہ کوئی تیری جھوٹی قسم کھاویگا۔ فرمایا کہ قسم مجھکو اپنی عزت کی کہ تجھکو
زمین مین اُتارونگا پھر نہ پاویگا تو زندگانی مگر مکدر پس زمین مین اتارے گئے پس جنت مین تو طعام رغد کھاتے ہین پھر غیر رغد کھانیلگے پس انکو لوہے کی
ساخت بتلائی گئی اور کھیتی سکھلائی گئی پس ہل سے کھیتی کی اور سینچا پھر کاٹ کر کھلیان کیا پھر پیسکر گوندھ کر روٹی پکائی پس پہونچی
حالت جہانتک کہ پہونچی۔ رواہ عبد الرزاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قولہ من ورق الجنۃ کہا کہ انجیر کے پتون سے اسنادہ صحیح
عن وہب بن منبہ فی قولہ ینزع عنہما لباسہما کہا کہ آدم وحوا کی شرمگاہ پر لباس نور تھا کہ یہ اسکی شرمگاہ نہین دیکھتا اور وہ اسکی شرمگاہ
نہین دیکھتی پھر جب درخت سے کھایا تو انکے سوآۃ کھل گئے۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا
عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یہ استفہام تقریری ہو عن ابن عباسؓ جب آدمؑ نے

درخت مذکور مین سے کھایا تو کہا گیا کہ تو نے اس درخت مین سے جس سے مین نے منع کر دیا تھا کیون کھایا تو کہا کہ مجھکو حوا نے کہا تو فرمایا
کہ یہی اسکا انجام کہ حاملہ ہو تو کرہ یعنی تکلیف سے اور وضع حمل کرے تو تکلیف سے تب حوا باریک آواز سے روئین تو کہا گیا کہ یہ رونا تجھپر
اور تیری اولاد پر ہو۔ رواہ ابن جریر ولعل اسنادہ مالاباس بہ۔ عن قتادہؒ آدمؑ نے عرض کیا کہ ای پروردگار اگر مین توبہ کرون واپنی حرکت سے
مغفرت مانگون تو فرمایا کہ ایسی صورت مین تجھے جنت مین داخل کرونگا۔ اور رہا ابلیس تو اسنے توبہ کی درخواست نہ کی بلکہ مہلت مانگی پس ہر ایک
کو وہ ملا جو اسنے مانگا رواہ عبد الرزاق باسناد صحیح اور ضحاک بن مزاحم سے روایت ہو کہ جو کلمات کہ آدم نے اپنے رب سے سیکھ پائے
تھے وہ یہ ہین قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اس معصیت کے سبب سے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔
پس یہی کلمات ہین جنکو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پایا کما فی قولہ تعالےٰ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم
سراج مین ہو کہ اُنھون نے حق عبودیت مین اعتراف سے گناہ کا اقرار کیا اور درحقیقت وہ خلاف اولی ہو کیونکہ وہ بطریق نسیان تھا
جیسا کہ سورۂ طہٰ مین منصوص ہو پھر بعض لوگون نے اسی آیت واسکے مانند سے استدلال کیا کہ انبیاءؑ سے گناہ صادر ہوتا ہو اور رد کر دیا گیا
کہ رفعت وعلو اور معرفت مین انبیاءؑ کا سب سے بڑا درجہ ہو پس وہ ایسے چھوٹے چھوٹے امور سے بھی ماخوذ ہوتے ہین جنسے اور لوگ
نہین ماخوذ ہوتے اور بسا اوقات ایسے امور پر معتوب ہوتے ہین جو بطریق تاویل صادر ہوتے ہین اسی سے وہ لوگ خوفناک
ولرزتے رہتے ہین پس انکے بلند درجات اور اونچے مقامات کے بہ نسبت یہ امور گویا گناہ ہین اور یہ معنی نہین کہ ایسے گناہ ہین
جیسے اورون کے ہوتے ہین پس باوجود انکے طہارت وپاکیزگی کے اور وحی سماوی وذکری سے عمارت باطن کے اور اعمال صالحہ
وغیرہ سے عمارت ظاہر کے یہ امور گناہ اور انکے احوال سے بعید ہین پس آدمؑ نے بھی مقربین کے مانند ان زلات کو بڑا گناہ اقرار
کر لیا اور نیز انکی نبوت سے پہلے یہ امر اُنسے صادر ہوا تھا بالجملہ انبیاء علیہم السّلام سے صدور گناہ کبیرہ کا قائل کوئی نہین ہو سکتا سوا ے
جاہل بیوقوف کے ونعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ قَالَ اهْبِطُوْا جملہ مستانفہ ہو جیسے جملۂ اول مستانفہ تھا یعنی حکم دیا کہ نیچے اُترو
تم سب یعنے آدم وحوا مع ذریات کے جو انکے اندر مضمر تھین بعض نے کہا کہ دونون مع ابلیس کے اُترو بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ درحالیکہ بعض تمہارا بعض کا دشمن ہو یعنے اولاد آدم وابلیس مین عداوت تا قیامت رہے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ
وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ یعنے زمین مین تمہارے واسطے جائے قرار اور تمتع ہو اُسوقت تک کہ تمہاری موت آوے۔ فی السراج
والمعالم جب آدم کی موت کا وقت آیا تو ملائکہ حاضر ہوئے پس حوا نے اُنکے گرد پھرنا شروع کیا تو فرمایا کہ میرے پروردگار کے
ملائکہ کو آنے دے جو کچھ مجھکو پہونچا وہ تیرے ذریعہ سے پہونچا پھر جب انکا انتقال ہوگیا تو ملائکہ نے پانی مین بیری کی پتی جوش
دیکر غسل دیا اور طاق کپڑون مین کفن دیا اور لحد بنا کر ملک ہند کی سرزمین سراندیپ مین دفن کیا اور اولاد آدم سے کہا کہ یہی طریقہ
تمہارے واسطے مقرر ہوا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ مستقر زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے دونون ہین رواہ عنہ ابن ابی حاتم
قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ زمین ہی مین زندہ رہو گے جب تک زندگی مقدر
ہو اور اسی مین مرو گے اور اسی سے نکلو گے جب کہ قیامت مین زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے تخرجون کے معنی نکلو گے بنا بر اسکہ
صیغہ معروف ہو جیسا کہ حمزہؒ کی قراءۃ ہو اور باقیون نے مجہول پڑھا تو معنی آنکہ اسی سے نکالے جاؤ گے وہذا کقولہ تعالیٰ منہا خلقناکم
وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اُخری ف قَالَ فِی العرائس قولہ ویا آدم اسکن۔ اللہ تعالےٰ نے جنت مین انکی سکونت

عیش مین ایک امتحان مضمر رکھا اور اگر اپنے جمال و وصال سے انکی زندگی رکھی ہوتی تو پھر امتحان سے محفوظ ہوتے کیونکہ اسکی درگاہ مین حوادث کی مضرت نہین ہی- قولہ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ- ادلال بسوے فتنۃ امتحان ہی اور شجرہ مذکورہ مین تجلی تھی جو لطائف قدر سے انکے سر الاسرار مین سمائی پس اسکے مشتاق ہونے اور قریب ہونے سے جوش شوق ہوا حالانکہ اسمین علم سر الاسرار و علم الاقدار تھا پس کھانے سے ان علوم سے بھر گئے اور جنت برداشت نہ کرسکے تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہوئے کیونکہ یہ اسرار ربوبیت ہین لہذا قولہ فتکونا من الظالمین کی مصداق ہوئے کیونکہ سبزہ زار ربوبیت مین جاکر اسرار ربوبیت لائے اور اگر اوتعالی انکی زبانین نہ بند فرماتا تو جہان مین علم اقدار پھیل جاتا اسی واسطے بعض مشرقین نے کہا کہ یہ درخت علم القضاء والقدر تھا جو جانا وہ اسکے اسرار سے عز الملک وخلد مین پہونچا اسی واسطے ابلیس نے کہا کہ تجھے شجرۃ الخلد کی راہ بتاؤن- وہ جانتا تھا اور اسکو لیکر منازعت باستعداد فاسد چاہتا تھا مگر نہ پانے سے بہت غمناک ہوا اور کنوز غیب اسمین مثمر پاکر آدم کو دلالت کی تاکہ خلق مین کوئی متمتع ہوکر اسمین منازع ہو پس آدم کو حسد سے اسمین ڈالا کیونکہ مقام خطر تھا لیکن اللہ تعالے نے انکو معصوم رکھا کہ انکے نفوس کو زمام قہر مین گرفتار کیا پس جب سحر و ساقط ہوکر اپنا ضعف معلوم کیا تو کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ پس شیطان کا یہ ارادہ کہ بعد علم اسرار کے مدہوش سرمست ہوکر قبول احکام شریعت سے خارج ہون اور محبت الہی عالم مین نہ رہے وہ برعکس ہوگیا کہ وہ عارف ہوکر درجہ نبوت و رسالت پر رہے قولہ فوسوس لہما الشیطان الخ جب اوتعالے کسی بندہ کو کشف اسرار چاہتا ہی تو شیطان اسکو بہکاتا ہی اور وہ سبب انکشاف ہوجاتا ہی اور خود شیطان خوار ہوتا ہی جیسے آدم علیہ السلام پر گذرا اور ابلیس انکے حسد مین خوار ہوا اور آدم زیادہ مقبول ہوئے لقولہ تعالے ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ- یعنے مکر بد اسی کو ملتا ہی جسنے مکر کیا اور آدم کے حق مین فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی پھر دونون یعنی آدم وحوا نے بعد ظہور اسرار کے انکو ادب کے پتون سے عبودیت مین مرعی رکھا کما یدل علیہ قولہ وطفقا یخصفان علیہما الخ ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ شیطان نے برائی چاہی وہ سبب علوم وبلوغ کمال ہوا کہ آدم نے کوئی عمل اس خطیہ سے بڑھکر نہین کیا جسنے انکو ادب سے مقام حقائق مین ثابت رکھا اور سجود ملائکہ وغیرہ سے اگر کچھ وحشت آئی تو برکت اسکے اول تخصیص خلقت دست قدرت کی طرف لقولہ ربنا ظلمنا الخ راجع ہوگئی- قولہ وقاسمہما انی لکما الخ ابلیس نے مکر سے دشمنی کی وہ درحقیقت انجام کار نصیحت ہوگئی ابوبکر الوراق نے فرمایا کہ نصیحت اسی شخص کی قبول کرنی چاہیے جسکے دین وامانت پر اعتماد ہوا اور تیری نصیحت مین اسکا کوئی ہدم تعلق نہو کیونکہ ابلیس کے مانند نصیحت کرنے والے شیاطین الانس ہوتے ہین قولہ فدلاہما بغرور- اس چیز سے کہ درخت مین اسرار ربوبیت ہین پس غرور اطلاع باسرار قدم مین ڈالا تاکہ مقربین ملائکہ اور خازنان اسرار مین سے ہوجاوین اور یہ جذبہ شوق تقرب تھا جیسے عشاق ہر کس وناکس کی بات سن لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ انکو بسبب قسم اللہ تعالے کے فریب دیا ورنہ فریب نہ کھاتے و قولہ فلما ذاقا الشجرۃ بدت الخ اسمین اشارہ لطیف ہی کہ یہ اسرار خاصہ انہین دونون کو ظاہر ہوئے اور کسی کو ظاہر نہوئے اور ظہور مین انہین دونون کی تخصیص سے معلوم ہوا کہ اغیار کی نظر وہان نہین پہونچی کیونکہ سوا آہ مقام کرامت وامانت و رسالت و نبوت و ولایت تھی انکو جنت وغیرہ سب سے مجرد کردیا کیونکہ وہ تجرید توحید وافراد قدم مین تھے وہان جنت وغیرہ کا گذر نہین ہی پھر جب شجرہ عشق کا پھل چکھا اور منفرد ہوئے تو غرائب علم اقدار ان پر منکشف ہوئے اور جمیع اشباح وارواح کو انسے نکالا **واسطی** سے پوچھا گیا کہ انبیاء کو جلد عقوبت کیون ہوتی ہی حالانکہ ابلیس خطا بلکہ غلط کرگیا۔ تو فرمایا کہ نزدیکی مین سوء ادب ویسا نہین جیسے دور والا بے ادبی کرے بعض نے کہا کہ چیونٹی برابر بات پر انبیاء سے مطالبہ ہوتا ہی

اور بڑی بات پر دوری والون پر کچھ مطالبہ نہین ہوتا بعض نے کہا کہ سر عصمت انکو ظاہر ہوا اور غیر کو ظاہر نہوا **واسطی** نے کہا کہ آدم سے کسوت عزت کو چھین لیا اور مواخذہ مین ڈال دیا تاکہ زوال نعمت کی قدر جانے پھر کسی نے نہ پہنائی تو یقین دلایا کہ وہ اپنے نفس سے کچھ نہین ہی جو کچھ اسکو حاصل ہوگا خالص پروردگار کی رحمت سے ملیگا پس سب سے منقطع ہوکر اوتعالے کی طرف راجع ہوئے جب ہر دو بندگان خاص ان میدان ناپیدا کنار مین پڑے کہ علوم الاسرار والاقدار بے انتہا ہین تو ملاطفت سے انکو راہ بتائی ندامت کی بقولہ ونادا ہما ربہما الخ ندا مین لطف عتاب ہی کیونکہ اس شجرہ کے استحقاق سے انکو بعد تھا **قرشی** نے کہا کہ آدم کو جنت مین بھیجا اور شجرہ سے منع کیا جب آدم نے کھایا تو پکارا اول تو قرب کے معنی مین ہی اور ندا کرنا بعد و دوری کے معنی مین ہی پھر جب دونون نے چاہا کہ غایت عشق سے شجرہ مین سے کھانے مین ہم نے خطا کی اور یہ ہمارا مقام نہین تو ظلم کو اپنی طرف نسبت کرکے کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ ظلم یہان یہی ہی کہ مقام کی شناخت نہو اور مشاہدہ حق مین حظ نفس کی خواہش ہو اسی واسطے دونون نے جہالت کا اقرار کیا اور اسوقت مین مقام تلوین مین تھے اور اگر مقام تجرید و توحید یعنی مقام تمکین عرفان مین ہوتے تو نفس کا ذکر درمیان مین نہ لاتے اور نفس کو ملامت نہ کرتے کیونکہ نفس پر نظر رکھنا اور اسکی کسی قدرت کو مقام توحید مین دیکھنا شرک ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ حضرت استاد نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کو ملامت کی وہ مشرک ہی حسین نے کہا کہ شرک و ظلم یہ ہی کہ اوتعالے کی طرف سے کسی غیر کی طرف مشغول ہو- اور **ابن عطا** نے کہا کہ ظلم یہان یہ حق تعالے کے سوائے جنت و اسکی نعمت کی طرف بھی مشغول ہوئے تھے **شیخ شبلی** نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے گناہ انکو کرامات ومراتب پر پہونچاتے ہین جیسے کہ آدم کے گناہ کا انجام یہ ہوا کہ مقام اجتباء و اصطفاء پر پہونچے اور اولیاء کے گناہون سے کفارہ ہوجاتا ہی- اور عوام کے گناہ انکو خواری و اہانت مین ڈالتے ہین **واسطی** نے کہا کہ حال طینت مین انکو کوئی خطرہ سوائے حق کے نہ تھا پھر جب حضور مین حاضر کیا تو حضور سے غائب ہوئے پس غیر کے خطرہ سے ظلم کیا اور کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا- کیون نہین اتصال کے ساتھ اتصال مین اسکو اتصال سے قطع کیا اور نفس مین جو نفس سے تھا اسکو نفس سے کیون نہین غائب کیا پس اللہ تعالی نے اسکو زیادہ سوزش وہیجان مین ڈالا کیونکہ شوق کو فراق سے ملادیا اور میثاق لے لیا تاکہ سفر عشق مین طرح طرح کی محنت و مشقت اٹھاوے اور حکم دیا کہ- اہبطوا الیس آدم کو مقام بہجت سے عالم محنت مین اتار دیا اور اہل عداوت کے درمیان پھنسایا اور بعد وصل کے رنج فرقت چکھایا کیونکہ مقام عشق مین رنج وغم فراق اور ذوق وصال ساتھ ساتھ ہین عیش وصال مین جیبیت کے ساتھ صافی الحال بلاکدورت تھا نہ وہان جفاء فراق تھی اور نہ بلاء امتحان پھر فرقت کے ہاتھون امتحان مین پھنسا دیا ای برادر حضرت والدین جنت وصال مین یہ طمع کرتے تھے کہ دوام بقاء حاصل ہو پس غیرت کبریائی نے وہان سے نکال دیا- واضح رہے کہ یہ بھی رحمت ہی کہ دوام بقاء بعد فناء کا راستہ بتادیا- بعض نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام رتبہ فضیلت وکرامت سے نہین گرے اگرچہ مقام جنت سے نکل آئے ہین اسی واسطے فرمایا ثم اجتباہ ربہ پھر جب دونون کو منزل جنت سے نکالا اور میدان محنت یعنی زمین پر ڈالا تو آگاہ فرمایا کہ دونون اس زمین پر بروح معرفت و رزق مشاہدہ زندہ رہینگے اور کنار شفقت ومکاشفہ مین رہینگے پس وہان سے بنعت توحید ومحبت نکلینگے چنانچہ قولہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون سے اشارہ ہی یعنے طاعت باللہ سے زندہ اور فناء فی اللہ سے مردہ- اور بقاء باللہ سے نکلوگے- اور بعض نے کہا کہ معرفت کے ساتھ زندہ ہوگے- اور جہالت رہی تو مردہ ہوگے اور جو تقدیر مشیت سابق جاری ہوچکی ہی اور جو احکام سعادت وشقاوت کے ہوچکے ہین انہین کے موافق وہان سے نکلوگے پھر آدم کے لباس

جنت کے عوض اولاد آدمؑ کو مختلف لباس ملے کما قال تعالیٰ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ

اے اولاد آدم کی ہمنے اُتاری تمپر پوشاک کہ ڈھانکے تمھارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری سو بہتر ہین یہ

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

قدرتین ہین اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کرین

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اسمین بعض نعمت کی تذکیر ہو کہ لباس تن انسانی پر بہتر ہو اور لباس مین سے بہتر لباس تقوی ہو حتی کہ آدم سے لباس جانا موجب اساءۃ ہوا اور لباس تقوی زائل نہین ہوتا اور یہ تمہید ہو آیۃ مابعد کے واسطے پس فرمایا کہ یا بنی آدم ای اولاد آدم - اور بنین کو خطاب بسبب شرف مردون کے عورتون پر ہو اور شامل اسمین عورتین بھی ہین پس تغلیبا بنین فرمایا قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ ای خلقنا لکم - البتہ ہمنے تمھارے واسطے پیدا کیا مینھ وغیرہ آسمانی اسباب اُتار کر لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ ایسا لباس کہ چھپاتا ہو تمھارے فروج یعنے شرمگاہون کو پس لباس کو انزلنا فرمایا تو اسی سبب سے آسمانی اسباب مینھ وغیرہ اُتار کر پیدا کیا گیا ہی اسیواسطے مفسرؒ نے خلقنا لکم سے تفسیر کی اور نظیر اسکا قولہ تعالی وانزل لکم من الانعام ہی یعنی خلق لکم من الانعام اور ایسے ہی قولہ وانزلنا الحدید فیہ باس شدید یعنے لوہے کی نسبت اُتارنا فرمایا ہی - اور بعض نے کہا کہ زمین کے جملہ برکات منسوب بآسمان ہین یعنی جو زمین کے برکات ہین وہ آسمان سے اتری ہوئی کہی جاتی ہین اور یواری ای یستر سواٰتکم تمھارے سوآۃ کو ڈھکتا ہو وَرِيْشًا عطف ہی لباسا پر اور جملہ صفت سے اشارہ ہو کہ سترپوشی مین اصل ہو اسی واسطے مفسرؒ نے ریش کی تفسیر کی کہ وہ کپڑے ہین جنسے آدمی تجمل حاصل کرتا ہو اور بعض قراءۃ ہین ریاشا جمع ریش ہو - ابن جریرؒ نے کہا کہ ریاش کلام عرب مین اثاث البیت وظاہر کپڑے ہین یعنی جنسے ظاہر مین تجمل کیا جاوے پس لباس تو ضروری چیز ہو اور ریاش انکا تکملہ و مزید چیز ہو - بخاری نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ریش یعنی مال ہو - رواہ عنہ ابن ابی طلحہ اور یہی قول مجاہد و سدی و ضحاک و عروہ ابن الزبیر و بہتون کا ہو - اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ریاش لباس و عیش و نعمت ہو اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے جب گردن تک پہونچے تو کہے کہ الحمد اللہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی - پھر پرانا کپڑا ایک صدقہ کردے تو وہ زندہ و مردہ اللہ تعالے کے ذمہ و جوار مین اور اسکی رحمت مین ہوگا رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ اور حضرت علیؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم جب نیا کپڑا پہنتے تو کہتے - الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل بہ فی الناس و اواری بہ عورتی - رواہ احمد سراج مین کہا کہ ثابت ہوا کہ زینت ایک غرض صحیح ہو جیسا قولہ تعالے لترکبوہا و زینۃ الآیۃ سے ثابت ہے اور فرمایا ولکم فیہا جمال حین تریحون الآیۃ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جمیل ہو اور وہ جمال کو دوست رکھتا ہو - رواہ الترمذی وغیرہ پس معنی آیت کے یہ ہین کہ ای اولاد آدم ہمنے اُتارا تمپر ایسا لباس کہ تمھاری شرمگاہون کو چھپاتا ہو اور ایسا لباس کہ وہ تکو زینت کا فائدہ دیتا ہو - اور مروی ہو کہ عرب مکے لوگ ننگے ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور عورتین بھی ننگی ہوکر ہاتھ یا کچھ چیز شرمگاہ پر رکھکر رات مین طواف کرتین پس آیت نازل ہوئی **قال البیضاوی** شاید او تعالی سبحانہ نے قصۂ آدم کو اسی حکم کے واسطے مقدم بیان فرمادیا تاکہ معلوم ہوجاوے کہ پردہ شرم کھل جانا پہلی برائی تھی جو شیطان کی طرف سے آدمی کو پہونچی پس اولاد آدمؑ کو شیطان نے اغوا کیا ہو جیسے اُسنے آدم علیہ السلام کو دھوکے سے برہنگی کی برائی پہونچائی تھی **قال المترجم** اس آیت مین تفہیم و ارشاد ہو کہ برہنگی عیب ہے

اسکے دور کرنے کو او تعالے نے نعمت لباس نازل فرمائی اور یہ زجر ہو مشرکین کو جو ایسا کرتے تھے ورنہ ننگے ہوکر طواف سے ممانعت کرنے مین اصل قولہ تعالی یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ ہی جو آیندہ آتی ہو **قال فی السراج** جب اللہ تعالی نے لباس محسوس کو بیان کیا اور اسکی دو قسمین کین کہ ایک ضروری ہو کہ شرمگاہ کو چھپانے والا ہو اور دوسرا زینت و تجمل کے واسطے ہو تو اسکے پیچھے اصل لباس معنوی کو بیان فرمایا بقولہ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ نافع و ابن عامر و کسائی نے لباس التقوی بنصب پڑھا بنا بر آنکہ لباسًا پر عطف ہو یعنے اور نازل فرمایا ہمنے تمپر لباس التقوی اور وہ خیر ہو یعنے لباس ستر اور لباس زینت سب سے اچھا ہی پس ذلک مبتدا اور خیر اسکی خبر ہو اور جملہ بیان فضیلت لباس التقوی ہو اور باقی قرارحمہم اللہ نے لباس التقوی برفع پڑھا پس یہ مبتدا ہو اور جملہ ذلک خیر اُسکی خبر اب رہا بیان اسکا کہ لباس التقوی جو استعارہ ہو تو کس چیز سے استعارہ ہو ورنہ کیا مراد ہو فقال الحافظ فی التفسیر مفسرین نے اسکے کئی معنی بیان کیے ہین عن عکرمہ وہ لباس ہے جو قیامت مین متقیون کو ملیگا - رواہ ابن ابی حاتم زید بن علی و سدی و قتادہ و ابن جریج نے کہا کہ وہ ایمان ہو عوفی عن ابن عباس وہ عمل صالح ہو - وعنہ وہ ستودہ اخلاق ہین - عن عروہ بن الزبیر وہ خوف الٰہی محبت کے ساتھ ہو - عبد الرحمن بن زید اللہ تعالی سے خوف کرکے اپنی شرمگاہ ڈھکی رکھے عن ابن عباس ۱۲ یہ سب معانی قریب قریب اور حضرت عثمانؓ سے روایت ہو کہ منبر پر خطبہ مین لوگون کو کتے مارنے کا حکم دیتے اور کبوتربازی کرنے سے منع کرتے پھر کہا کہ ای لوگو تم ان سرائر مین اللہ تعالے سے تقوی رکھو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہو کہ نہین چھپائی کسی نے کوئی سریرت مگر آنکہ او تعالے اسپر علانیہ ایک چادر پہناتا ہو اگر بھلی سریرت ہو تو بھلی چادر اور اگر بری سریرت ہو تو بری چادر پہناتا ہی پھر یہ آیت پڑھی ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ اور کہا کہ وہ نیک خصلت ہو - رواہ ابن جریر و الطبرانی اور حسن بصریؒ نے اسکو حضرت عثمان سے سُنا ہو تو کتون کے قتل اور کبوترون سے بازی نہ کرنے کو خطبہ مین حسنؒ کا حضرت عثمان سے سننا تو شافعی و احمد و بخاری فی الادب کی روایات بطرق صحیحہ سے ثابت ہو اور یہ شاہد ہو باقی جزو روایت مرفوع کا واللہ اعلم ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یعنی لباس تقوی یا یہ جملہ لباس نازل فرمایا آیات الٰہی سے یعنی اسکی قدرت کے دلائل سے ہو لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ شاید اولاد آدم تذکر کرین یعنے نصیحت و پند حاصل کرین پس ایمان لاوین اسمین صنعت التفات ہو یعنے پہلے بحرف ندار خطاب فرمایا تھا اور یہان بصیغہ غائب فرمایا پس خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہو اور آیت مین دلیل ہو کہ ستر عورت ظاہری باب تقوی اور اعمال صالحہ جو باطنی خوش اخلاق و ہیئت صادقہ سے ہون وہ اصل لباس ہین پس اگر تمام دوشالے وغیرہ لادے ہو اور باطن مین اخلاق مذمومہ و اعمال ناپاک رکھتا ہو تو وہ ننگون سے بدتر ہو اور اگر باطنی لباس تقوی سے آراستہ ہو تو پھٹا کپڑا اسپر کمال زینت ہو اور درحقیقت وہ آیات الٰہی مین سے ہو کہ اندھے اور بے ایمان اعتقاد لوگونکو نظر نہین آیا فتدبر **ف فی العرائس** قولہ تعالے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا - ہر گروہ کے واسطے لباس خاص ہو پس عارفون کے واسطے لباس معرفت ہو اور محبین کے واسطے لباس محبت ہو اور مشتاقون کے لیئے لباس شوق ہو اور موحدین کے لیے لباس توحید ہو اور زاہدون کے لیئے لباس زہد ہو اور متقیون کو لباس تقوی ہو اور اولیاء کو لباس ولایت ہو اور انبیاء کو لباس نبوت ہو اور مرسلین کو لباس رسالت ہو اور انمین سے ہر ایک کیواسطے ظاہر و باطن ہو پس زینت باطن تو حق تعالے کی نظر رحمت کے واسطے ہو اور ظاہری زینت واسطے شریعت کے ہو پس جو اس زینت سے حقیقت مین آراستہ ہو وہ انوار قرب

[illegible] ۱۲

کی وجہ سے مخلوق کے درمیان مزین اور معیب ہوجاتا ہی اور قولہ تعالے ولباس التقوی ذالک خیر یعنی بہتر سب سے لباس تقوی ہی کیونکہ ہر لباس مین ضرور نفس بندے کو حظ ملتا ہی اور لباس التقوی مین نفس کو کچھ حظ نہین ہی۔ اور یہ لباس تو عوام کے ہین اور لباس تقوی وہی ہی کہ اللہ تعالی کی عزت وجلال مین فنا ہوگیا اور صفات الٰہی سے اسکو قوت حاصل ہوئی لیکن بدون حلول وغیرہ وہمی وقیاسی باتون کے اسمین صفات الٰہی سے اتصاف ہوا جیسا کہ قرب نوافل مین جابجا مذکور ہوچکا پس لباس التقوی مین ہر لباس فنا ہوجاتا ہی اور جو شخص اس لباس سے آراستہ ہوا وہ اللہ تعالی کی طرف سے تمام عالم کے واسطے قبلہ ہوگیا جو اسپر نظر کرتا ہی وہ اللہ تعالے عزوجل کے انوار صفات کو پاتا ہی پس اسی لباس اتصاف کی طرف حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا بقولہ من رآنی فقد رای الحق جسنے مجھکو دیکھا اُسنے حق کو دیکھا **قال المترجم** اہل تصوف نے اس حدیث کے معنی سے بھی اشارہ کے معنی نکالے ہین وقدمر مفصلا اور قولہ تعالے یواری سوآتکم اشارہ ہی کہ تم سب کے سب انوار قدم سے ننگے اور حدوث کے عیبون سے ایسے ہو جیسے ننگے کے اعضاء شرم کھلے ہونے سے وہ معیوب ہوتا ہی پس تمکو چاہیے کہ حدوث کی علتین اور عیوب کو لباس قدم سے ڈھکو بایں طور کہ شریعت پاکیزہ پر ٹھیک چلو اور عقائد درست کرو اور حقیقت وطریقت پر چلکر انوار حاصل کرو پس لباس علم سے شرمگاہ جہالت یعنی عیب جہالت کو چھپاؤ اور جو عیوب کے بندہ کو لازم ہین انکو صفات ربوبیت سے چھپاؤ یعنے اخلاق الٰہی عزوجل سے آراستہ ہو **واسطی** رحمہ نے فرمایا کہ سوءۃ تو جہالت ہی اور سب سے بڑھی ہوئی زینت یہ ہی کہ بندہ لباس تقوی سے آراستہ ہو یہ لباس ایسی زرہ ہی کہ اسکو کسی حسد کرنیوالے کا مکر نہین پھاڑ سکتا کیونکہ وہ اصل مین دل کا لباس ہی اور ظاہری پرہیزگاری اسکی علامت ہی کہ ہر بات مین اللہ تعالے کے ساتھ ادب رکھتا ہی وہ یون ہی کہ اللہ تعالے اُسکے ساتھ کسی غیر کو نہ دیکھے پس تو غور کر کہ تو نے کون سا لباس پہنا ہی قمیص صدق ہی یا قمیص فسق ہی نصرآبادی نے کہا کہ جملہ لباس رب حق تعالی کی مخلوق پر ہین منجملہ انمین سے لباس تقوی لباس حقانی ہی اور جو لباس کہ سوآۃ کو چھپاتا ہی وہ لباس کرامت ہی اور لباس تقوی وہ لباس ایمان ہی اور وہ سب سے اشرف ہی بعض نے کہا کہ لباس الہدایہ تو عوام کے لیے اور لباس التقوی خواص کے واسطے ہی اور لباس ہیبت عارفون کا لباس ہی اور لباس زینت دنیا والونکا لباس ہی۔ لباس لقاء ومشاہدہ وہ اولیاء کا لباس ہی اور لباس الحضرۃ انبیاء علیہم السلام کا لباس ہی **قال الاستاذ** رحمہ قلب کے واسطے لباس التقوی ہی اور وہ یون ہی کہ قصد سچا رکھے اور طمع کو دور کرے اور روح کے واسطے لباس تقدیس ہی یعنے علائق کو ترک کرے اور عوائق کو درمیان سے دور کردے اور سر باطن کے واسطے تقوی سے ایک خاص لباس ہی وہ ہر ملاحظہ وخطرات کو دور کردینے سے حاصل ہوتا ہی۔ پھر اللہ تعالے نے اولاد آدم کو بھی اسی چیز سے ڈرایا اور پرہیز کرنا فرمایا جس سے آدم علیہ السلام کو ہوشیار و پرہیز کرنیوالا رہنے کو فرمایا تھا یعنے ہر شہوات سے اور ہر ایسی چیز سے جسکو نفس چاہے اس سے پرہیز رکھو **قال فی السراج** یہ آیت بیان لباس کے بعد ذکر واقعہ آدم علیہ السلام کے کہ انپر فریب شیطان سے برہنگی کی مصیبت پہونچی تھی اسواسطے بیان فرمائی کہ نعمت لباس کا شکریہ ادا کرین اور بجائے پتون سے بدن ڈھانکنے کے اس لباس کی خوبی قیاس کرین اور غور کرین کہ ننگے ہونے مین سوآۃ کے کھلنے سے کیا فضیحت واہانت ہی پس حضرت منعم عزوجل کے منت واحسان کے مقابلہ مین تقوی اختیار کرین اور جو حکم انکو حضرت منعم جل جلالہ سے پہونچے اسکو مانین پھر شیطان واُسکے امور سے پرہیز کرنیکا حکم دیا

اور جو اُسنے اُنکے باپ آدم علیہ السلام کے ساتھ بدی و فریب واہانت کا برتاؤ کیا تھا یاد دلایا بقولہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ

اے اولاد آدم کی نہ بہکا دے تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اُتار دے اُنکے کپڑے کہ دکھاوے اُنکو عیب اُنکے

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

وہ دیکھتا ہی تمکو اور اُسکی قوم جہان سے تم اُنکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہین شیطان رفیق اُنکے جو ایمان نہین لائے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اے اولاد آدم نہ فتنہ مین ڈالے تمکو شیطان یعنی نہ گمراہ کرے تمکو شیطان یعنی اے اولاد آدم تم مت پیروی کرو شیطان کی کہ تم بھی فتنہ مین پڑجاؤ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ جیسے اُسنے نکال باہر کیا تمہارے ماں وباپ کو اپنی فتنہ پردازی کے ساتھ جنت سے يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا درحالیکہ اتارلیا ان دونون کے بدن سے انکا لباس لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا تاکہ دکھلاوے دونون کو انکی شرمگاہین واضح ہو کہ جملہ ینزع عنہما حال ہی پس بعض نے کہا کہ ابویکم سے حال ہی یا اخرج کے فاعل یعنے ابلیس سے حال ہی اور بجائے نزع ماضی کے ینزع مضارع اس فائدہ کے واسطے آیا کہ حکایت حال سے اسیوقت کا تصور ذہن مین سما جاوے تاکہ اولاد آدم کو شرم آوے اور شیطان کی پیروی سے شرم کرین اور اسکو دشمن جانکر اسکے کامون وباتون سے جدا ہوکر راہ حق کی پیروی اختیار کرین۔ اگر کہا جاوے کہ اخراج کرنیوالا اور لباس اتارنے والا شیطان نہین کیونکہ اُسنے یہ حرکت اپنے ہاتھون نہین کی تو جواب یہ ہی کہ لباس کا چھن جانا اور جنت سے نکلنا اسی شیطان کے وسوسہ سے واقع ہوا اور اسی کا دھوکا دینا اسکا ظاہری سبب ہوا اسی سبب سے اسکی طرف نسبت کیا گیا پھر اسمین اختلاف ہی کہ وہ کیا لباس تھا جو اُتر گیا تو ابن عباس وقتادہ رضی سے مروی ہی کہ ناخن انکا لباس تھا اور بعد نزع کے ہاتھ پیرون مین نمونہ کے طور پر زینت ومنفعت و یاد دلانے کو باقی رہگئے ہین **قال المترجم** قد رواہ عبدالرزاق عنہ۔ اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور شاید یہ بنی اسرائیل یعنی یہود وغیرہ کے بیان سے لی گئی ہی یا ہو وکل ہی بالجملہ یہ ضعیف ہی اور وہب بن منبہ رحمہ سے ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کی کہ لباس نور تھا جو انکی نظر کے درمیان حائل تھا اور مجاہد رحمہ نے فرمایا کہ لباس تقوی تھا اور یہ مناسب ہی اور بعض نے فرمایا کہ لباس جنت مین سے ایک لباس تھا اور یہ قول اقرب ہی اسواسطے کہ لباس اور اُسکا اُتارنا حقیقی ملبوس کے ساتھ اطلاق ہوتا ہی اور اولی یہ ہی کہ مطلق لباس لیا جاوی جو ملبوس جنت یعنی حقیقی کو اور لباس تقوی کو دونون کو شامل ہو حاصل آنکہ اے اولاد آدم تم فتنہ شیطان سے بچو وہ تمکو گمراہ نہ کرے جیسے تمہارے والدین کو جنت سے اس حال سے نکلوایا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ یعنے تم نہایت ہوشیار رہو شیطان کے مکر و فریب سے کہ اسکو آخرت مین حسب قطعی جہنم دی گئی ہی تو ایک مدت تک اسکی عبادت کا اور نیز وہ بھی مخلوق ہی اسکا عوض اسکو بسبب عموم رحمت کے دنیا مین یہ دیدیا گیا ہی کہ اول بار صور پھونکے جانے کے وقت تک زندہ رہے اور بہت سی قابو وقدرت اُسکو دیدی گئی ہی چنانچہ ایک یہ بیان فرمائی کہ انہ یراکم ہو الخ یعنے وہ شیطان دیکھتا ہی تمکو وہ خود بھی اسکے قبیل بھی اس حیثیت سے کہ تم اسکو نہین دیکھتے یعنے ان شیطانون کو پس وہ تمہارے دل مین ودماغ مین ایسے طور سے آکر وسوسہ ڈالیگا کہ تم اسکو نہ دیکھ سکوگے اور وہ تم کو دیکھیگا اور وہ اکیلا نہین بلکہ مع قبیل ہی یراکم مین ضمیر فاعل راجع بجانب شیطان اسی ضمیر متصل کی تاکید لفظ ہو ضمیر منفصل سے کردی تاکہ قبیلہ کا عطف عمدہ ہوجاوے قبیل جمع قبیلہ بمعنی ایسی جماعت مجتمعہ کہ انمین بعضے بعض کے مقابل ہون یعنے ایک جتھا جسمین آمنے سامنے

ایک طرح کے مقابل لوگ ہون اور قبیلہ وہ قوم جو ایک دادا کی اولاد ہون مراد یہان اسکے قبیل سے شیطان کا لشکر ہی یہی
مفسرؒ نے اختیار کیا۔ اور قتادہؒ نے فرمایا کہ وہ ایسے جن و شیاطین ہین کہ انھین مین سے ابلیس بھی ہی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ مراد اس سے
شیطان کی اولاد ہی اور یہ بنظر لفظ قبیل کے مناسب ہی اور لشکر شیطان سے تفسیر اشمل و ارجح ہی پھر یہ جو فرمایا کہ وہ تمکو اس حیثیت
سے دیکھتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھتے ہو۔ تو مفسرؒ و بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ بسبب اسکے کہ انکے اجسام بہت ہی خفیف و ہلکے ہین جیسے ہوا
کہ نظر نہین آتے ہین یا اس سبب سے کہ انمین کوئی رنگ نہین ہی اور یہی معتزلہ کا قول ہی اور واحدیؒ و ابن الجوزیؒ نے ابن عباسؓ
سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطانون کو ایسا کر دیا ہی کہ آدمیون مین انکے خون کے مانند روان ہین اور آدمیون کے سینے انکے رہنے
کے ٹھکانے کر دیے ہین سوائے اُن آدمیون کے جنکو اللہ تعالےٰ نے محفوظ فرمایا کہ انکے سینون مین تو مسکن نہین کر سکتے ہین
ورنہ اورون کے سینون مین مسکن رکھتے ہین جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے پناہ مانگنے کو سکھلایا بقولہ الذی یوسوس فی صدور الناس
پس وہ لوگ آدمیون کو دیکھتے ہین اور آدمی انکو نہین دیکھتے ہین مجاہدؒ سے مروی ہی کہ ابلیس نے کہا کہ ہمارے واسطے چار باتین
کر دی گئین ہم دیکھتے ہین اور دکھلائی نہین دیتے اور ہم تحت الثری سے نکل آتے ہین اور ہمارے بوڑھے پھر عود کر کے جوان ہو جاتے
ہین۔ ابن دینارؒ سے روایت ہی کہ جو دشمن تجھے دیکھتا اور تو اسکو نہین دیکھتا البتہ بڑی ہوشیاری و مشقت کا سامنا ہی مگر جسکو
اللہ تعالےٰ بچالیوے مین کہتا ہون کہ اسی آیت کے آخر مین جنکو او تعالےٰ جل جلالہ نے بچایا ہی وہ مذکور ہین یعنی مومنون کو
اپنی رحمت سے بچالیا ہی اللھم رب اجعلنی ممن عصمتھم من عبادک المومنین برحمتک وبفضلک وانت علی کل شئ حفیظ۔ واضح ہو
کہ زمخشری وغیرہ نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ شیاطین کا دیکھنا ممکن نہین ہی اور یہ قول مردود ہی اسواسطے کہ جیسے شیاطین مین اللہ
تعالےٰ نے قوت پیدا کر دی کہ آدمیون کو ہر طرح دیکھ سکتے ہین ایسے ہی جسدم اللہ تعالےٰ آدمیون کی آنکھ مین ایسی قوت دیدے
تو دیکھ سکتے ہین اور آیت مین انکا دیکھنا محال ہونے پر کوئی دلیل نہین کیونکہ آیت سے انتہا درجہ یہ نکلتا ہی کہ شیاطین ہمکو اس راہ
سے دیکھتے ہین کہ جس راہ سے ہم انکو نہین دیکھتے پس اول تو نہ دیکھنے سے نہ دیکھ سکنا کیونکر ثابت ہوا مثلاً جو شخص آنکھین بند کیے ہوئے ہو
اسکو کہسکتے ہین کہ زید کو نہین دیکھتا اور زید اسکو دیکھتا ہی لیکن یہ کہنا ٹھیک نہین کہ وہ شخص زید کو دیکھ ہی نہین سکتا ہی کیونکہ اگر آنکھ کھل جاوے
تو دیکھ لیویگا۔ دوم یہ کہ نہ دیکھنا تو ایک راہ کر کے خاص ہی یعنے جس راہ سے وہ ہمکو دیکھتے ہین ہم اس راہ سے نہین دیکھ سکتے ہین پس
جائز ہی کہ دوسری راہ سے ہم انکو دیکھ لین کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہین ہوتی اور بیضاویؒ وغیرہ نے کہا کہ نہ دیکھنا اسی حیثیت اور
اسی راہ کر کے ہی کہ جب شیطان اپنی اصلی صورت پر ہو اور اگر کسی حیوان یا پرند وغیرہ کی صورت مین متمثل ہو تو اس راہ سے دکھلائی
دیگا کیونکہ جنون کو متمثل ہونے کی قوت حاصل ہی اور یہ امر مشہور معروف ہی اور بسا اوقات شیطان بصورت پیر مرد کے اکثر عابدونکو
یا سانپ کی صورت مین نظر آیا۔ مولوی روم نے کہا ؎ ای بسا ابلیس آدم روے ہست ۔ پس بہر دستی نشاید داد دست۔ اور سراج
مین لکھا ہی کہ ہمارے شیخ قاضی زکریاؒ نے کہا کہ حق صحیح یہ ہی کہ شیطان کا نظر آنا اور نہ آنا صرف اللہ تعالیٰ کی قوت پیدا کرنے پر ہی پس
جسوقت کسی بندہ کے واسطے اللہ تعالےٰ چاہے تو شیطان اپنی صورت پر اسکو نظر آتا ہی چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہی پس بعض
اوقات مین بعض لوگونکو نظر آوینگے **قال المترجم** شیخ زکریاؒ نے بہت صحیح و صواب بات بیان کی اور مدار امتحان اس بات پر
ہی کہ شیطان اگر نظر آوے تو ہر شخص اسکو جان لے اور وسوسہ مین نہ پڑے لہذا نظر پر پردہ ہی اگر پردہ اُٹھ جاوے نظر آوے گا

جیسے آنحضرت صلعم نے دیکھا بلکہ گرفتار کیا ہی پس آیت مین تو عدم امکان پر کچھ بھی دلیل نہین ہی۔ اور بعض نے جو کہا کہ احادیث صحیحہ اس آیت
کی مخصص ہین تو یہ بر تقدیر تسلیم اس امر کے ہی کہ من حیث لا ترونہم سے یہ مراد ہی کہ انکے اصلی صورت پر بسبب جسم ناری لطیف ہلکے ہونے کے
نہین دیکھ سکتے ہو ورنہ احادیث صحیحہ سے تخصیص کی کوئی ضرورت نہین ہی۔ واضح ہو کہ معتزلہ وغیرہ تمام امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق
ہی کہ شیطان ایک جسم مخلوق ہی اور ایسا ہی جن بھی مخلوق ہین اور انکے وسوسہ آدمیون کو اس طور سے پہونچتے ہین کہ آدمی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ
یہ شیطان نے القا کیا ہی حتی کہ اگر وہ کافر ہی تو اسکو قبول کرتا ہی مگر نہ اسطرح سمجھکر کہ شیطان کی بات ہی بلکہ اپنی راے و فہم سمجھکر معتقد
ہوتا ہی اور اگر مسلمان ہی پس اگر اللہ تعالےٰ نے محفوظ رکھا تو یہ وسوسہ جمنے نہین پاتا وہ بعلم شریعت و توفیق الٰہی اسکو رد کر دیتا ہی ورنہ بہت سے
جاہل و فاسق مسلمان اسکے وساوس کو خواہ شہوات فسق و فجور کے ہون یا اور کسی طرح کے ہون قبول کرتا اور بسا اوقات اسکے موافق
کاربند ہو کر آخر متنبہ ہوتا ہی پس اگر توبہ کر لی تو خیر ورنہ بدکاری پر اصرار کیے اور اڑا رہتا ہی لیکن شیطان پر لعنت کرنا تو عموماً زبانون پر چڑھا
ہوا ہی اب اس زمانہ مین ایک گروہ پیدا ہوا ہی انھون نے شیطان کو بالکل ہی چھپا ڈالا اور کہنے لگے کہ شیطان کا کہین وجود ہی نہین ہی
اگر ہوتا تو نظر آتا اور محسوس ہوتا حالانکہ یہ سخت ہی نادانی ہی روح و نفس وغیرہ قوی ہین جو نظر نہین آتی اور دوسرے کی روح اسکو محسوس
نہین ہوتی ہی پھر کیا اس نظر نہ آنے سے دوسرے مین روح ہی نہین ہی پس اس گروہ نے قرآن مجید و احادیث و اجماع امت بلکہ جملہ اہل کتاب
یہود و نصاری وغیرہ بلکہ عقل صحیح سلیم سب سے انکار کیا اور ایسی صورت مین کفر مین کوئی شک نہین پس افسوس ہی کہ ناحق بلا دلیل و حجت نقل
و عقل کے انکار کرنا و کفر اختیار کر عقل سلیم نہین روا رکھتی ہی اور آیات مصرح ہین چنانچہ قاسمہما باللہ انی لکما لمن الناصحین وغیرہ بالکل صریح ہین
پس اُس گروہ سے سخت تعجب و حیف ہی اور اللہ تعالےٰ ہدایت فرماتا ہی جسکو چاہے شیطان جس سے وساوس و گمراہیان وغیرہ پھیلتے
ہین اسکو درمیان سے نذارد کر دیا کہ لوگ اسپر لعنت کرتے ہین درمیان سے نذارد کر دو کہ وہ زبان خلائق سے بچے یہ کمال دوستی
اور اتحاد ہی إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہمنے کر دیا ہی شیاطین کو اولیا ان لوگونکا
آدمیون مین سے جو ایمان نہین رکھتے ہین اولیا جمع ولی کی یہان یعنی اعوان ہی مددگار لوگ یا قرنا بضم اول و فتح ثانی جمع قرین کی جو
نہایت نزدیک ساتھی ہو جسکو ہمزاد بولتے ہین پس بے ایمانون کا ہمزاد شیطانون کو بنانا نہایت مناسب ہی کہ انمین ازراہ طبیعت کے اتحاد ہے
اگرچہ صورت مین اتفاق نہو کذا فی السراج المنیر **فی العرائس** قولہ یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان یعنی شیطان تمکو امید ہاے دراز
و طمع مال و جاہ و عمر دراز تک پہونچنے کی ہوسات سے فتنہ مین نہ ڈالے جیسے تمہارے باپ آدم کو جنت اور اسکے دوام کی طمع دلائی
کیونکہ اس سے آدمی مقام قدس و انس سے عالم کدورت و وحشت کی طرف خارج ہوتا ہی یعنے خاطر باطن پریشان ہو جاتی اور تکدر ظلمت
اُسپر چھا جاتی ہی اور عالم نور و سرور سے نکل جاتا ہی جیسے آدمؑ کا حال ہوا کہ وہ جنت خلد سے عالم دنیا دی مین نکالے گئے پس یہ
چیزین نورانی لباس کو آدمی کے سر باطن سے اُتار دیتی ہین اور اسکو لباس تقوی سے جسکو او تعالےٰ نے یہان ذکر کیا ہی ننگا کر دیتی
ہین جب بندہ اپنی ہواے نفسانی و طمع شہوات شیطانی کا تابع ہوتا ہی اور اسی خواہش و شہوت کو طلب کرتا ہی تو صفاے عبادت اس سے
خارج ہو جاتی ہی اور نور درگاہ سے مجرد ہو جاتا ہی اور انسانی علتین اسپر غلبہ کر کے سامنے آتی ہین کیونکہ فراق کی بلائین یہی ہین یعنی انھین سے
آدمی درگاہ رحمت سے دور پڑ جاتا ہی۔ اور جنت سے نکالنے اور لباس اُتارنے کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ درحقیقت اس
واقعہ کا باعث ہی اور ظہور قہر مین واسطہ ہی تو اسی وجہ سے کہ جب بندہ کو دوری و مہجوری کی کوئی علامت ملنے کو ہوتی ہی تو امتحان مین

بندہ اسی مطرود و مردود ابدی یعنی شیطان کے وسوسہ و اسکے مزخرفات کو قبول کرلیتا ہی پس اثر دوری و مہجوری ظاہر ہوتا ہی ور نہ شیطان کو خود ذرا بھی قدرت نہین ہی کہ جسکو چاہے گمراہ کر سکے اور اضلال اسکے اختیار مین نہین ہی اور بہان انوار عنایت اور آتش محبت دونون مجتمع ہوئے تو وہان بندہ کے حال سے محسوس ہوتا ہی کہ وہ اس آتش محبت و انوار مودت مین جل جائیگا یعنے لبسا اوقات فی الجملہ درد فراق چکھا دیا جاتا ہی سو درحقیقت ان سے بہر نہیں ہے۔ بعض مشائخ سے سوال کیا گیا کہ کس چیز نے مخلوق کو جنت سے نکالا جہان قرب حق حاصل تھا حالانکہ اس مخلوق کو معرفت حاصل تھی تو فرمایا کہ اتباع نفس و خواہش نفس و شیطان نے دور کر دیا۔ ابن عطارؒ نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا اور بہت گریہ و زاری کرنا اور اپنی عاجزی ظاہر کرنا اور انکی پشت سے انبیاء و رسولون کا ظہور ہونا یہ انکے واسطے جنت و اسکی نعمت سے کہین بڑھکر ہی۔ بعض نے کہا کہ قولہ ینزع عنہما لباسہما۔ اس سے انوار قرب و عزت مراد ہین یعنے لباس جنت سے جسطرح خارج ہوئے ویسے ہی ان انوار سے باہر ہوئے اور ابو سعید خرازؒ نے کہا کہ یہ لباس وہ نور قرب تھا جو انکو حاصل ہوا تھا نصر آبادی نے کہا کہ سب سے بہتر لباس حضرت آدم کو لباس قرب و حضوری تھا پھر جب خلاف حکم اُنسے واقع ہوا تو یہ لباس اتار لیا گیا۔ بعض سلف نے کہا کہ جسنے سر الٰہی کی بے ادبی کی جو اسپر وارد ہوتا ہی تو اللہ تعالے اُسپر اسکے عیوب نفس کو گویا کر دیتا ہی استادؒ نے کہا کہ خواہش نفسانی مین نفس کی بات جسنے کان دھر کر سنی تو وہ ہوا جس نفس و ہوس شیطان مین پڑ جاتا ہی پس وسواس و ہواجس باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین اور خواطر قلب اور زواجر علم اسکے مقابلہ مین آخر کار پست ہو جاتے ہین پس بہت تھوڑے عرصہ مین یہ وساوس و ہواجس تمام اُسکو گھیر لیتے ہین اور وہ شخص انھین لوگون کی لڑی مین گوندھ دیا جاتا ہی جو اپنی جی کی چاہت کے غلام بنے بیٹھے ہین پھر اسکی اس حالت سے اسکا قدم لڑکھڑاتا ہی اور آخرکار گناہ مین گرکر عذاب کی خندق کی طرف پھسلتا چلا جاتا ہی پھر اگر توبہ کی توفیق پہونچگئی تو تدارک کرکے اسکے ہاتھ کو تھام لیا اور اوپر نکال لیا بشرطیکہ اسنے بھلے کامون سے وہ میل دور کر دیا اور اگر یہ نہوا تو پھر چند روز مین اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہی اور اسکو پتھر بنا دیتی ہی جب یہ حالت پہونچی تو حیات اس سے الگ ہو جاتی ہی اور بلائین اسپر پوری ہو جاتی ہین **قال المترجم** گویا یہ نکتہ ماخوذ ہی حدیث صحیح مسلم سے جسمین گناہ کرنے سے قلب پر ایک نقطہ سیاہ پیدا ہونے اور درصورت عدم توبہ کے بڑھکر تمام دل گھیرنے اور پھر اُسمین بھلائی نہ سمانے کا حال مذکور ہی۔ فتدبر۔ پھر اوتعالے نے بندون کو شیطان سے زیادہ تحذیر دلائی کہ وہ ایسا چور ہی اور دشمن دین ہی کہ ایسی راہ سے چوری کرلیتا ہی کہ آدمی اسکو دیکھتا نہین ہی کما قال تعالے انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم۔ شیاطین تو اس بہت کو دیکھتے جدھر سے بندہ پر مقادیر امتحان آنے والے ہین اور وہ مشیت مین جاری ہو چکے ہین پھر جب شیاطین نے دیکھا کہ یہ حکم قضا اسپر جاری ہوا ہی تو گمراہ کرنے کے قصد سے اسکے پیچھے پڑتے ہین کیونکہ وہ قضا و قدر تو مقدر ہی نہین ٹل سکتی پس اسمین اسکو موقع وساوس سے راہ مستقیم سے نکال باہر کرین اور اگر وہ ثابت قدم ہی تو قضاء مقدر کو باطن مین خوشی سے برداشت کریگا اگرچہ ظاہر مین اسکو رنج و کلفت پہونچے پس جب ایسا موقع پاکر شیطان اسکے پیچھے ہوے اور بندہ اسکو دیکھتا نہین ہی جب تک کہ وہ اپنی شہوات کی تاریکی اور اس سے حجاب مین پڑا ہوا ہی اور نیز شیطانون کو بھی نہین دیکھ سکتا جب تک کہ اپنی طبیعت کی تاریکی و حجاب مین گرفتار ہی پس شیاطین خوب قابو پاکر جو کچھ انکی حرکتین گمراہ و تباہ و برباد کرنے کی ہین سب اسکے ساتھ مناسب طور سے عمل مین لاتے ہین اور اگر بندہ اپنے نفس کی سیاہی اور خواہش نفسانی کی تاریکی سے درگاہ نورانی حضرت عزت عزوجل کی طرف رجوع لایا اور آسمان غیب کو دیکھا اور درگاہ مولی عزوجل مین اپنے نفس و شیاطین کے شر و فساد سے پناہ مانگی و ملتجی ہوا حتی کہ اسکو قرب حاصل ہوا تو اللہ تعالے اُس کو

نور بصیرت عطا فرماتا ہی جس سے شیطانون کو اور انکے مکر کو دیکھ لیتا ہی۔ پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وغیرہ سے اسکو آگ کے گرز دیتے پھیلا حاصل ہو جاتا ہی جس سے وہ اللہ تعالی کی تائید و قوت سے ان سب شیاطین کو ایک دم مین جلا ڈالتا ہی اور سب کو اپنی نظر سے دیکھکر دور بھگا دیتا ہی جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مجید مین واضح دو آیتین فرمائی ہین جس سے صریح معلوم ہوا کہ بندہ نیک کی یہ حالت ہی کہ شیاطین کو انکے مواقع حیلہ گری و اشکال مین دیکھکر اپنے آپ کو اُنسے بعنایت الٰہی محفوظ کرتا ہی پس اول آیت تو قولہ تعالی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون۔ البتہ جو لوگ متقی ہوے جبکہ انکو کچھ وسواس شیطانی پہونچے تو یاد کرتے یعنی ہوشیار ہو جاتے ہین بیاد الٰہی و آیات پاک کے پس وہ ناگاہ دیکھنے والے ہو جاتے ہین اور دوسری آیت قولہ تعالی لا یسمعون الی الملا الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب الآیۃ۔ شیخ ذو النون رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر شیطان تجھے ایسی جگہ سے دیکھتا ہے کہ تو اسکو نہین دیکھتا تو اللہ تعالے لئے تیسرا پروردگار عزیز جلیل سبحانہ و تعالی اسکو ایسی راہ سے دیکھتا ہی کہ وہ اللہ تعالی کو نہین دیکھتا پس تو اپنے پروردگار عزوجل سے استعانت طلب کر پس اسکی نظر رحمت کے سامنے بھلا شیطان و اسکا مکر کیا چیز ہے **قال تعالیٰ** ان کید الشیطان کان ضعیفا الآیۃ۔ البتہ مکر شیطان بہت ضعیف ہی **قال المترجم** شیطان ہو یا فرشتہ ہو شیر ہو یا بھیڑیا کوئی چیز ہو سب حکم الٰہی عزوجل کے تحت قدرت مین مسخر ہین کسی کو ذرہ برابر یعنے کچھ بھی خلاف کی مجال نہین ہی اگر صدق دل سے مومن ہو تو شیطان کی کیا مجال ہی کہ جسکے واسطے نظر رحمت الٰہی جل سلطانہ ہو اسکی طرف آنکھ اُٹھا سکے وقد قال تعالیٰ وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیء حفیظ الآیۃ پھر اوتعالی نے اپنے فضل و کرم سے شیطان کو اپنے اولیاء یعنے مومن بندون سے جو اسکی جناب مین عاجزی و بندگی کرتے ہین اور سوائے اسکے کسی کو شریک نہین لاتے بلکہ اسکی جناب پاک مقدس مین شرک کا جب کہین نشان ہی نہین اور اس درگاہ عظمت مین اسکا امکان نہین تو شرک کی نفی کرتے ہوئے شرماتے ہین سبحانہ و تعالی عما یشرکون بالجملہ اسکا کرم و فضل ہی کہ مومن بندون سے شیطان کا مُنھ پھیر دیا اور اعداء یعنی کافرون و مشرکون کی طرف کر دیا کہ وہ سب شیطان کے دوست ہو گئے اور یہ کافر و مشرک مع شیطانون کے سب کے سب اہل ایمان کے دشمن ہوئے وقد قال تعالے انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون اسمین تصریح ہی کہ یہ سب کچھ ہماری قدرت و مشیت سے ہی کسی اور کو یہان کوئی بات کرنے کی مجال نہین ہی پس جب بندہ کو ایمان نصیب ہوا تو وہ سچا پیدا دیکھتا ہی اور نعوذ باللہ تعالے اگر کافر و مشرک بنایا گیا تو وہ اُلٹا پتا پھرتا اور دوسرون کو خالق بناتا پھرتا ہی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا سب چیز فقط اسی پاک پروردگار عزوجل کی قدرت کاملہ و مشیت محکمہ سے پیدا ہوئی ہی اسی نے مومنون کے دلون مین اپنی الفت دیدی اور آپس مین وہ ہوئین ایک جان دو قالب ہین اور اُسی نے فاسقون کافر و مشرکون کے دلون مین شیطان و اُسکے تابعون کی الفت دیدی کہ وہ مومنون کے دشمن ہین لیکن مومنون کو ان شیاطین کی عداوت سے کچھ ضرر نہین ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عین حفاظت ازل مین ان دشمنون کے شر و فساد سے محفوظ ہین **ابن عطارؒ** نے فرمایا کہ قولہ تعالے انا جعلنا الشیاطین۔ اور قول تعالی انہم اتخذوا الشیاطین اسمین حقیقی نسبت تو وہ ہی جو اپنی طرف اضافت فرمائی یعنے ہمنے ایسا کر دیا اور جو انکی طرف نسبت کی ہی وہ معارف ہین اور یہی حال تمام قرآن مین خطاب الٰہی کا ہی کہ اورون کی طرف جہان اضافت ہی وہ بطریق معارف ہے کہ عارف سمجھے گا۔ فافہم۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب کرین کچھ عیب کا کام کہین ہمنے دیکھا اسطرح کرتے اپنے باپ دادونکو اور اللہ نے ہمکو یہ حکم کیا تو کہ اللہ حکم نہین کرتا عیب کے کام کو کیون جھوٹھ بولتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً فاحشہ وہ گناہ کہ جسکی برائی و قباحت درجہ انتہا کو پہونچگئی ہو اور اکثر مفسرین نے کہا کہ مراد ننگے طواف کرنا ہی
ابن عباس و سدی وغیرہ کا ہی اور عطاؒ نے کہا کہ وہ شرک ہی اور مفسرؒ نے اختیار کیا کہ وہ عام ہی ہر فاحشہ کو شامل ہی خواہ شرک ہو یا ننگے طواف
ہو یا کوئی اور ہو اگرچہ اس جھڑکی کے نازل ہونے کا سبب ظاہری یہی واقع ہوا کہ ننگے طواف کرنے سے باز نہ آئے **قال الحافظ** فی التفسیر
مجاہدؒ نے کہا کہ مشرکین ننگے طواف کرتے اور کہتے کہ ہم ویسے طواف کرتے ہین جیسے ہماری ماؤن نے ہمکو جنا تھا پس عورت اپنی فرج پر کوئی
ٹکڑا چمڑے کا یا کوئی اور چیز رکھ لیتی اور طواف کرتے مین کہتی جاتی ؏ الیوم یبدو بعضہ او کلہ ۔۔ وما بدا منہ فلا احلہ یعنے آج کا دن ہی کہ چاہے
شرمگاہ تھوڑی کھلی اوے یا سب کھلجاوے پروا نہین ہی اور جو کچھ اسمین کھلجاوے اسکو مین حرام ہی رکھتی ہون حلال نہین کرتی ہون پس اوتعالیٰ نے نازل
فرمایا و اذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ **قال الحافظ** تمام عرب والے سوائے قریش کے اُن کپڑونکو جنکو پہنا ہو پہنکر طواف نہ کرتے اور کہتے
کہ ہم ان کپڑون مین طواف نہین کرتے جنمین ہمنے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی ہی اور قریش جو حمس کہلاتے تھے البتہ اپنے کپڑون مین طواف کرتے
تھے اور احمسی نے اگر کسی کو کپڑا مانگے دیا تو اسمین یا نیا کپڑا ہوا تو اسمین طواف کرتا پھر پھینک دیتا کہ کوئی اسکا مالک ہوتا ورنہ ننگا طواف کرتا اور
ایسے ہی عورتون کا حال تھا لیکن عورتین اکثر رات مین طواف کرتین اور یہ بات ان لوگون نے اپنے نفس سے بوسوسۂ شیطان نکالی تھی پس
اللہ تعالےٰ نے اسکو منکر قرار دیا اور زجر کیا چنانچہ فرمایا۔ و اذا فعلوا فاحشۃ۔ یعنی اور جب مشرکین کوئی فحش گناہ انتہا درجہ کا کرتے
ہین تو قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْھَآ اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو اسی فعل پر پایا پس ہمنے اُنکی اقتدا کی ہی وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَا
یعنے اور یہ بھی ہی کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو اس کام کا حکم کیا ہی حاصل آنکہ شرک و ننگے طواف و جانورون کی گت بنانا وغیرہ فحش باتین کرتے
اور جب تنبیہ کیے جاتے کہ یہ سب فحش و حرام ہی تو دو عذر کرتے ایک یہ کہ ہم نے باپ دادون کی تقلید کی ہی اور وہ بہر حال ہمسے اچھے تھے
اور دوم یہ کہ ہمکو اللہ تعالےٰ نے یہی حکم دیا ہی اور شاید دوسرا عذر اسوجہ سے بیان کرتے تھے کہ باپ دادے جب اچھے تھے تو خواہ مخواہ
اُنھون نے اللہ تعالےٰ کے حکم ہی سے کیا ہوگا پس یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہی قال البیضاوی مشرکون نے دو باتونسے حجت پکڑی ایک تو باپ
دادونکی تقلید کیساتھ اور دوم اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کے ساتھ پس پہلی بات کا باطل ہونا تو کھلا ہوا تھا اسکو ترک فرمایا اور دوسری بات کو رد کردیا بقولہ
قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ کہدے کہ اللہ تعالیٰ نہین حکم کرتا فحش باتونکا پس تم جو کہتے ہو کہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی یہ تمہارا افترا ہی قال البیضاوی
یعنی عادت الٰہی عزوجل یون ہی جاری ہی کہ محاسن افعال (اچھے کام ۱۲) و مکارم اخلاق (عمدہ خصلتین ۱۲) کا حکم فرماتا ہی پس وہ فحش باتونکا حکم نہین دیتا اور یہانسے جو بعض لوگون نے سمجھا کہ کسی فعل کا قبیح
ہونا اس معنی کر کے کہ آیندہ اسپر مذمت عائد ہو یہ عقل سے ثابت ہی کیونکہ عدم امر الٰہی بفحشا سے انکے افترا کو رد کیا اور انکے فعل کو فحش
قرار دیکر مذمت کی تو معلوم ہوا کہ یہ عقلی ہی تو بیضاویؒ نے رد کردیا کہ اس کلام مین کچھ بھی دلالت نہین کیونکہ فاحشہ سے تو مراد یہان وہ فعل ہی
جس سے طبیعت نفرت کرے یعنے نہ وہ کہ عقل اسمین باعتبار ترتب مذمت فی حکم اللہ تعالےٰ حکم کرے فافہم۔ اور بعض نے کہا کہ مشرکین نے
یہ دونون جواب دیے ہین گویا اُنسے کہا گیا کہ تمنے یہ فعل فاحشہ کیون کیا تو اُنھون نے کہا کہ وجدنا علیہ آباءنا پھر کہا گیا کہ تمہارے باپ دادون
نے کہان سے پایا تو کہا کہ اللہ امرنا بہا پھر بیضاویؒ نے کہا کہ بہرصورت تقلید کرنا جبھی ممتنع ہی کہ جب دلیل شرعی اسکے برخلاف قائم ہو اور
مطلقاً منع نہین ہی یعنی اگر تقلید سے کوئی فعل کیا پھر دلیل شرعی قائم ہوئی کہ یہ فعل یون نہین بلکہ اسطرح ہی تو اسوقت مین دلیل شرعی کی اتباع کرے
اور تقلید حرام ہی اور مطلقاً منع نہین۔ واضح ہو کہ اعتقادات مین تقلید کا کام نہین اور افعال جوارح مین یہ گفتگو ہی پس یہ صحیح ہی کہ جب دلیل
سے فعل تقلیدی خلاف ثابت ہو تو اس فعل مین ضرور تقلید چھوڑدے اور لازم ہی کہ جہان کچھ اشتباہ ہو وہان مسئلہ مین تفتیش و تلاش کرے

واللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین۔ پھر مشرکون کے افترا باندھنے پر انکار کے ساتھ ملامت فرمائی بقولہ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی جناب مین وہ بات کہ تم نہین جانتے یعنے نہین جانتے کہ اوتعالےٰ نے فرمائی یا نہین۔ مگر
جہالت سے کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا حکم دیا ہی۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب مین افترا باندھے وہ اسی ملامت کا مصداق
ہی اور حدیث مشہور بلکہ متواتر مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنالے
اور بعض روایات مین ہی کہ اگر کوئی میرے ذمہ لگاوے وہ بات جو مین نے نہین کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے لہذا مسلمان
ایماندار کو روا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کو بے جانے بوجھے نسبت کردے پس یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم
نے یون فرمایا ہی یا فلان شخص سے یون سُنا ہی یا یہ چیز آپ کی ہی یا آپ نے ایسا کیا۔ یا آپ نے فلان شخص کو کرتے دیکھا۔ یا فلان
شخص کو یہ خبر دی ایسے ہی بہت سے امور ہین کہ جب تک یقیناً یہ ثابت نہو کہ فلان حدیث سے ثابت ہی اور صحیح ہی تب تک زبان
کو روکے ورنہ جہنمی ہوجانے کا خوف ہی واللہ سبحانہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو حکم فرمایا کہ مشرکین گمراہون کو راہ عدل و صراط مستقیم
جو تحقیق حکم الٰہی ہی سنادے اور راہ ہدایت بتلادے بقولہ تعالےٰ

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۵ کَمَا بَدَاَکُمْ
تو کہہ میرے رب نے فرمائی ہی دینداری اور سیدھے کردو اپنے منھ ہر نماز کے وقت اور پکارو اُسکو نرے اُسکے حکم بردار ہوکر جیسے تمکو پہلے بنایا
تَعُوْدُوْنَ ؁ ۝ فَرِیْقًا ھَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْھِمُ الضَّلٰلَۃُ ط اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
دوسری بار بنوگے ایک فرقہ کو راہ دی اور ایک فرقہ پر ٹھہری گمراہی اُنھون نے پکڑے شیطان رفیق اللہ تعالیٰ کو چھوڑکر
وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ۝
اور سمجھتے ہین کہ وہ راہ پر ہین

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ کہدے کہ حکم دیا میرے رب نے بقسط یعنی عدل کے ساتھ یعنی عدل و استقامت رکھنے کا حکم دیا ہے
وَاَقِیْمُوْا یہ معطوف ہی بالقسط کے معنی پر اسطرح سے ہان اقسطوا و اقیموا۔ عدل کرو اور اقامت کرو۔ یا اس سے پہلے اقبلوا مقدر ہی ای امر ربی
بالقسط فاقبلوا و اقیموا یعنی حکم دیا میرے پروردگار نے عدل کا پس اسکو قبول کرو اور قائم کرو راست و ٹھیک وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ
کُلِّ مَسْجِدٍ اپنے چہرون کو ہر مسجد کے وقت مسجد مصدر میمی یعنی سجود ہی اور عند ظرف زمان ہی اور معنی یہ کہ خالص کرو اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے
اپنے سجود کو وَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور عبادت کرو اسی کی درحالیکہ خالص کرنے والے ہو اسکے واسطے دین کو شرک سے
قال الحافظ فی التفسیر (ابن کثیرؒ) حاصل آیت آنکہ میرے پروردگار نے تمکو حکم دیا کہ عدل کرو اور اسکی عبادت کو اپنے موقع پر استقامت
سے ٹھیک رکھو اور اسکی عبادت مین اخلاص کا برتاؤ کرو پس عبادت اپنے موقع پر یون ٹھیک ہوگی کہ رسول جو معجزہ سے تائید
کیا گیا ہی وہ جو شرع اللہ تعالیٰ کے حکم سے لایا ہی اسمین پوری پوری اسکی پیروی کرو پھر اخلاص سے عمل کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ
کسی نیک کام کو قبول نہین کرتا جب تک کہ یہ دونون باتین اسمین نہ پائی جاوین ایک یہ کہ شرع کے موافق ہو اور دوم یہ کہ شرک سے
پاک خالص ہو۔ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ یعنے جیسے تمکو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ایسے ہی عود کروگے یعنی پھر تمکو قیامت کے روز
زندہ کرکے اٹھا دیگا حاصل آنکہ ہر فحش و شرک سے بچو اور روز جزا سے ڈرو اور وہ قیامت ہی اسکے منکر مت ہو جسنے تمکو ابتدائ

پیدا کر دیا کہ تمہارا کچھ بھی وجود نہ تھا وہ ضرور قادر ہی کہ پھر دوبارہ تمکو زندہ کر دے پس ضرور تم قیامت کے لیئے اُٹھائے جاؤ گے فَرِيقًا هَدٰى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ یعنے ایک فریق کو تم مین سے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہ ہونا ٹھیک کر دیا واضح ہو کہ یہ تفسیر جو مفسرؒ نے ذکر فرمائی ہی یہی حضرت حسنؒ وقتادہؒ سے مروی ہی اور یہی حضرت مجاہدؒ کا ظاہر قول ہی کہ فرمایا یعنی بعد موت کے تمکو زندہ فرما دیگا - عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا کہ معنی یہ کہ جیسے تمکو پہلے پیدا کیا تھا ویسے ہی تمکو آخر مین اعادہ فرماوے گا اسی قول کو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اسی کی مؤید ہی حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو تم حشر کیئے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے پھر پڑھی یہ آیت کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین رواہ البخاری ومسلم ایضًا اور سدیؒ نے یہ معنی بیان کیئے کہ کما بداکم تعودون یعنے جیسے تمکو ایک فریق ہدایت یافتہ اور ایک گمراہ مقدر کیا ہی ایسے ہی اپنی ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہو قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی خلقت مین مومن وکافر رکھے ہین چنانچہ فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن پھر روز قیامت کو جیسے پیدا کیا ویسے ہی اعادہ فرمائیگا قال الحافظ اسکی تائید بحدیث ابن مسعودؓ ہی جسمین حضرت صلعم سے یون روایت ہی کہ بھر قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہین ہی کہ آدمی اہل جنت کے کام کرتا ہی یہانتک کہ اسکے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہی پھر اسپر تقدیر غالب ہوتی ہی پس دوزخیون کا کام کر گذرتا ہی پس دوزخ مین داخل ہو جاتا ہی اور آدمی دوزخیون کے کام کرتا ہی یہانتک کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہی پس جنتیون کا کام کرتا ہی جس سے جنت مین داخل ہو جاتا ہی - رواہ البخاری اور قصہ قزمان کی حدیث بخاری مین مانند اسکے مضمون آیا ہی اور آخر مین ہی کہ اعمال کا اعتبار تو خواتیم پر ہی یعنے جس عمل پر خاتمہ ہوا اسکا اعتبار ہی اور جابرؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نفس اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر وہ دنیا مین تھا رواہ احمد اور بلفظ صحیح مسلم یہ ہین ہر آدمی اس حال پر مبعوث ہوگا جسپر وہ مرا ہی وقد رواہ ابن ماجہ ایضًا قال الحافظ اگر آیت سے یہی مراد ہون کہ جسطرح مقدر ہوا ہی اسی پر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی تو ضرور ہی کہ اسمین اور قولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الآیۃ مین اور حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ مین توفیق دینی چاہیئے اور وجہ الجمع یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا تاکہ ثانی الحال مین کافر ومومن ہون اگرچہ ابتدا فطرت مین سب کے سب توحید و اسلام پر مفطور ہوئے ہین جیسا کہ انسے عہد ومیثاق لے لیا تھا فانہم اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اے غیر اللہ سوائے خدا کے وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ یہ کلام تعلیل ہی انپر ضلالت ثابت ہونے کی کہ انھون نے شیاطین کو اولیا بنایا اور خیال کرتے ہین کہ ہم ہدایت پر ہین قال الشیخ ابن جریرؒ بعض لوگون نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو فعل معصیت یا اعتقاد ضلالت پر عذاب نہین کریگا مگر جبھی کہ ٹھیک وجہ سے راہ راست کا اور اس فعل کی معصیت اور اس اعتقاد کی ضلالت ہونے کا علم اسکو ہوا ہو پھر اسنے یہ فعل معصیت و یہ اعتقاد ضلالت باقی رکھا ہو اور یہ زعم ان لوگون کا غلط وخطا ہی اسواسطے کہ اگر یہی ہوتا تو یہان فریق ہدایت مین اور فریق ضلالت مین کچھ فرق نہوتا اسواسطے کہ فریق ضلالت اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے ہین حالانکہ انکے نام واحکام سے اللہ تعالیٰ نے دونون مین فرق فرمایا ہی ف فی العرائس جب قوم نے راہ عدل واحسان سے منھ موڑا اور گمراہون یعنے شیطانون کے پیچھے چلے تو آنحضرت صلعم کو اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جو باتین عدل وتوحید واخلاص وغیرہ جناب الٰہی کے لائق ہین اور کسی اور کو انکی لیاقت نہین ہی وہ اس قوم برگشتہ کو اعلام فرما دے بقولہ قل امر ربی بالقسط اسمین اشارہ ہی

کہ قسط باطنی یہ ہی کہ سر باطن کو دیدار قدم مین حدوث سے مجرد و مقدس کرے اس صفت کے ساتھ کہ درمیان مین حظ نفس کو کچھ بھی دخل نہو کیونکہ وہان نفس کو یہی حظ ملتا ہی کہ مشاہدہ کی حلاوت مین مشغول ہو جاتا ہی بسبب اداے عبادت کے پس نفس کے اس مزہ کے واسطے ایسا نہ کرے بلکہ حظ حق پر رہے وہ یہ ہی کہ انوار عزت ازل کا سر باطن پر ظاہر ہونے کے وقت نفس کو آتش توحید مین جلا دے پس صفات ازلیہ کے ساتھ استقامت پر مستوی رہے تو نہین دیکھتا کہ کیونکر اہل شہود کو انوار جلال سے مکاشفہ دیکر انقطاع حدوث کی دعوت فرمائی بقولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد جب انوار قدرت ظاہر ہون تو دعا و تضرع کے ساتھ اغیار کو درمیان سے دور کرتے ہوئے اپنے چہرون کو اور پیشانیونکو درگاہ عزت کے سامنے خاک پر رکھو کیونکہ دعا یہی ہی کہ لقاء رب مین قلب کو تمام شوق ہو اسطرح کہ درمیان مین غیر کو دخل نہ رہے تولہ وادعوہ مخلصین لہ الدین یعنی حدوث کی کدورت اور غیر کی طرف نظر سے صاف ہو کر توحید و دعا کرو پھر جب یہ صفات پورے ہوئے تو حقائق عبودیت پورے ہوئے جنکو اللہ تعالیٰ نے دین فرمایا ہی شیخ جنیدؒ نے اس آیت مین کہا کہ سر باطن کی حفاظت اور ہمت کے بلند رکھنے کا اور تمام جہان کے عوض اللہ تعالیٰ کو لینے پر راضی ہونے کا حکم دیا شیخ رویمؒ نے کہا کہ اخلاص دعا یہ ہی کہ اپنے افعال سے اپنی نظر اٹھاوے حارث محاسبیؒ نے فرمایا کہ معاملہ الٰہی عزوجل کے درمیان سے مخلوق کو نکال دینا یہی اخلاص ہی - ابو عثمانؒ نے کہا کہ ہمیشہ خالق عزوجل ہی کی طرف نظر رہنے کے واسطے مخلوق کی طرف نظر رکھنے کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہی بعض نے فرمایا کہ ہمیشہ مراقبہ رکھنا اور جملہ حظوظ کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہی قال الاستاد فی قولہ واقیموا وجوہکم عند کل مسجد اسمین اشارہ یہ ہی کہ ہر حالت مین دوامی شہود ہو اور کسی وقت کوئی لحظہ اسکو فراموش نہ کرے خواہ کچھ آوے یا جاوے مقدم ہو یا مؤخر ہو پھر جب سب کو خالص عبودیت کا حکم دیا اور واسطہ خبر دینے مخاطب کیا بعد ازانکہ سب کے سب پردۂ عدم سے موافق قضا و قدر کے شقاوت وسعادت وہدایت وضلالت پر نکلتے ہین تو سب کو مشیت سابقہ پر حوالہ کیا بمعنی آنکہ یہی نہین ہی کہ جو عبودیت کی طرف متوجہ ہوا وہ واصلین مین سے ہی اور جو بھاگا وہ مہجورین مین سے ہی اسواسطے کہ طاعت وعبودیت تو درمیان مین طاری ہو گئی ہین بلکہ جسکی فطرت بندگان مقبول کی فطرت ہی وہ ہر حال مین مقبول ہی اور جسکی فطرت مردود وہ مردود ہی چنانچہ مصرح کر دیا بقولہ کما بداکم تعودون - فریقا ہدی وفریقا حق علیہم الضلالۃ سب کو دو نشان سے موسوم کیا ایک کو بہ نشان لطف اور دوسرے کو بہ نشان قہر پس جو بر صفت لطف ہی اسکو تلوین کی گردش نسے کچھ مضرت نہین اور جو بر صفت قہر ہی اسکو ظاہری تمکین کی منفعت سے کچھ فائدہ نہین ہی پس محل امتحان سے نکلنے کے بعد اصلی فطرت پر ہونگے ایک فریق تو انوار معرفت پر ہوگا اور ایک فریق تاریکی ضلالت پر ہوگا قال النوریؒ ابو الحسن یعنے جو تمیز ازل مین مقدر ہوا وہ بدین واقع ہوگا قال الحسین اعمال پر مغرور مت ہو کیونکہ وہ کبھی انجام کار سے موافق ہوتے ہین اور کبھی مخالف ہوتے ہین قال المترجم یہ سب اقوال قریب قریب ہین قال بعضہم اسی سے اسی کی طرف عود کر دگے اپنے وجود سے انکو دیگر اشیاء کی لذت سے چھڑایا اور اپنے علم ومعرفت کے ساتھ انکو غیر کے علم سے نکالا اور اپنے ارادہ غالب کی معرفت سے انکو اغیار کے ارادہ سے آزاد کیا قال الشیخ مجھے یہان ایک نکتہ معلوم ہوا یعنے بعض کو دیدار جمال سے پیدا کیا تو معرفت مین پڑے اور بعض کو دیدار جلال سے پیدا کیا تو وہ نکرت مین پڑے یعنے عین قدم کے دروازہ پر جا پڑے اور وہان افہام کو تقصیر دامنگیر ہوتی ہی پس میدان نکرت مین پڑے رہجاتے ہین اور بعضے نکرت النکرۃ مین رہتے ہین اور بعضے معرفۃ المعرفۃ مین رہتے ہین پھر جب اوتعالیٰ نے بندون کو مساجد شہود مین اقامت وجوہ کا حکم فرمایا تو اسکے بعد موافقت مراقبات مین زینت اور درستی استقامت کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ

ع ۳
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ
ای اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور مت اُڑاؤ اُسکو خوش نہین آتے اُڑانے والے تو کہہ کسنے
حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً
منع کی ہو رونق اللہ کی جو پیدا کی اُسنے اپنے بندونکے واسطے اور ستھری چیزین کھانے کی تو کہہ وہ ہو ایمان والون کے واسطے دنیا کی زندگی مین نری انکی ہو
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
قیامت کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگون کو بوجھ ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ ای اولاد آدم خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ لو اپنی زینت کو یعنی ایسے لباس پاک کو جو تمھارے اتنے بدن کو ڈھکے جسکا ڈھکنا واجب ہے عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے نزدیک **قال الحافظ** اس آیت کریمہ سے وہ بُرا طریقہ جسپر مشرکین اعتماد کرتے تھے یعنے ننگے ہوکر طواف کرنا دہ مٹا دیا چنانچہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ مشرک لوگ مرد وعورتین سب خانۂ کعبہ کا طواف ننگے بدن ادا کرتے تھے سو مرد تو دن مین اور عورتین رات مین اور بعضی عورت طواف کرنے مین کہتی جاتی ـــ اليوم يبدو بعضه او كله ۔۔ وما بدا منه فلا احله ۔ پس اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ خذوا زينتكم عند كل مسجد ۔ رواه مسلم والنسائی وابن جریر ۔ اور عوفی نے ابن عباس سے اس معنی کے ساتھ اسقدر زائد روایت کیا کہ زینت لباس ہی یعنی وہ کہ شرمگاہ کو ڈھکے اور سوا اسکے بیش قیمت کپڑے ومتاع پس لوگونکو حکم دیا گیا کہ ہر مسجد پاس اپنی زینت کو لیوین اور کہذا قال مجاہد وعطا وابراہیم النخعی وسعید بن جبیر وقتادۃ والسدی والضحاک والزہری وغیر واحد من ائمۃ السلف فی تفسیر الآیۃ یعنے مشرکون کے ننگے طواف کرنے کی رسم کو مٹنے کے واسطے یہ حکم نازل ہوا **قال المترجم** امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرد کو ناف سے گھٹنون تک ڈھکنا واجب ہو اور گھٹنے بھی شامل ہین اور آزادہ عورت کا تمام بدن عورت ہی باستثناء قدم وہتھیلیون کے اور تمام تفصیل فقہ مین مذکور ہی مجھے صرف تنبیہ مقصود ہی پھر آیت کریمہ اگرچہ طواف کی بارہ مین نازل ہوئی لیکن کلام عام ہی پس حکم بھی عام لیا گیا لہذا مفسرینؒ نے عند کل مسجد کی تفسیر مین کہا کہ طواف کے وقت اور نماز کے وقت یعنے حکم عام ہی ۔ پھر یہان یہ اشکال پیش کیا گیا کہ طواف کے وقت تو ستر ڈھکنا واجب ہی اور نماز مین فرض ہی پھر تفرقہ کیونکر ہی اور شافعیہ پر یہ اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ وہ وجوب و فرض مین فرق نہین کرتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک بھی حق عمل مین دونون یکسان ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ حق حکم مین عموماً مساوات نہین چنانچہ جسنے نماز مین ایک آیت پڑھی تو فرض ساقط ہوگیا اگرچہ وجوب قراءۃ سورۂ فاتحہ ودیگر زائد کے نہ پائے جانے سے نقصان رہا جسکا اعادہ واجب ہی حالانکہ شافعیہ کے نزدیک فرض بھی ساقط نہین ہوتا اور نماز باطل ہی بالجملہ حنفیہ پر یہان جواب لازم ہی پس جواب یون دیا گیا کہ آیت سے تو نماز مین بھی وجوب ہی ثابت تھا لیکن فرضیت بدلیل اجماع ثابت ہوئی ہی کذا قیل وفیہ نظر فان الافتراق بین الوجوب والفرض انما ہو اصطلاح حادث والاجماع الذی یفید القطع ہو اجماع السلف فکیف الاجماع اللہم الا ان یقال انہ ثبت من اجماعہم بطلان الصلوٰۃ عند عدم الستر فدل ذلک علی الفرضیۃ لکن فی اثبات ذلک مشقۃ فلیتامل **حافظ ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا کہ زینت کا حکم جو اس آیت سے ثابت ہی اسکے معنی مین جو احادیث سے ثابت ہی وہ چند باتین ہین چنانچہ نماز کے واسطے تجمل مستحب ہی خصوصاً نماز جمعہ وعیدین کے واسطے اور خوشبو لگانا کیونکہ وہ زینت ہی اور مسواک کرنا اسکا تتمہ ہی اور افضل لباس سپید رنگ کا ہی اور عمدہ سرمہ اثمد کا ہی اور سرمہ بھی بغرض تجمل بہتر ہی اور سنگار کی غرض سے اگر عورتون سے تشابہ کرے تو حرام ہے **قال المترجم** ستھرائی اور سنگار مین فرق ہی پس تجمل مین وہی چیزین ہین جو

ستھرائی وزینت ہون اور عورتون کے سنگار مرد پر حرام ہین اور ایسے ہی عورتون پر مرد کی مشابہت حرام ہی اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے ۔ اور منجملہ تجمل کے کنگھی کرنا اور تیل لگانا ہی تمیم داریؓ نے ہزار درم کو ایک چادر خریدی اسکو اوڑھکر نماز پڑھتے تھے وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنے حلال کھانا جو چاہو وہ کھاؤ پیو وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف مت کرو اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ اللہ تعالےٰ مسرفون کو دوست نہین رکھتا اور سورۂ اسرار کی آیت مین فرمایا کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا یعنی مسرف لوگ شیطانون کے بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہی اللّٰہم استغفرک فیما اسرفت وفیما اعلنت واسررت فی تفسیر الحافظ بعضے سلف رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ اللہ تعالےٰ نے تمام طب کو آدھی آیت مین جمع کردیا یعنی کلوا واشربوا ولا تسرفوا **مترجم** کہتا ہی کہ جب پوری سچی بھوک پر کھاوے اور ہنوز بھوک باقی ہو کہ ہاتھ کھینچ لیوے تو انشاء اللہ تعالی بیمار نہوگا اور پرہیز کرنا جسوقت لائق ہی اسوقت کھانا اسراف ہی فتامل ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کھا اور جو تیرا جی چاہے وہ پہن جب تک کہ اسراف کرنا اور اترانا دو نون بدخصلتین تجھسے دور رہین ۔ کما علقہ البخاری اور اسند ابن جریرؒ من طریق طاؤس عنہ اللہ تعالیٰ نے کھانا وپینا حلال کیا جب تک کہ اسراف یا اترانا نہو ۔ اسنادہ صحیح اور امام احمد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً روایت کی اسمین ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ دو بدون اترانے اور بدون اسراف کرنے کے کیونکہ اللہ تعالےٰ محبوب رکھتا ہی کہ اپنی نعمت کو اپنے بندہ پر دیکھے ۔ ورواہ النسائی وابن ماجہ اور بعض روایت مین ہی کہ اللہ تعالی کو محبوب ہی کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے مقدام کندیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہین بھرا ۔ آدمی کو چند لقمہ کافی ہین جو اسکی پشت کو استوار رکھین پھر اگر وہ خواہی نخواہی کھاویگا تو خیر یہ کرے کہ تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پیٹ پانی کے واسطے اور تہائی پیٹ سانس کے واسطے رکھے رواہ احمد والنسائی والترمذی وقال فی نسخہ حسن صحیح انس بن مالکؓ سے مرفوع روایت ہی کہ یہ بھی اسراف مین سے ہی کہ ہر چیز جسکو تیرا جی چاہے اسکو تو کھاوے رواہ الدارقطنی فی الافراد وغریب تفرد بقیۃ **قال المترجم** لعلہ بقیۃ بن الولید وفیہ ضعف وقد وثق واللہ اعلم ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ انہ لایحب المسرفین یعنی کھانے پینے مین اسراف کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ۔ ابن جریرؒ نے اسکی تفسیر مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نہین دوست رکھتا مسرفون کو یعنی ان لوگون کو جو حرام وحلال کی حد سے تجاوز کرتے ہین حتی کہ غلو کرکے حرام کو حلال کرلیتے ہین یا حلال کو حرام کرلیتے ہین بلکہ انھین کو دوست رکھتا ہی جو اللہ تعالےٰ کے حرام کیئے ہوئے کو حرام رکھین اور حلال کیئے ہوئے کو حلال رکھین اور کچھ تجاوز نہ کرین اور یہی وہ عدل ہی جسکا حکم فرماتا ہی قُلْ انکاراً علیہم کہدے یعنی انکار کے طریق سے کہدے مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ اور کون ہی جسنے حرام کردیا اللہ تعالےٰ کی زینت کو جو اُسنے نکالی ہی اپنے بندون کے واسطے یعنی لباس مین سے وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اور پاکیزہ چیزون کو رزق مین سے حاصل آنکہ مشرکون جاہلون نے بہت سے حلال وطیب چیزونکو حرام کرلیا تھا اور طواف کی حالت مین زینت لباس کو ترک کیا اور ننگے طواف کرتے تھے پس ملامت وانکار کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زینت ورزق کو بندون کے واسطے پیدا کیا پس جب اسنے پیدا کیا اور حلال کردیا تو پھر وہ کون شخص ہی جسنے حرام کیا ہی حاصل آنکہ کوئی نہین حرام کرسکتا ہی اور جو حرام جانے وہ باطل وکذاب ہی **قال البیضاوی** اس آیت مین دلیل ہی کہ مطاعم وملابس وانواع تجملات مین دراصل اباحت ہی پس سوائے ان مطاعم وملابس وغیرہ کے حرام نہونگے جو کسی دلیل خاص سے حرام یا مکروہ ثابت ہوئے ہین اور یہ بیان اصول مین بھی متقرر ہوچکا ہی ۔ اسمین ہمارے زمانہ کے عالمونکو زجر شدید ہی کہ بلا دلیل شرعی کے

بعضی چیزونکو حلال رکھتے ہین اور بعض کو حرام کر لیتے ہین اور ایسے ماسوائے کھانے پینے کے دیگر اشیا مین بھی انکو بیباکی ہے حالانکہ علما متقدمین نے تصریح کردی
کہ عمدًا تحریم و تحلیل کرنا اگر خلاف حکم اللہ تعالی و رسول اللہ صلعم ہو تو کفر ہے پس ان عالمونکو اللہ تعالی توفیق دے کہ ان باتون سے باز آوین
اور عوام کو روا نہین ہے کہ ہر انکی بات کو بلا دلیل شرعی مان لین بلکہ غور کرین کہ اپنا دین کس سے لیتے ہین اور اس آیۃ کریمہ مین فکر کرکے
بعضے اہل تصوف بھی جو نفس کشی اسی مین جانتے ہین کہ اچھا کھانا نہ کھاوین اور اچھا کپڑا نہ پہنین اور مانند اسکے وہ بھی باز آوین اور نیز جو لوگ
ان چیزون کے حاصل کرنے کے واسطے اسراف کرتے ہین اور بہت سے شبہات بلکہ حرام طریقون سے حاصل کرتے ہین وہ بہت
ہی برا کرتے ہین اللہم اہدنا و یسر لنا و عافنا واعف عنا وانت ارحم الراحمین قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا تو کہدے کہ یہ
زینت وطیبات رزق ثابت ہے مومنون کے واسطے زندگانی دنیا مین یعنی مومنین اسکے مستحق ہین اگرچہ غیر مومن بھی ان کے شریک ہین
کذا قال المفسر خَالِصَةً نافع رح کی قراءۃ مین بالرفع ہے بنا بر آنکہ خبر بعد خبر ہے گویا تقدیر کلام یون ہے قل ہی غیر خالصۃ للذین آمنوا فی الحیوۃ
الدنیا خالصۃ لہم يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنے قیامت مین یہ طیبات وزینت خالص یعنے مخصوص مومنون ہی کے واسطے ہین اور جمہور کی قراءۃ
مین خالصۃ بنصب ہے بنا بر آنکہ حال واقع ہے اور معنی یہ ہین کہ درحالیکہ یہ طیبات وزینت خالص و بلا شرکت ثابت ہین مومنون کے لیئے
قیامت مین اور دنیا مین مومنون کے واسطے مطلقًا ثابت فرمایا اور غیر خالص نہین فرمایا تا کہ ظاہر ہو کہ اصلی استحقاق مومنون کا ہے اور کفار اگر
انکے شریک ہوئے تو تبعًا شریک ہوئے ہین۔ واضح ہو کہ زینت لباس وطیبات طعام مین ایک معنی ادار شکر وعبادت کے اور
لحاظ پاکیزگی شرعی کا معتبر ہے اور یہ ایمان پر موقوف ہے پس خالص وغیر خالص کی تفصیل کی درحقیقت ضرورت نہین کیونکہ کفار کی شرکت اس راہ
سے نہین ہے بلکہ اس معنی کر شرکت ہے کہ یہ اموال دنیاوی و مشتہیات نفس ہین جسمین مومنون کی شرکت نہین ہے کیونکہ قیامت مین مومنون کو
یہی چیزین بدون شرکت نہین حاصل ہونگی بلکہ زینت وطیبات کے مصداق کو جو نعمتہاے جنت سے ہونگی حاصل ہونگی اور اسمین کافرون
کی شرکت نہوگی بلکہ یہان کے مانند وہان بھی بدون زینت وطہارت کے کفار کو پیپ لہو ملیگا اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ
كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ نبینہا مثل ذلک التفصیل جیسے ہمنے مفصل بیان کیا ایسے ہی ہم آیات کو مفصل بیان کرتے ہین لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ایسی قوم کے واسطے جو دانائی رکھتے ہین پس وہ فکر کرکے علم حاصل کرتے ہین اور اسی قوم کی خصوصیت اسواسطے کہ آیات الٰہی سے
انتفاع انھین کو حاصل ہوتا ہے ف **فی العرائس** قولہ تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ بندہ کی زینت وہ لباس ہے جسکا طراز (نقش) تو تواضع ہے
اور تانا و بانا اسکا استقامت واخلاص ہے جسکا دامن حوادث سے قطع اور اسکی آستین دونون جہان سے مقصور ہے اور جیب اسکی خشوع ہے
اور عطف اسکا خضوع ہے اور سینہ والا منور بنور آخرت اور شرف بحسن الثواب ہے پس تائبین کا لباس تو سوزش دل وگریہ وزاری ہے
اور پرہیزگارون کا لباس تضرع وشتار ہے اور زاہدون کا لباس انکے چہرون پر نشان نور سجود ہے اور لباس عابدین انکی آنکھون سے ظہور
نور غیب ہے اور محبین کا لباس بیتابی محبت وہیجان درد ہے مشتاقون کا لباس پیاپے آنسو جاری ہونا اور ہیجان ہے عاشقین کا لباس وجد و
غلبات ہین اور مستانسین یعنی حضرت اللہ تعالی سے بمقام انس مین مشرف ہونیوالون کا لباس سکینت و وقار ہے اور عارفون کا لباس ہیبت
واجلال ہے اور موحدین کا لباس حیرت وفنا ہے ادنی درجہ والا عبودیت مین اور اونچے درجہ والا انوار ربوبیت مین ہے جو عبودیت کو
بجالایا اسکا لباس افعال ہین اور جو ربوبیت مین حاضر ہے یعنے از خود رفتہ ہے اسپر لباس صفات ہے اور جو فنا ہو کر قبلۂ قدم کی طرف
متوجہ ہے اسکا لباس انوار ذات ہین پس احوال مین بڑا تفاوت اور لباس مین بڑا تفاوت اور بندون مین بڑا تفاوت ہے واسطی رح نے

کہا کہ یا بنی آدم کا خطاب تعریض بعباد ہے گویا فرمایا کہ ای اولاد نقص وعیب اسمین انکو تنبیہ کی تا کہ اپنے نفوس پر نظر والتفات نہ رکھین
استاد رح نے فرمایا کہ زینت آدمی کی یہ ہے کہ نفس سے پاک ہو کر درگاہ باری تعالے مین حاضر ہون اور اسکی چوکھٹ کو لازم پکڑین اور ہردم ہمیشہ
شہود حقیقت مین رہین بعض نے کہا کہ عابدون کی زینت یہ کہ آثار سجود ہون اور عارفون کی زینت انوار وجود ہین پس عابد تو بارگاہ کبریا کے
دروازہ پر بندگی کرتا ہے اور عارف بساط احترام پر بیٹھا رہتا ہے پس بندون مین بڑا فرق ہے بعض نے کہا کہ زینت نفوس تو خدمت پر کر
اور زینت قلوب حفظ حرمت پر اور زینت ارواح یہ کہ درگاہ کبریائی مین ہیبت کے ساتھ سر جھکائے رہین بعض نے کہا کہ زبان کی زینت
دوام ذکر ہے اور قلب کی زینت صفات قدرت مین فکر ہے بعض نے کہا کہ زینت ظاہری سجود ہے اور زینت باطنی شہود ہے بعض نے
کہا کہ نفوس کی زینت یہ کہ مجاہدات وریاضات مین اخلاص وغیرہ سے اچھا معاملہ رکھین اور قلوب کی زینت یہ کہ مشاہدات سے دائمی
واصل رہین پھر زینت کو جو آثار قرب ہین ذکر کرنے کے بعد انکو توبیخ کی جو بلا دلیل اہل حق سے انکار کرتے ہین اور لباس تقوی و اسکے آثار سے
اپنے نفوس سرکش کو محروم رکھتے ہین **قولہ** قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق خطاب پاک مین دو باتون کا
احتمال ہے ایک تو اعدا پر غضب کا اور دوسرا اولیا پر فضل ورحمت کا یعنی کس شخص کو یہ جرأت ہے کہ ایسے بندون خاص پر انکار کرے
جو زینت عبادات وانوار حقائق ومعارف سے آراستہ ہین۔ واضح ہو کہ یہ زینت ولباس جس سے خواص بندے آراستہ ہین وہ کسی کے
امکان مین نہین ہے کہ خود حاصل کرے اسیواسطے اخرج لعبادہ سے اپنی ہی طرف اسکو مضاف کیا اور مخصوص کردی انکی حلت اپنے بندون
کے واسطے اور اسکے بندے وہی ہین جو اہل الحق کہلاتے ہین جنمین کوئی خیانت نہین اور کچھ شائبہ شرک و بدعت نہین ہے اور انکو مباح کردیا
کیونکہ بدون علت وکلفت کے انکی توکل برضا ومحبت پر انکو حاصل ہوا پھر واضح ہو کہ ظاہری زینت وطیبات مین کافرونکو شرکت ہے اور
باطنی لباس ورزق مین کسی کو شرکت نہین وہ دونون جہان مین مومنون کے واسطے مخصوص ہے وقد قال اللہ تعالی قل ہی للذین آمنوا فی الحیوۃ
الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ وہان ان انوار کا خلوص کے ظہور ہوگا۔ اور نیز وہ نور جلال وجمال ہے جو عارفین کے بشرے سے ظاہر ہوتا ہے اور طیبات
رزق وہ ثمرات ہین جو درختان تجلی وقرب سے انکو حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ یہ زینت تو جنگلون کی مباحات ہین اور آبادیون سے کے
جو حلال کمائی سے حاصل ہوا اور طیبات رزق سے مراد وہ مال غنیمت ہے جو جہاد مین حاصل ہے شیخ ابو عمرو الدمشقی نے فرمایا کہ جو
معونات بندگان مخلص کو پہونچتے ہین اور جو کرامات انکو حاصل ہوتی ہین استاد رح نے کہا کہ طیبات تو وہ ارزاق ہین جو نفوس کو اسکے
افضال سے حاصل ہوتے ہین اور قلوب کو اسکی طرف اقبال سے حاصل ہوتے ہین بعض نے کہا کہ عابدون کا رزق الہام ہے
اور عارفون کا ماسوائے حق کے سب کو فراموش کرنا پھر واقعی محرمات جنکو اہل جہالت حلال رکھتے ہین اور برعکس اہل معرفت کے
اپنی ضلالت سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہین بیان فرمانے کا حکم دیا بقولہ تعالے

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے سو بیحیائی کے کام جو کھلے ہین انمین اور جو چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اسنے سند نہین اتاری
بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝
اور یہ کہ جھوٹھ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہین

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ فواحش جمع فاحشہ اور وہ کبیرہ گناہ ہین مانند زنا کے یعنی جنپر عذاب دوزخ کی وعید ہے اور

اسمین ننگے طواف کرنا بھی داخل ہی جو مشرکین کرتے تھے اور بعض مفسرین نے جملہ حرام گناہون کو شامل لیا بسبب کلمہ انما کے جو مفید حصر ہی اور علی ہذا اجنبی عورت پر بدنظر کرنا بھی حرام ہی فافہم مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ای جہرًا وسرًّا یعنے علانیہ ظاہر وکھلے ہوئے پوشیدہ ہر حالت مین حرام کیا ہی پس مشرکین جو پوشیدہ زنا کو عیب نہین جانتے تھے انکی جہالت تھی بلکہ فواحش خواہ علانیہ ہون یا پوشیدہ ہون سب طرح انکو اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا۔ پھر فواحش پر عطف کیا وَالْإِثْمَ یعنے حرام کیا اثم کو وہ معصیت ہی **قال البیضاوی** یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہی یعنے فواحش بھی معصیت ہین پس فواحش اور جملہ گناہ کو حرام کیا اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد شراب پینا اور یہ ضعیف ہی اسیواسطے بعض نے کہا کہ فواحش سے وہ محرمات معاصی مراد ہین جو فرج وشرمگاہ سے متعلق ہین اور اثم سے تعمیم کردی یا ماسوائے اسکے مراد ہین وَالْبَغْيَ علی الناس۔ یعنے ایسے گناہ جو کرنے والے ہی تک نہ رہین بلکہ انکا ضرر غیرون پر متعدی ہو پس چور کا ہاتھ کاٹنا ورلڑکا کو درے مارنا وغیرہ اگرچہ ایسا فعل ہی کہ اسکا ضرر دوسرے پر متعلق ہی لیکن اسکو خارج فرمایا بقولہ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنے دوسرے پر متعدی ناحق ہو اور وہ ظلم ہی پس اول مین تو اُن افعال بد سے ممانعت ہوئی جنمین دوسرون پر تعدی کا قصد نہو اور بغی بغیر الحق سے ہر ایسے فعل سے ممانعت ہی جسمین ناحق دوسرے پر تعدی مقصود ہو اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے تکبر ہی۔ پھر ایسے ظلم سے ممانعت کی جو اپنے اوپر و غیرون کے اوپر سخت ناحق ظلم اور سب سے پلید و بدتر ہی یعنے وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ای الم ینزل باشراکہ حجۃ یعنے اور حرام کیا یہ کہ شرک کرو تم اللہ تعالےٰ کے ساتھ وہ چیز کہ نہین اُتاری اللہ تعالےٰ نے اس چیز کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی کوئی حجت **قال البیضاوی** اسمین مشرکون پر تہکم ہی اور آیت مین تنبیہ ہی کہ جس بات پر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اسکا اتباع نہ چاہیئے پھر ان تشرکوا پر عطف کیا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ یعنے اور حرام کیا یہ کہ کہو تم اللہ تعالےٰ پر وہ بات جو تم نہین جانتے ہو پس جو اللہ تعالیٰ نے حرام نہین کیا اسکو مشرکون کیطرح بیان کرنا کہ اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہی یا جو حلال نہین کیا اسکو حلال بیان کرنا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہی یہ سب حرام وکفر ہی اور ایسے ہی صفات الٰہی مین الحاد کرنا و دیگر امور جنکے واسطے کوئی شرعی دلیل نہین ہی اسی حکم مین ہین **ف** قولہ قل انما حرم ربی الفواحش۔ فحش ظاہری وہ ہی جو آدمی کو خالص عبادت سے مشغول کرے اور باطنی فحش وہ ہی جو قلب کو ایسا وسواس پہونچے جو اسکو مشاہدہ حق کے درمیان پردہ ہو جاوے اور نیز ظاہری فحش جو افعال معروف ہین اور باطنی ہین جو اس فعل کی حلاوت نفس مین باقی رہے وہ بھی شامل ہی قولہ والاثم والبغی اثم مین اللہ تعالےٰ کے نیک بندون سے انکار کھلے کھلے داخل ہی اور بغی ہین جو باطن مین انسے حسد ہو شامل ہی قولہ وان تشرکوا باللہ الخ او تعالیٰ اپنے جلال وعلو کبریائی مین اس شان پر ہی کہ اوہیت مین اسکا کوئی شریک ہونا بالکل محال ہی اور درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین ہی پھر جو لوگ علوم لدنی کے مدعی ہین انکے منھ مین خاک جھونکی بسا قال تعالیٰ وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون **سہل** رح نے کہا کہ جسنے کلام کیا اللہ تعالیٰ کی طرف بدون اجازت کے بغیر طریقہ حرمت وادب کے تو اسنے اپنا پردہ پھاڑا اور حد سے تجاوز کیا اور اللہ تعالےٰ نے اس کلام سے تحذیر فرمائی **ابو عثمان** رح نے **قولہ** انما حرم ربی الفواحش مین کہا کہ جو طاعت تو ایسی ادا کرے کہ مقصود اسمین کوئی غیر ہو خواہ آدمی یا کوئی اور چیز تو یہ فواحش مین سے ہی **قال المترجم** یہ پسندیدہ قول ہی اسواسطے کہ وہ ریا ہی اور ریا شرک ہی جو افحش الفواحش مین ہی بعض نے کہا کہ فواحش مین سے جو ظاہر ہین از انجملہ جھوٹ کا بولنا اور غیبت کرنا اور بہتان باندھنا اور باطن جو پوشیدہ ہین۔ از انجملہ غلول اور کھونٹ اور حقد وحسد ہی استاد رح نے کہا کہ ظاہرہ مین سے ذلت وگناہ حرام ہے اور باطنہ مین سے غفلت ہی اور بعض نے کہا کہ محب سے یہ بات بھی گناہ ہی کہ محبوب سے صادر ہو **قال المترجم** پھر اللہ تعالیٰ

نے شرک وکبیرہ گناہ و او تعالیٰ پر افترا باندھنے والونکو سخت تہدید فرمائی

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ○

اور ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہی پھر جب پہونچا اُن کا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی اور نہ جلدی

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ اور واسطے ہر امت کے أَجَلٌ مدت ہی یعنی وقت معین ومحدود ہی جسمین اُنپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوتا ہی پس یہ اہل مکہ کو تہدید ہی حاصل آنکہ اس مدت مہلت مین فواحش وافترا بجناب باری تعالیٰ سے باز رہکر اپنے آپ کو صلاح کرین۔ یا بمعنی یہ کہ اس مدت پر انکو موت دیجاتی ہی اور احتمال ہی کہ آیت دونون معنی کو شامل ہو اور عام ہو فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ یعنی پھر جب ہر امت کی اجل مقدر آگئی تو اُنپر عذاب یا جو مقدر ہی طاری ہو جاتا ہی بعض نے کہا کہ اجل سے مراد وقت نزول عذاب ہی بعض نے کہا کہ زندگی وعمر کی مدت مراد ہی وعلی ہذا ہر ایک کے واسطے ایک وقت مقرر ہوگا جسمین تقدیم وتاخیر نہین نافع ہی اور اجل کا اطلاق عمر کی تمام مدت پر بھی آتا ہی اور اخیر جزو پر بھی ہوتا ہی جسمین موت نے حلول کیا لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً نہین تاخیر دیے جاتے ہین ایک ساعت وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ اور نہین تقدیم دیے جاتے ہین پس یستاخرون ویستقدمون بمعنی لایتاخرون ولایتقدمون ہوگا اور ساعت سے خاص کر ایک ساعت بالخصوص مراد نہین ہی بلکہ عرف مین نہایت کمتر وقت پر بولا جاتا ہی پس مراد نفی تاخیر وتقدیم ہی۔ اور بیضاوی نے کہا کہ باب استفعال اپنے معنی پر ہو سکتا ہی یعنے نہ طلب کرینگے تاخر وتقدم کو بسبب شدت ہول کے **قال المترجم** اس تقدیر پر ساعت بالکل غیر مربوط ہوا جاتا ہی کما لایخفی۔ جمہور نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ ہر میت اپنی اجل مقدر پر مرتی ہی اگرچہ قتل ہو یا گر کر مرے۔ اور اسی کے مانند ہی قولہ تعالیٰ ما یسبق من امۃ اجلہا وما یستاخرون۔ اور حسن بصری رح سے روایت ہی کہ لوگ بڑے احمق ہین کہ یون کہا کرتے ہین کہ ای میرے پروردگار اسکی عمر مین درازی دیدے حالانکہ او تعالےٰ فرماتا ہی کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ۔ اور سعید ابن المسیب رح سے روایت ہی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کاری سے زخمی ہوئے تو کعب احبار رح نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو انکی موت مین تاخیر کیجاتی تو کعب سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہی کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ تو کعب نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ واضح ہو کہ قولہ ولا یستقدمون مین بعض نے کہا کہ یہ اخبار ہی کہ لوگ اپنی موت مقدر سے پہلے نہین مر سکتے ہین بلکہ اس مدت کا پورا کرنا ضرور ہی جیسے کہ انکو ذرہ برابر بھی تاخیر نہین حاصل ہوتی ہی پس یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ۔ لا یستاخرون پر عطف ہی اور یہی ظاہر قول شیخ مفسر و دیگر مفسرین کا ہی اور تفتازانی رح و کرخی رح نے جملہ مستانفہ ہونا اختیار کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ بمنزلہ مثل کے ہی اس مجموع کلام سے یہی مقصود ہی کہ وقت متقرر ہو چکا اسمین تغیر وتبدل نہوگا **ف** واضح ہو کہ اہل علم نے اس مسئلہ مین طول کلام کیا اسکو بعض متاخرین نے جمع کیا اور بعض معاصرین نے درج کیا جسکی تلخیص مین ترجمہ کرتا ہون کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ موت کے وقت مقدر مین تقدم وتاخیر نہین ہوتی ہی اور اسی کے مانند ہی قولہ وما یسبق من امۃ اجلہا الآیۃ۔ اور ایسا ہی قولہ ان اجل اللہ اذا جاء لا یوخر الآیۃ اور قولہ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا الآیۃ اور قولہ ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا الآیۃ۔ پس ان آیات سے تو تعین وتقدیر وقت کہ اس سے تقدیم وتاخیر نہین ہو سکتی ہی ثابت ہوتا ہی اور ظاہر مین وہم ہوتا ہی کہ یہ معارض ہی قولہ تعالےٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ اور قولہ ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ الآیۃ پس جمہور کا مذہب یہ ہی کہ عمر زیادہ

وکم نہین ہوتی ہو اور اُنھون نے اُن آیات متقدمہ سے استدلال کیا ہو اور نیز احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہو مانند حدیث ابن مسعود رض کے تم مین سے ہر ایک کی خلقت چالیس روز مین مجتمع ہوتی ہو پھر وہ علقہ ہوتا ہے پھر مضغہ ہوتا ہے اسیقدر دنون مین پھر اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہو اور چار باتون کا حکم دیا جاتا ہو کہ اسکا رزق و عمل اور اجل اور شقی ہو یا سعید لکھدے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین ہو اور اسی معنی مین اور احادیث صحیحہ آئی ہین اور جمہور نے قولہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت کے معنی مین یہ تاویل کی ہو کہ جو شرائع و فرائض چاہتا ہو منسوخ فرماتا ہو اور جو چاہتا ہو ثابت رکھتا ہو اور اسکو منسوخ نہین کرتا اور جملہ ناسخ و منسوخ اسکے نزدیک ام الکتاب مین موجود ہین **قال المؤلف** پوشیدہ نہین کہ یہ تخصیص عموم آیت کی بلا مخصص ہو **وقال المترجم** وجہ تخصیص تو آیات و احادیث متقدمہ سے ظاہر ہو ثم قال اور نیز کہا جائیگا کہ قلم قدرت تو قیامت تک واقع ہونے کو لکھ چکا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہو اور اسی مین سے نسخ شرائع و فرائض ہو پس یہی مثل عمر کے ہین پس جب انمین محو و اثبات جائز ہو تو عمر مین بھی جائز ہوگا **قال المترجم** یہ مؤلف مذکور کا سہو ہو اسواسطے کہ جمہور کا منشا یہ ہو کہ قلم قدرت نے جو امر قیامت تک کیواسطے لکھدیا وہ ام الکتاب مین موجود ہو پس محو و اثبات یعنی حدوث امر جدید نہین ہو بلکہ حدوث تعلقات ہو چنانچہ تصریح انھون نے کہدیا کہ ناسخ و منسوخ ہر دو ام الکتاب مین موجود ہین پس یہ سمجھنا کہ فرائض و شرائع مین حدوث امر جدید ہوتا ہو یہ غلط فہمی ہو اور علی ہذا عمر مین بھی جو سوانح و وقائع ہین سب بجاے خود موجود ہین اور نسخ اسمین جاری ہونے کے کوئی معنی نہین حاصل آنکہ فرائض و شرائع مین محو و اثبات موافق قلم قدرت کے جو قدیم سے جاری ہوا ہو اب اُسکا تعلق ظاہر ہوتا ہو نہ آنکہ محو و اثبات وقتاً فوقتاً جدید پیدا ہوتا ہو فافہم ثم قال اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین محو و اثبات سے جو ملائکہ حفظہ کے دفترین ہو ماسواے حسنہ و سیئہ کے اسکا محو و اثبات مراد ہو کیونکہ حفظہ تو سب کچھ لکھ لیتے ہین جو آدمی سے واقع ہو **قال المترجم** یہ تاویل کیک ہو اگرچہ اسپر مؤلف مذکور کا اعتراض اول وارد نہین ہوتا جیسا کہ مین جواب دے چکا ہون ثم قال اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہو بخشتا ہو اور جو چاہتا ہو چھوڑتا ہو قلت وہو خلاف الظاہر وکذا ما قال بعضہم ان المعنی یمحو ما یشاء من القرون کقولہ الم یروا کم اہلکنا من قبلہم من القرون وقال تعالےٰ ثم انشانا من بعدہم قرنا آخرین فمحا قرنا واثبت آخر اور بعض نے کہا کہ وہ ایسے شخص کے حق مین ہو جو طاعت الٰہی بجالاتا تھا پھر گناہ کرنے لگا پھر توبہ کی تو جو کچھ اسکے دفتر گناہ سے چاہتا محو کرتا ہو اور جو دفتر نیکی سے چاہتا باقی رکھتا ہو اور بعض نے کہا کہ جو دنیا سے چاہتا محو کرتا ہو اور آخرت کو باقی رکھتا ہو اور مانند اسکے دیگر اقوال تاویلی ہین وقال المؤلف یہ سب مجرد دعوی ہین انپر دلیل قائم نہین ہو اور اسمین شک نہین کہ محو و اثبات کی آیت عام ہو جسکو اللہ تعالی چاہے محو کرے اور جو چاہے ثبت کرے پس تخصیص بدون مخصص کے نہین ہوسکتی ہو **وقال المترجم** مشیت الٰہی یعنی داخل تحت قدرت ہونے مین کلام نہین ہو ولیکن جب موت کیواسطے وقت مقدر ثابت ہو تو باہم انکا تعارض دفع کرنا ضرور محتاج تاویل ہو پس تاویل کی کچھ تخصیص نہین ہان بعض احوال مین بعض امور سے تخصیص تاویل محتاج استناد ہو فتامل اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب اسمین یہ تاویل مذکور ہو کہ معمر سے طویل العمر مراد ہو اور ناقص سے قصیر العمر مراد ہو اسپر اعتراض کیا گیا کہ لا ینقص من عمرہ کی ضمیر معمر کی طرف راجع ہو اور معنی یہ ہوسے کہ نہین ناقص ہوتی عمر اس معمر مین سے الا آنکہ وہ کتاب مین مقدر ہو پس یہ ظاہر معنی کلام ہین اور جو تاویل مذکور ہوئی وہ بنا بر آنکہ ضمیر راجع بطرف غیر مذکور ہو اور یہ خلاف ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ ما یعمر من معمر سے عمر آیندہ مراد ہو اور لا ینقص من عمرہ سے عمر گذشتہ مراد ہو اور یہ بھی خلاف ظاہر ہو کیونکہ یہ نقص از عمر نہین ہو جو مقابل زیادت ہو اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ سن ہرم کو پہونچا اور لا ینقص سے دوسرے شخص کی عمر

جو اس سن سے کم رہا ہو مراد ہو اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ ساٹھ برس تک پہونچا اور ناقص سے جو اس سے کم مین مرگیا اور بعض دیگر اقوال تاویل مذکور ہین جنکی صحت مین تامل ہو اور ایک جماعت اہل علم نے کہا کہ عمر گھٹتی بڑھتی ہو اور استدلال انکا آیات متقدمہ سے ہو کیونکہ محو و اثبات عام ہین جو عمر و رزق وغیرہ سب کو عموماً شامل ہین اور سعادت و شقاوت کو بھی شامل ہین اور ایک جماعت صحابہ و تابعین اتباع صالحین سے ثابت ہوا کہ وے اپنی دعا مین کہا کرتے کہ اللہم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی منہم وان کنت کتبتنی من اہل الشقاوۃ فامحنی عنہم واثبتنی فی اہل السعادۃ یعنی اے پروردگار تعالےٰ اگر تو نے مجھ بندے کو اہل سعادت مین لکھا تو انھین مین ثابت فرما اور اگر تو نے مجھکو اہل شقاوت مین لکھا تو مجھکو انمین سے محو فرما دے اور اہل سعادت مین لکھدے اور جو لوگ کہ کمی بیشی عمر کے تابع ہین وہ اپنے قول کے واسطے آیات مثبت کی تاویل مین کوئی ایسی بات نہین لائے جو عموم کے واسطے مخصص ہو اور آیت محو و اثبات دلالت کرتی ہو کہ عمر مین کمی بیشی ہوسکتی ہو اور ایسے ہی قولہ تعالی وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب بھی اسی معنی پر دلیل ہو اور ایسے ہی قولہ تعالےٰ ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ بھی دلالت کرتا ہو کہ آدمی کے واسطے دو اجل ہین انمین سے جسکو اللہ تعالےٰ نے چاہتا ہو زائد کو یا ناقص کو آدمی کے واسطے حکم فرماتا ہو اور اسی پر دلالت کرتا ہو جو صحیحین وغیرہ مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہو کہ صلہ رحم بڑھاتا ہو عمر مین اور صحیحین مین ہو کہ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وان ینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ اور ایک روایت مین ہو من احب ان یمد اللہ فی عمرہ واجلہ ویبسط فی رزقہ فلیتق اللہ ولیصل رحمہ۔ اور ایک روایت مین ہو صلۃ الرحم وحسن الخلق وحسن الجوار یعمرن الدیار ویزدن فی الاعمار۔ و نیز کتاب مجید مین بندون کو دعا کرنے کا حکم وارد ہوا ہو چنانچہ فرمایا ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین۔ اور قولہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء اور قولہ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اور قولہ۔ واسئلوا اللہ من فضلہ۔ اور جن احادیث مین دعا کا حکم آیا ہو وہ کثرت سے متواتر ہین اور انمین آیا ہو کہ دعا دفع بلا ہو اور بعض مین ہو کہ دفع قضاء ہو اور صحیح مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا اللہم انی اعوذ بک من سوء القضاء ودرک الشقاء وجہد البلاء وشماتۃ الاعداء اور حدیث قنوت الوتر مین ہو۔ وقنی شر ما قضیت۔ پس اگر دعا کچھ بھی مفید نہوتی تو اسقدر تاکید شدید سے فائدہ نہوتا اور نیز صدقہ کے بارہ مین ہو کہ دفع البلاء ہو اور نیز دواء کے واسطے بھی حکم ہو پس محو اثبات اپنے ظاہر پر ثابت ہو پھر اگر کہا جاوے کہ جن آیات مین ثبوت ہوا کہ اجل مین تقدم و تاخر نہین ہوتا انکو کس تاویل پر محمول کیا جائیگا تو جواب یہ ہو کہ انمین کوئی تاویل نہین بلکہ نفس آیات سے جو معنی ظاہر ہین جیسا کہ بعض سلف نے اسپر تنبیہ کی اور خلف مین سے بعض نے بیان کیا ہو وہی لیے جاوین یعنے مختص اس اجل سے جو آجاوے پس موت جب آگئی تو اسوقت موخر و مقدم نہین ہوتی اور خود مؤید ہو کہ آیت مین اسکی تقیید موجود ہو چنانچہ فرمایا اذا جاء اجلہم۔ اور نیز فرمایا ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا۔ اور نیز فرمایا ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر پس جملہ آیات مین اتفاق و اجتماع اس طرح ممکن ہو کہ اجل جب آگئی تب مقدم و موخر نہین ہوتی ہو اگرچہ اس حالت کے سواے مین تقدیم و تاخیر رو الحتی خواہ دعاء سے یا صلہ رحم سے یا کسی فعل خیر سے جیسے کہ تقدیم بوجہ عمل بد کے ممکن ہو اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالےٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا اور مانند اسکے دیگر آیات مین ثابت ہو کہ امر مقدر ہو جواب یہ ہو کہ یہان بھی اتفاق و جمع ہو پس یہ محمول ہو عدم تسبیب از بندہ باسباب خیر پر اور دیگر محمول ہین تسبیب از بندہ باسباب خیر پر **قال المترجم** ایسا ہی مؤلف مذکور نے طول کے ساتھ نقل کیا اور مترجم کے نزدیک مؤلف مذکور نے ایک طول بحث متوحش کو صرف بحث لفظی پر مبنی کیا اسواسطے کہ افعال خیر و شر بھی بندہ کی

خلقت سے نہین ہین اور وقوع موافق تقدیر الٰہی ہی اور خود مؤلف مذکور نے آگے نقل کیا کہ اگر کہا جاوے کہ دلائل کتاب و سنت سے صحیح متقرر ہوا کہ تمام افعال الٰہی سب ازلی ہین اور وہ ہر شئی مین سابق ہو چکے ہین اور یہ صحیح نہین کہ اسکے علم کے خلاف واقع ہو ورنہ جہل لازم آویگا اور یہ قطعاً و بالاجماع جائز نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ ہان بے شک اسکا علم ازلی و سابق ہی اور ہر چیز کو واقع ہونیسے پہلے او تعالےٰ جانتا ہی اور تمام اہل الحق کے درمیان اس بات مین کچھ خلاف نہین ہی لیکن یہان صرف ابطال ایسی قوم کا ہی جنھون نے غلو کر کے دعا و صلہ رحم و تقوی وغیرہ اعمال خیر کے فوائد کو باطل سمجھا ہی حالانکہ جسنے اپنے علم ازلی و سابق تقدیر کا ہمکو دانستہ کیا اُسی نے اُن اعمال و افعال خیر کے بجا لانے کا حکم دیا ہی **قال المترجم** اصل بحث تو اجل کے بیان مین تھی اور مؤلف مذکور نے کسی رسالہ سے نقل کیا اور بحث سے خروج ہوا بالجملہ جن لوگون نے یہ زعم کیا کہ بندہ محض مجبور ہی وہ گمراہی و ضلالت مین پڑ گئے جیسے وہ لوگ گمراہ ہین جنھون نے بندہ کو قادر مختار خیال کیا ہی بلکہ واقعی تحقیق ہی کہ جو فوائد دعا وغیرہ کے حدیث و آیات سے ثابت ہین وہ برحق ہین اور یہ بہت بڑی جہالت ہی کہ آدمی کھیتی نہ کرے اور پیداوار کی ہوس کرے اور **مترجم** نے قولہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ کی تفسیر مین تھوڑا سا اسکا بیان کر دیا ہی اور مؤلف مذکور نے یہان بہت اطناب کیا ہی اور مفید باتین لایا ہی **مترجم** کو زیادہ گنجائش نہین اسواسطے ترک کرتا ہی اور قدر مذکور مین کفایت ہے واللہ ولی التوفیق والھدایۃ -

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اے اولاد آدم کی کبھی پہونچین تم پاس رسول تم مین کے سناوین تکو آیتین میری تو جسنے خطرہ کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہی اُنپر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور نہ وہ غم کھاوین اور جنھون نے جھٹھ جانین آیتین ہماری اور تکبر کیا انکی طرف سے وہ ہین دوزخ کے لوگ اُسین رہ پڑے

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ اِمَّا در اصل اِنْ مَا تھا - ان شرطیہ اور ما زائدہ ہی يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ یہ جملہ شرط ہی جسپر حرف ان شرطیہ داخل ہی اور وہ حرف شک کا ہوتا ہی پس حرف شک کے ساتھ اسواسطے ذکر کیا کہ تنبیہ ہو کہ رسولون آنا امر جائز ہی واجب نہین ہی جیسا کہ اہل تعلیم نے گمان کیا کذا قال البیضاوی اور بعض نے کہا کہ اہل تعلیم ایک قوم ہی روافض مین سے فافہم تم قال البیضاوی ان شرطیہ کے ساتھ ما زائد بغرض تاکید معنی شرط کے ملایا گیا اسیواسطے فعل کو مؤکد بنون تاکید فرمایا اور جزا اسکی جملہ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ یعنے سو جسنے تقوی کیا شرک سے اور درست کیئے اپنے اعمال یعنے رسولون کے حکم کے موافق اعتقاد و عمل کو درست کیا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے آخرت مین انپر کچھ خوف و اندوہ نہین ہی وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ استکبار بمعنی تکبر ہی اور استکبروا عنہا یعنی آیات سے تکبر کیا پس ایمان نہ لائے **بیضاوی** نے کہا کہ حاصل معنی آیت کے یہ ہین کہ تم مین سے جسنے شرک سے تقوی کیا اور اپنے اعمال درست کیئے تو اسکے واسطے یہ جزاے خیر ہی اور تم مین سے جسنے ہماری آیات کو جھٹلایا اُسپر یہ عذاب شدید ہی اور اول کی خبر پر اُ داخل کی یعنی فلا خوف بالفاء فرمایا اور دوسرے کی خبر پر نہین داخل کی تو اسوجہ سے کہ وعدۂ خیر مین مبالغہ فرمایا اسواسطے کہ فاء لزوم پر دلالت کرتی ہی پس وعدہ مین مبالغہ ظاہر ہوا اور وعید مین مسامحہ فافہم **فی العرائس** قولہ فمن اتقی واصلح - یعنے اللہ تعالےٰ کی دیدار عظمت و جلال مین وہ غیر اللہ کی طرف نظر رکھنے سے پاک و مقدس رہا اور جو اسکے و اللہ تعالےٰ کے درمیان معاملہ ہی اسکو اصلاح پر رکھا حتی کہ کوئی سانس بدون ذوق

الٰہی و ملاحظۂ جمال و جلال کی نہین نکلی کیونکہ بندہ کی جو سانس بغیر ان اوصاف کے نکلتی ہی وہ فاسد ہی اور بندہ پر اسکی اصلاح کرنا مراقبہ و رعایت سے واجب ہی پس جو ان اوصاف کے ساتھ رہا اسپر نفس کے جنایات و جرم سے کچھ باقی نہین رہا پس اسکو مقامات سے محروم ہونے کا خوف نہو گا اور مشاہدہ سے محجوب ہونے کا غم و اندوہ نہو گا - کما قال تعالےٰ فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اور بعض نے کہا کہ تقوی اسطرح پر کہ ظاہر مین تو ایسے کھانے پینے سے بچا جسمین شبہہ ہی اور ٹھیک ٹھیک اسکے حلال ہونے کا یقین نہین ہی اور باطن کو اسطرح درست کیا کہ ہمیشہ باطن مین اللہ تعالےٰ کا مراقبہ رکھا اور خیالات فاسد و خطرات شیطانی کو دخل نہین دیا **قال المترجم** اسمین اشارہ ہی تقوی کو کسی خاص چیز سے مقید نکیا کیونکہ تقوی کے مختلف مراتب مختلف درجہ پر ہین اور ہر ایک کے واسطے عدم حزن بھی مختلف ہی اور کچھ آخرت کی خصوصیت نہین فافہم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ

پھر اُس سے ظالم کون جو جوٹھ باندھے اللہ پر یا جھٹلاوے اُسکے حکم کو وہ لوگ پاوینگے جو اُنکا حصہ لکھا کتاب مین

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا

یہانتک کہ جب پہونچے اُن پاس بھیجے ہمارے جان لینے کو بولے کیا ہوئے جنکو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے بولے ہمسے گم ہوئے

وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اور قائل ہوئے اپنی جان پر کہ وہ تھے منکر فرمایا داخل ہو ساتھ اور امتون کے جو تمسے پہلے ہو چکے ہین جن اور انسان

فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

آگ مین جہان داخل ہوئی ایک امت لعنت کرینگے دوسری کو جبتک گر چکے اسمین سارے کہا پچھلون نے پہلون کو

رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

اے رب ہمارے انھین نے گمراہ کیا انکو سو تو دے دونا عذاب آگ کا فرمایا دونونکو دونا ہی پر تم نہین جانتے اور کہا پہلون نے

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ ع ۸

پچھلونکو سو کچھ نہوئی تمکو ہمپر زیادتی اب چکھو عذاب بدلہ اپنی کمائی کا -

فَمَنْ اَظْلَمُ کون زیادہ بڑھکر ظالم ہی یعنے کوئی بھی زیادہ ظالم نہین مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا تاکید لان الافتراء لا یکون الا کذبا یعنے کذبا فقط تاکید افترا ہی کیونکہ افترا تو کذب ہی ہوتا ہی الحاصل اپنی جان پر ظلم کرنیوالا بڑھکر نہین ہی اس شخص سے جسنے افترا باندھا اللہ تعالےٰ پر جھوٹ یعنی اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک قرار دیا خواہ زبان سے یا فعل سے یا اعتقاد سے یا کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے فرزند ہی خواہ بیٹا یا بیٹیان یا کہا کہ فواحش بجا لانے کا ہمکو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہی بالجملہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین جسنے اللہ تعالےٰ خالق رزاق منعم کبیر متعال جل جلالہ پر افترا باندھا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یا جھٹلایا اللہ تعالےٰ کی آیات کو یعنی قرآن مجید کو اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ ای یصیبھم ایسے لوگون کو پہونچ جائیگا نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ای حظھم مما کتب لھم فی اللوح المحفوظ من الرزق والاجل وغیر ذلک - انکا حصہ اس چیز سے جو لکھا گیا ہے انکے واسطے لوح محفوظ مین موافق مشیت الٰہی کے رزق و اجل وغیرہ ایسا ہی محمد بن کعب القرظی و ربیع بن انس و عبد الرحمن بن زید نے تفسیر فرمایا اور مجاہدؒ نے کہا کہ جو انکو بھلائی برائی کا وعدہ دیا گیا ہے

وہ پہونچیگا اور یہی قتادہ و ضحاک و بہتون کا قول ہی اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا ہی اور حافظ **ابن کثیر** نے کہا کہ قول بحسب المعنے قوی ہی اور
سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہی یعنی قولہ حَتّٰی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہانتک کہ جب آجاوینگے انکے پاس ہمارے رسول یعنی ملائکۃ الموت
کہ یَتَوَفَّوْنَهُمْ انکو وفات دینگے تو قَالُوْٓا ملائکہ کہینگے ان منکرون مفترین سے ذلیل کرنیکو کہ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
دی کہان ہین جنکی تم عبادت کرتے تھے سوائے اللہ تعالیٰ کے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا مفتری جواب دینگے کہ ہماری نظر سے غائب ہو گئے
ہمکو اب نہین سوجھتے ہین یعنی ہمکو اب کچھ انکے نفع و مدد کی امید نہین رہی کرخیؒ نے کہا کہ جواب بحسب المعنی ہی کیونکہ سوال تھا کہ اینما کنتم وہ کون
جگہ ہین تو ظاہر جواب یہ تھا کہ وہ فلان جگہ ہین اور حق یہ ہی کہ سوال و جواب یکسان ہین کیونکہ سوال مین انکے باطل معبودون کا ٹھکانا پوچھنا
مقصود نہین ہی بلکہ یہی مقصود ہی کہ وہ تمہارے جھوٹے معبود کہان چلے گئے اب اس وقت مین تمہارے آڑے نہین آتے تو انھون نے
جواب دیا کہ ہمسے تو گم ہو گئے اب ہمکو انکے نفع کی کچھ امید نہین ہی یعنے یقین لا دینگے کہ ہمنے غلطی کی اسیواسطے فرمایا وَشَهِدُوْا عَلٰٓی
اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ یعنے موت کے وقت اپنے اوپر یہ گواہی دینگے کہ ہم ضرور کافر تھے قَالَ یعنے اللہ تعالیٰ یا اسکے حکم سے
کوئی فرشتہ یا دوزخ کا خازن فرشتہ ان لوگون سے قیامت کے روز کہیگا اور ماضی کا صیغہ اسواسطے کہ یہ قطعی الوقوع ہی پس
سخت تہدید ہی کہ اسکو واقع ہوا سمجھو ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ یعنے حکم ہوگا کہ داخل ہو تم بھی جملہ
امتون کے ساتھ مین جو تمسے پہلے جن و انس کے گزرے ہین آگ مین قولہ فی النار متعلق ادخلوا ہی یعنے نار مین داخل ہو اور قولہ فی امم یعنی فی جملۃ امم
اور قد خلت جملہ صفت امم ہی اور خلت بمعنی مضت یعنی ایسی امتون مین شامل ہو جو تم سے پہلے کافر و مشرک گزر چکے ہین اور من الجن والانس
بیان امم ہی یعنے وہ امتین جنون و انسانون مین سے ہین۔ یہ حکم تہدید اہل مکہ کو ہی اسیواسطے آیت اولی مین قولہ رسل منکم سے بعض نے آنحضرت صلعم
کو مراد لیا اور لفظ جمع کو تشریف و تکریم پر یا جامع و خاتم رسالت و مصدق جملہ رسل ہونے سے بلفظ جمع بار ہونے پر محمول کیا كُلَّمَا
دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ہر بار جب داخل ہوئی کوئی امت دوزخ مین لعنت کریگی اپنے پہلی کو یعنے اُس دوزخی امت کو
جو اس سے پہلے گزری ہی کیونکہ اسی پیروی و اقتدا کرنے کی وجہ سے پچھلی خراب و دوزخی ہوئی حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَكُوْا ازباب تفاعل ہی
اور معنی تدارکوا اور تلاحقوا اور حاصل آنکہ جو داخل ہوگی وہ اگلے پر لعنت کریگی یہانتک کہ جب متلاحق و متداخل ہو جائینگے فِیْهَا جَمِیْعًا
سب کے سب دوزخ مین تو قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ کہیگی پچھلی امت انکی جو داخل ہونے مین پیچھے ہی یا منزلت مین پیچھے ہی بالجملہ اقتدا کرنیوالی
امت کہیگی لِاُوْلٰىهُمْ ای لاجل اولاہم واسطے اپنی اولی امت کے یعنی متبوع گروہ کے واسطے اللہ تعالےٰ سے پچھلی امت عرض کریگی
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا ای پروردگار یہی لوگ ہین جنھون نے ہمکو گمراہ کیا۔ یعنے گمراہی کی راہ نکال گئی تھی پس انکے پیچھے ہم بھی اسی راہ پر
چلے اور انکی تقلید کرکے گمراہ ہوئے فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس تو ان لوگون کو دوزخ مین سے زیادہ گونہ عذاب دے
کیونکہ ایک تو یہ خود گمراہ تھے اور دوسرے انھون نے دوسرونکو گمراہ کیا پس ضعف یہان کئی گونہ ہی چنانچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے
کہ دنیا مین جب کوئی قتل ناحق واقع ہوتا ہی تو حضرت آدمؑ کے بڑے بیٹے یعنی قابیل پر ایک حصہ عذاب کا قائم ہوتا ہی کیونکہ اسی نے
قتل ناحق پہلے نکالا ہی **قال المترجم** افسوس ہی لوگون کے حال پر نیچر وغیرہ کے مانند کفر و شرک و حرام و مکروہ بدعتین نکالے چلے جاتے
ہین اور خوف نہین کرتے کہ تا قیامت انکے نامۂ اعمال پر عذاب بڑھتا چلا جائیگا اللّٰهم انی اعوذ بک واستغفرک واتوب الیک۔
بالجملہ اتباع و اقتدا والون نے اپنے متبوع لوگون کے واسطے مزید عذاب کی درخواست کی اور یہ انکی جہالت تھی کہ اس سے

غافل تھے کہ ہر ایک پر اسکے گناہ کی قدر عذاب ہی اسیواسطے فرمایا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم مین سے اور انمین سے
ہر ایک کیواسطے عذاب مضعف ہی وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ولیکن جانتے نہین کہ ہر فریق کے واسطے جو کچھ عذاب ہی کیونکہ پچھلون کے
طریقہ گمراہی سے بھی اور لوگ گمراہ ہوئے ہین تعلمون بالتاء الفوقیۃ اکثرون کی قرارۃ ہی پس تتمہ خطاب ہی اور عاصم کی قراۃ مین
بالیاء التحتیہ ہی پس انکی جہالت کا بیان ہی **قال البیضاوی** متبوع لوگون پر بسبب ذاتی کفر کرنے اور دوسرون کی تضلیل کرنیکے
ضعف عذاب ہوا اور تابع لوگون پر بسبب خود کفر کرنے کے اور گمراہون کی تقلید کرنے کے دونا عذاب ہوا وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ
یعنے جب اگلون نے پچھلون کے حق مین حکم الٰہی سن لیا تو کہا کہ جب ایسا معاملہ ہی فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ تو تمکو ہمپر کچھ الفضیلت
نہین ہی قال البیضاوی اگلون نے جواب الٰہی پر اپنے گفتگو کو مرتب کرکے کہا کہ پھر تم لوگونکو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہی بلکہ گمراہی اور استحقاق عذاب مین ہم تم دونون
متساوی ہین آیت سے ثابت ہوا کہ جہالت کے ساتھ تقلید کرنا بھی عذر نہین ہی لہذا چاہیئے کہ آدمی اللہ تعالیٰ و اسکے رسول معصوم کے
حکم کو دریافت کرے اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکے معنی معلوم کرے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ پس چکھو عذاب
بدلے اُس چیز کے جو تمنے کمایا ہی یہ تتمہ قول فریق اولی ہی یا فرمان الٰہی ہی اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا

اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی
بیشک جنھون نے جھٹلاوین ہماری نشانیان اور انسے تکبر کیا تو نہ کھلینگے انکو دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہونگے جنت مین جب تک
یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ○ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَ
پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین　اور ہم یون بدلہ دیتے ہین گنہگارونکو　انکو دوزخ کے فرش ہین　اور　اوپر　سائبان
كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ○ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ؗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
اور ہم یون بدلہ دیتے ہین بے انصافون کو　اور جو　یقین لائے اور کین بھلائیان　ہم بوجھ نہین رکھتے کسی پر مگر اسکے مقدور کا　وہ ہین جنت کے لوگ
هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
وہ اسمین رہ پڑے　اور نکال لی ہمنے جو انکے دل مین تھی خفگی　بہتی ہین انکے نیچے نہرین　اور کہتے ہین شکر اللہ کو جسنے
هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ
ہمکو یہان راہ دی　اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ راہ دیتا ہمکو اللہ　بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے تحقیق بات اور آواز ہوئی
تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
جنت ہی وارث ہوئے تم اُسکے بدلہ اپنے کامون کا

اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا مراد آیات سے قرآن ہی یا عام اس سے جو عام اللہ تعالیٰ کی معرفت پر دلالت کرین وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا
ای تکبروا عنها فلم یومنوا بها۔ اور تکبر کیا ان آیات سے پھر انپر ایمان نہ لائے **وقال البیضاوی** عنها ای عن الایمان بها۔
حاصل آنکہ جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور انپر ایمان لانے سے تکبر کیا تو لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہین کھولے جائینگے
انکے واسطے آسمان کے دروازے بعض نے کہا مراد یہ کہ آسمان سے انکا کوئی عمل صالح و دعا نہین چڑھائی جاویگی کذا
قال مجاہد و سعید بن جبیر و رواہ العوفی و علی بن ابی طلحہ و عطا عن ابن عباس ظاہر آنکہ معنی آیت کے اسکو شامل ہین اور اصل حق

یہ ہین کہ بعد موت کے جب انکی روحین چڑھاکر آسمان کی طرف لیجاوینگے تو دروازہ نہ کھولے جاوینگے یہی سدیؒ وغیرہم کا قول ہی اور یہی ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا ہو اور اسی پر دلالت کرتی ہو حدیث جو امام احمدؒ نے براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک شخص انصاری کے جنازہ مین نکلے جب قبر تک پہونچے تو ہنوز قبر کھودی نہ گئی تھی پس حضرت صلعم بیٹھ گئے اور ہم سب آپکے گرد بیٹھ گئے گویا ہمارے سرون پر چڑیان ہین اور آنحضرت صلعم کے دست مبارک مین ایک چھڑی تھی جس سے زمین پر چونکتے جاتے تھے پھر سر اٹھاکر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو اسکو دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا پھر کہا کہ بندہ مومن جب دنیا سے جدا ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کو ہوتا ہی تو آسمان سے ایسے ملائکہ جنکے چہرہ روشن گویا آفتاب ہین جنت کے کفن اور حنوط جنت کے ساتھ لیے ہوئے اسکی طرف اسکی مدنظر پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اسکے سرہانے بیٹھتا ہی پس کہتا ہی کہ ای نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی مغفرت و رضوان کی طرف نکل آ پس وہ روح پاکیزہ اسطرح سائل ہوتی ہی جیسے پانی کا قطرہ دہانہ مشک سے روان ہوکر نکل آتا ہی پس ملک الموت و فرشتہ اسکو لیکر پلک مارتے اپنے ہاتھ مین نہین رکھتے حتی کہ اسکو اسی کفن اور حنوط مین رکھدیتے ہین پس اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو نکلتی ہی جیسے روئے زمین پر اگر نہایت عمدہ مشک پایا جاوے پس اسکو اوپر چڑھا لیجاتے ہین اور جس گروہ ملائکہ پر گذرتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خوب روح پاکیزہ خوشبودار ہی تو جواب دیتے ہین کہ فلان بن فلان ہی اسکا بہت اچھا نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا یہانتک کہ اسکو آسمان دنیا تک لیجاتے ہین اور دروازہ کھلواتے ہین پس دروازہ کھول دیا جاتا ہی پس ہر آسمان سے اس آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اسکے ساتھ ہوجاتے ہین یہانتک کہ ساتوین آسمان تک پہونچتے ہین پس اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ میرے بندے کا نام دفتر علیین مین لکھو اور اسکو زمین کی طرف اعادہ کرو کیونکہ مین نے اسی سے انکو پیدا کیا اور اسی مین لوٹاؤنگا اور اسی سے دوبارہ نکالونگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر اسکی روح اعادہ کردیجاتی ہی پس دو فرشتہ آکر اسکو بٹھلاتے ہین اس سے کہتے ہین کہ کون تیرا پروردگار ہی وہ کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی پھر دونون (یعنے قبر مین ۱۲) کہتے ہین کہ تیرا دین کیا ہی وہ کہتا ہی کہ اسلام میرا دین ہی پھر کہتے ہین کہ یہ کون مرد ہی جو تم مین مبعوث ہوا وہ کہتا ہی کہ وہ رسول اللہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دونون کہتے ہین کہ تیرا علم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین نے کتاب الٰہی کو پڑھا اور اسپر ایمان لایا اور اسکو سچ مانا پس آسمان سے پکارنیوالا پکارتا ہی کہ میرے بندے نے سچ کہا جنت سے اسکے واسطے فرش کرو اور جنت سے اسکو لباس پہناؤ اور جنت کی طرف اسکا دروازہ کھول دو پس اسکو جنت کی خوشبو و طیب آتی ہی اور قبر اسکے واسطے کشادہ ہوجاتی ہی بقدر درازی نظر کے اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکے پاس ایک مرد خوبصورت خوش لباس آتا ہی جس سے خوشبو چلی آتی ہی اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھکو مسرور کرنیوالے آج وہ دن ہی کہ جسکا تجھکو وعدہ دیا جاتا تھا اس سے کہیگا کہ تو کون ہی کہ تیرے چہرہ سے آج بھلائی آتی معلوم ہوتی ہی وہ کہیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون پس بندہ مومن کہیگا ای پروردگار قیامت قائم کر ای پروردگار قیامت قائم فرما تاکہ مین اپنے اہل و عیال کیطرف لوٹ جاؤن بندہ کافر جب دنیا سے منقطع اور آخرت کیطرف راجع ہوتا ہی تو آسمان سے ملائکہ اترتے ہین جنکے چہرے سیاہ ہوتے ہین اور انکے ساتھ مسوح ہوتے ہین پس درازی نظر کی دوری پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اس کافر کے سرہانے بیٹھتا ہی اور فرماتا ہی کہ او نفس خبیث نکل طرف خشم الٰہی اور اسکے غضب کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ روح اس جسم مین ڈری ہوئی چھپتی ہی اور ملک الموت اسکو کھینچ لیتا ہے

جیسے صوف مبلول (بھیگا ہوا صوف ۱۲) سے سفود کھینچا جاتا ہی پس اسکو پکڑ لیتا ہی اور پلک مارتے دیر نہین ہوتی کہ اسکو اسی مسوح مین کردیتے ہین اور اس سے سخت بدبو جیسے نہایت سڑے ہوے مردار مین سے روئے زمین پر پائی جاوے نکلتی ہی پس اسکو آسمان کو چڑھا لیجاتے ہین اور کسی گروہ ملائکہ پر نہین گزرتے مگر آنکہ وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خبیث روح ہی پس جواب دیتے ہین کہ یہ فلان بن فلان ہی اسکا نہایت قبیح نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا پھر جاکر اسکے واسطے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہین مگر دروازہ نہین کھولا جاتا پھر حضرت صلعم نے پڑھا قولہ تعالیٰ لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ پس اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ اسکا نوشتہ لکھو زیرین تہ زمین کے نیچے پس اسکی روح مطروح کردی جاتی ہی پھر آپ نے پڑھا قولہ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق پس روح اسکے جسم مین اعادہ کی جاتی ہی اور دو فرشتہ اسکے پاس آتے ہین اور بٹھلاکر اس سے کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہی وہ کہتا ہی ہاہ ہاہ مین نہین جانتا کہتے ہین کہ تیرا کیا دین ہی وہ کہتا ہی کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پھر کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہی جو تم مین مبعوث کیا گیا تو کہتا ہی کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہی کہ یہ جھوٹ بولا اسکے واسطے آگ سے فرش کرو اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی و سموم سے اسکی طرف پہونچتی ہی اور قبر اسپر نہایت تنگ ہوتی ہی یہانتک کہ اسکی پسلیان ادھر کی ادھر نکل جاتی ہین اور ایک بدشکل اور خراب کپڑے پہنے بدبودار آدمی اسکے پاس آتا ہی اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھکو ایسی چیز سے جو تجھکو غمگین کرے آج تیرا وہی دن ہی جس سے تو ڈرایا جاتا تھا اور وعید کیا گیا تھا کہیگا کہ تو کون ہی کہ تیرے چہرہ سے برائی کے آثار ظاہر ہین وہ کہیگا کہ مین تیرا خبیث عمل ہون تب دعائین مانگیگا کہ پروردگار قیامت نہ قائم کیجیو۔ و رواہ النسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و کذا رواہ اہولاء باسنادہم الی ابی ہریرۃ عن النبی صلعم اور عذاب قبر کے بارہ مین احادیث متواترہ ہین حتی کہ منکر اسکا غیر ماول ہی تو کافر ہی اور واضح ہو کہ اس حدیث مین ملائکہ کا آنا اپنی حقیقت پر ہی اور روح مومن کی خوشبو اور نیز روح کافر کی بدبو اپنی حقیقت پر ہی اور لباس جنت اور مسوح کا بیان تفہیم ہی اور انکی حقیقت معلوم نہین ہی ہان اسقدر معلوم ہی کہ ایسا ہی ہوگا اور جو شخص اسمین استبعاد کرتا ہی وہ احمق ہی کہ بلاوجہ کہتا ہی کہ عقل سے بعید ہی پس اگر بلادلیل اس احمق کی عقل سے بعید ہی تو علماء عقلاء کی عقل صحیح سے موافق ہی اور حدیث مین لا تفتح مجہول از فتح کی قراءۃ ظاہر ہوتی ہی اور تفتیح از تفعیل بھی ہوسکتا ہی فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مقامات علیین و سجین واقعی موجود ہین اور زیرین طبقہ زمین بیان ہی حقیقی حالت کا جیسے بہشت و دوزخ موجود ہین اور وہ آنکھون سے پوشیدہ ہین اور نیز مردون پر عذاب ہوتا ہی اور انکی گریہ و زاری کو تمام مخلوق سنتی ہی سوائے جن و انسان کے جو امتحان مین رکھے گئے ہین پس اگر امر ظاہر نظر آوے تو امتحان باقی نہ رہے پس جس شخص نے زعم کیا کہ زمین گول ہی تو امریکا والون کے واسطے سجین اس طبقہ عمیق سے متصل ہوگا اور طبقۂ عتیق والون کا سجین امریکا سے متصل ہوگا پس یہ زعم بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ زمین گول ہی تاہم جہالت ہی اور جہالت کا منشاء یہ ہی کہ اسنے امر عذاب و ثواب کو اپنے گھر کے چولھے چکی کے مانند اپنے حس مین جلنا و چلنا تصور کیا حالانکہ مترجم نے بارہا بدلائل اس امر پر تنبیہ کردی کہ بندہ کے افعال و اسکے لواحق و متعلقات کا مدار تو محسوسات پر ہی اور تصدیق و امور غیب و عذاب و ثواب کا مآل غیر محسوس پر ہی اور عجیب حکمت الٰہی ہی کہ جسکو ان امور مین سے کسی امر مین استبعاد ہو اسکی نظیر خود آفاق یا اسکے نفس مین موجود پائیگا پس اگرچہ صفت مین فرق ہو پس محض اسکا استبعاد کرنا بدون دلیل کے جہالت ہی جیسے کسی جاہل کے سامنے کہا جاوے کہ میرے دو فٹ لمبی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی کتاب کے چار صفحہ زید نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر اتار لیے تو وہ ضرور نہایت بعید جانیگا حالانکہ جو

جانتے ہین کہ فونوگراف کے عکس سے بخوبی آسکتے ہین اور وہ دوربین سے پڑھے جاسکتے ہین وہ کبھی مستبعد نہین جانینگے پس اس احمق کا مستبعد جاننا اسکی جہالت سے ہی اور یہان زیادہ تفصیل کی گنجائش نہین ہی کیونکہ خارج از بحث ہی یہان تو غرض یہ ہی کہ قولہ تعالیٰ لاتفتح لہم ابواب السمار کی تفسیر یہ ہی کہ کافرون کے مرنے کے بعد انکی روح خبیث کے واسطے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے بلکہ اہانت کے ساتھ عذاب سجین مین پھینکدیے جاوینگے وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ اور داخل ہونگے جنت مین یہانتک کہ گھسجاوے اونٹ سوئی کے ناکے مین یعنی یہ غیر ممکن ہی ایسے ہی انکا جنت مین داخل ہونا غیر ممکن ہی پس حتی انتہا ہی انکے عدم دخول کے مشروط ایک محال بات پر پس یہ مبالغہ ہی کہ نہ کبھی یہ محال بات ہوگی اور نہ وے جنت مین داخل ہونگے **قال البیضاوی** جمل وسم مین قرا آت ہین پس پڑھا گیا جُمَّل بروزن قُمَّل اور جُمُل بروزن قُفُل ونغر اور جُمْل بضمتین اور جَمْل بروزن حَبْل یعنے کتان کی موٹی رسّی اور بعض نے کہا کہ کشتیون کے رسے اور سُم بالضم وبالکسر مشہور جَمَل بفتحتین بمعنی اونٹ ہی اور سَم بالفتح ہی بمعنی سوئی کا ناکا معالم مین ہی کہ عرب جب منع کو موکد کرتے ہین تو نہونیوالی بات پر معلق کرتے ہین مثلاً کہتے ہین لا افعل ذلک حتی یشیب الغراب او ابیض القارہ یعنی مین ایسا نہ کرونگا یہانتک کہ کوتے کے پر بڑھاپے سے سپید ہوجاوین یا جو ہیا انڈے دیوے اور مراد آنکہ کبھی نہ کرونگا ایسے ہی مراد آنکہ کافر کبھی جنت مین داخل نہونگے وَكَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ای مثل الجزار المذکور نجزی الذین اجرموا بالکفر - مانند سزاے مذکور کے بدلا دیتے ہین ہم اُن لوگون کو جنھون نے کفر کا جرم کیا لَهُمۡ مِّنۡ جَهَنَّمَ مِهَادٌ انکے واسطے جہنم سے مہاد یعنے بستر ہی وَمِنۡ فَوۡقِهِمۡ غَوَاشٍ اور انکے اوپر غواش ہین - ابن عباسؓ نے فرمایا ای لحف ہین جمع لحاف اور یہی محمد بن کعب القرظی وضحاک وسدی سے مروی ہی حاصل آنکہ اوپر سے آگ کے اغطیہ ہین اور اغطیہ جمع غطار بمعنی سرپوش اور جسمین کوئی چیز لپیٹی جاوے اور مراد یہان اوپر کا اوڑھنا پس غواش جمع غاشیہ اور تنوین اسکی سیبویہ کے نزدیک یار محذوفہ کا عوض ہی اور دوسرون کے نزدیک ظرف کی ہی وَكَذٰلِكَ نَجۡزِی الظّٰلِمِیۡنَ اور ایسے ہی ہم ظالمونکو سزا دیتے ہین جنت سے محروم ہونے مین جرم کا ذکر کیا اور دوزخ مین داخل ہونے مین ظلم فرمایا اس تنبیہ کے واسطے کہ سب سے بڑا جرم ظلم کفر وشرک ہی پھر وعید کفار کے بعد اکرام مومنین کو ذکر فرمایا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو لوگ ایمان لائے یعنی تصدیق کی اور نیک کام کیئے - موصول مع صلہ کے مبتدا ہی اور قولہ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَاۤ یہ جملہ معترضہ ہی درمیان مبتدا وخبر کے اور اسکے معنی یہ ہین نہین تکلیف دیتے ہم کسی نفس کو مگر اسکی وسعت بھر یعنے جسقدر وہ عمل کرسکے **قال الزجاج** وسع اسقدر کہ جسپر قدرت ہو اور اس سے عاجز نہو - اور جسنے کہا کہ وسع بمعنی بذل المجہود ہی اسنے غلط کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ فرائض وواجبات جسطرح شرع مین آئے ہین سب داخل وسعت ہین خارج نہین ہین لہذا جو شخص کھڑے ہوکر نماز نہین پڑھ سکتا مثلاً وہ بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر اشارہ سے پڑھے بالجملہ وسعت سے خارج تکلیف نہین حتی کہ جو باوجود قصد کے نماز کے وقت سوگیا وہ گناہگار نہین لیکن جب جاگے تو قضا کرے پھر مبتدا مذکور کی خبر یہ ہی اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ یعنے اُس صفت کے لوگ جنھون نے دل سے سچ مانا اور نیک کام کیئے ہین یہ جنتی ہین یہ جنت مین ہمیشہ رہینگے اہل جنت کے درجہ جدا جدا ہونگے اور کبھی بعض مومنون کو بعض کی طرف سے دنیا مین میل رہا پھر اگر جنت مین اونچے درجہ کی ہوس یا جس سے میل تھا اسکے دیکھنے سے ملال ہو تو جنت مین کوئی ملال نہین پس یہ انعام ذکر فرمایا وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اور نکال ڈالا ہمنے جو انکے سینون مین تھا غل - یعنے حقد کہ جو دنیا مین انکے درمیان ہوگیا تھا اور نیز حسد **قال فی المعالم** یعنے ہمنے انکو بھائی بھائی کردیا کہ آمنے سامنے

تختون پر رہینگے کوئی دوسرے سے کسی بات پر جس سے اللہ تعالیٰ نے اسکو مخصوص فرمایا ہی حسد نہ کریگا کما فی قولہ تعالیٰ اخوانا علی سرر متقابلین الآیہ **قال الحافظ** قولہ تعالے ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی حسد وبغض جیسا کہ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین اس سے نجات پا جاوینگے کہ دوزخ مین بھیجے جاوین تو جنت ودوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جاوینگے پس جو مظلمہ کہ دنیا مین انکے درمیان تھے انکا قصاص لیا جائیگا یہانتک کہ جب مہذب وصاف ہوجاوینگے تو انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا پس قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ہر شخص جنت مین اپنے مسکن کو اس سے زیادہ پہچانیگا جتنا کہ دنیا مین اپنے گھر کو پہچانتا تھا رواہ البخاری - اور **سُدی**ؒ نے کہا کہ جب جنتی لوگ جنت کو روانہ کیے جاوینگے تو اسکے دروازہ پر ایک درخت پاوینگے کہ جسکی اصل ساق سے دو چشمہ جاری ہونگے پس ایک سے پانی پینگے تو جو کچھ انکے سینہ مین غل ہوگا سب نکل جائیگا پس یہ شراب طہور ہی اور دوسرے چشمہ سے نہاوینگے تو انپر نضرۃ النعیم جاری ہوگی پس اسکے بعد انکو شعث وکلح کبھی نہوگا اور حضرت امیر المومنین علیؓ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی کما سیاتی فی قولہ وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا الآیہ انشاء اللہ تعالیٰ - قتادہؒ نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ مین اور عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم اجمعین لوگون مین سے ہون جنکی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل - رواہ ابن جریر اور عبد الرزاق نے روایت کی کہ حسن بصریؒ نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ ہم ہی اہل بدر کے حق مین نازل ہوا قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل **مترجم** کہتا ہی اسمین دلالت ہی کہ یہ میل انکے سینون مین ہو لیکن انکے دل صاف تھے والحمد للہ علی ذلک - پھر اور انکا حال پاکیزہ بیان فرمایا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ جاری ہونگی انکے نیچے یعنی انکے مکانون کے نیچے نہرین پھر جب ان عالیشان مکانون مین اس نعمت سے قرار پکڑینگے تو شکریہ ادا کرینگے چنانچہ فرمایا وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدٰىنَا لِهٰذَا اور کہینگے کہ جمیع حمد ثابت ہی واسطے اللہ تعالیٰ کے جسنے ہمکو ہدایت دی اسکی یعنے ایسے عمل خیر کی جسکے عوض یہ ثواب ہی وَمَا كُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡلَاۤ اَنۡ هَدٰىنَا اللّٰهُ اور ہم خود نہ تھے کہ ہدایت پاوین اگر ہمکو اللہ تعالےٰ ہدایت نفرماتا لولا کا جواب بسبب دلالت ماقبل کے محذوف ہی اگر کہا جاوے کہ ماقبل کیون جواب نہین تو کہونگا کہ لولا کا جواب اسپر مقدم نہین ہوتا جیسا کہ علماء نحو نے تصریح کی ہی اور حذف جواب کے ساتھ اسطور پر شائع وذائع مستعمل ہی لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ یہ بھی اہل جنت کا بقیہ قول ہی المعنی اور البتہ لائے تھے ہمارے پروردگار کے رسل علیہم السلام سچی بات یعنے سچے ایمان واعمال کی باتین اور سچے وعدے دیے تھے نسائی وابن مردویہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب جنتی اور ہر آدمی دوزخ مین سے اپنا ٹھکانا دیکھیگا پس کہیگا لولا ان ہدانی اللہ - پس یہ اُسکے واسطے شکر ہوجاوے گا اور ہر دوزخی اپنا ٹھکانا جنت مین سے دیکھیگا پس کہیگا لو ان اللہ ہدانی پس اُسکے واسطے حسرت ہوجائیگا - اسی واسطے جب اہل جنت نے جنت مین اپنے ٹھکانے پائے تو نُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡكُمُ الۡجَنَّةُ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ پکارے گئے کہ یہ تمھاری جنت ہی جسکے تم وارث کیے گئے بسبب اپنے اعمال صالحہ ادا کرنے کے **قال محی السنۃ البغوی فی المعالم** بعض نے کہا کہ یہ ندار اسوقت ہوگی کہ جب دور سے جنت کو دیکھینگے اور بعض نے کہا کہ یہ ندار جنت مین ہوگی جب اپنے اپنے ٹھکانے پہونچ جاوینگے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آواز دینے والا پکاریگا کہ تمھارے لیئے ثابت ہوا کہ زندہ رہو پھر کبھی نہ مرا دگے اور تمھارے لیئے ثابت ہوا کہ نعمت مین رہو پھر کبھی محتاج نہوگے پس یہی ہی قولہ ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموہا بما کنتم تعملون -

ل۱ فرحت بہت پاکی کرنیوالا ۱۲ م
ل۲ شعث پراگندگی بال وغیرہ کی اور ...
... دوزخ مین داخل ہوتا ۱۲

رواه مسلم۔ **قال الحافظ** یعنے بسبب تمہارے اعمال کے تمکو رحمت الٰہی پہونچی پس تم جنت مین داخل ہو کر اپنے اپنے اعمال کے موافق اپنے اپنے ٹھکانے پہونچے **قال الحافظ** اور یہ تاویل اسوجہ سے واجب ہے کہ صحیحین مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ تم مسدد و مقارب رہو اور خبردار ہو کہ تم مین سے کوئی بسبب اپنے اعمال کے ہرگز جنت مین داخل نہوگا یعنی بدون رحمت الٰہی کے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اور نہ آپ یا رسول اللہ تو فرمایا کہ اور نہ مین مگر آنکہ اوتعالے مجھکو اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے **قال المترجم** خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ ذالک الفضل من اللہ یعنے جنت مین داخل ہونا فضل ہے اللہ تعالی کی طرف سے اور نیز فرمایا فسید خلہم فی رحمۃ منہ وفضل یعنی عنقریب اوتعالی ان نیکوکار بندونکو اپنی رحمت و فضل مین داخل کریگا یہی اہل سنت کا مذہب ہے اور کشاف مین معتزلہ کے قول کے موافق کہا کہ قولہ بما کنتم تعملون یعنی بسبب اپنے اعمال کے وارث ہوئے نہ بسبب فضل الٰہی کے **قال المترجم** یہ قول اُسکا مردود ہے جیسا کہ حدیث صحیح و آیات دیگر سے ثابت ہوا اگر کہا جاوے کہ آیت مین تصریح ہے کہ بسبب عمل کے وارث ہوئے اور حدیث مین اسکی نفی ہے تو جواب یہ ہے کہ بسبب اعمال کے رحمت ملی جس سے وارث ہوئے کما سبق۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری مین جواب دیا کہ حدیث مین نفی ہے بسبب ایسے اعمال کے داخل ہونے کے جو قبولیت سے خالی ہون یعنی کوئی شخص اپنے ایسے اعمال سے جو اللہ تعالے نے قبول نہین فرمائے جنت مین نہ داخل ہوگا اور آیت کریمہ مین ایسے اعمال کے سبب داخل ہونا ثابت کیا گیا جنکو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے اور اعمال کا قبول کرنا فضل ہے اللہ تعالی کی طرف سے **قال القرطبی** بالجملہ جنت و اُسکے منازل بدون رحمت الٰہی کے نہین مل سکتے ہین پس جب اپنے اعمال کیوجہ سے داخل ہوئے تو اللہ تعالی کی رحمت سے وارث ہوئے اور اُسکے فضل سے داخل ہوئے اسواسطے کہ اُنکے اعمال حضرت اوتعالی کی طرف سے رحمت و فضل ہین **قال المترجم** تو صحیح یہ ہے کہ اعمال صالحہ بندے کے مخلوق نہین ہین بلکہ نیکوکاری فضل و رحمت ہے اللہ تعالی کیطرف سے اور انھین اعمال کیوجہ سے جب جنت مین داخل ہوا تو درحقیقت اللہ تعالی کے فضل و رحمت سے داخل ہوا کیونکہ عمل صالح اسی وقت صالح ہے جب اُس کو اللہ تعالے قبول فرماوے اور قبول فرمانا اس کا فضل ہے پس اعمال صالحہ پر کچھ اعتماد نہین بلکہ اللہ تعالی کی قبولیت پر اور اُس کی رحمت پر بھروسا ہے پس جو نیک کام بندہ سے صادر ہو وہ اللہ تعالے کا فضل ہے اور پھر اسکے قبول فرمانے کی آرزو کرے جو کہ اسکے فضل پر موقوف ہے پھر جب قبول ہوئے تو اُسکے یہی معنی ہین کہ جنت و رضوان مین داخل ہوا اور یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اعمال نیک کچھ چیز نہین محض بیکار ہین اُسنے غلط کیا اور نیز جسنے یہ وہم کیا کہ اعمال پر اعتماد ہے وہی سبب ہین وہ بھی راہ غلط پر چلا اور تحقیق اسکی انشاء اللہ تعالی آویگی **ف فی العرائس** قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل۔ اسمین حق تعالے عزوجل نے ثابت فرمایا کہ اہل ولایت و قرب و منزلت کے سینے باوجودیکہ نور اسلام و یقین کے مقامات ہین لیکن علت بشری یعنی غل و غش وغیرہ کے لئے بھی اسمین گنجائش ہے اور ایسی علتون و بشریت کی جہت سے ولی مومن خارج نہین ہو جاتا پس کوئی گمان کرنیوالا یہ گمان نہ کرے کہ وے لوگ مقدس پیدا ہوئے اور اگر یہی ہوتا تو اینر یہ احسان کیونکر ہوتا کہ انکے سینے ہر ایسے خطرات سے پاک فرمائے جو حضرت اوتعالے کے لائق نہین اور تصدیق اسکی قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہے کہ فرمایا یہ آیت و اللہ ہمین اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی ہے اور نیز احتمال ہے کہ یہ نزع یعنے نکال لینا اشارہ ہے کہ انکے دل اس میل کچیل یعنی غل و حسد وغیرہ سے پاک پیدا ہوئے ہین اور پاک کیئے گئے ہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کی نظر کا مقام ہین اور یہ علت حقد و حسد کی اُنکے سینون پر جاری ہو سکتی ہے

جو دل سے الگ ہین کیونکہ وہ شیطانی وسوسہ کا مقام ہین کما فی قولہ تعالی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ اور علت جب دل مین داخل نہو تو اوپر سے طاری ہے اسکا اثر کچھ جما نہین رہ سکتا پس اولیاء کی علت تو سینون مین ہو سکتی ہے اور عوام کی علت البتہ دلون تک سما جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ غل سے مراد باہمی حسد و بغض ہے جس سے آنحضرت صلعم نے فی قولہ لاتحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا مین منع فرمایا اور بقولہ کونوا عباد اللہ اخوانا۔ سے بھائی بھائی ہونے کا حکم دیا۔ بعض نے فرمایا کہ جو بندہ درگاہ قرب مین داخل ہوا اس سے نفس کی رعونت اور شیطان کے حظوظ نکل جاتے ہین جیسا کہ قولہ تعالی ونزعنا ما فی صدورہم من غل۔ سے ثابت ہے میرے نزدیک واللہ اعلم یون ہے کہ کوئی شخص درجہ ولایت کو نہین پہونچتا مگر آنکہ اوتعالی قبل اسکے کہ وہ درجہ ولایت پر پہونچ جاوے اسکے سینہ کو تمام علتون سے پاک کر دیتا ہے **قال المترجم** مجھے اسمین تامل ہے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو اثر پہلے مروی ہوا اس سے صریح ثابت ہے کہ قیامت مین انکے سینون سے پاک کیا جائیگا اور یہ ظاہر ہے کہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ درجہ ولایت سے جو معروف ہے بہت بڑھا ہوا تھا حتی کہ کوئی ولی اُن کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا فافہم واللہ اعلم۔ ثم قال الشیخ۔ پھر اس آیت کے بعد اوتعالی نے ان بندونکی ثنا و صفت فرمائی باینطور کہ انھون نے اپنے اوپر ازلی فضل الٰہی و قدیم لطف و احسان کو جو علت اعمال و اکتساب سے بری ہے پہچانکر حمد الٰہی ادا کی جب کہ دیدار کی فضیلت و انعام جنت سے اپنے آپ کو مشرف دیکھا چنانچہ فرمایا وقالوا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔ واضح ہو کہ اَن بمعنی اَنّہ ہے یعنی ان مشددہ کا مخفف ہے یا اَنْ مفسرہ بمعنی اَیْ ہے اور یہی مابعد کے چار مقامون مین بھی ہو سکتا ہے۔ اور معنی آنکہ ہمکو خود اوتعالے نے اپنی ذات پاک کی طرف ہدایت فرمائی اور یہ اسکا سابق انعام مقدر ہے جو ازل مین ہو چکا تھا بعض نے کہا کہ ہمکو اپنی توحید پر دلالت فرمائی اور ہمکو اپنے علم قدیم مین اپنے خاص بندون مین سے قرار دیا اور ہمارے واسطے نہایت عزیز دین کو اختیار فرمایا اور اگر ہمکو ہمارے نفوس کی سپردگی مین فرماتا تو ہم اول ہی لحظہ مین تباہ و برباد ہو جاتے۔ بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ ہیبت الٰہی پر نظر کرنے سے حال مین انقباض طاری ہوتا ہے اور ربسا اوقات انبساط بھی ہوتا ہے اور بندہ ان دونون حالتون کے درمیان مین متردد رہتا ہے پس حال انبساط کا نتیجہ تھا کہ جو انھون نے الحمد للہ الذی ہدانا لہذا۔ کہا شیخ ابن عطاؒ نے کہا کہ جب اُنھون نے دیکھا کہ حق عزوجل نے انکو ہدایت فرمائی اور اس ہدایت کو حق جل وعلا کی طرف سے دیکھا تو وہ لوگ اپنے افعال و اعمال کو بھول گئے اور پہچان لیا کہ یہ فضل اور احسان ہی احسان ہے پس کھڑے ہو کر شکریہ ادا کرنے لگے

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ
پکارا جنت والون نے آگ والون کو کہ ہم پا چکے جو ہمکو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو تمنے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق
قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا
بولے ہان پھر پکارا ایک پکارنیوالے نے انکے بیچ مین کہ لعنت ہے اللہ کی بے انصافون پر جو روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہین
عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۘ وقف لازم
اسمین کجی اور وہ آخرت سے منکر ہین

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکارینگے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ دوزخیون کو یعنی دوزخیون کو قائل کرنے اور لاجواب و حسرتناک کرنے کو جنت والے آواز دینگے اور ظاہر یہ ہے کہ مطلقًا جنتی لوگ دوزخیون کو آواز دینگے اور بعض نے کہا کہ اصحاب الجنۃ

واصحاب النار مین لفظ جمع کا مقابلہ جمع سے ہی پس توزیع ہوکر فرد بمقابلہ فرد ہوگا تو جنت والون مین سے ہر فریق دوزخیون مین سے ہر فریق کافر کو جسکو دنیا مین پہچانتا تھا آواز دیگا اور لفظ اصحاب النار سے ظاہر ہی وہ لوگ مراد ہین جو دائمی دوزخ مین رہینگے کیونکہ گنہگار مسلمان جو دوزخ مین جاوینگے انکو وعدہ و وعید الٰہی مین شک نہین تھا پس انکو اقرار کرانے کے کوئی معنی نہین ہین پھر ندا کو بیان فرمایا اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ہمنے پایا جو ہمکو ہمارے رب نے وعدہ دیا تھا برحق یعنے وعدۂ ثواب ہمنے برحق پایا یعنے اسکی تحقیق تاویل ظاہر ہوگئی فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا پھر کیا تمنے بھی پائی جو تمکو تمھارے پروردگار نے عذاب کی وعید فرمائی تھی برحق یعنے تمنے بھی وعید عذاب کو برحق پایا اور یہ استفہام تقریری ہی بغرض تبکیت وحسرت دلانے کی لہذا دوزخیون نے ناچار جواب دیا جیسا کہ نقل فرمایا قَالُوْا نَعَمْ دوزخی بولے کہ ہان تحقیق پایا فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ فنادی منادی بین الفریقین پھر پکارا ایک پکارنے والے نے دونون فریق کے درمیان مین سب کو سنادیا کہ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ لعنت ہی اللہ تعالیٰ کی ظالمون یعنی کافرون ومشرکون پر اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنے ایسے ظالم لوگ جو اپنی جانون پر ظلم کرنے کے باوجود لوگون کو دین الٰہی سے روکتے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے سبیل کو اسطرح کہ ٹیڑھی ہووے ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے اور کے لیئے عبادت نماز وغیرہ ادا کرتے اور جسکی اللہ تعالےٰ نے تعظیم نہین فرمائی اسکی تعظیم کرتے عوجاً یعنے موجۃ ہی اور بکسر عین مہملہ دین مین اور امر مین اور ہر ایسی چیز مین جو قائم ہو اسکی کجی کو کہتے ہین اور بفتح عین ہر ایسی چیز مین جو دیوار ونیزہ وغیرہ کے مانند منتصب ہو بولتے ہین حاصل آنکہ راہ مستقیم پر جسطرح وہ مستقیم ہی نہین چلتے بلکہ اسمین کجی ومیلان چاہتے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت وقیامت سے کافر رہے بعض نے کہا کہ یہ مؤذن ملائکہ ہونگے اور بعض نے کہا کہ اسرافیلؑ ہونگے **قال الحافظ** جیسے اہل جنت کا دوزخیون کو توبیخ کرنا مذکور ہوا ایسے ہی رسول اللہ صلعم نے جنگ بدر کے روز کافر مقتولون کو جو قلیب بدر مین ڈالے گئے تھے تقریع فرمائی تھی یعنے قلیب مذکور کے کنارے کھڑے ہوکر ابوجہل وعتبہ وشیبہ وغیرہ مقتول کافرون کا نام لیکر فرمایا کہ ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسی قوم سے خطاب فرماتے ہین جو مردار جیفہ ہوگئے ہین تو فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جو مین کہتا ہون اسکو اس قوم سے زیادہ سننے والے تم نہین ہو ولیکن یہ قوم اسکا جواب دینے کی استطاعت نہین رکھتی ہین **مترجم** کہتا ہی کہ علماء حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق مُردے نہین سنتے ہین بدلیل آیات جو آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ اپنے مقام پر آوینگی اور حدیث مذکور مین معجزہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا کلام ان مقتولون نے سُن لیا والمسئلۃ معروفۃ

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ج وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ج وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
اور دونون کے بیچ مین ایک دیوار ہی اور اُسکے سرے پر مرد ہین کہ پہچانتے ہین — اور پکارے جنت والون کو کہ سلامتی ہی
عَلَيْكُمْ قف لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۞ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاۤءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا
تمپر — داخل نہین ہوئے جنت مین اور وہ امید وار ہین اور جب پھری اُنکی نگاہ دوزخ والون کی طرف بولے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ ع ۵ ۸۶
اے رب ہمارے نہ کر ہمکو گنہگارون کے ساتھ

وَبَيْنَهُمَا ای بین اصحاب الجنۃ واصحاب النار یعنی جنتیون اور دوزخیون کے درمیان مین حِجَابٌ ایک حجاب ہی جو درمیان مین حائل ہی بعض نے کہا کہ وہی سور اعراف ہی کما فی قولہ تعالیٰ فضرب بینہم بسور الآیۃ۔ اور احتمال ہی کہ بینہما کی ضمیر خود جنت ودوزخ کی طرف راجع ہو یعنے دوزخ وجنت کے بیچ مین ایک حجاب (دیوار ۱۲) ہی جو ایک مین دوسرے کا اثر پہونچنے سے مانع ہی ذکرہ البیضاوی وَعَلَى الْاَعْرَافِ اعراف دیوار جنت ہی اور وہی حجاب ہی اور یہ ابن عباسؓ سے مروی ہی اسیواسطے الاعراف معرف باللام آیا کیونکہ مراد اس سے حجاب مذکور ہی اور زمخشری نے کہا کہ الاعراف ای اعراف الحجاب یعنی عالیہ یعنی حجاب مذکور کے اعراف پر یعنی بلندیون پر **قال البیضاوی** اعراف جمع عرف اور وہ مستعار از قول عرف الفرس وعرف الدیک ہی یعنے اسکی گردن کے بال اور بعض نے کہا کہ انکو عرف اسواسطے کہتے ہین کہ بہ نسبت باقی جسم کے اونچے ہوتے ہین اور عرف ہر وہ چیز جو کسی شئی مین سے مرتفع ہو کیونکہ وہ بسبب ظہور کے اعراف ہوتی ہین بالجملہ معنی یہ کہ اعراف پر رِجَالٌ تھوڑے مرد ہین یعنے اعراف پر ایک گروہ مردون کا ہوگا يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ای یعرفون کل واحد من اہل الجنۃ والنار بعلاماتہم وہی بیاض الوجوہ للمومنین وسوادہا للکافرین لرویتہم لہم از موضعہم عال۔ جو پہچانینگے ہر ایک فریق کو یعنی اہل جنت کو اور اہل دوزخ کو انکی علامتون کی وجہ سے اور وہ علامت یہ ہی کہ مومنین کے چہرے منور سپید ہونگے اور کافرون کے چہرے سیاہ ہونگے اور اعراف والے اس وجہ سے پہچانینگے کہ ان دونون فریق مین سے ہر ایک کو دیکھینگے کیونکہ وہ اونچی جگہ پر ہونگے اور بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ شناخت انکو الہام سے ہوگی یا ملائکہ کے سکھلانے سے حاصل ہوگی سیما بر وزن فعلی ماخوذ از قولہم سام ابلہ یعنی چراگاہ مین اپنے اونٹ کو علامت لگا کر چھوڑا۔ یا وسم بمعنی داغ وعلامت ونشان سے ماخوذ ہی پس یہ مقلوب ہی جیسے جاہ کا لفظ مقلوب از وجہ ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اسمین اختلاف ہی کہ اعراف پر جو مرد ہونگے یہ کون لوگ ہین اسمین تیرہ قول ہین جنکو **قرطبی**رح نے مفصل ذکر کیا جنمین بعض سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ از قسم ملائکہ ہین بصورت رجال اور بعض سے آدمی ہونا پھر بعض سے انکا اہل جنت سے افضل ہونا اور بعض سے مفضول ہونا معلوم ہوتا ہی ولیکن ان اقوال کے واسطے کوئی دلیل قطعی نہین اور **مترجم** کو بہتر معلوم ہوا کہ **حافظ ابن کثیر** رحمہ اللہ کی تفسیر سے یہ مقام ملخص ترجمہ کرے قولہ تعالیٰ وبینہما حجاب الآیۃ حجاب حاجز جو دوزخیون کو جنت مین آنے سے مانع ہی **قال ابن جریر**رح وہ سور یعنی دیوار ہی جسکو اللہ تعالےٰ نے قولہ فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب الآیۃ مین فرمایا ہی اور یہی اعراف ہی جسکو حق تعالیٰ نے قولہ وعلی الاعراف رجال مین ذکر فرمایا ہی پھر سدیؒ سے روایت کی کہ حجاب وہ سور ہی اور وہ اعراف پر ہی۔ وقال مجاہد اعراف ایک حجاب درمیان جنت ودوزخ کے ہی ایک دیوار ہی جسمین دروازہ ہی **ابن جریر**رح نے کہا کہ اعراف جمع عرف ہی اور ہر مرتفع زمین کو عرب والے عرف بولتے ہین اور عرف الدیک بسبب ارتفاع کے عرف کہلایا عن ابن عباس۔ اعراف ہر اونچی چیز کو کہتے ہین۔ مجاہد عن ابن عباس اعراف ایک دیوار ہی مانند عرف الدیک کے۔ وفی روایۃ عنہ۔ اعراف ایک اونچا ٹیلہ درمیان دوزخ وجنت کے ہی جسپر کچھ گنہگار لوگ محبوس رہینگے وفی روایۃ عنہ اعراف دوزخ وجنت کے درمیان دیوار ہی اور یہی ضحاک وبہتیرے علماء تفسیر سے مروی ہی اور سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ اعراف اسواسطے نام ہوا کہ وہان کے لوگ ایسے ہونگے کہ اور لوگون کو شناخت کرینگے پھر مفسرین کی عبارات مختلف ہین کہ اعراف پر یہ کون لوگ ہین ولیکن معنی ان مختلف عبارات کے قریب قریب ہین اور مرجع انکا ایک معنی کی طرف ہی یعنی ایسی قوم ہوگی جنکی نیکیان وبرائیان برابر ہونگی اور حضرت حذیفہ وابن عباس وابن مسعود وبہت سے سلف رضی اللہ عنہم وخلف رحمہم اللہ سے

یہ صریح منصوص روایت کیا گیا اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی کہ جسکی نیکیاں و برائیاں برابر ہون اسکا حال آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہی اعراف والے لوگ ہین جو جنت مین داخل نہین ہوے مگر طمع کرتے ہین **قال الحافظ** ہذا حدیث غریب۔ عبد الرحمٰن المزنی سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اہل اعراف کو فرمایا کہ وہ لوگ ہین جنھون نے اپنے باپ کی معصیت کی اور راہ خدا مین شہید ہوے پس باپ کی نافرمانی کیسے تو جنت مین داخل ہونے سے روکے گئے اور راہ خدا مین شہید ہونا انکو دوزخ مین داخل ہونے سے مانع ہوا۔ رواہ سعید بن منصور و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن جریر والبیہقی والطبرانی و ابو الشیخ و عبد بن حمید و ابن منیع۔ وقد رواہ ابن ماجہ مرفوعاً من حدیث ابی سعید الخدری و ابن عباس رضی اللہ عنہما **قال الحافظ** ان احادیث کا مرفوع ہونا واللہ اعلم صحیح ہے یا نہین ولیکن آخر اس سے کم نہین کہ یہ خبر موقوف ہو یعنے انھین صحابہؓ کا قول ہو تب بھی جو ہمنے ذکر کیا اسکے واسطے دلیل ہے۔ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایسے لوگ ہین جنکی نیکیاں و برائیاں برابر ہین پس برائیون نے جنت مین جانے سے روکا اور نیکیاں دوزخ سے آڑے آئین پس دیوار پر ٹھہرا رکھے گئے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ انکے درمیان حکم کرے۔ رواہ ابن جریر اور عمرو بن جریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم سے اعراف والے لوگون کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندون مین سے سب سے آخر جنکے درمیان او تعالےٰ فیصلہ فرماویگا وہ اہل اعراف ہین پس جب او تعالیٰ بندون کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا تو فرماویگا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تمھاری نیکیون نے تمکو آگ سے نکالا اور تم جنت مین داخل نہوئے پس تم میرے آزاد کئے ہوئے ہو پس تم جنت مین سے جہان چاہو کھاتے پھرو۔ رواہ سعید وقال الحافظ ہذا مُرسَل حَسَن اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ اعراف والی قوم صالحین فقہاء و علماء ہونگے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہے کہ وہ ملائکہ ہونگے اور حافظؒ نے ان دونون قولون کو غریب بلکہ قول دوم کو اغرب خلاف سیاق و خلاف جمہور قرار دیا **مترجم** کہتا ہے کہ مفسرؒ نے بھی قول جمہور اختیار کیا کہ وہ ایک قوم ہے جسکی نیکیاں و برائیاں برابر ہونگی۔ اور ابن الجوزیؒ نے ذکر کیا کہ وہ ایک قوم ہوگی جن سے انکے باپ راضی رہے اور مائین ناراض رہین یا برعکس ہوا اور اسکو ابراہیم بن نخعیؒ سے روایت کیا اور پہلے معلوم ہوا کہ یہان دیگر اقوال ہین جنکے ثبوت مین کلام اور صحت مین مقال اور غرابت مین کمال ہے انکے ذکر سے تطویل بیفائدہ ہے بلکہ ترک کرنا صواب ہے قولہ یعرفون کلا بسیماہم۔ یعنی اہل جنت کو انکے چہرون کی سپیدی کے ساتھ اور دوزخیون کو اُنکے چہرون کی سیاہی کے ساتھ پہچانین گے۔ رواہ علی بن ابی طلحہ والضحاک عن ابن عباس اور بیضاویؒ نے جو کہا کہ یہ شناخت انکو بالہام یا بتعلیم ملائکہ ہوگی یہ قول بعید ہے اور صواب وہ ہے جو مفسرؒ نے کہا کہ اونچے مقام سے وہ دونون کو دیکھکر پہچانینگے چنانچہ قولہ واذا صرفت ابصارہم سے یہ بات خود ظاہر ہے اور عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اللہ تعالےٰ نے اسمقام پر انکو اسواسطے اتارا کہ جو لوگ جنت مین ہین اور جو لوگ دوزخ مین ہین انکو پہچانین اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی سے پہچانین اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگین کہ انکو قوم ظالمین کے ساتھ نہ کرے وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ اور اعراف والے یہ لوگ آواز دینگے اہل جنت کو کہ سلام علیکم یعنے اہل جنت کو تحیت پہونچاوینگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ یعنے اعراف والے جنت مین اب تک داخل نہین ہوئے اور وہ طمع کرتے ہین حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ پڑھکر کہا کہ واللہ انکے دلون مین یہ طمع اسی واسطے ڈالدی کہ اُنکے حق مین کرامت کا ارادہ فرمایا ہے اور قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو انکے مقام طمع سے آگاہ فرمایا۔ اور عوفی عن ابن عباسؓ مین ہے کہ اعراف والے اپنی حالت مین

اہل جنت کو تحیّت پہونچاوینگے ابھی تک وہ داخل نہین ہوئے اور طمع کرتے ہونگے کہ داخل ہون اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہوجاوینگے وکذا قال مجاہد والضحاک والسدی والحسن وغیرہم۔ اور حذیفہؓ سے روایت مین ہے کہ پھر اعراف والے اس حال مین ہونگے کہ ناگاہ او تعالےٰ عزوجل انپر تجلی فرماویگا اور حکم دیگا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو کہ مین نے تمکو بخشدیا۔ رواہ الحاکم بالجملہ جسوقت اعراف پر ہونگے تو طمع کے ساتھ اہل جنت پر سلام پہونچاوینگے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ اور جب پھیری جاوینگی نظرین اہل اعراف کی بجانب دوزخیون کے قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ تو کہینگے ای ہمارے پروردگار تو ہم بندون کو قوم ظالمین یعنے کافرون و مشرکون کے ساتھ دوزخ مین مت کیجیو۔ اسمین اشارہ ہے کہ اہل جنت پر انکی نظر جمی ہوگی اور دوزخیون کی طرف پھیری جائیگی اور یہ دعا بھی سبب رحمت و مغفرت ہے فافہم **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم الآیۃ دنیا مین کچھ بندے ایسے ہین کہ انکے قلوب مقام ملکوت مین پرواز کرتے ہین اور انکی روحین انوار جبروت مین پرواز کرتی ہین اور انکی عقلین اسرار پر مطلع ہوتی ہین اور انکے اسرار خاص انوار پر مطلع ہوتے ہین پس وہ نور الٰہی کے ساتھ عرش سے تحت الثریٰ تک بقوت الٰہی دیکھتے ہین اور تمام کو پہچانتے ہین کہ کون مقرب ہے اور کون دور پڑا ہوا ہے اور یہ بات اس مخلوق کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہے اور چہرون پر سعادت و شقاوت کی مہر ہے جسپر یہ امر لکھا ہوا ہے اسکو سوائے عارف ربانی کے کوئی نہین پڑھ سکتا ہے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنے مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہے اعراف والے قیامت کے روز درگاہ عالی کی بلندیون پر ہونگے اور ہر دو جہان کے احوال پر مطلع ہونگے پس دوزخی ان لوگون کی طرف نظر کرینگے تو عذاب کی بوجھ انکے دیدار سے برداشت کرلینگے۔ اور اہل جنت ان لوگون پر نظر کرینگے تو انکا عیش و سرور زیادہ ہوگا یہ لوگ ہر قصوروار کے حق مین شفاعت کرینگے اور ہر نعمت والے کے لیے توفیر و مزید نعمت کے داعی ہونگے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالےٰ ونادوا اصحاب الجنۃ ان سلام علیکم۔ اہل اعراف کی طرف سے اہل جنت پر سلام ہونا جنتیون کے حق مین مزید تقرب ہے اور قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون۔ یعنے اعراف والے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک انکا بڑا مرتبہ ہے مخلوق کی شفاعت کرنے کو اس مقام پر روکے جاوینگے حالانکہ وے طمع کرتے ہونگے کہ جنت مین داخل ہوکر عوام کے ساتھ عیش کرین پس مثال انکی مانند بادشاہون کے ہے کہ کم مرتبہ لوگون کے ساتھ انکو بیٹھنا پڑتا ہے حالانکہ دل انکے بادشاہت کی عیش کو چاہتے ہین ابو الحسن الفارسی نے سہل بن عبد اللہ تستریؒ سے روایت کی کہ اہل معرفت ہی اعراف والے ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یعرفون کلا بسیماہم پس انکو اس مقام پر اسواسطے رکھا کہ دونون جہان والے لوگون پر انکو مطلع فرمادے جیسے دنیا مین بندون کے احوال و اسرار پر مطلع کردیا تھا بعض نے کہا کہ اعراف والے اور لوگون کو اس نشانی سے پہچانینگے جس سے انکو دنیا مین دیکھا تھا پس بہت سی قومین تو ایسی ہونگی جنپر انوار قرب سے نشان ہوگا اور بہت سی قومین ایسی پہچانینگے جنپر مطرود و مردود ہونے کا نشان ہوگا **قال الاستاذ** یہ لوگ جو اعراف پر ہونگے اشراف لوگ ہونگے جو آج کے روز انوار بصائر سے مخصوص فرمائے گئے ہین اور اپنے اسرار سے مقادیر خلق پر مشرف ہوئے ہین وہ کل کے روز یعنے قیامت مین سب کے مقامات و طبقات پر اپنے ابصار سے مطلع ہونگے **قال المترجم** عرائس کے بیان سے اہل اعراف کا اکابر و عارفین ہونا ظاہر ہے لہٰذا تفسیر علماء مفسرین سے بھی ایسے اقوال ذکر کرنا یہان مناسب معلوم ہوا پس قشیریؒ نے شرحبیل بن سعدؒ سے ذکر کیا کہ اعراف والے شہید لوگ ہونگے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ مومنین مین سے افضل و علماء

و فقہار ہونگے جو اپنے ذاتی احوال سے فارغ ہوکر لوگون کے احوال دیکھنے کو مشغول ہونگے۔ بعض نے کہا کہ وہ انبیاء علیہم السلام مین سے ایک گروہ ہوگا اُسکو زجاج نے ذکر کیا اور ابن الانباری نے حکایت کیا ہو۔ بعض نے کہا کہ وہ عادل لوگ ہونگے جو قیامت مین لوگون پر انکے اعمال کے شاہد ہونگے اور وہ ہر امت مین سے کچھ لوگ ہونگے۔ اور اسی کو ابو جعفر النحاس نے اختیار کیا اور کہا کہ جملہ اقوال مین سے یہ بہتر قول ہو اور تجھے معلوم ہوچکا کہ بسبب ظاہر قولہ تعالیٰ لم یدخلوہا وہم یطمعون کے ان اقوال مذکورہ مین بعد و غرابت ہو اور سب سے بعد قول ابو مجلز ہو کہ وہ ملائکہ ہونگے۔ فلیتامل۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اور پکارے دیوار کے سرے والے کچھ مردونکو کہ انکو پہچانتے ہین نشان سے بولے کیا کام آیا تمکو جمع کرنا اور جو تم تکبر کرتے تھے۔

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

اب یہ وہی ہین کہ تم قسم کھاتے تھے نہ پہونچاویگا اُنکو اللہ کچھ مہر چلے جاؤ جنت مین نہ ڈر ہو تمپر اور نہ تم غم کھاؤ

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا ای من اصحاب النار اور پکارینگے اعراف والے کچھ لوگون کو یعنے کچھ دوزخیون کو۔ یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ جنکو انکی نشانیون سے پہچانینگے کلبی نے کہا کہ انکو نام بنام آواز دینگے کہ او فلانے او فلانے قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ من النار جَمْعُكُمْ ای جماعتکم و کثرتکم او جمعکم المال یعنے نہ بچایا تمکو آگ سے تمھاری جمع نے یعنی تمھاری جماعت و جتھے نے یا تمھارے مال جمع کرنے نے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ما۔ مصدریہ ہو ای واستکبارکم عن الایمان۔ اور تمھارے تکبر و سرکشی نے ایمان لانے سے یہ جمعکم پر عطف ہو یعنی تمھارے جمع نے اور تمھارے استکبار نے آج تمکو آگ مین پڑنے سے کچھ بھی فائدہ نہ دیا کلبی نے کہا کہ پھر جنت کی طرف نظر کرینگے اور اسمین فقیر و غریب مسلمانونکو دیکھکر انکی طرف اشارہ کرتے ہوے دوزخ والے متکبر کافرونسے کہینگے اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ یعنے کافرونکو سرزنش و ملامت کرتے ہوئے کہینگے کہ بھلا یہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین تم دنیا مین قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انکو نہ پہونچیگی۔ حالانکہ ان لوگون سے کہدیا گیا کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ تم لوگ جنت مین داخل ہو رحمت و فضل کے ساتھ درحالیکہ تمھارے حق مین مقدر رہوا کہ نہ تمپر خوف ہو اور نہ تم غملین ہو۔ واضح ہو کہ جنھون نے اہل اعراف کی تفسیر مین کہا کہ اعراف والے لوگ بہ نسبت اہل جنت کے اشرف و افضل ہونگے اُنھون نے آیت کی تفسیر یون بیان کی ہو کہ اعراف والے پہلے سے اس مقام پر بیٹھینگے اور دو جنتیون اور دوزخیون مین سے ہر فریق کو اسکی علامت سے پہچان جاوینگے پس جب اہل جنت اپنے اچھے مسکن مین جانے کو قریب پہونچین گے تو اُنکو آواز دینگے کہ سلام علیکم یعنے جنت مین آنے کی مبارک باد و سلامتی دینگے لم یدخلوہا وہم الخ درحالیکہ جنت والے جنت مین پہونچ جانے کی طمع کرتے ہونگے اور ہنوز داخل نہوئے ہونگے۔ اور جب دوزخیون کی طرف نظر ڈالینگے تو دعا و پناہ مانگینگے کہ پروردگار ہمکو ان ظالمونکے ساتھ نفرمائیو۔ اور دوزخیون کو پہچانکر کہینگے کہ آج تمھارے تکبر و جمع نے تمکو دوزخ سے نجات دلوانے مین کچھ فائدہ نہ دیا اور ضعیف مسلمانون کی طرف اشارہ کرکے ان دوزخیون کو حسرت دلانے کو کہینگے کہ یہی ہین جنکی نسبت تم قسم کھایا کرتے تھے کہ انکو رحمت الٰہی ہرگز نہین پہونچے گی پھر ان مسلمانون سے کہینگے کہ شاباش تم اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت سے جاؤ جنت مین داخل ہو و رہنا بر قول جمہور کے تقدیر کلام یون ہو کہ یقولون مشیرا الی ضعفاء المسلمین اہؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ برحمۃ وقد قیل لہم

ادخلوا الجنۃ الخ جیسا کہ مذکور ہوا **قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس** یعنے اصحاب اعراف کہینگے کہ ادخلوا الجنۃ الخ۔ اور ابن جریرؒ نے بطریق دیگر ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اعراف والے جنتیون و دوزخیون سے وہ بات کہ چکینگے جو اللہ تعالیٰ نے کہنا مقدر فرمائی ہو تو تکبر کرنے والون اور مالدارون سے اللہ تعالےٰ فرماویگا اہؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم الخ اور **حافظ ابن کثیرؒ** نے یہان ذکر کیا کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اعراف والے ایسی قوم ہین کہ انکے اعمال نیک و بد مخلوط ہونگے پس نیک اعمال تو جنت مین جانے سے کمی کرینگے اور بد اعمال بھی ایسے نہونگے کہ دوزخ مین لیجاوین پس وہ اعراف پر رکھے جاوینگے کہ لوگون کو شناخت کرین پھر جب اللہ تعالےٰ بندون کے درمیان فیصلہ پورا کردیگا تو ان لوگون کو اجازت فرماویگا کہ اپنے واسطے سفارشی ڈھونڈو پس آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہینگے کہ آپ ہمارے باپ ہین آپ پروردگار عزوجل کے حضور مین سفارش فرمادین آدمؑ فرمائیگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے سوائے کسی کو اپنے ہاتھون پیدا کردیا اور اسمین روح پھونکی اور اسکی طرف رحمت الٰہی نے غضب الٰہی پر سبقت فرمائی اور اسکے واسطے ملائکہ نے سجدہ کیا ہو تو کہینگے کہ نہین تب آدمؑ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا ہون اور مین تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم لوگ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ پس ابراہیمؑ کے پاس آکر شفاعت کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا کہ اپنا خلیل بنایا اور جانتے ہو کہ بھلا کسی اور کو اسکی قوم نے اللہ تعالےٰ کے معاملہ مین آگ مین ڈالا ہو تو کہینگے کہ نہین تب ابراہیم فرماویگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور مین تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم میرے فرزند موسیٰؑ کے پاس جاؤ پس وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی سے اللہ تعالےٰ نے کلام کیا اور مناجات مین اسکو مقرب کیا تو کہینگے کہ نہین وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ پس عیسیٰؑ سے آکر سفارش کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ میرے سوائے کسی کو اللہ تعالیٰ نے یہ کیا ہو کہ اس کو بدون باپ پیدا کیا اور اسنے مادرزاد اندھے و کوڑھی بارادہ الٰہی اچھے کیئے اور مردے بارادہ الٰہی زندہ کیئے ہون تو کہینگے کہ نہین۔ وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور تمھاری سفارش نہین کرسکتا ولیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس وہ محمد صلعم کے پاس آوینگے حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مجھ سے آکر سفارش چاہینگے تو مین ہاتھ اپنے سینہ پر رکھکر اقبال کرونگا پھر چلکر عرش کے روبرو حاضر ہونگا پس ایسی ثنا و صفت و حمد الٰہی مجھکو علم مین حاصل ہوجائیگی جو سننے والون نے کبھی نہین سُنی پھر مین سجدہ مین ہو جاؤنگا تو مجھسے ارشاد ہوگا کہ ای محمد اپنا سر اٹھا اور مانگ کیا مانگتا ہو تجھکو عطا ہوگا اور سفارش کر کہ تیری سفارش سنی جاویگی پس مین سر اٹھا کر عرض کرونگا کہ یا ربّ امتی۔ ای پروردگار میری امت کو بخشدے پس اللہ تعالیٰ عزوجل فرماویگا کہ وہ تیرے واسطے ہین یعنے تجھے بخشنے گئے۔ پس کوئی نبی مرسل اور کوئی فرشتہ مقرب نہ رہیگا جو مجھپر غبطہ نہ کرے اور یہی مقام المحمود ہو پھر مین انکو جنت مین لاؤنگا اور وہ لوگ نہر الحیاۃ پر لیجاکر نہلائے جاوینگے پس اُن کے اجسام مثل چمکتے تارے کے ہوجائینگے ولیکن انکے سینون مین سپید تل ہونگے جس سے انکی شناخت ہوگی اور ان لوگون کو مساکین اہل جنت کہینگے **قال المترجم** یون ہی اس مقام پر شیخ ابن کثیرؒ کے نسخہ تفسیر مین لکھا ہو اور شفاعت و مقام محمود کی احادیث کثرت سے متواتر المعنی مروی ہین ولیکن الغین یون ہو کہ بہت لوگون کو دوزخ مین سے نکال لاوینگے پس شاید کہ اول مین ابتداءً انھین لوگون سے ہو جو اہل اعراف ہین بنابر آنکہ اہل اعراف ایسے لوگ ہونگے جو دوزخ مین نہین داخل ہوئے اور جنت مین بھی نہین داخل ہوئے بلکہ نیکیان و برائیان برابر ہونے کی وجہ سے اعراف پر محبوس رہے ہین جیسا کہ قول جمہور ہو اور البتہ ثابت

ہوا کہ مطلقاً شفاعت اس مقام محمود کی شفاعت سے عام ہی اور وہ حساب کے واسطے بھی ہوگی جیسا کہ احادیث صحاح میں ثابت ہوا ہی اور یہ مقام اسکے بیان کا نہیں ہی اور مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگے جنپر قرضہ ہی۔ کما رواہ ابن ابی حاتم اللہم سہل علی ادا الدین واقض دینی یا ارحم الراحمین بعض نے کہا کہ اہل اعراف مشرکون کے بچے جو مر گئے۔ اور بعض نے کہا کہ جنون میں کسے مومن لوگ ہونگے اور بعض نے کہا کہ زمانہ فترت میں جو لوگ موحد رہے ہین۔ بالجملہ اسمین کوئی بات قطعی نہین اور اللہ تعالے

دانا تر ہی کہ کون مراد ہین۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اور پکارے آگ والے جنت والون کو کہ بہاؤ ہمپر تھوڑا پانی یا جو روزی تمکو دی اللہ نے بولے اللہ نے یہ

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا

دونون بند کیے ہین منکرون سے جنھون نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور بہکے دنیا کی زندگی پر سو آج ہم اُنکو بھلا دینگے جیسے

نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

بھولے اپنے اُس دن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتون سے جھگڑتے۔

اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے دوزخیونکے حال ذلت رسوائی اور اہل جنت سے کھانا پانی مانگنے کو اور اس سوال گدائی کے قبول نہونیکو بیان فرمایا وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ یعنی دوزخیون نے پکار کر مانگا اہل جنت سے اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ یہ کہ افاضہ کر دو ہمپر کچھ پانی اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یا جو تمکو اللہ تعالے نے رزق دیا ہی آمین سے افاضہ بمعنی توسعہ یعنی کشایش و فراخی دینا اور معنی یہ کہ بہا دو ہمپر کچھ پانی اور اسمین دلیل ہی کہ جنت بہ نسبت دوزخ کے اونچے پر ہوگی قالہ البیضاوی اور رزق سے مراد طعام ہی کما قال سدی یا اور پینے کی چیزین مراد ہین بہ نظر لفظ افاضہ کے اس مین سیلان کے معنی ہین اور مفسر رح نے قول سدی رح کو اختیار کیا پس افیضوا علینا متضمن معنے القاء ہے یعنے ہماری طرف ڈالدو خواہ بہا کر یا اور کسی طور سے اور فعل مین تضمین معنے دیگر کا ہونا استعمال عرب مین شائع ہے مانند قول شاعر ؎ علفتہا تبناً و ماءً بارداً :: یعنی مین نے ناقہ کو چرائی خشک گھاس اور ٹھنڈا پانی یعنی ٹھنڈا پانی پلایا پس تعلیف متضمن معنی سقاء ہی پھر حرف او جو قولہ او مما رزقکم مین ہی یا تو اپنے معنی پر ہی یعنے دوزخیون نے بھیک مانگی کہ پانی یا کھانا جو کچھ تمہارا جی چاہے یا جیسے ہو سکے ہمکو دیدو اور یا حرف او بمعنی واو ہی کیونکہ آگے دونون کی حرمت کافرون پر مذکور ہی اور عبدالرحمن بن زید نے تفسیر کی کہ دوزخی اُنسے پانی اور کھانا مانگینگے سعید بن جبیر رح سے روایت ہی کہ دوزخی آدمی اپنے باپ یا بھائی کسیکو پکاریگا کہ مین آگ سے جل گیا میری طرف ذرا سا پانی بہا دے تو اہل جنت کو حکم ہوگا کہ انکو جواب دو تو وہ لوگ جواب دینگے جو مذکور فرمایا قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کہینگے کہ اللہ تعالے نے اس کھانے و پانی دونون کو کافرون پر حرام فرمایا ہی یعنے جنت کے کھانے و پانی کو حرام فرمایا ہی اور نہ دوزخ کے حمیم اور غساق کو اعوذ باللہ منہ یہ لوگ پاوینگے چنانچہ انشاء اللہ تعالے کلام مجید مین اسکا بیان آویگا اگر کہا جاوے کہ تحریم و تحلیل تو ان لوگون پر ہوتی ہی جن سے ایمان کے موافق احکام کی بجا آوری کو کہا گیا ہو اور دار آخرت مین یون کوئی مکلف نہوگا بلکہ یہ تو فقط دنیا مین ہی پھر کیونکر کہا کہ اللہ تعالے نے کافرون پر حرام کیا۔ تو جواب یہ کہ حرمت بمعنی منع ہی یعنے کافرون پر ممنوع فرمایا جیسے دنیا مین بندہ مومن کو اشیاء محرمات سے منع فرمایا ہی جو لوگ یہان شراب وغیرہ حرام چیزون سے نہین بچتے انکو آخرت مین حسرت ہوگی فافہم ابن عباس رض سے

مروی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل الصدقہ پانی ہی اور اسی آیہ کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ ابو صالح رح سے مروی ہی کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو مشرکون نے اُنسے کہا کہ اگر آپ اپنے اس بھتیجے یعنی محمد صلعم کے پاس کسی کو بھیجین کہ وہ جنت سے ایک خوشہ آپکو منگوا دے تو آپکو اس سے صحت ہو جاوے پس آنحضرت صلعم کے پاس آدمی آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے تھے پس ابوبکر نے اس آدمی کو جواب دیا کہ ان اللہ حرمہما علی الکافرین پھر اللہ تعالے نے کافرون کی حالت دنیاوی سے انکی مذمت بیان کی بقولہ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا یعنے جنت کا کھانا پینا کافرون پر حرام کیا جنکی یہ بد خصلت تھی کہ انھون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا تھا۔ یہ بیان مبالغہ ہی کہ دین سے بالکل خارج تھے اور جس چیز کے ساتھ ہمت صرف کرنا خوب نہین اسمین مصروف ہونا لہو ہی اور جس سے خوشی کی خواہش کرنا خوب نہین اس چیز سے خوشی کو چاہنا لعب ہے پس ہر شئ و ہر طریقہ جو شرع مین روا نہین لہو و لعب ان دو اعتبار سے ہوگا فی السراج یہ لہو و لعب جیسے شیطان نے مشرکین عرب کی نظر مین سانڈ چھوڑنا اور جانورون کے کان کاٹنا ننگے طواف کرنا وغیرہ بدکامون کی زینت ظاہر کی تھی بعض نے کہا کہ دین کو لہو و لعب اس معنی کر کے بنایا تھا کہ جو کوئی پیغمبر یا نیک آدمی اُن کو ایمان کی طرف بلاتا تھا اس کو لہو و لعب و تمسخر سے مسخرہ بناتے تھے اور انکو حقیر و ذلیل سمجھکر کہتے کہ کیا یہی لوگ جنت کی نعمتون سے سرفراز ہونگے۔ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور مغرور کر دیا تھا انکو زندگانی دنیا نے یعنی سر دست جو راحت و آرام ناپید ہونے والا انکو ملا اُسنے اپنے اوپر فریفتہ کر کے انکو اللہ تعالیٰ و رسول الٰہی پر ایمان لانے اور آخرت کا حصہ لینے سے غفلت مین ڈال رکھا یہانتک کہ اسی حال خراب مین انکی موت آگئی۔ غرہ اس غفلت کو کہتے ہین جو جاگتے مین ہو اور وہ انسان کی طمع اس بات مین کہ عمر دراز ہو اور خوب عیش ملے اور بہت مال و جاہ حاصل ہو پھر جب ایسا ہوا تو دنیا کی لذتون مین ڈوب کر نجات سے غافل ہو گیا۔ کذا فی السراج۔ پھر جب کافرون کی یہ بد خصلتین بیان فرمائین تو پھر فرمایا فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ای فالیوم نترکہم فی النار جیاعا عطاشا کما نسوا لقاء ہذا الیوم ترکہم العمل لہ یعنے پس آج کے روز ہم بھی انکو آگ مین بھوکے پیاسے چھوڑ دینگے جیسے وہ خود بھولے بیٹھے رہے اس روز کی ملاقات سے باین طور کہ آج کے واسطے خود کچھ کام نہین کر رکھا اگر کہا جاوے کہ نسیان و بھول تو اللہ تعالے کی جناب مین محال ہی پھر فالیوم ننساہم کیونکر فرمایا۔ تو جواب یہ ہی کہ ننساہم کے یہ معنی کہ نعاملہم معاملۃ من نسیہم۔ انکے ساتھ ہم وہ برتاؤ کرینگے جیسے انکو بھولنے والا انکے ساتھ کرتا۔ اللہ تعالے کے علم پاک سے کوئی چیز فراموش نہین چنانچہ خود فرمایا لا یضل ربی ولا ینسی۔ اور یہان بطریق مقابلہ کے مجازاً فرمایا ہی جیسے قولہ نسوا اللہ فنسیہم۔ اور جیسے فرمایا۔ کذلک اتتک آیاتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسی۔ حاصل آنکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ ہم انکے ساتھ وہ برتاؤ کرینگے جیسے کوئی بھول کر اپنے بھولے ہوئے سے معاملہ کرتا ہی کہ ہم انکی کچھ دستگیری نکرینگے اور بالکل انکو آگ مین چھوڑ دینگے اور فالیوم کی فا فصیحہ ہی پس نسیان یہان مجازاً استعارہ ہی اور قرآن مجید مین ایسے استعارات بہت آئے ہین کیونکہ جو معانی عالم الغیب کے ہین انکو عالم الشہادۃ مین اسی چیز سے تعبیر کیا جائیگا جو اسکے مماثل و مشابہ ہی اور یہ خود ظاہر ہی قال العوفی عن ابن عباس۔ دوزخیون کو اللہ تعالے نے بھلائی سے گویا فراموش فرمایا اور آگ و تکلیف و عذاب سے فراموش نہین رکھا۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے ننساہم کی تفسیر نترکہم سے روایت کی جیسا کہ مفسر رح نے لکھا ہی۔ مجاہد رح نے کہا کہ ننساہم ای نترکہم فی النار۔ اور سدی رح نے کہا ای نترکہم من الرحمۃ کما ترکوا ان یعملوا للقاء یومہم ہذا یعنے ہم انکو رحمت سے متروک کھینگے جیسے اُنھون نے ترک کر رکھا تھا اس بات کو کہ آج کے دن کے واسطے کچھ کار خیر کرین۔ حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے فرماویگا کہ بھلا مین نے تجھے جورو نہین دیدی مین نے تجھے مکرم نہین کر دیا مین نے تیرے زیر فرمان گھوڑے و اونٹ نہین کر دیے مین نے تجھے نہین چھوڑ دیا کہ تو کھاتا پھرے سیر ہو کر وہ عرض کریگا کہ ہان کیون نہین پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے یقین تھا کہ مجھسے ملیگا وہ عرض کریگا کہ نہین پس فرماویگا کہ بھر آج

کے روز ہم بھی تجھے فراموش کرینگے جیسے تو ہمکو بھولا ہوا تھا وَمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ای کما کانوا جاحدین بآیاتنا اور جیسے اُنھوں نے ہماری آیات سے انکار کیا تھا اسمین دلیل ہو کہ نسیان قیامت اور نسیان آلٰہی انھین بندونکو ہو جو کافر ہین اور جو ایمان لایا وہ فراموش کرنیوالا نہین ہو مگر جو کوئی قیامت کے لیئے سامان نہ کرے اسکے حق مین تہدید ہو۔ فتامل ف ابن العربیؒ نے رحمت آلٰہی کے غضب پر سبقت کیئے ہوے ہونے کو ہر چیز مین ثابت کیا حتی کہ دوزخیون کے حق مین بھی بیان کیا اور اسی طور پر شیخ شیرازیؒ نے عرائس البیان مین قولہ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء الآیۃ کے اشارہ مین کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے یہ بات ہو کہ دوزخیون کے واسطے اہل جنت کا پردہ اُٹھا دیا ہو حتی کہ جنت وجنتیون کے دیکھنے سے وہ لوگ عذاب سخت کو اُٹھا لیتے ہین اور یہ او تعالیٰ کے الطاف خفیہ مین سے ہو تو نہین دیکھتا کہ عاشق اگر برف یا زمہریر مین پڑا ہو اگر معشوق پر اسکی نظر رہے تو اسکے دیدار کی حلاوت مین برف سے گل جانے کا دکھ نہین پاتا تجھے چاہیئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یاد کر کہ عورتون نے انکے دیدار مین کیونکر اپنے ہاتھ کاٹ لیئے اور کٹنے کے درد سے خبر نہوئی مین نے سُنا کہ مشائخ مین سے کوئی بزرگ تھے کہ اپنے مکان کے پڑوس کی مسجد مین مغرب وعشار کے درمیان جاتے تھے تاکہ عشار کی نماز ادا کرین اور ان دنون برف گراکرتا تھا پس راہ مین دیکھا کہ ایک جھروکے کے نیچے ایک نوجوان آدمی اپنے معشوق سے باتین کرتا ہو اور معشوق جھروکے پر ہو اور یہ دونون اپنی باتون مین ایسے غافل تھے کہ انکو شیخ موصوف کے آنے سے خبر بھی نہوئی پھر جب شیخ موصوف عشار کی نماز کے بعد واپس ہوئے تو بھی انکو اسی حال مین دیکھتے آئے پھر رات گزر کر جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہوا اور شیخ موصوف لالٹین لیئے ہوے مسجد کو چلے تو دیکھا کہ وہ دونون اسی حال سے باتین کرتے ہین اور برف اُسکے گھٹنون تک چڑھ گیا ہو جب قریب ہوئے تو معشوق نے عاشق سے کہا کہ ای پیارے اسوقت ٹلجا کہ شیخ نماز عشا کو جاتا ہو۔ اور یہ جدائی پیش آنے سے دردناک شعر پڑھا شیخ یہ حال دیکھکر روئے اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش آیا تو ایک نعرہ مارا اور گریبان چاک کر ڈالا اور کہا کہ آدمیون کے آپس کے عشق مین یہ حال ہو کہ عشا وفجر کی خبر نہین اور برف وسردی سے اثر نہین اور مین حضرت خالق عز وجل کے اس پردہ غفلت مین پڑا ہون ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود ٭ این فساد خوردن گندم بود ٭ عاشق صنع خدا با فر بود ٭ عاشق مصنوع او کافر بود ٭ عشق بر مردہ نباشد پائدار ٭ عشق را بر حی وبر قیوم دار ٭ عشق آن بگزین کہ جملہ انبیاء ٭ یافتند از عشق او کار و کیا ٭ قولہ افیضوا علینا من الماء اسواسطے پانی مانگا کہ وہ آگ کا ضد ہو اور اشارہ ہو ای درگاہ بے نیاز کے بندو کچھ ہمپر بھی دریائے رحمت سے پانی بہا دو یا جو کچھ ہمکو رزق تقرب حاصل ہوا ہو اُمین سے ہمکو بھی دلوا دو یعنی ہماری شفاعت کردو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ انکو ایک قطرہ نہ دیا جاویگا باوجود اسکے کہ او تعالیٰ پاک پروردگار انکے عذاب دینے سے بے پرواہ ہو اور جو چاہے کہ انکو دیدے اور چاہے جس نعمت مین انکو رکھے ولیکن یہ قہر ربوبیت و عزت لحدیت ہو وہ قادر مختار ہو جو چاہے کرے کون وہان دم مار سکتا ہو لایسئل عما یفعل وہم یسئلون جیسے دنیا مین انکو ایک ذرہ معرفت نہ دی ویسے ہی آخرت مین ان حالتون مین انکو ایک قطرہ نہ عطا کریگا اور یہ لوگ پانی مانگین کہ اس سے روئین کیونکہ انکے آنسو منقطع ہونگے

وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ ط یَوْمَ

اور ہمنے انکو پہونچا دی ہو کتاب جو کھول کر بیان کی ہو خبرداری سے راہ بتانی اور مہربانی ایمان والے لوگون کو کیا راہ دیکھتے ہین مگر یہی کہ وہ پڑے جسدن

یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْہُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَھَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ

وہ ٹھیک پڑے گی کہنے لگین گے جو اُسکو بھول رہے تھے پہلے سچ بات لائے تھے ہمارے رب کے رسول اب کوئی ہین سفارش والے تو ہماری سفارش کرین

ع ٦ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

یا ہمکو پھیر جانا ہو تو ہم کام کرین سوائے اُسکے جو کر رہے تھے تحقیق ہارے اپنی جان اور بھول گیا جو جھوٹھ بناتے تھے

جب او تعالیٰ عز وجل نے کافرون کی آخرت کا حال اور جس خرابی کی طرف انکا انجام ہوا ہو بیان فرما دیا تو اب یہ بھی ظاہر فرمایا کہ دنیا مین انکے علل واعذار سب اس طرح دفع کر دیے تھے کہ رسول ہدایت کرنے والے اور کتابین رحمت سے بھیجدی تھین چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ اور البتہ اُتار دی ہمنے اُنکے پاس کتاب۔ یہان دو تفسیرین ہین ایک یہ کہ ضمیر ہم راجع بجانب اصحاب النار ہو یعنی اصحاب النار کی ہدایت کے لیئے دنیا مین ہمنے کتاب دیدی تھی اور کتاب سے جنس مراد ہو پس ہر فریق دوزخی کو کسی کتاب آسمانی کی پیروی کا حکم ہوا تھا مگر اُسنے نہ مانی اور آخر دوزخی ہوا۔ دوم یہ کہ ضمیر راجع باہل مکہ ہو اور کتاب سے قرآن مراد ہو اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا یعنی البتہ ہمنے اہل مکہ کو ایمان لانے وعمل نیک ادا کرنے کے واسطے کتاب دی جسکی یہ صفت ہو کہ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ای بیناہ بالاخبار والوعد والوعید حال کوننا عالمین بما فصل فیہ یعنی ایسی کتاب کہ ہمنے اسکو مبین کر دیا اخبار و وعدہ وعید سے درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین جو کچھ اس کتاب مین مفصل ہوا ہو یعنے عقائد واحکام و وعظ ونصیحت سب کو ہمنے ظاہر کھُلا کھُلا فرما دیا اور ہمنے اسکی وجہ تفصیل سے آگاہی کے ساتھ بیان کیا یہانتک کہ کتاب موصوف ایک کتاب محکم ہوئی۔ کما فی قولہ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت الآیۃ اور قرآن مین نو قسم کی تفصیل وتبیین ہو حلال حرام محکم متشابہ۔ بشارت انذار قصص۔ وعظ مثل۔ اور بعض نے کہا کہ تفصیل سے مراد حق وباطل کی تمیز ہو۔ بالجملہ قولہ علی علم حال ہو اے فصلناہ عالمین۔ اور اسمین دلیل ہو کہ او تعالیٰ عالم بالعلم ہو یعنے یہ صفت پاک اسکی ذات پاک کے لیئے ثابت ہو اور بعض نے اسکو کتاب کی ضمیر سے حال قرار دیا یعنے مشتملاً علی علم درحالیکہ وہ کتاب مشتمل ہو علم خاص پر۔ اور بعض قراۃ مین فضلناہ بضاد معجمہ آیا یعنے تفضیل دی ہمنے اس کتاب کو دیگر کتب آسمانی پر درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ اسی فضیلت کے لائق ہو یہ قراۃ مؤید ہو تفسیر دوم کی جسکو مفسرؒ نے اختیار کیا ہو پھر فصلناہ کی ضمیر ہارسے جو کتاب کی طرف راجع ہو حال فرمایا ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ یعنے درحالیکہ یہ کتاب ہدایت ورحمت ہو ایسی قوم کے واسطے جو اسپر ایمان لاتے ہین پھر کافرون کو تنبیہ فرمائی ھَلْ یَنْظُرُوْنَ ما ینتظرون نہین انتظار کرتے ہین اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ مگر اسکی تاویل کا۔ یعنے اس کتاب مین جو وعدہ و وعید مذکور ہین اور اس سے ظاہر ہوتے ہین انکے ظہور سے اسکی سچائی کھلجانیکا انتظار کر رہے ہین یعنے کافرون کے حق مین جو عذاب کا اور مومنون کے واسطے ثواب کا وعدہ ہو اور جنت ودوزخ کا بیان ہو اسکے انجام کا واقع وظاہر ہونیکا انتظار کر رہے ہین کذا قال مجاہد وغیر واحد من الائمہ رحمہم اللہ۔ ربیع بن انسؒ نے کہا کہ برابر اس کتاب کی تاویل ایک ایک کرکے آتی رہیگی یہانتک کہ جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہو جاوین پس اُسدن تاویل پوری ہو جائیگی۔ التاویل مرجع الشیٔ ومصیرہ یعنی تاویل ہر چیز کی وہ ہو جو انجام کار مین اُس شے کا ظہور ہو اور یہی معنی ہین کہ تاویل الشیٔ مایوول الیہ امرہ یعنی تاویل ہر شی کی وہ ہو جس طرف اُس شی کا انجام کار ہو پس قرآن مین جو امور آیندہ کے واسطے مذکور ہین انکی تاویل وہی انکا واقع ہونا اور قرآن مجید کی سچائی برملا ظاہر ہو جانا پس کافرونکو تہدید فرمائی کہ ابھی نہین سچ مانتے ہین تو کیا اسکے وعدہ و وعید وغیرہ کی تاویل کے منتظر ہین یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْہُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ جسدن اسکی تاویل آجاویگی تو جنلوگون نے اسکو پہلے سے فراموش کر رکھا تھا وہ اسوقت کہینگے کہ البتہ ہمارے پروردگار کے رسول علیہم السلام سچ بات لائے تھے یوم سے مراد روز قیامت ہو جیساکہ ابن عباسؓ وجملہ مفسرین نے بیان کیا ہو مگر ربیع بن انسؒ کے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ مشرکین مکہ کے قتل وخوار ہونے کی تاویل اور ایسے ہی

یہود ونصاریٰ کے قتل وخوار وتابع ہونے کی تاویل جسکی خبر پہلے سے فرمائی تھی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ تک مین دنیا مین بھی واقع ہوگئی ولیکن اس کلام مین قیامت ہی کے روز کے واقع ہونے والی تاویل مراد ہی اور نسوہ من قبل کے یہ معنی کہ اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو پہلے سے یعنی دار الدنیا مین فراموش وترک کیا تھا یعنے اسطرح چھوڑا تھا جیسے فراموش کرنے والا بے پروا چھوڑتا ہی یعنی قیامت کے روز جب اس کتاب مجید کی تاویل واقع ہوگی تو دنیا مین اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو چھوڑنے والے آنکھون دیکھکر اقرار کرینگے کہ بیشک اللہ تعالےٰ کے رسول علیہم السلام سب سچی باتین لائے تھے ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ ہمنے نہ مانا اور اسکے موافق عمل نہ کیا حالانکہ یہ ایمان واقرار وہان کچھ مفید نہوگا تب کافر کہینگے کہ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ بھلا ہمارے واسطے کوئی شفاعت کرنیوالون سے ہین کہ ہماری سفارش کرین یا ہم پھیر دیے جاوین تو ہم عمل کرین سوائے اُس عمل کے جو ہم کیا کرتے تھے پس نرد مرفوع اور عطف ہی لنا من شفعاء پر ای ہل نرد اور ایک قراۃ مین نرد بالنصب ہی پس فیشفعوا پر عطف ہی یا حرف او بمعنی الیٰ ان ہی پس اول صورت مین درخواست دو باتون مین سے ایک بات کی ہی کہ ہمارے واسطے کوئی شفیع ہون یا ہم دنیا مین پھیر دیے جاوین اور دوسری صورت یعنے قراءہ نصب پر اگر عطف ہی تو درخواست یہ ہی کہ شفیع ہون یا تو سفارش سے معاف کرا دین بدون واپسی کے یا واپس کرا دین انکو بدون سفارش کے اور اگر حرف او بمعنی الیٰ ان ہی تو شفیع ہون جنکی سفارش سے یہ ہو کہ دنیا مین رد کیے جاوین پس جا کر عمل کرین سوائے اس عمل کے جو کرتے تھے یعنی شرک وکفر وبداعمال کے سوائے توحید ونیک اعمال کرین اور ہرگز شرک کے پاس نہ پھٹکین پس فنعمل بالنصب جواب فقط استفہام ثانی کا ہی اور بعض قراۃ مین نعمل مرفوع آیا ای فنحن نعمل یعنی اظہار ہی کہ بر تقدیر واپس کیے جانے کے ہم پہلے اعمال کے سوائے توحید واعمال صالح ادا کرینگے حالانکہ درحقیقت جھوٹے ہین کما قال اللہ تعالیٰ ولو ترى اذ وقفوا على النار فقالوا يا ليتنا نرد ولا نكذب بآيات ربنا ونكون من المومنين بل بدا لهم ما كانوا يخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وانهم لكاذبون۔ اسی واسطے مفسرؒ نے یہان جواب استفہام مین لا مقدر کیا یعنی انکی اس درخواست کا جواب یہ ہوگا کہ نہین یعنے نہ تمھارے شفیع ہین اور نہ تم پھیرے جاؤگے قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ او تعالےٰ نے فرمایا کہ البتہ خسارہ مین ڈالا اُن کافرون نے اپنی جانون کو کیونکہ اپنے آپ کو ایسی ہلاکت مین ڈالا جس سے نجات نہین ہی وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ضل عنهم ای ذہب عنہم جاتا رہا اُن سے یعنی باطل ہوا اور کچھ بھی انکے کام نہ آیا جو دنیا مین شریک وغیرہ کا دعوی بنایا کرتے تھے پس ما کانوا مین ما مصدریہ ہی یعنی باطل ہوا انکا افترا اور احتمال ہی کہ ما موصولہ ہو یعنی وہ چیز جسکو افترا سے شریک وغیرہ بناتے تھے وہ یہان باطل ظاہر ہوئی کہ کچھ بھی انکے آڑے نہ آسکی اور انکو اب یقین ہوگا کہ تاویل کے انتظار مین بڑی غفلت وغلطی کی کہ اسکی اصلاح اب ممکن نہین ہی **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ولقد جئنا ہم بکتاب فصلناہ الآیۃ اللہ تعالےٰ مومنون کے لیئے ہدایت ورحمت اپنا کلام قدیم بھیجنے سے احسان رکھا اور جو سعادات وکرامات ودرجات عمدہ عمدہ انکے واسطے آخرت مین رکھے ہین اس سے آگاہ فرمایا اور اسی کتاب مجید سے انکو اعمال پاکیزہ وحالات شریف ومقامات بلند کیطرف ہدایت کی اور اسی سے اپنے اسماء پاک ونعوت وصفات مقدس اور ذات متعالی کی معرفت سے سرفراز کیا اور انتظام صنائع واعلام قدرت کے ہر بیان سے ہر ایک صفت قدیمہ مقدسہ کی طرف دلالت ہی جس سے معرفت ذات پاک حاصل ہوتی ہی عارفون کے لیئے اس کتاب سے معرفت ہی اور موحدین کے لیئے خزانہ غیب کی کشائش ہی اور غافلون کے دل سے پردہ غفلت وجہالت کا انکشاف ہی اور لطائف سے جذب دلہائے محبین ومشتاقین وعاشقین ہی اور اسمین مقامات عبودیت ومعارف ربوبیت کی تربیت ہی

قال المترجم سورۂ یٰس کی تعریف مین آیا ہی کہ قرآن کا قلب ہی اور ترتیب ظاہری مین بھی اسی طرح واقع ہی اور اسمین اسرار ولطائف وعجائب ہین کہ وہ اس بیان سے منکشف نہین ہوتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہی ہدایت فرماتا ہی **قال الشیخ** یہ سب اُسکے علم قدیم سے صادر ہی اسی سے مومنون کے دلون کو ہدایت فرماتا ہی اور یہ کتاب پاک اسکی طرف سے رحمت کافی ہی عموم وخصوص کی طرف اور جسکو اس سے اپنی طرف ہدایت فرمائی اُسکے حق مین رحمت ازلی سابق ہو چکی تھی اور اس سے زیادہ کونسی نعمت ہوگی کہ اپنے کلام پاک کو ہماری طرف نازل فرما کر ہمکو نفس کی بندگی سے اور شہوات نفسانی سے چھڑایا اور انوار ربانیہ کی طرف راہ بتائی الحمد للہ الذی امتن علینا بفواتح انعامہ ولطائف اکرامہ واصطفانا بخطابہ وجعل اسماعنا محل استماع کلامہ وقلوبنا اوطان بیانہ واسرارنا اوعیۃ انوار سلطانہ وارواحنا خزائن عرفانہ وعقولنا مشاہد برہانہ وابداننا مساقط شرائع قرآنہ لہ الحمد حمداً کثیراً طیبا مبارکا فیہ مبارکا یہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے کتاب اُتاری جسمین گمراہی سے ہدایت ہی اور عذاب سے رحمت ہی اور دشمن ودوست مین تفریق ہی اسکے معانی پر کوئی مطلع نہین اس طور کہ فیض پاوے مگر وہی لوگ جو اسکے متشابہ پر ایمان لائے ہین اور اسکے احکام پر عمل کرتے ہین اور اوقات شب وروز مین اسکی آیات کی تلاوت کرتے ہین طالب فلاح کے لیئے اسمین فلاح ہی اور قاصد نجات کے لیئے اسمین نجات ہی اس سے کوئی ہلاک نہین ہوتا مگر وہی جسکی تقدیر مین بربادی ہی اور جسکے حق مین نجات مقدر ہی اسکو اس سے نجات ہی جب خطاب سے عارفون کو آگاہ کیا تو اپنے افعال نورانی وبرہان قدرتی وآیات صفاتی اور اعلام ذاتی سے اپنی معرفت انکو دکھلائی جس سے عام لوگون کو بھی معلوم ہو جاوے کہ وہی معبود برحق اسی کی توحید فرض عین ہی۔ بقولہ تعالےٰ

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ

تمہارا رب اللہ ہی جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر بیٹھا تخت پر اُڑھاتا ہی رات پر دن

يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۝

اُسکے پیچھے لگا آتا ہی دوڑتا اور سورج اور چاند اور تارے کام لگے اُسکے حکم پر سن لو اُسی کا کام ہی بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بیشک تمہارا پروردگار اللہ تعالےٰ ہے جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو خلق لغت مین بمعنے تقدیر یعنے مقدر کرنا اور استعمال اس کا اس معنے مین کہ شئے کو بدون اصل سابق کے پیدا کر دینا حاصل آن کہ ان دونون کی خلقت کو بدون مثال سابق کے ابداع فرمایا اور ان کے احوال کو مقدر کیا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ روز مین۔ ایام جمع یوم اور وہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے زمانہ کو کہتے ہین اور چونکہ اس حال مین آفتاب وغیرہ کچھ نہ تھا لہذا چھ روز سے مراد اسقدر وقت ہے اور قولہ تعالےٰ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب الآیہ مین بھی چھ روز مین زمین اور آسمان مع تمام چیزون کے پیدا کرنا ثابت ہی پھر اطلاق لفظ یوم کا مقدار زائد پر بھی ہی مانند یوم القیامۃ کے اور قولہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون اور قولہ خمسین الف سنۃ مما تعدون یعنے ہزار برس اور پچاس ہزار برس کی مقدار ہمارے شمار کے موافق کو بھی یوم فرمایا پس جسنے طلوع آفتاب سے غروب تک مین یوم منحصر ہونے کو زعم کیا اسکا وہم ہی لہذا آیت مین علماء کے دو قول ہین بعض نے کہا کہ ایام دنیا کے چھ روز کی مقدار اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا اور بعض نے کہا کہ چھ روز ایام آخرت کے بحساب ہزار سال مراد ہی اور ابن عباسؓ سے ہزار سال کا دن مراد ہونا مروی ہی بعض نے لکھا کہ یہی جمہور کا قول ہی وفی تفسیر الحافظ قول اول موافق معنی متبادر ہی

اور ہزار سال مراد ہونا حضرت مجاہدؒ سے منصوص ہی اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا او ضحاکؒ نے اسکو ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی
قلت تصریح بروایت ضحاک باین معنی کہ انکے اسماع مین ابن عباس سے کلام ہی پس اگر نہین سُنا تو روایت منقطع ہوگی و اللہ اعلم پھران چھ
ایام مین بھی اختلافی دو قول ہین اوّل آنکہ یکشنبہ یعنی اتوار سے لیکر جمعہ تک چھ روز مین تمام پیدا ہوا اور جمعہ کو خلقت کا اجماع ہوا اوسی مین
آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور رہا ساتوان روز شنبہ یعنی سنیچر تو اسمین خلقت نہین واقع ہوئی اسی سے اسکو سبت نام رکھا بمعنی قطع - اور بعض
نے لکھا کہ یہی عبد اللہ بن سلام وکعب احبار وضحاک ومجاہد کا قول ہی اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا قول دوم آنکہ ابتداے خلقت روز شنبہ
سے واقع ہوئی چنانچہ ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے مٹی کو سنیچر کے روز پیدا کیا اور اسمین پہاڑون کو اتوار
کے روز قائم کیا اور درخت دوشنبہ کے روز پیدا کیئے اور مکروہات منگل کو پیدا کین اور نور چہارشنبہ کو پیدا کیا اور جانور دواب اسمین
پنجشنبہ کو منتشر کیئے اور آدم کو جمعہ کو آخر روز پیدا فرمایا - رواہ احمد ومسلم والنسائی - علامہ اسنویؒ نے کہا کہ یہی قول بدلیل اس حدیث کے صواب ہے
اور حافظ الحدیث ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالے نے چھ روز پر تنصیص فرمائی ہی اور اسمین ساتون روز کا استیعاب ہی اور اسکو اگرچہ امام
مسلمؒ نے روایت کیا لیکن امام بخاری وبہت سے ائمہ الحدیث نے اس روایت مین کلام کیا اور اسکو وہم قرار دیا ہی اور کہا کہ ابو ہریرہؓ نے
اسکو کعب احبار سے لیا ہو اور یہ حدیث مرفوع نہین ہی - اور سلیمان جملؒ نے یہان یہ اشکال پیش کیا کہ بہر حال اتوار و دوشنبہ ومنگل وغیرہ
کی تقسیم کیونکر ہوسکتی ہی کیونکہ ایام دنیا وہان نہ تھے اور مقدار چھ روز کا زمانہ لینے سے اشکال نہین دفع ہوتا ہی کما لایخفی اور جواب یہ ہوسکتا ہی
کہ زمانہ کا وہان وجود نہ تھا جیسے ان ایام کا وجود نہ تھا پس علم الٰہی سے جیسے چھ ایام کی مقدار ثابت ہوئی ویسے ہی ان ایام کی توزیع ثابت ہوئی کیونکہ توزیع بعض ایام
کی ہی اور سنیچر کے واسطے مقدار متروک ہی اور علی ہذا اگر ترک کا اعتبار نکیا جاوے تو وہ بھی داخل ہوسکتا ہی اور اسی وجہ سے روایت مذکورہ
مین استیعاب مذکور ہونا بھی مشکل نہین اور یہ بمانند قولہ تعالی لہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا - ہی حالانکہ جنت مین رات و دن کا وجود نہین ہی بالجملہ وہم
اسوجہ سے خطا کرتا ہی کہ شب وروز کے لوازم ومقدار زمانہ کے اندر سے اسکو خارج ہونے کی مجال نہین ہی پس تو اپنے وہم سے دامن
جھٹر اکر عقل سے تصدیق کرے واللہ سبحانہ الموفق - پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے سبحانہ قادر ہی کہ سب چیز کو ایک لمحہ مین پیدا فرما دے بلکہ وہان
دیر کے معنی بحسب ارادہ متصور ہی نہین - انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون وہان تو ادھر چاہا اور اُدھر ہوگیا بلکہ چاہنا ہی پیدائش ہی
لیکن اس مدت مین پیدا کرنا مخلوق کو تثبیت کی تعلیم ہی جیسا کہ سعید بن جبیرؒ سے مروی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ تانی ٹھہراو کے ساتھ
کام کرنا اللہ تعالے کی طرف سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہی - واضح ہو کہ بعضے یونانی فلاسفہ نے زعم کیا کہ اللہ تعالی سے
خلقت خود بخود باضطرار صادر ہوئی کیونکہ علت تامہ ہونے پر وجود معلول بے اختیار ہی اور یہ شیطانی گمراہی وکفر ہی وقال البیضاوی اللہ تعالے
نے اشیاء کو تدریج کے ساتھ پیدا فرمایا باوجودیکہ او تعالے قادر تھا کہ انکو دفعۃً ایک آن مین پیدا فرماوے تو یہ اسواسطے کہ مخلوق کو دلیل ملے
کہ او تعالی قادر مختار ہی اور نظر کرنے والے اس سے اعتبار حاصل کرین اور لوگون کو در نگی مین آمادگی دلائی ہی بالجملہ او تعالی عز وجل
نے آسمانون وزمین اور جو کچھ انمین ہی سب چھ روز مین پیدا فرمایا عبرت بندہ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر او تعالی عرش پر مستوی ہوا مفسرؒ نے کہا کہ
لغت مین عرش کے معنے بادشاہی تخت کے ہیں اور استوا سے یہان ایسا استوار مراد ہی جو او تعالی جل جلالہ کے لائق ہی مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے اس
مقام پر سلف وخلف صالحین ومعتبر ائمہ فقہ وائمہ حدیث وائمہ کلام کا مذہب اختیار کیا کہ کوئی تاویل نہین کی بلکہ تفسیر پر اکتفا کیا اور اسکے
حق ہونے کا اعتقاد کیا اور اسپر ایمان لایا اور اسکی تاویل وعلم حقیقی کو اللہ عز وجل کے سپرد کیا - واضح ہو کہ تاویل کے کئی معنی آیا کرتے

ہین اول بمعنی مایؤول الیہ الامر جیسا کہ عنقریب اوپر گزرا - قولہ ہل ینظرون الا تاویلہ کی تفسیر مین پس باین معنی جو کچھ وعدہ و وعید وقیامت وجنت ودوزخ
وغیرہ قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تاویل کوئی نہین جانتا کیونکہ وہ بدون واقع ہونے اور معاینہ ہوجانے کے کیونکر معلوم ہو اور یہی قولہ ہذا تاویل رؤیای -
مین مراد ہی کہ جب حضرت یوسفؑ کو انکے بھائیون وماں باپ نے تعظیمی سجدہ کیا تو انھون نے کہا یہ میرے خواب کی تاویل تھی دوم تاویل کے معنی یہ
کہ ظاہر معنی راجح آیت کے کوئی وجہ ایسی پیش آتی ہو جس سے ایک مرجوح معنی کیطرف رجوع کیا جاوے اور یہی مفسرین کی اصطلاح مین شائع ہی اور تفسیر
اس سے اعم ہی جیسا کہ ابتداے سورۂ بقرہ مین بروایت عبد الرزاق بسند جید از ابن عباسؓ یہ بیان مفصل گزرا ہی پس تفسیر کلمات اور ترکیب کلام
مین مرجع اہل زبان کی طرف ہوگا اور وہی معنی ظاہر مراد ہونگے اگر کوئی دلیل ایسی قائم نہو کہ اس سے دوسرے معنی کی طرف رجوع کیا جاوے اور
بدون دلیل کے دوسرے معنی کی طرف رجوع کرنا حرام ہی جب یہ بات بیان ہوگئی تو واضح ہو کہ استوار کے معنی لغتہ مین برابری وبلندی واستقرار
وصعود واستیلاء واعتدال وغیرہ کے مستعمل ہوئے ہین اور حرف علی کے ساتھ بمعنی استقرار وعلو مستعمل ہی جوہریؒ نے صحاح مین کہا کہ استوی علی ظہر
دابتہ ای استقر یعنی اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مستوی ہوا بمعنی آنکہ اسپر مستقر ہوا اور استوی الی السماء ای صعد یعنی آسمان کی طرف مستوی ہوا بمعنی اس طرف صعود کیا
اور چڑھ گیا اور ابو عبیدہؒ سے منقول ہی کہ یہان استوار کے معنے ارتفاع وعلو کے ہین اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ استوی کی استقرار سے
تفسیر فرمائی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہی اور عرش کا استعمال لغت مین کئی معنی مین ہی چنانچہ صحاح وقاموس وغیرہ مین عرش بمعنی تخت بادشاہی مذکور ہی اور کہا گیا
کہ جو بلند ہوکر سایہ انداز ہو اور کنایہ از عزت وسلطنت ومملکت ہی اور عرش البیت چھت اور عرش البیر لکڑی کا چوکھٹا وغیر ذلک من المعانی التی استعمل فیہا
اور یہان عرش کی تفسیر اس مقام پر تخت بادشاہی سے جیسا کہ مفسرؒ نے ذکر کیا مستند ہی اور استوار کے معنی استقرار سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہی
وہی ماخوذ ہی اور علامہ نسفیؒ نے جو مدارک مین اس سے انکار کیا وہ وہم وسہو ہی جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا اور ایسے ہی خفاجیؒ نے جو حاشیہ بیضاوی
مین کہا کہ عرش وہ فلک الافلاک ہی یہ بھی وہم وخلاف ہی اور معتمد وہ ہی جو احادیث مین عرش کی صفت ثابت ہوئی کہ وہ آسمانون وزمین کو محیط بلکہ
بہت عظیم ہے جیسا کہ تفسیر آیۃ الکرسی مین گزرا ہی راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ عرش اللہ عز وجل ایسی چیز ہی کہ بندہ اسکو نہین جانتا صرف اسکا نام درحقیقت جانتا
ہی اور جو کچھ عوام اپنے وہم مین تصور کرتے ہین وہ باطل ہی کیونکہ ایسا ہوتا تو وہ اللہ تعالی کو لینے اوپر اُٹھانیوالا ہوتا اور یہ محال ہی اللہ تعالی پاک ہی
اور نیز جن لوگون نے وہم کیا کہ وہ فلک الافلاک ہی اور کرسی فلک الکواکب ہی یہ بھی وہم وباطل ہی بعد اس تفسیر کے اب جاننا چاہیئے کہ قولہ تعالے
ثم استوی علی العرش کے کیا معنی ہین پس یہان لوگون کے اقوال بہت ہین جنکو یہان بیان کرنا بیکار ہی مگر اسی قدر کہ ظاہر تفسیر جو استوار وعرش کے معنی
بیان کرنے سے معلوم ہوئی ہی آیا اسمین تاویل کی ضرورت ہی یا وہی مختار ہی اور کس معنی کر کے وہ مختار ہی پس ظاہر معنی یہ ہوئے کہ پھر اللہ تعالے
اپنے عرش پر مستقر ہوا فرقہ معتزلہ اور ایک جماعت متکلمین نے کہا کہ ظاہر تفسیر سے یہ لازم آتا ہی کہ او تعالی تخت بادشاہی پر متمکن ہوا اور روا نہین کہ عرش کو
اللہ تعالے کا اُٹھانیوالا کہا جاوے کیونکہ او تعالے پاک وبرتر ہی کہ عرش مخلوق اسکو برداشت کرسکے پس یہان استوی بمعنی استولی ہی یعنی غالب
ومستولی ہوا عرش پر اور استوار بمعنی استیلاء آیا ہی چنانچہ شاعر نے بشر کے حق مین کہا ۵ قد استوی بشر علی العراق ⁂ من غیر سیف ودم مہراق ⁂
یعنی بشر مستولی وغالب ہوگیا ملک عراق پر بدون تلوار کے اور بدون خونریزی کے - اور یہ تاویل رد کردی گئی باینطور کہ اہل لغت کے نزدیک ٹھیک نہین
ہی چنانچہ ابن الاعرابیؒ نے فرمایا کہ استوی فلان علی کذا بمعنی استولی علیہ کے معروف نہین مگر جبھی کہ وہ شخص اس چیز سے دور ہو اسپر قابو نرکھتا ہو
پھر اسپر قابو پایا جاوے تو البتہ ایسا بولتے ہین اور یہان معلوم ہی کہ اللہ تعالی عرش وغیرہ جملہ اشیاء پر قادر قدیم ہی اور ابن فارس لغویؒ نے کہا کہ اس شعر
مذکور کا کہنے والا معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص ناواقف ہی اور اگر معلوم ہو تو بھی کچھ حجت نہین کیونکہ جو مستولی نہو اسکے مستولی ہوجانے پر ایسا بولتے ہین

اور یہان صحیح نہین ہی جیسا کہ بیان ہوا معالم و سراج وغیرہ مین کہا کہ اہل سنت رحمہم اللہ کے نزدیک عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہی ہم اسپر ایمان لاتے ہین بدون کیفیت کے اور جو اسکی واقعی کیفیت ہی وہ ہم نہین جانتے ہین پس یہ وارد نہین ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مستوی ہی تو عرش اوتعالےٰ عزوجل کا اُٹھانے والا ہو جائیگا کیونکہ ہم اس استواء کے معنی یہ نہین کہتے کہ جیسے کوئی مخلوق کسی چیز پر مستقر ہوتی ہی اسی طرح ہی بلکہ جو استواء کہ حضرت باریتعالےٰ کو لائق ہی ویسے ہی مستوی ہی جسکی تاویل اللہ تعالیٰ جانتا ہی ہم بندے اسکو نہین جان سکتے جیسے اوتعالیٰ عزوجل اور صفات مقدس کی تاویل کو نہین جانتے ہین ہان یہ یقین رکھتے ہین کہ بحکم قولہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی یعنی اوتعالےٰ کے ساتھ کوئی چیز مشابہ نہین ہی پس عرش پر مستوی ہونے کی صفت مین بھی کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہی سراج مین لکھا کہ ہم لوگ اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ فرقہ مجسمہ کی طرح ہم اوتعالیٰ کو کسی مخلوق سے کسی صفت وغیرہ مین تشبیہ دین اور اسیطرح اس بات سے بھی پناہ مانگتے ہین کہ ملحدون کی طرح ہم اوتعالیٰ مین کوئی صفت ثابت نہ کرین حافظ **ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ ہم اس مقام پر سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہین اور امام مالک و اوزاعی و ثوری و شافعی و لیث بن سعد و احمد بن حنبل و اسحٰق بن راہویہ اور انکے سوا سے اور مسلمانون کے پیشواؤن اگلون و پچھلون کا یہ مذہب ہے کہ ایسی آیات و احادیث صفات کو جیسی آئی ہین ویسی ہی جاری رکھو بدون اسکے کہ انکی کیفیت کو تصور مین لاؤ اور بدون اسکے کہ تشبیہ دو اور بدون اسکے کہ بیجا تاویل سے ان صفتون کی نفی کرو اور جو لوگ تشبیہ دیتے ہین انکے خیال مین جو وہم یہان سمایا ہی وہ حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ سے قطعاً منفی و دور ہی کیونکہ اوتعالیٰ عزوجل کے واسطے صفات ہین مگر اسکے ساتھ کوئی چیز کسی بات مین کسی وجہ سے بھی مشابہ نہین ہی کما قال تعالیٰ لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر بلکہ بات وہ ہی جو امامون نے بیان کی چنانچہ منجملہ انکے امام بخاریؒ کے استاد شیخ نعیم بن حماد الخزاعی نے کہا کہ جسنے اللہ تعالیٰ کو اسکے مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ کافر ہوا اور جسنے اس صفت سے انکار کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا تو وہ بھی کافر ہوا پس جس صفت سے اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف کیا اسمین کچھ بھی تشبیہ نہین ہی سو جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے واسطے ان صفات کو جس شان سے کہ حضرت باری تعالےٰ کے لائق ہین جسکا اوتعالےٰ دانا تر ہی ثابت رکھا اور ہر طرح کے نقص و عیب سے ذات الٰہی کو پاک جانا وہ ہدایت کی راہ چلا **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ الاسلام حنفی صاحب کمالین نے اپنے حاشیہ مین لکھا کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ و حسن بصریؒ و امام الفقہاء ابوحنیفہ و امام مالکؒ سے روایت ہی کہ استواء معلوم یعنی اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہی اور اسکی کیفیت نہین معلوم ہی اور اسپر ایمان لانا فرض ہی اور کیفیت پوچھنا بدعت ہی بیہقیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہی نہ زمین مین - اور نیز ابوحنیفہؒ سے مروی ہی کہ جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہی وہ کافر ہی - امام شافعیؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اپنے عرش پر آسمان مین ہی وہ اپنی مخلوق سے قریب ہی اسکی کیفیت وہی جانتا ہی اور جیسے چاہتا ہی نزول فرماتا ہی - امام احمدؒ سے اسکی مثل مروی ہی اور امام اسحاق بن راہویہؒ نے کہا کہ علماء سنت کا اجماع ہی کہ اوتعالےٰ عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہی اور وہ ہر چیز کو جانتا ہی اور یہی قول شیخ مزنیؒ و امام المحدیث محمد بن اسمٰعیل بخاری اور ابوداؤدؒ و ترمذیؒ و ابن ماجہ و ابویعلی و بیہقی اور دیگر ائمہ الحدیث کا ہی اور شیخ ابراہیم حنبلی نے کہا کہ ہمارا طریقہ وہ ہی جو سلف صالحین کا طریق ہی اور وہ کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع کے تابع تھے اور منجملہ انکے اعتقاد کے یہ ہی کہ اوتعالےٰ عزوجل قدیم ہی اور ہمیشہ سے وہ اپنی تمام صفات مین کامل ہی - شیخ ابراہیم اسی طرح لکھتے آئے یہانتک کہ لکھا اور جو حدیثین صحیح آئی ہین اور اُنسے ثابت ہوتا ہی کہ اوتعالےٰ عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہی پس سلف صالحین اسکے قائل ہین اور اس صفت پر ایمان لاتے ہین بدون اسکے کہ اسکی کیفیت ثابت کرین یا کچھ تشبیہ ثابت کرین بلکہ سب کے سب یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ اوتعالےٰ عزوجل کے ساتھ کسی طرح کوئی چیز

مشابہ نہین ہی امام الحرمین نے کہا کہ ہم جس بات کو اپنے واسطے پاکیزگی سے لیتے ہین اور اسی پر اعتماد و اعتقاد کرتے ہین وہ یہ ہی کہ سلف صالحین کی پیروی کرتے ہین اور تاویل سے زبان روکتے ہین اور جو نصوص آتے ہین انکو اپنے ظاہر معنی پر رکھتے ہین اور انکی کیفیت و مایؤل الیہ الامر کو اللہ عزوجل کے علم قدیم کامل کو سونپتے ہین انتہی مافی الکمالین - سراج مین ہی کہ سلف نے اجماع کیا ہی کہ آیت کے اوپر تاویل کی زیادتی نہ کرین - مدارک مین ہی کہ ہمارا مذہب وہ ہی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہی اور اُسکی کیفیت مجہول ہی اور اسکا سوال کرنا بدعت ہی **مترجم** کہتا ہی کہ مسلمان بھائیون کو چاہیے کہ سلف صالحین کی پیروی کرین اور اسپر ایمان لاوین کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر ہے ولیکن ہرگز ہرگز اسکی صورت اپنے خیال مین نہ باندھین کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہی اور یہ معلوم کہ اوتعالیٰ کی ذات و صفات پاک کسی بندہ کے خیال مین نہین آسکتی ہی اسکے کنہ ذات و صفات مین دم مارنا کسکی مجال ہی ولیکن یہ ہرگز نہین چاہیئے کہ اسکی کسی صفت سے انکار کرکے کافر ہو جاوے نعوذ باللہ من الکفر والالحاد پھر اوتعالیٰ عزوجل نے اپنی مخلوق مین اپنی قدرت کاملہ کے ظہور کا اشارہ فرمایا بقولہ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يغشی از تغشیہ یعنی باب تفعیل سے بھی پڑھا گیا اور اغشاء یعنی باب افعال سے بھی پڑھا گیا ہی اور معنی یہ ہین کہ اوتعالیٰ تغطیہ کر دیتا یعنے ڈھک دیتا ہی ہر ایک رات و دن کو دوسرے سے درحالیکہ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا ای یطلب کل واحد منہما الآخر طلبا حثیثا ای سریعا - طلب کرتا ہی ہر ایک رات و دن مین سے دوسرے کو طلب حثیث یعنی جلدی و تیزی کے ساتھ یعنی رات کا اندھیرا دن کی روشنی سے جاتا رہتا ہی اور دن کی روشنی رات کی تاریکی سے جاتی رہتی ہی اور انمین سرعت ہوتی ہی کہ ذرا بھی تاخیر نہین ہوتی بلکہ جبھی ایک گیا فی الفور دوسرا آگیا - کما فی قولہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون - رازیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات و دن کی آمد و رفت کی حرکت کو حثیث یعنی بہت تیزی سے وصف فرمایا تو بات یہ ہی کہ دن و رات کا ایک دوسرے پر بدلتے آنا قدرت الٰہی مین فلک اعظم کی حرکت پر ہی اور اسکی حرکت مین نہایت سخت تیزی ہی کیونکہ نہایت تیز دوڑنے والا آدمی جتنی دیر مین اپنا ایک قدم اُٹھا کر رکھتا ہی اتنی دیر مین فلک مذکور تین ہزار میل حرکت کر جاتا ہی جسکے بہت کڑے ایک ہزار کوس ہوے اسی واسطے یطلبہ حثیثا فرمایا یعنی جلد اُسکے پیچھے آجاتا ہی جیسے اسکا طالب تھا کہ ان دونون کے بیچ مین کسی چیز کا بھی واسطہ نہین ہوتا ہی پس یہ جملہ حالیہ لیل و نہار دونون سے حال ہی پھر جو کوئی وہم کرے کہ رات و دن تو سورج نکلنے ڈوبنے یا فلک اعظم کی حرکت سے ہین وہ جاہل ہی کیونکہ یہ سب بھی زیر فرمان قدرت ہین چنانچہ فرمایا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ یہان بھی دو قراءت ہین ایک نصب پس سموات پر عطف ہی اور مسخرات بھی منصوب بنا بر آنکہ ان چیزون سے حال ہی یعنے پیدا کیا ان چیزون کو درحالیکہ یہ چیزین مسخر ہین اسکے حکم مین - اور دوسری قراءۃ مین ان کو رفع ہی بنا بر آنکہ مبتدا ہین اور مسخرات خبر ہی پس معنی یہ کہ یہ چیزین اللہ تعالیٰ کے حکم مین مسخر ہین یعنی مذلل ہین یعنے اسکے پاک حکم کے قبضۂ قدرت مین ذلیل ہین ذرا سرکشی نہین کر سکتی ہین ہر دم ہر حال مین اسکی قدرت و ارادہ کے موافق حرکت کرتی ہین اور کسی چیز مین خود کسی تاثیر کا یا اثر کا کچھ بھی اختیار نہین ہی أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ آگاہ رہو کہ سب خلق اسی کی اور سب امر اسی کا ہی کسی اور کو یہان ذرہ برابر بھی کچھ نہین ہی تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ تبارک مین عظمت پر دلالت ہے یعنے برتر و بڑائی والا ہی اپنی وحدانیت کے ساتھ اپنی الٰہیت مین اور بے انتہا عظمت و برکت والا ہی اپنی فردانیت کے ساتھ اپنی ربوبیت مین وہ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہی تمام عالمین کا - آیت کریمہ مین تصریح ہی کہ خلق و امر سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی کسی اور کو اسمین ذرہ بھی اختیار نہین ہے سفیان بن عیینہؒ نے کہا کہ خلق تو عرش و اس سے نیچے سب ہی اور امر اس سے اوپر ہی اور اسی سے نکالا کہ کلام اللہ مخلوق نہین ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے خلق و امر مین فرق کیا ہی پس کلام الٰہی یعنی قرآن کو جو کہ امر ہی جسنے مخلوق جانا وہ کافر ہے اس آیت مین دلیل ہی کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی خالق نہین ہی پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ سورج و چاند وغیرہ کسی چیز سے کوئی تاثیر ہوا کرتی ہی اسطرح کہ ان چیزون کو کسی وقت کسی حال مین خود

کوئی اثر پیدا کر دینے کی قدرت ہو تو وہ جاہل مرتد ہو کیونکہ خلق و امر سب اسی کی قدرت کاملہ ہو پس ہر فعل و ہر تاثیر جو کسی چیز سے ہوتی ہو وہ اسی کی قدرت سے ہوتی ہو **قال ابن جریر** حدثنی المثنی حدثنا اسحاق حدثنا ہشام ابو عبد الرحمن حدثنا بقیۃ بن الولید حدثنا عبد الغفار بن عبد العزیز الانصاری عن عبد العزیز الشامی عن ابیہ وکانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یحمد اللہ علی ما عمل من عمل الحدیث یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے کوئی نیک کام بجا لانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا نہ کی اور اپنی بھلائی سمجھی وہ کافر ہوا اور اسکا کام برباد ہوا اور جسنے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کے واسطے بھی امر مین سے کچھ قرار دیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے انبیا علیہم السلام پر نازل کیا ہو اس سے یہ شخص کافر ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہو الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین - ہکذا رواہ من حدیث لبقیۃ رحمہ اللہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعا روایت مین ہو کہ اللھم لک الملک کلہ ولک الحمد کلہ والیک یرجع الامر کلہ اسالک من الخیر کلہ واعوذ بک من الشر کلہ یعنی ای میرے پاک پروردگار تیرا ہی سب ملک ہو اور تیرے ہی لیے سب حمد ہو اور تیرے ہی طرف سب امر راجع ہو مین تجھی سے سب بھلائی مانگتا ہون اور تجھی سے سب برائی سے پناہ چاہتا ہون بیضاوی رح نے اس آیت کریمہ کے نفع کو بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہو کہ کافرون نے جہالت سے بے اختیار چیزون و بندون وغیرہ کو اپنے واسطے معبود بنا لیا تھا تو انکے واسطے کھلے بیان سے ظاہر فرمایا کہ معبود فقط ایک وحدہ لاشریک ہو وہ اللہ تعالیٰ عز وجل ہو کوئی اسکے سوائے معبود نہین ممکن ہو کیونکہ اسیکا خلق و امر ہو اسلیئے کہ اُسنے آسمانون کو پیدا کیا اور نادر صنعت و عجیب حکمت اسمین ظاہر کی کہ وہان تحقیق حالات کے لیئے اوہام و عقول کو مجال نہین ہو پھر زمین کے اجسام سفلی کو طرح طرح کی بدیع صنعت و نادر حکمت سے پیدا کیا پھر ان اجرام و اجسام کی جملہ تدابیر اپنے قبضہ قدرت مین رکھین - کما قال یدبر الامر من السماء الی الارض - یعنے آسمان سے زمین کی طرف اسکی تدبیر امر جاری ہو اسی کی قدرت سے افلاک گھومتے ہین ایک ذرہ برابر انکو تجاوز کرنے کا اختیار نہین ہو ایسے ہی سیارے و کواکب مین اور رات و دن پیا پئے داخل ہوتے ہین اس خلق و امر مین وہی قادر مختار ہو کسی کو ذرہ برابر تجاوز کا اختیار نہین ہو بلکہ ممکن نہین کہ کوئی اسکے حکم قدرت عظیم سے سوائے مسخر ہونے کے جنبش کر سکے پھر نتیجہ بہت ظاہر سمجھا دیا کہ آگاہ رہو کہ اسی کا خلق و امر ہو - تبارک اللہ رب العالمین **ف فی العرائس** قولہ تعالیٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش عین الوہیت سے انکو صریح تنبیہ کر دی کہ ربکم اللہ پروردگار ہونے کے ساتھ خطاب فرمایا اسلیئے کہ انکے دل اپنے پروردگار کی محبت کی طرف کھنچین پھر انکو الوہیت کیطرف نام پاک سے اشارہ کیا تاکہ قدم مین حدوث کو فنا ہو جاوے پھر محو کی حالت سے انکو ہوشیاری کی طرف پھیرا اور حضوری سے غائب کیا بقولہ الذی اور یہ اشارہ ہو اور ربکم عبارت ہو پس اول تو انبساط کے واسطے ہو اور دوم انقباض کے واسطے ہو پھر انکو صفات سے افعال کیطرف پھیرا جیسے پہلے انکو ذات سے صفات کیطرف پھیرا تھا تاکہ انوار الوہیت خالصہ مین جل نجاوین پس اول خطاب قلب ہو اور دوم خطاب روح ہو اور سوم خطاب عقل ہو اور مراد اول سے قولہ ربکم اور دوم سے قولہ اللہ اور سوم سے قولہ الذی ہو پھر انکو شہود سے شواہد کی طرف اُتار دیا اور انکی عقل کے موافق انکو خطاب کیا کیونکہ قدم سے حدوث کی طرف حوالہ کر دیا ہو پس او تعالیٰ دانا تر ہو کہ وحدانیت کے سطوات تجلی کو وہ اب نہین اُٹھا سکتے ہین پس فرمایا الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام پس مشاہدہ والون کے واسطے آیات کو دیدار صفات کا آئینہ بنا دیا ان آیات کو چھ روز مین پیدا فرمایا اور ایام آلٰہی اسکی قضا و قدر مین انکو چھ یوم مین محصور کیا اسکے ایام مین سے ہر روز اسکی کسی صفت کا مطلع قدم سے ظہور ہو کہ اُسنے عدم کے واسطے تجلی فرمائی پس چھ ایام اسکی صفات مین سے چھ صفات کا ظہور ہو اول علم دوم قدرت سوم سمع چہارم بصر پنجم کلام ششم ارادہ پس ان چھ صفات کے انوار سے تمام چیزین کامل طور پر ظاہر ہو گئین پھر جب پوری ہوئین تو تمام حوادث

مانند جسم آدم کے بدون روح کے حاصل ہوئین پس اپنی ساتوین صفت سے انپر تجلی فرمائی اور وہ ساتوین صفت اسکی حیات قدیم ازلی ہو جو ہر نفس کے اوہام و خیال و قیاس سے و مشابہت سے پاک منزہ ہو پس تمام چیزین اسکی صفات سے جو اسکی ذات سے قائم ہین موجود ہو گئین پس اُسکی حیات پاک سے جو منزہ از انفصال و اتصال ہو ہر ایک کو حاجت و محتاجی ہو اور او تعالیٰ پاک برتر ہو کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہو یہان نہایت دقیق اشارہ سے یون سمجھو کہ آسمان ارواح ہین اور زمین اشباح ہین اور عرش قلوب ہین اور کشف افعال سے اشباح کی ابتدا فرمائی اور کشف ذات سے قلوب ظاہر کیئے کیونکہ قلوب کی منظر محل غیوب ہین اور قلوب سے غیوب محل استوا ر تجلی قدم ہین - پھر قدم کا استوا ظہور ہوا عدم کے واسطے پھر افعال پر استوا ر تجلی صفات ہوا پھر صفات پر استوا ر تجلی ذات ہوا پس اپنی ذات پر اپنی ذات کے واسطے بذات خود مستوی ہوا جو کہ اتصال و انفصال و حدوث وانکے ساتھ ہونے سب سے پاک منزہ ہو استوا حضرت باری تعالیٰ کی صفت ذاتی ہو وہ مخلوق کے مطالعہ سے خارج ہو - سموات و ارض کو تجلی صفات کے واسطے مخصوص کیا اور عرش کو تجلی ذات کے واسطے مخصوص کیا پس آسمان و زمین تو اس عالم کے واسطے جو بمنزلہ شخص کے ہو جسم ہین اور عرش اس عالم کا قلب ہو اور کرسی اس عالم کا دماغ ہو پس باقی سب کو افعال و صفات کے ساتھ مخصوص کیا اور عرش کو ظہور ذات سے مختص فرمایا کیونکہ وہ سب کا قلب ہو اور وہی غیب الرحمن و اسکا علم و حکمت ہے پس مین نے عرش کو مکاشفہ مین دیکھا کہ انوار لطیف نورانی ہین نہ جسم ہو نہ مکان نکوئی صورت وہ جگمگاتا ہو پس مین نے دریافت کیا تو مجھسے کہا گیا کہ یہ ایک عالم ہو جسکو عرش کہتے ہین تفسیر مین عرش کے کہا گیا کہ علم ہو جیسے حضرت ابن عباس رضی نے کرسی کی تفسیر مین کہا کہ کرسی الٰہی وہ علم الٰہی ہو **قال المترجم** بعض تفاسیر مین لکھا ہو کہ مراد عرش سے ایک جسم نورانی ہو جو تمام اجسام پر محیط ہو اور یہ قول صحیح نہین ہو - پھر او تعالیٰ نے افعال کو ذکر فرمایا تاکہ ارواح و اشباح باقی رہین بقولہ یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ - پہلے رات کو ذکر کیا کیونکہ وہ پردہ اولیاء و حجلۂ اصفیاء و ملجاء نقباء و خیام عرائس اہل مناجات ہو قبض کو بسط پہنایا جاتا ہو کیونکہ دونون ضد ہین - رات قبض عارفین ہو اور روز بسط مشاہدین ہو ان دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا طالب ہوتا ہو کیونکہ وصف اسکا حضور و غیبت اسطرح ہو کہ تجلی کا ظہور ہو یا مخفی ہو جاوے لیل تو نفس ہو اور نہار یہ قلب ہو اور شمس روح ہو اور قمر عقل ہو اور نجوم یہ معلومات ہین اور یہ سب آسمان ملکوت اور ہواء جبروت مین اسطرح مسخر ہین کہ اسکی قدرت کاملہ و غرت شاملہ اور محبت قدیمہ کے قبضہ مین ہین وہی ان ارواح پاکیزہ کو مشاہدہ ازلیہ سے الفت دیتی ہو پھر اللہ تعالیٰ سبحانہ نے سب کو اپنی مشیت پر اور نفاذ قدرت پر تفویض فرمایا اور سبکو مرتبہ تسخیر مین لایا بقولہ الا لہ الخلق والامر خلق اسکا فعل ہو اور امر اسکی صفت ہو خلق تو اشباح مین جاری ہو اور امر اسکا ارواح مین جاری ہو نور خلق سے تمام عقول کو مبہوت فرمایا اور انکو ادراک کنہ آیات مین حیرت ناک کر دیا اور تجلی امر سے قلوب کو عالم صفات کی طرف جذب کیا اور عالم ذات پر اسکو عاشق بنایا پھر جب مخلوقات افہام اسکے وصف صفات سے عاجز ہوئے اور زبانین اسکی مدح سے گونگی ہو گئین تو خود اپنی ذات پاک کا وصف فرمایا بقولہ تبارک اللہ رب العالمین یعنی جو کچھ بندون و مخلوق کے وہم و خیال مین اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سماوی او تعالیٰ اس سب سے پاک برتر ہو رب العالمین یعنے سب مخلوق کا رب ہو اسکی صفت تمام مخلوق مین ظاہر ہو عارفون کو اپنی ذات پاک کے ظہور سے تربیت فرمایا اسطرح کہ صفات کے آئینہ سے ذات کو ظاہر فرما کر مقام عرفان مین پہونچایا استاد رح نے کہا کہ اس آیت مین مخلوقات کو معرفت کیطرف ارشاد فرمایا بایں طور کہ ان آیات ظاہرہ سے اسکی قدرت کی طرف معرفت حاصل کرین اور وہ اسکے افعال ہین اور انہین سے خاص لوگونکو اپنی آیات سے جو اُسکے افضال و اقبال پر دلیل ہین معرفت دی اور خاص الخاص بندونکو اپنی نعوت ذاتیہ کی معرفت دی اور

وہ جمال وجلال ہین پس ایک قوم سے دوسری قوم تک بڑا فرق وتفاوت ہی **واسطی** نے کہا کہ قولہ تعالیٰ الا لہ الخلق والامر جب سب اسی کے واسطے ہوا تو اُسی سے اور اُسی کے ساتھ اور اسی کی طرف ہی کیونکہ امر تو صفت آمر ہی یعنے امر اپنے حکم دہندہ کی صفت ہی پس مرجع امر کا اسی کی طرف ہی پھر جب او تعالیٰ عزوجل نے ربوبیت کے اعلام سے ان لوگون کو آگاہ فرمایا تو انکو خالص عبودیت ادا کرنے کا حکم دیا اور بہت عمدہ ادب انکو سکھلا دیا بقولہ تعالیٰ

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ
پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اُسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے اور مت خرابی مچاؤ زمین مین اُسکے سنوارے پیچھے اور پکارو اُسکو

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
ڈر اور توقع سے بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا اے تذللًا - دعا مانگو اپنے پروردگار سے تذلل سے ای متضرعین متذللین یعنی درحالیکہ تضرع وتذلل رکھنے والے ہو **قال البیضاوی** ای وذی تضرع یعنی تم مین تضرع کی صفت موجود ہو اس حال مین دعا کرو وَخُفْيَةً سرًا - اور پوشیدہ یعنی مخفین مسرین یعنے درحالیکہ تضرع کی حالت کے باوجود اخفا کرنے والے ہو کیونکہ اخفا کرنا اخلاص کی دلیل ہی اسمین ریا کا دخل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ فریب نفس ایسے پیچیدہ ہین کہ آدمی خود واقف نہین ہوتا پس جو اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلعم نے طریقہ تبلا دیا اسکو اختیار کرے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ او تعالیٰ دوست نہین رکھتا معتدین یعنے تجاوز کرنے والونکو یعنی دعا مین حد سے بڑھ چلنے والے بایطور کہ اکھڑین ہو یا طول کلام ہو اور آواز بلند ہو ایسے بندے اللہ تعالیٰ کو پسند نہین ہین - فی السراج دعا بمعنی سوال ہی اور وہ ایک قسم کی عبادت ہی کیونکہ بندے کو کسی چیز کی حاجت ہوئی جسکے خود حاصل کرنے سے عاجز ہو اور جانتا ہی کہ میرا پروردگار سبحانہ وتعالیٰ دعا کو سنتا اور حاجت کو جانتا ہی - وہی قادر ہی کہ بندے کو اسکا مطلوب مل جاوے پس بندہ اپنے آپ کو عاجز وذلیل وناقص جانکر اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کو قادر کریم عزیز جلیل یقین کر کے اس سے تضرع سے دعا کریگا اور تضرع اظہار ذلت نفس اور خشوع ہی یعنی گڑگڑاتے ہوے اپنے آپکو ذلیل وخوار بنائے ہوئے اور دل مین سمجھے ہوئے دعا کرو - اور خفیہ ہو علانیہ نہو - وفی تفسیر **الحافظ ابن جریرؒ** نے کہا کہ دعا مین آواز بلند کرنا وچیخ پکار مکروہ تحریمی ہی اور تضرع واستکانۃ کا حکم دیا جاوے اور ابن عباسؓ سے روایت کی کہ خفیہ کے معنی سر یعنی پوشیدہ - اور خود او تعالیٰ عزوجل نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آویگا اور صحیحین مین حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگون نے تکبیر مین آواز بلند کرنی شروع کردی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای لوگو اپنی جانون پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہین پکارتے ہو تم لوگ تو پاک رب سمیع بصیر یعنے سنتے دیکھتے کو پکارتے ہو وہ تمھارے ساتھ ہی - ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ مین پیچھے تھا اور اپنے دل مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا تھا پس حضرت صلعم نے مجھسے خطاب فرمایا کہ ای عبد اللہ بن قیس مین تجھے جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ پر راہ بتا دون مین نے عرض کیا جی ہان بتلا دیجیے تو فرمایا کہ وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہی **قال المترجم** اسکے معنے یہ کہ بندہ نہایت تضرع سے عرض کرتا ہی کہ کچھ بھی طاقت اور کچھ بھی قوت نہین ہی مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس یہ کلمہ بہت محبوب ہی اس سے شیطان رد ہو جاتا ہی کیونکہ جب بندے نے اللہ تعالیٰ کی حول وقوت پائی تو پھر اسپر شیطان کا کچھ قابو نہین چل سکتا بالجملہ خفیہ دعا کا حکم فرمایا اور **ابن جریرؒ** نے تفسیر مین کہا کہ خفیہ سے یہ مراد کہ دلی خشوع سے اور او تعالیٰ عزوجل کی وحدانیت وربوبیت پر یقین کر کے اپنے دل مین اخفا سے

بدون جہر کے دعا کرو - عبد اللہ بن المبارکؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ پہلے لوگ تھے کہ آدمی تمام قرآن کا جامع ہوتا اور لوگونکو اس سے شعور بھی نہوتا تھا اور آدمی تھا کہ اسکو بہت فقہ حاصل ہو گئی اور لوگونکو معلوم بھی نہین - اور آدمی تھا کہ وہ گھر مین بہت دراز نماز پڑھتا اور اسکے یہان اور لوگ مہمان ہوتے حالانکہ انکو خبر بھی نہین ہوتی اور اب مین نے ایسی قومونکو پایا کہ روئے زمین پر کوئی کام ایسا نہین کہ جسکو وہ پوشیدہ کر سکتے ہین مگر ہمیشہ اسکو علانیہ کرینگے اور پوشیدہ وعلانیہ دعا مین ستر گونہ فرق ہی اور البتہ مسلمان لوگ تھے کہ نہایت کوشش سے دعا کرتے تھے حالانکہ انکی آواز سنائی نہین دیتی تھی وہ تو انکے اور پروردگار تعالیٰ کے درمیان ہمس ہوتے تھے اور یہ بات اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ یہ اسوجہ سے تھی کہ او تعالیٰ نے ایک بندۂ صالحؑ کو ذکر فرمایا جسکا فعل پسندیدہ ہوا کہ فرمایا اذ نادی ربہ نداء خفیا الآیۃ - معالم وسراج مین ہی کہ حسنؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندۂ متقی ودعائے خفی کو جانتا ہی پھر روایت باقی ذکر فرمائی پھر دعا مین اعتدا یعنی حد سے تجاوز کرنا نہین چاہیئے - تفسیر بیضاوی مین ہی کہ اسمین تنبیہ ہی کہ دعا کرنیوالے کے لائق جو چیز نہین ہی مانند رتبہ انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے وہ نہ مانگے مین کہتا ہون کہ یہی شیخ ابو مجلزؒ سے اعتدا کی تفسیر مین مصرح مروی ہی اور بعض نے کہا کہ اعتدا یہ ہی کہ طول طویل دعا بلند آواز سے مانگے حضرت سعدؓ سے روایت ہی کہ انھون نے اپنے ایک بیٹے کو اسطرح دعا کرتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ مین تجھسے جنت واسکی نعمتین واستبرق مانگتا ہون اور تجھسے دوزخ واسکے طوق وبیڑیون سے پناہ مانگتا ہون تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے بہت بھلائی مانگی اور بہت برائی سے پناہ مانگی اور مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک ایسی قوم ہو گی جو دعا کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور ایک روایت مین ہی کہ طہارت کے پانی بہانے اور دعا کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور یہ آیت پڑھی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ الآیۃ اور تجھے اسقدر کہنا کافی ہی کہ ای میرے پروردگار مین تجھسے جنت کو اور ہر قول وعمل کو جو اس سے قریب کرے مانگتا ہون اور تجھ سے دوزخ سے اور ہر قول وعمل سے جو اسکے قریب کرے پناہ مانگتا ہون - رواہ الامام احمد وابو داؤد عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انھون نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے سُنا کہ ای میرے پروردگار مین تجھسے جنت کے دائین طرف قصر سپید مانگتا ہون تو عبد اللہؓ نے فرمایا کہ ای فرزند تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم ہو گی جو طہارت کے پانی بہانے اور دعا مین حد سے تجاوز کریگی - رواہ احمد وابن ماجہ وابو داؤد وقال الحافظ اسنادہ حسن لا باس بہ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو زمین مین یعنی شرک وگناہون سے بعد اصلاح زمین کے بایطور کہ رسول بھیجکر اسکی اصلاح ہوئی اور احکام مشروع ہوئے اور بعض نے کہا کہ زمین مین فساد مت کرو کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے اور کھیتیان برباد ہون بسبب تمھارے گناہون کے وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا خوف اسکے عذاب سے اور طمع اسکی رحمت کی - اور دعا مانگو اللہ تعالیٰ سے درحالیکہ خائف ہو اسکے عذاب سے اور طامع ہو اسکی رحمت مین **قال القرطبیؒ** ہمکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندہ وقت دعا کے خوف وامید مین ہو حتی کہ خوف وامید اسکے واسطے بمنزلہ دو بازون کے ہون جو اسکو استقامت پر رکھین پس اگر انمین سے کوئی بات نہ رہی تو بندہ تباہ وبرباد ہو گا اور خوف یہ کہ جن مضرتون کے واقع ہونے سے بخت نہین ہو سکتا انکے خیال سے باز نہ رہے اور بعض نے کہا آیندہ کسی مکروہ پہونچنے کا خیال ہو اور طمع آیندہ کسی محبوب بات کے ملنے کی امید ہو - اور ابن جریجؒ نے کہا کہ خوف ہو عدل سے اور طمع ہو فضل مین - بعض اہل علم نے کہا کہ بندہ پر زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیئے پھر جب موت آوے تو اسکو امید غالب ہو جانا چاہیئے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا لا یموتن احدکم الا

لے [illegible] ۱۲ لے یعنی حضرت زکریا علیہ السلام ۱۲

وہو یحسن الظن باللہ تعالیٰ رواہ مسلم یعنی تم مین سے کوئی نہ مرے مگر اس حال مین کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ آیت اولیٰ مین
دعاء کی شرط کا بیان ہے اور دوسری آیت مین فائدہ دعاء کا بیان ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے
محسنین سے یعنے مطیع و فرمانبردار بندون سے قریب ہے رحمت کا لفظ مؤنث ہے اور قریب اسکی خبر باوجود مشتق ہونے کے بلفظ مذکر ہے
تو مفسرین نے کہا کہ رحمۃ اللہ مضاف ہے اللہ تعالیٰ کی طرف پس اس سبب سے اسکی خبر مذکر آئی - وفی السراج سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ رحمت یہان بمعنی
ثواب ہے وعلی ہذا قریب کا صیغہ صفت بحسب المعنی ہے اور بعض نے کہا کہ رحمت کی تانیث حقیقی نہین ہے اور جو ایسی ہو اسمین اہل لغت کے نزدیک
خبر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین۔ اور بعض نے کہا کہ قریب بمعنی نزدیکی جو ناتے مین ہو اور نیز بمعنی دیگر جیسے یہان ہے پس ناتے کے معنی مین
جو قریب ہے اسمین مبتدا مؤنث ہو تو خبر قریب کی تانیث واجب ہے چنانچہ فلانۃ قریبۃ کہنا چاہیئے اور فلانۃ قریب نہین چاہیئے اور دوسرے معنی
مین جائز ہے لہذا یہان خبر کا مذکر لانا اسی فرق کے واسطے ہے اور رحمت کا محسنین سے قریب ہونا اسواسطے کہ آدمی ہر دم دنیا سے مُنھ موڑے
اور آخرت کی طرف قدم بڑھائے ہوئے ہے اور اس حالت مین موت بہ نسبت زندگی کے آدمی سے زیادہ قریب اور محسنین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت
یعنے ثواب کے درمیان کوئی روک نہین سوائے موت کے کہ وہ آجاوے تو فوراً رحمت ملجاوے اور موت ہر آدمی سے قریب ہے صحیح مین
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہے ؎ و امرأ مصبح فی اہلہ ؞ والموت ادنی من شراک نعلہ ؞ اور حافظ نے تفسیر مین لکھا کہ قریب
من المحسنین یعنی مرصدہ للمحسنین یعنی محسنین کیواسطے اُٹھا رکھی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم مانتے اور ممنوعات سے باز رہتے ہین جیسے فرمایا ورحمتی وسعت کل شئی
فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ اور مطر الوراقؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ملجانے کی اسطرح خواہش کر کہ اسکی فرمانبرداری طاعت کو
ادا کر و کیونکہ اُسس نے مقدر کر دیا ہے کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی اسکی رحمت مطیع لوگون سے قریب ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم ف

فی العرائس قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ جیساتمنے حضرت کبریا عزوجل کی نعوت اور جلال عظمت و عزت قدم و بقا کو پہچانا تو اللہ
تعالےٰ کی طرف محتاج ہونے مین ان صفات کے دیدار مین فانی ہو جاؤ اس طرح پر کہ تمھارے اسرار پر تمھارے نفس بھی واقف نہون
کیونکہ مضطر و محتاج کی دعاء اس درگاہ کبریائی مین مسموع ہوتی ہے جبکہ زبان دل سے ہو اور صفاء وقت سے تضرع کے ساتھ خفیہ دعاء ہو اور
یہ ذکر خفی وہی ہے جسکی نسبت آیا ہے کہ سب ذکرون سے خفی ذکر بہتر ہے۔ ابو عثمانؒ نے کہا کہ دعاء مین تضرع کرنا اسطرح نہین ہے کہ اپنے
افعال مانند نماز و روزہ و تلاوۃ وغیرہ کو مقدم کر کے اسکے پیچھے ان افعال کی نظر سے دعاء کرے بلکہ تضرع یہی ہے کہ اپنی عاجزی و بے بسی
و محتاجی وغیرہ کو پیش کر کے بدون علت و بلا سبب کے دعاء مانگے تو تیری دعاء البتہ حضرت عزت مین باریاب ہو۔ واسطیؒ نے کہا کہ تضرع
یہ ہے کہ اپنی عبودیت کو قربان کرے اور طول طویل بک سرکشی نفس کی چھوڑ دے اور خفیہ رکھے کہ غیر اس سے آگاہ نہو و واضح ہو کہ دعاء کیواسطے
چند مقامات ہین بعضی زبان ظاہر سے دعاء کرتے ہین بعضے زبان باطن سے دعاء کرتے ہین بعضے اشارۂ عقل سے اور بعضے اشارۂ قلب سے
اور بعضے اشارۂ روح سے اور بعضے اشارۂ سر باطن سے دعاء کرتے ہین پس اہل ظاہر کی صفت تضرع ہے اور اہل باطن کی صفت افتقار و خشوع
اور اہل عقل کی صفت فکر ہے اور اہل قلب کی صفت ذکر ہے اور اہل روح کی صفت شوق ہے اور اہل السر کی صفت فنا ہے اس سے باذن دعاء
کرتے ہین اور دعاء کی اجازت فقط دو مقام پر حاصل ہوتی ہے ایک مقام قبض اور دوم مقام بسط پس مقام قبض مین دعاء بصفت عبودیت ہے
اور مقام بسط مین دعاء بحکم انبساط ہے کیونکہ صولت ربوبیت کو اس مقام مین پایا ہے۔ عارفون کے واسطے ضرور یہ دونون مقام حاصل
ہوتے ہین دعاء کی حالتین بہت ہین ایک تو بلاء مین مبتلا دعاء کرتے ہین اسواسطے کہ اُنکے ہم و غم دور ہو جاوین دوم اہل نعمت دعاء کرتے ہین

تاکہ کشف وجود ہو۔ سوم محبین دعاء کرتے ہین تاکہ قلوب کو تسلی حاصل ہو۔ چہارم مشتاقین دعاء کرتے ہین تاکہ منزل مقصود کو پہونچ جاوین پنجم عاشقین دعاء
کرتے ہین تاکہ مراد حاصل ہو۔ ششم عارفین دعاء کرتے ہین تاکہ بقاء کو پاوین ہفتم موحدین دعاء کرتے ہین تاکہ فناء مین محو ہو جاوین اس دعاء مین اہل انس کو اُنس
اور عارفونکو تضرع اور محبین کو بہار اور موحدین کو آنکھون کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور سجود مین انکی حالت نہایت عمدہ ہو جاتی ہے کیونکہ موجود کا
کشف حاصل ہوتا ہے اور آنسو بہانے کے ساتھ مین انکی مناجات نہایت ہی شیرین و خوشگوار ہے اور جوش دل سے انکی خاطر کی حرکتین کیا پسندیدہ ہین
استادؒ نے کہا کہ جو کوئی بندہ خلوص دل سے دعاء کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اُسکے دل کو اُسیوقت راحت بخشتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے بندونکو اعلیٰ سے
ادنیٰ کی طرف اور اتباع حق سے اتباع نفس کی طرف جانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور مراقبہ و مشاہدہ و حضوری سے دل صاف و
اصلاح پذیر ہونے کے بعد اسکو نفس کی شہوات و ہوا و ہوس سے خراب کرنے سے منع فرمایا بقولہ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔
استادؒ نے کہا کہ یہ خرابی و بربادی اسطرح ہوتی ہے کہ مجاہدہ و ریاضت کرنے سے نفس کو مہلت دیدی اور حقوق شرع قائم کرنے کے بعد حظ نفس
مین ڈالدیا تو بعد اصلاح کے خراب ہو جائیگا پھر اللہ تعالیٰ نے اداب دعاء مین اخلاص و تواضع و خوف و امید کو فرمایا بقولہ وادعوہ خوفاً وطمعاً۔ اسکے
دیدار جلال مین اسکی عظمت کی رعایت رکھو اور جمال مین البتہ بسط سے دعاء کرو کیونکہ حقیقت دعاء حالت شہود مین معرفت ربوبیت مین دل لرزنیکے
ساتھ ہو کیونکہ عبودیت کی یہی شان ہے اور وصول مقصود کی صورت مین سرور ہوگا اور نیز خوف رکھو کہ سوائے اسکے کوئی تمھارے دل مین جاری
ہو جاوے یعنی حدوث کا ذکر دیدار قدم مین طاری نہو اور طمع کے یہ معنی ہین کہ دعاء سے اشرف مقام کی امید رکھو کیونکہ دعاء وسیلہ ہے پھر جب
مقصود حاصل ہو گیا تو وسیلہ منقطع ہو گیا مگر آنکہ اس سے بالاتر مقام مین دوسری دعاء کرو۔ اور نیز یہ خوف رکھو کہ وہ پاک پروردگار عز شانہ ہے
پاک بے پرواہ ہے ایسا نہو کہ دعاء مردود ہو جاوے اور طمع یہ رکھو کہ رحیم کریم ارحم الراحمین ہے امید ہے کہ دعاء قبول فرماوے اور جن بندون کی یہ
صفت ہے وہ ان محسنین مین سے ہے جنکو بلطف اللہ تعالیٰ اسکی درگاہ مین تقرب حاصل ہے انھین کو فرمایا بقولہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین اور بعض نے
کہا کہ خوف اُسکے عقاب سے اور طمع اسکے ثواب کی ہو۔ بعض نے کہا کہ خوف کرو کہ دور نہ کیے جاؤ اور طمع اسکی درگاہ مین تقرب کی رکھو اور بعض نے
کہا کہ خوف اسکے اعراض سے اور طمع اسکے اقبال کی ہو بعض نے کہا کہ خوف اسی سے ہو اور طمع اسی کی ہو بعض نے کہا کہ محسن وہ ہے جو قلب سے حاضر ہو
اور غافل نہو اسکے حق کو فراموش نہ کرے پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی ذات پاک کو وصف فرمایا کہ اسی نے باطن غیب سے بشارات قرب
پیدا فرمائین تاکہ نسیم وصال و مشاہدہ ارواح عاشقین و قلوب مشتاقین و اسرار واصلین و دلہائے محبین و الباب مریدین کو اسکی فیض و رحمت
سے پہونچے بقولہ تعالےٰ ۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا
اور وہی ہے کہ چلاتا ہے بادین خوشخبری لاتین آگے اُسکے مہر سے یہانتک کہ جب اُٹھا لائین بدلیان بھاری ہانکا ہمنے اُسکو ایک شہر مردے کیطرف پھر اُتارا ہمنے
بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ
پانی پھر اُس سے نکالے سب طرح کے پھل اسیطرح نکالینگے مردونکو شاید تم دھیان کرو اور جو ضلع ستھرا ہے اسکا سبزہ نکلتا ہے
بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ ع
اُسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اُسمین نکلے سو ناقص یون پھیر پھیر بتاتے ہین ہم آیتین حق ماننے والے لوگون کو

جب پہلے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ وہی خالق آسمانون و زمین کا اور وہی حاکم و مدبر ہے اور اسی کی قدرت کے حکم مین سب مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی ہو

سُنتے ہین اور مخلوق کو اپنی ہی طرف دعاء کرنے وعبادت کرنیکا ارشاد فرمایا کیونکہ وہی پاک پروردگار ہر بات پر قادر ہے جو چاہے کرے تو مخلوق کو متنبہ فرمایا کہ
وہی رزاق ہے اور وہ ضرور بقدرت جلیل انکو قیامت کے روز اعادہ فرمادیگا چنانچہ فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ
ارسال یعنی روان کرنا۔ ریاح جمع ریح در اصل روح بواو ہے جو یار سے بدل گیا بشر مین قرائت ہین اول نشر بضمہ وشین معجمہ جمع نشور یا ناشر بمعنی نسبت
اہی ذات نشر اور یہ قرائت ابو عمرو وابن کثیر ونافع کی ہے دوم نشر بضم نون وسکون شین معجمہ بطریق تخفیف کے جیسے رسل مین تخفیف سے ضمہ کو ساکن کردیتے
ہین اور یہ قرائت ابن عامر کی ہے سوم نشر بفتح نون وسکون شین معجمہ بنا بر آنکہ مصدر ہے یعنے مفعول مطلق واقع ہے کیونکہ ارسال ونشر قریب قریب ہین
گو یا یون ہے کہ ینشر الریاح نشرا۔ یا یہ مصدر مقام حال مین ہے ای یرسل الریاح حال کونہا ناشرة۔ اور یہ قراءة حمزہ وکسائی کی ہے اور مرجع ان سب قرائة تونکا
نشر کی طرف ہے جو طی کے برخلاف ہے یعنے جیسے طی کے معنی لپیٹ دینا اور تہ کر دینا ویسے اسکے برخلاف نشر کے معنی پھیلانا چھٹکانا منتشر کرنا اور کہا لیس مین
کہا کہ نشر بمعنی تفریق ہے بالجملہ مفسر رح نے اسکو موضع حال مین قرار دیا کیونکہ نشرا کی تفسیر مین کہا ای متفرقة یعنی ارسال فرماتا ہے ریاح کو درحالیکہ متفرقہ ہوتی
ہین اور یہی تفسیر ابو عبیدہ رح سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ پاکیزہ ہوائین جو ہر طرف سے چلتی ہین اور فراء رح نے کہا نشر وہ ہوا ہے نرم جو بادل کو
منتشر کرتی ہے اور ابن الانباری رح نے کہا کہ وہ منتشرہ جو پھیلی ہوئی بہتی ہے۔ قراءة چہارم بشرا بضم باء موحدہ وسکون شین معجمہ جمع بشیر یعنے خوشخبری و
بشارت دینے والی باران کی اور یہ قراءة عاصم رح کی ہے۔ کما فی قولہ تعالے امن یہدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ الآیۃ۔
اور ہوا اور ریح مین فرق اسی قدر ہے کہ ریح وہ ہوا جو چلتی ہو اور مذکور ہے کہ ریاح چار ہین صبا شرقی ہوا جو بادل اُٹھا لاتی ہے اور دبور مغربی ہوا جو
بادل کو متفرق کرتی ہے وفی الحدیث نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور۔ فتح دیا گیا مین صبا سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوا دبور سے اور سوم
شمال بفتح اول وسکون ثانی سوا ر شمالی وہ بادل کو جمع کرتی ہے چہارم جنوب بفتح اول جو دکھن سے چلتی اور پریشان کرتی ہے اور ابن عمر رض سے روایت ہے
کہ ریاح آٹھ قسم ہین انمین سے چار قسم تو عذاب ہین قاصف وعاصف وصرصر وعقیم۔ اور چار قسم رحمت ہین ناشرات ومبشرات ومرسلات وذاریات
بنا بر اس آیت مین اختلاف قراءة بنون وبباء مین قسم ہولسے فرق ہوگا پھر رحمة سے مراد مطر یعنے مینھ ہے اور بین یدی رحمتہ کے معنی آگے آگے
مینھ کے اور معنی کلام کے یہ ہین اور وہی اللہ تعالی ہے کہ بھیجتا ہے چلتی ہواؤن کو متفرقہ یا مبشرہ آگے آگے مینھ کے حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا
یہانتک کہ جب لادلیتی ہین یہ ہوائین سحاب یعنی بادلون کو جو پانی سے بھاری ہین۔ اقلت بتشدید لام از اقلال بمعنی برداشت کرنا۔ اُٹھا لینا۔ اور
اشتقاق اسکا قلت سے ہے چنانچہ جسنے کوئی چیز طاقت بھر اٹھائی و برداشت کرلی تو وہ اسکو قلیل ہی جانتا ہے اپنی ہستی سے زائد نہین جانتا
اور بولتے ہین کہ اقلہ واستقلہ بمعنی قلیل جانا پس برداشت کرنے کے معنی مین مجازاً مستعمل ہے فافہم۔ ثقال جمع ثقیل ہے اسواسطے جمع آیا کہ سحاب
بمعنی سحب یعنے جمع ہے یا سحاب جمع سحابة ہے قاموس مین ہے کہ السحابة بمعنی بادل اسکی جمع سحاب وسحب وسحائب ہے اور بعض اہل لغت علماء معانی
نے کہا کہ سحاب اسم جنس جمعی ہے اسکا مذکر ومؤنث یکسان ہے اسمین لفظ ومعنی کی رعایت ہوسکتی ہے اور یہی قول مختار ہے پس سحاب بادل ہے خواہ اسمین
پانی ہو یا نہو اور سحاب اسکا نام اسوجہ سے ہوا کہ ہوا مین منسحب یعنی دامن پھیلائے ہوے ہوتا ہے اور معنی یہ ہین کہ او تعالی سبحانہ اپنی قدرت سے بلحاظ
مینھ کی بشارت دینے والا ارسال فرماتا ہے یہانتک کہ جب یہ ہوائین سحاب کو جو پانی سے بھاری ہو رہی ہین اُٹھاتی ہین سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ سانی ایسوق
سوقا روان کرنا۔ سقناہ روان کرتے ہین ہم اس سحاب کو۔ اور باعتبار سابق بیان کے ساتھ لبلد میت ہوتا یعنے چلاتا ہے اسکو اللہ تعالے واسطے
مردہ بلد کے لیکن سقناہ بصیغہ تکلم فرمایا اسمین غیبت سے التفات فرماکر تکلم کی طرف رجوع ہے اور یہ بلاغت زبان عرب مین شائع ہے اور
ضمیر مفعول مفرد راجع بجانب سحاب کے باعتبار لفظ کے ہے کیونکہ لفظ مفرد ہے اور بلد زمین کا موضع آبادان۔ ازہری رح نے لیث بن سعد سے روایت کیا

کہ آباد ہو یا غیر آباد ہو خالی ہو یا اسمین کچھ ہو اور ایک ٹکڑا اسمین سے بلدہ اور جمع اسکی بلاد ہے اور بلد مذکر ومؤنث دونون آتا ہے اور جنگل وبیابان کو بھی بلدہ
کہتے ہین اور میت باین معنی کہ اسمین کچھ نباتات مین سے نہین اور اہل عرب ایسی زمین کو میت بولتے ہین وقد قال تعالی فانظر الی آثار رحمۃ اللہ کیف
یحیی الارض بعد موتہا الآیۃ۔ اور سقت لہ اور سقت الیہ۔ دونون طرح مستعمل ہے اور مفسر رح نے کہا کہ سقناہ لبلد میت ای سقناہ لبلد میت لاحیاۂ یعنی
ہمنے اس بادل کو واسطے زندہ کرنے بلد مردہ کے روان کیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ لام بمعنی الی قرار دیا یعنی ہمنے سحاب کو بلد میت کی طرف روان
کیا اسکے زندہ یعنی نباتات والا کرنے کے واسطے اور بیضاوی نے کہا کہ یون بھی ہو سکتا ہے کہ سقناہ لسقی بلد میت یعنی بلد مردہ کے سیراب کرنیکے
واسطے روان کیا۔ اور زمخشری رح نے کشاف مین لبلد میت کے لام کو لام علت قرار دیا ای سقناہ لاجل بلد میت یعنی بغرض بلد مردہ کے اسکو
روان کیا۔ اور شیخ ابو حیان رح نے اسکو رد کردیا کہ یہ لام علت نہین بلکہ لام تبلیغ ہے بمعنی پہونچانا جیسے بولتے ہین قلت لک۔ کیونکہ اسکے یہ معنی
نہین کہ مین نے تیری جہت سے کہا اور بیان کیا کہ فرق یہ ہے کہ سقت لک مالا مین لام تبلیغ کے ساتھ یہ ضرور ہے کہ مین نے تیرے واسطے مال
روان کیا اور مجھکو پہونچ گیا اور سقت لاجلک مالا مین تجھکو پہونچ جانا ضرور نہین ہے۔ یہ فرق لطیف ہے اور یہی لام تبلیغ یہان مراد ہے حاصل آنکہ او تعالے
نے فرمایا کہ ہمنے سحاب کو پانی سے بھاری ہو لکے اور پرلدا ہوا زمین مردہ کی طرف پہونچا دیا فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ ضمیر بہ راجع بجانب بلد ہے اور یہی
شیخ زجاج وابن الانباری رح کا قول ہے اور باء بمعنی الصاق ہے یعنی اُتارا ہمنے پانی ملصق بلد مذکور فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ای بالماء پھر نکالا ہمنے بواسطہ پانی کے
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ای من کل انواع الثمرات ہر قسم کے پھلون سے اور یہ بیضاوی کا قول ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تبعیض مراد ہو یعنی جملہ ثمرات سے بعض
نکالے اور کلیہ اس معنی کر کہا کہ تمام اقسام ثمر کی پیدائش بواسطہ آب باران کے ہے اگرچہ کسی خاص بلد مین سب نہ پیدا ہوتے ہون۔ حاصل کلام
پاک کا یہ ہے کہ عظیم قدرت الٰہی پر نظر کرو کہ ایک وقت زمین مردہ ہوجاتی ہے اور تمازت آفتاب وغیرہ سے اسمین نام کو بھی نبات نہین رہتی ہے پھر او تعالے
عزوجل اپنی رحمت سے اسپر مینھ کا پانی برساتا ہے پس اسمین انواع واقسام کے پھل وپھول ونباتات پیدا کرتا ہے اور زمین مذکور دوبارہ زندہ ہوجاتی
ہے پس جس مخلوق کو جب چاہے موت دے اور جب چاہے زندہ کردے اسی واسطے جو لوگ قیامت مین مردے زندہ ہونے سے منکر ہین انکو
دلیل بتلائی بقولہ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى ای مثل ذلک الاخراج المذکور نخرج الموتی من قبورہم احیاء یعنی ایسے ہی نکالنے کے مثل جو مذکور ہوا نکالینگے
ہم مردونکو انکی قبرون سے زندے یعنی مردون کے فنا ہوجانے اور انکے آثار مٹ جانے کے بعد حشر کے روز انکی قبرون سے پھر ہم انکو زندہ
نکالینگے اور یہ تشبیہ اس بات مین نہین ہے کہ اسی طرح ہوا بھیجکر ابر مجتمع کرکے انکو پانی سے پیدا کرینگے بلکہ مطلق نکالنے مین تشبیہ ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو پروردگار
قادر مختار جسکی قدرت کے آثار سے یہ سب آنکھون دیکھتے ہو کہ خشک لکڑی سے تر وتازہ پھل دیتے نکلتے ہین اور پر پٹ مردہ زمین سے
طرح طرح کے گل وبوٹے پیدا ہوتے ہین وہ ضرور بالیقین قادر ہے کہ قبرون سے مردے نکال دے اور کیونکر انکار ہوسکتا ہے حالانکہ ابتداء مین
جب کچھ بھی نہ تھے تب انکو پیدا کرکے موجود کردیا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ شاید تم تذکر سے جان کو پس ایمان لے آؤ وفی تفسیر الحافظ فی قولہ کذلک
نخرج الموتی یعنی جیسے ہمنے اس زمین کو بعد اسکے مردہ ہوجانے کے اور قوت انبات وغیرہ جاتے رہنے کے زندہ کردیا اور وہی قوت انبات
اسمین آگئی ایسے ہی ہم اجسام کو انکے گل سڑ جانے کے بعد قیامت کے واسطے زندہ کرینگے اور صحیح ہوا کہ او تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائیگا
پس چالیس روز تک مینھ برستا رہیگا اس سے اجسام اپنی قبور مین اسطرح اوگینگے جیسے زمین سے دانہ اگتا ہے اور یہ پند ونصیحت قرآن مین اس
مثال سے بہت آئی ہے اسی واسطے فرمایا لعلکم تذکرون۔ سراج مین ہے یعنی تاکہ تم عبرت وپند اقد تذکر حاصل کرو خلاصہ آنکہ تم برابر مشاہدہ کرتے
ہو کہ ایام بہار مین درخت پھلے پھولے سرسبز ہوتے ہین پھر تم خریف ودیگر اوقات مین انکو خشک اور پھل پتون سے ننگے دیکھتے ہو پھر اللہ تعالے

انکو دوبارہ زندہ کر دیتا ہی پس انسے نصیحت حاصل کرو کہ جو پاک پروردگار انکے زندہ کر دینے پر قادر ہی وہ قیامت کے واسطے مردون کے زندہ کرنے پر بالیقین قادر ہی۔ حضرت ابوہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جب پہلی بار صور پھونکی جائیگی سب کے سب مرجاوینگے تو بعد اسکے اللہ تعالے آسمان سے عرش کے نیچے سے پانی مینہ کا نازل فرماویگا پس مردے جہان کہین انکی خاک ہو وہ زمین مین نباتات کے مانند اُگینگے جب انکے جسم کامل ہو جاوینگے تو انمین روح پھونکی جائیگی پھر انپر نیند غالب ہو جائیگی پس قبرون مین سوتے رہینگے پھر دوسری بار جب صور پھونکا جائیگا تو قبرون سے چونک کر اُٹھائے جاوین گے اور حشر کیے جاوین گے اور اس حال مین اُن کے سرون و آنکھون مین نیند کا خمار ہوگا تو اس حالت مین کہینگے کہ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ہذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون الآیہ جیسا کہ انشاء اللہ تعالی اسکی تفسیر مین آویگا پوشیدہ نہین ہی کہ بہت سے درخت پھولون کے نہایت نرم و کمزور بیج کے ہوتے ہین کہ انکے بیج ایک فصل مین زمین کے اندر گر کر خاک ہو جاتے ہین اور دوسری فصل مین جب برسات مین مینہ برسا تو اسی زمین سے وہی درخت جم جاتے ہین بلکہ جہان تک ہوا انکی خاک اڑا لیجاتی ہی وہان جمتے ہین بلکہ بیل وغیرہ پرندون کی بیٹ سے بہت سے ہضم ہونے والون بیجون کی پیدائش ان درختون پر ہوتی ہی پس انکا بعث و حشر جن قومون نے صادر ہوا انکو عقل و فکر سلیم بالکل نہین ہی اللہم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب پھر واضح ہو کہ قولہ کذلک نخرج الموتے مین صیغہ مضارع حال و استقبال دونون معنی کو شامل ہو سکتا ہی غایۃ آنکہ ایک بالاشارہ ہو پس اسمین تفکر و تذکر سے عجائب صنع الٰہی پر دلیل حاصل ہوتی ہی ویہدی اللہ لنورہ من یشاء وہو العلیم الحکیم پھر واضح ہو کہ کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون سے درمیان بیان مین ایک اہتمام کے لائق مضمون پر تنبیہ فرمائی پھر عجائب صنعت و قدرت کو شروع فرمایا یعنی زمین مردہ کو باران رحمت پہونچا کر لطف و کرم سے زندہ فرماتا ہی اور ہر زمین مردہ کو اسکا فیض باران برابر پہونچتا ہی پھر انکی استعدادات مختلف طرح طرح کی ہین چنانچہ فرمایا وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ بلد طیب وہ زمین جسکی مٹی پاکیزہ شیرین و ہموار نرم ہی یعنے بلد طیب نکالتا ہی اپنی نبات کو بہتر و عمدہ بارادہ اپنے پروردگار کے وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا اور وہ بلد کہ جسکی مٹی خبیث ہی وہ نہین نکالتا پیداوار کو کسی حال سے مگر بحال نکد یعنی بسختی و مشقت۔ اور کشاف مین کہا کہ نکد وہ چیز کہ جسمین بھلائی نہین ہی اور بیضاوی نے کہا کہ نکد یعنے قلیل بے نفع و بیکار اور نصب اسکو بنا برآنکہ حال واقع ہی اگر کہا جاوے کہ بلد طیب کے ساتھ پیداوار اُگانے مین باذن ربہ کی قید فرمائی اور خبیث کے ساتھ یہ قید نہین فرمائی حالانکہ بدون مشیت و قدرت الٰہی کے دونون مین سے کسیکو اخراج نبات کا اختیار نہین ہی تو شیخ ابو حیان رح نے جواب دیا ہی کہ دونون کی نبات اگرچہ اللہ تعالی ہی کے ارادہ و مشیت سے نکلتی ہین لیکن بلد طیب کے ساتھ اذن پروردگار کی قید فرمائی تا کہ اسکی بزرگی و مدح ظاہر ہو۔ کمالین مین ہی کہ قولہ باذن ربہ موقع حال من واقع ہی اور اس پیداوار کا بارادہ و مشیت الٰہی ہونے کے ساتھ قید فرمانے مین بیان ہی کہ او تعالی عزوجل کی مشیت و ارادت سے اسکو آسانی حاصل ہوئی جس سے اسمین نباتات نہایت عمدہ کارآمد بہت کثرت سے حاصل ہوئی پس باذن ربہ سے اس بلد کی پیداوار کی خوبی و کثرت سے تعبیر ہی گویا یون فرمایا کہ والبلد الطیب یخرج نباتہ نباتا حسنا غزیرۃ پس یہ مقابلہ مین بلد خبیث کے ہوا جسکی یہ صفت ہی کہ لا یخرج نباتہ الا نکدا۔ اسی واسطے بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ بلد خبیث نہین نکالتا اپنی پیداوار مگر بہت قلیل اور خراب و بیکار۔ اور ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ۔ یعنے زمین شیرین و پاکیزہ اپنی پیداوار کو آسانی سے خوبصورت عمدہ نکالتی ہی اور والذی خبث کی تفسیر مین حضرت مجاہد وغیرہ نے کہا کہ جیسے کنکریلی و لونیا زمین وغیرہ۔ واضح ہو کہ علی ابن ابی طلحہ رح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مین روایت کیا کہ اللہ تعالی نے مومنون و کافرون کے حال کی یہ مثال بیان فرمائی ہی اور سراج و معالم وغیرہ مین کہا کہ جملہ مفسرین نے اتفاق کیا ہی کہ اللہ تعالی نے مومن و کافر کو واسطے

یہ ضرب المثل بیان فرمائی ہی پس مومن کو زمین پاکیزہ سے تشبیہ دی اور اسکے دل پر قرآن نازل ہونے کو مینہ کا پانی نازل ہونیسے تشبیہ دی پس جب یہ پانی اُسپر نازل ہوا تو اس سے طرح طرح کے گل و بوٹے اور پھل پھول نکلتے ہین ایسی ہی مومن نے قرآن سُنا اور ایمان لایا اور اسپر عمل کیا تو اسمین طرح طرح کی عبادات و طاعات و عمدہ و عمدہ اخلاق کثرت سے ظاہر ہوتے ہین اور کافر کو زمین خبیث سے تشبیہ دی کہ ہرچند اسپر مینہ کا عمدہ پانی پڑے مگر اس سے کچھ انتفاع نہین ہوتا ایسے ہی کافر نے جب قرآن سُنا تو ایمان نہین لاتا اور اسکی تصدیق نہین کرتا بلکہ اس سے کفر و سرکشی زیادہ ظاہر ہو جاتی ہی اور اگر کافر نے دنیا مین کوئی فعل جو نیک ہی وہ کیا بھی تو بہزار مشقت اسکو کیا کیونکہ خیرات و صدقہ وغیرہ جو نام کے واسطے کیا ہی وہ کچھ فعل نیک نہین ہی باوجود اسکے آخرت مین اس سے کچھ نفع نہین ہی اور یہ جو حضرت مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ مثال اولاد آدم ع کی ہی کہ انمین سے بعضے پاکیزہ و بعضے خبیث ہین تو مترجم کہتا ہی کہ اسکا مآل بھی وہی مومن و کافر کی طرف راجع ہی اور ارتباط اسکا مابعد کے کلام سے واضح ہی چنانچہ انبیاء علیہم السلام عین ہدایت و نصیحت لائے لیکن جو پاکیزہ تھے وہ ایمان لائے اور جو ناپاک تھے وہ کافر رہے۔ اور جو نحاس رح نے ذکر کیا کہ یہ تیز فہم اور کم فہم کی مثال ہی تو شاید بنظر قولہ لعلکم تذکرون کے ہی جو اس سے پہلے ہی یعنے تذکر و سمجھ دو قسم ہین جو بلد طیب کی مثال ہین وہ جلد سمجھ جاوینگے و برعکس اسکے برخلاف ہونگے ولیکن اسکا ضعف ظاہر ہی ہان جو حضرت حسن و قتادہ رح سے مروی ہی کہ یہ قلوب کی مثال ہی مومن و منافق کے دل مختلف ہین پس پاکیزہ قلوب مومنون کے پند و نصیحت الٰہی کو قبول کرتے اور اس سے نفع کثیر ہوتا ہی اور منافقون کے دل نہین لیتے اور بہت کم اس مین اثر اور اس سے انتفاع ہوتا ہی تو یہ بھی قول اول کی تلخیص ہی کیونکہ مومن و کافر سے مقصود انکے دل ہین کہ انھین پر مدار ہی اور قول اول پر دلیل ہی جو حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا مثل ما بعثنی الیہ بہ من الہدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضا الحدیث یعنی آنحضرت نے کہا کہ جس علم و ہدایت کے ساتھ مجھکو اللہ تعالے نے بھیجا اسکی مثال ایسی ہی جیسے موسم کا اُگانیوالا اپنے وقت کا پانی کسی زمین پر برسا پس اس زمین مین سے کوئی ٹکڑا پاکیزہ تھا یعنی اسکی مٹی شیرین و ہموار اُگانیوالی تھی پس اُسنے پانی کو قبول کر لیا اور گھانس تر و تازہ اور پیداوار بہت کثرت سے اُگائی اور کچھ ٹکڑے اسمین سے اجدب تھے (بستہ آلاب ۱۲) جنھون نے پانی کو روک لیا یعنی انمین پانی بھر رہا پس اللہ تعالی نے اس سے آدمیونکو نفع پہونچایا کہ اُنھون نے خود اسمین سے پیا اور پلایا و سینچا و زراعت کی اور بعض اور ٹکڑا اسمین سے ایسا تھا کہ وہ چٹیل میدان کنکریلا پتھریلا تھا کہ نہ وہ پانی کو روکتا ہی اور نہ کچھ سبزہ اُگاتا ہی پس یہی مثال ہی دو قسم کے لوگون کی ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالی کے دین مین سمجھ حاصل کی اور اللہ تعالے نے مجھے جسکے ساتھ بھیجا ہی اس سے نفع پایا پس سیکھا اور سکھلایا اور دوم وہ کہ جسنے سرے سے کچھ اسکی طرف توجہ نہ کی اور نفع نہ پایا اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالی نے بھیجا اس ہدی کو قبول نہ کیا۔ رواہ البخاری و مسلم وغیرہما کَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ای کما بینا ما ذکر نبین الآیات لقوم یشکرون اللہ تعالی فیؤمنون یعنی جیسے ہم نے یہ سب بیان فرمایا جو مذکور ہوا ہی اسی طرح ہم کھلے بیان کرتے ہین آیات کو ایسی قوم کے واسطے جو شکر کرتے ہین اللہ عزوجل کا پس ایمان لاتے ہین اسمین قوم شکر گزار کی خصوصیت سو اسواسطے ہی کہ آیات الٰہی سے انھین بندونکو نفع حاصل ہوتا ہی اور خبیث لوگونکو کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ آیات الٰہی محض فضل و نعمت ہی اسکا بہت بڑا شکر یہ واجب ہی سبحان اللہ بحمدہ و سبحان اللہ العظیم ان آیات کریمہ مین انواع دلالات و لطائف اشارات و علوم پاکیزہ ہین اور تفسیر عرائس مین جو کچھ بیان ہین وہ یہ ہین ف **فی العرائس** قولہ تعالی وہو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ او تعالی نسیم وصال کو طلوع جلال کے سحر کے وقت مین اہل انس کے واسطے انکی حالت سجدہ کے شہود مین انکے مشام مین پہونچاتا ہی کہ شوق مین زیادتی ہو اور اسکی طرف باران رحمت کے زیادہ پیاسے ہو جاوین پس ظہور صفات سے پہلے قرب و منزلت کے آثار ظاہر ہوتے ہین پھر ظہور تجلی صفات سے کشف ذات کا فیض پاکیزہ ارواح عاشقہ کو پہونچتا ہی پھر اس باران رحمت سے ان ارواح کو زلال محبت کا جام ملتا ہی کہ بعد اسکے پینے کے

ان ارواح کو حدوث مین استقرار کی تاب نہین رہتی بلکہ ازل وابد کے بازوے لطف قدیم سے قضاے ناپید اکنار لقا، وہواے قدم مین پرواز کرتے ہین۔ کمال لطف سے ظہور تجلی ذات سے پہلے انکو ہوائے تجلی صفات سے انکشاف دیا کیونکہ قبل تجلی ذات کے قبض وبسط کے اعلام سے واقف ہون اور فنا ہوجانے سے بچین اور کشف قدم کی طرف جذب ہونے مین انکے قلوب مردہ کو رزق سے زندگی ملے جس سے قابلیت حاصل ہو **قال المترجم** بعض مقام پر پارہ اول وثالث مین گذرا کہ حدیث صحیح مین جو اپنے نفس وجورو ومہمان وغیرہ کے حق مین لازم ہونیکا قطعی حکم آیا ہے وہ اسی معنی پر تمام اکابر نے اعتقاد کیا ہے جو ظاہر ہین اور اسکا یہی بھید ہے کہ ہزارون پردون کا قطع کرنا اسی جسم کثیف سے ہے اور وہ اس راہ سے بڑی نعمت ہے پس مرید صادق کو خبط حواس وضرر مالایطاق سے ایسی نوبت پہونچیگی کہ اسمین انکشاف حواس باطنی کی استعداد نہ رہے اور پھر حواس مخفیہ جنسے علوم ظاہری مین بحث نہین ہے انکے انکشاف کا فائدہ نہ حاصل ہوگا تب عقل وقلب وروح وسر وباطن کا کیا ذکر ہے لہذا نفس کشی کے یہ معنی سمجھنا کہ جسم وحواس کو بیکار وباطل کرے کہ خبط ومبہوت ہوجاوے محض غلط ہین یہ کسی بزرگ نے نہین فرمایا بلکہ نفس کشی کے فقط یہ معنی ہین کہ ابتدا مین نفس جو شرع سے برخلاف چلتا اور شیطان کی پیروی ڈھونڈھتا ہے اسکو مار کر خواہ مخواہ شرع وسنت پر ثابت رکھے ہان شرع وسنت مین یہ منع ہے کہ پیٹ مت بھرو بلکہ کم کھاؤ اور کم سوؤ اور کم ہنسو اور کم بک بک کرو اور خیال بد اور وسواس باطل وغیرہ مت لاؤ اور ایسے ہی ریاکاری وغرور وتکبر وغیرہ بہت سے امور ہین کہ ان سب پر ٹھیک ٹھیک قائم ہو اور ایک مرد صالح پیر بزرگ کی خدمت نصیب ہو جو اپنے نفس کو مہذب کر چکا ہے تو نہایت ہی عمدہ بات ہے کہ وہ ہر وقت اسکی غفلت کو ٹوکتا جاوے اور ہوشیار کرتا جاوے اور زیادہ طول تقریر کی گنجائش نہین ہے مینے صرف ابتدائی مرتبہ پر بتوفیق الٰہی تنبیہ کردی ہے اور اس سے اوپر کے مراتب کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کی ہدایت پہونچ جاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ابتدا ہی غلط ہے تو اوپر کا مرتبہ کیسا فاستقم ولاتتبع الہوی فیضلک عن سبیل اللہ پھر شیخؒ نے فرمایا کہ بالجملہ تجلی ذات کے ظہور سے پہلے دلہاے مردہ کے واسطے پاکیزہ ہوائین ظہور تجلی صفات کے بھیجدین چنانچہ فرمایا حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد میت یعنی دلہاے مردہ کو آب تجلی ذات کے ظہور کی نہین ہوسکتی ہے تو تجلی صفات سے ان دلون مین حیات جو اسکے مناسب ہے حاصل ہوجاوے اور معلوم ہے کہ تجلی ذات کا بار گران کوئی نہین اٹھا سکتا ہے سوائے ریاح تجلی صفات کے اور انوار قدم کو سوائے قدم کے کوئی نہین چلا سکتا اور زلال دریائے قدم کو ایسے پیاسے کو پلانے کے واسطے جو غرق حیرت ہے سوائے ازلی صفت کے کوئی نہین لیجا سکتا ہے اور قلوب کی سرزمین مین درختان علوم غیوب کے کوئی نہین اگا سکتا سوائے حضرت علام الغیوب جل جلالہ کے لہذا فرمایا فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات یہ ثمرات بھی مقامات حالات ومکاشفات ومشاہدات ہین ۵ الا یا صبا نجد متی ہجت من نجد :: لقد زادنی مسراک وجدا علی وجد :: ای ہواے نجد جہان لیلیٰ رہتی ہے جبھی تونے نجد سے جنبش کی تو میرا وجد پر وجد بڑھتا گیا بعض مشائخ نے کہا کہ ہر قسم کی ہوا سے ایک قسم کی رحمت خاص متعلق ہے پس ہواے توبہ سے قلب پر محبت پہونچتی ہے اور ہواے خوف سے رحمت ہیبت کا نشر ہوتا ہے اور ہوائے امید سے رحمت انس کا اور ہوائے قرب سے رحمت شوق کا اور ہواے شوق سے آتش قلق وبیتابی عشق کا نشر ہوتا ہے استادؒ نے کہا پہلے تقرب کی ہوا چلتی ہے جس سے مشام اسرار کو خوشبوی وصال پہونچتی ہے۔ اور استادؒ نے قولہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا کے اشارہ مین کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ جس مہجور کو صدمۂ فراق ووجد واخلال جسم بلکہ بالکل باطل ہونے سے دوری پہونچی ہے اسکے پاس تقرب کا بشارت دینے والا پہونچتا ہے پس کھلجانے کے بعد تر وتازہ ہوجاتا ہے اور بعد سقوط کے اسکا سٹا ہوا حال قوی وتندرست ہوجاتا ہے پھر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے قلب کا حال ذکر کیا کہ اسمین سے بعض کا یہ حال ہے کہ جب اسپر باران رحمت ہوا تو طرح طرح کے مقالات وحالات کے پھل پھول اس سے نکلتے ہین اور بعض کی یہ کیفیت ہے کہ وہ اسکے

برخلاف ہین جو کہ شہوات نفس وحظوظ بشریت مین سنگستان کے مانند ہو رہے ہین اور انمین سوائے خارزار کے کچھ نہین ہے چنانچہ فرمایا۔ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ الآیۃ ای برادر قلب کی زمین ہے جس سے وجد وارادت کے پھل پھول موافق کشف صفات وانوار ذات کے طرح طرح کے نکلتے ہین پس جس دل مین تخم محبت ہے اس سے مشاہدہ کا درخت جمتا ہے اور جسمین تخم شوق ہے اس سے انس ووصال کا درخت اگتا ہے اور جسمین تخم عشق ہے اس سے کشف جمال وجلال کا خوش ذائقہ میوہ پیدا ہوتا ہے پھر انکے برخلاف جس دل مین ہوا وہوس کے بیج پڑے ہین اس سے شہوات کے خاردار درخت جھاڑیان پیدا ہوتی ہین اور شناخت یہ ہے کہ جو دل منور ہین ان دلون کے جسم کے اعضاء وجوارح پر آثار محبت ظاہر ہوتے ہین اور وہ آثار یہ ہین کہ وہ احکام الٰہی تعالیٰ وسنت رسالت پناہی صلعم سے موافقت محبوب رکھتا ہے اور جو دل تاریک وسیاہ ہے اسکے جوارح واعضاء پر آثار مخالفت ظاہر ہوتے ہین اور وہ اپنی شہوات نفس کی پیروی کرتا ہے پھر او تعالیٰ عزوجل نے تبدیل اخلاق ونشر افضال وثبوت مقامات وپرداز حالات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ سب بارادہ سابقہ ومشیت ازلیہ ہین جسمین کچھ تغیر وتبدل نہوگا اور وہان کسی کی تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور یہی اصل تقدیر کہلاتی ہے چنانچہ فرمایا وکذلک نصرف الآیات لقوم یشکرون یعنی ایسی قوم کے واسطے جو حضرت مشکور تعالیٰ عزوجل کو ان نعمتونکے وجود سے پہلے سے پہچانتے ہین اور خود او تعالیٰ عزوجل کو اپنے انعام کا شاکر پاکر خجالت سے پانی پانی ہوجاتے ہین اور اپنے آپ کو ادائے شکر کے مقام سے عاجز پاتے ہین شیخ ابوعثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ البلد الطیب مومن متقی کے دل کی مثال ہے یخرج نباتہ باذن ربہ یعنی اسکے اعضاء وجوارح پر انوار طاعات و وزینت کے اخلاص کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین والذی خبث۔ قلب کافر ہے اس سے سوائے نکد وشوم وتاریکی کے کچھ ظاہر نہین ہوتا اسکے اعضاء وجوارح پر تاریکی ومخالفت ظاہر ہوتی ہے اور واسطیؒ نے کہا کہ قولہ باذن ربہ یعنی او تعالیٰ کی تولی اور اسی کی پرداخت وعنایت سے سب آسانی سے بہت کچھ میوہ جات موافقت وانوار تقرب ظاہر ہوتے ہین اور خبیث سے سوائے نکد کے کچھ ظاہر نہین ہوتا کیونکہ تجلی وخطاب سے محجوب ہے اور قولہ کذلک نصرف الآیات جیسے کہ آفتاب تھوڑی نباتات کو جلا دیتا ہے اور تھوڑی نباتات کو اگاتا ہے اور بعض کو مزہ دار اور خوشگوار پاکیزہ بناتا ہے جیسا جسکا جوہر واستعداد ہے ویسے ہی ارادہ واحدہ سے موافقت ومخالفت آدمیون مین ظاہر ہے بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ ہے جو ہمیشہ مامون اور اسکا سلطان عادل ہو جسکے دل کا ساکن صافی ہے اسکے ظاہر افعال پاکیزہ ونیک ہین اور جو اسکے برخلاف ہے اسکا حال برخلاف ہے استادؒ نے کہا کہ جب اصل پاکیزہ ہو تو فرع مین نمو ہوتا ہے یعنی جب جڑ اچھی حالت مین ہوتی ہے تو شاخین اچھی طرح سرسبز ہوتی ہین اور مراد یہ ہے کہ قلب نیک ہوتا ہے تو ظاہر وباطن سب صالح ہوتا ہے قلتُ حدیث مین بھی قلب کے بیان مین ہے کہ جب وہ صالح ہوتا ہے تو سب جسم صلاحیت پر ہوتا ہے اور جب اسکی حالت خراب ہوتی ہے تو تمام اعضاء بدکار وفاسق ہوجاتے ہین بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ قلب مؤمن ہے مومن کو اللہ تعالیٰ نے طاہر بنایا اور روح کو آب قرب سے پاک وطاہر کیا اور کرامت سے خوشبودار کردیا اور قلب کو علم سے پاکیزہ بنایا اور سر باطنی کو نور معرفت سے پاکیزہ بنایا اور زبان کو ذکر وسچ بولنے سے پاک کیا اور جوارح کو آب عصمت سے نہلایا اور نور توفیق سے پاک کیا پھر جب معلوم ہوگیا کہ جو قلوب خبیث ہین انکو ہرچند تعلیم واصلاح وپند ونصیحت دیجاوے کچھ مفید نہین ہوتی اور بیہودہ وہم وبے بنیاد شک پیدا کرتے ہین اور نیک راہ ونیک بات ونیک تعلیم ونیک نصیحت سب سے آنکھ بند کرلیتے ہین چنانچہ اگلون کے واقعات متضمن علوم بیان فرمائے بقولہ تعالے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ہمنے بھیجا نوح کو اسکی قوم کیطرف تو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوائے مین ڈرتا ہون تمپر

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ

ایک بڑے دن کے عذاب سے بولے سردار اسکی قوم کے ہم دیکھتے ہین تجھکو صریح بہکا ہے بولا اے قوم مین کچھ بہکا نہین

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

لیکن مین بھیجا ہون جہان کے صاحب کا پہونچاتا ہون تمکو پیغام اپنے ربکے اور نصیحت کرتا ہون اور جانتا ہون اللہ کیطرف سے جو تم نہین جانتے کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ

نصیحت تمھارے رب کیطرف سے ایک مرد کے ہاتھ تمھارے بیچ مین سے کہ تمکو ڈر سنا دے اور تم بچو اور شاید تم پر رحم ہو پھر اسکو جھٹلایا پھر ہمنے بچالیا اُسکو اور جو اسکے ساتھ تھے کشتی مین

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ ع ٦

اور غرق کیے جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ لوگ تھے اندھے

اول سورہ مین اوتعالیٰ عزوجل نے واقعہ آدم علیہ السلام کو شروع فرمایا اور اسکے متعلقات متصلات کو پورا بیان فرماکر اب مگر انبیاء علیہم السلام کے قصص کو ترتیب وار اول و ثانی سے بیان فرمایا لہذا پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا کذا قال الحافظ فی التفسیر **وقال المترجم** حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ مین بہت بڑے بڑے علوم باریک تھے اور لوگون کی سمجھ کے لائق جہانتک ممکن ہوا صراحۃً و اشارۃً بیان ہوچکا اور منجملہ ان علوم کے یہ کہ ہر چیز تحت تسخیر قدرت رب جلیل عزوجل ہی اور مخلوقات بعض طیب و پاکیزہ ہی اور بعض خبیث و نجس ہی اور رحمت الٰہی یکسان ہی مگر مانند زمین کے کسی کو باران رحمت سے فائدہ ہی دو قسم سے کہ خوب اس سے سیراب ہوتی ہی اور سرسبز شاداب خود بھی نفع پاتی ہی اور دوسرون کو بھی ہر طرح نفع دیتی ہی یا کہ اس کو خود نفع ہی اور دوسرون کو بھی مگر ایک خاص طرح کا نہ عموماً مثل اول کے اور بعض زمین کو کچھ بھی فائدہ نہین اور یہ ہر ایک کی جوہر و قابلیت کا تفاوت ہی چنانچہ سابقین کے احوال کو ترتیب وار اس بیان کے واسطے مع دیگر علوم کثیرہ کے جنکی طرف انشاء اللہ تعالیٰ ضمناً اشارہ آتا جائیگا بیان فرمایا اور موافق ترتیب کے اول نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا **قال الحافظ** وغیرہ کیونکہ نوح علیہ السلام بعد حضرت آدم علیہ السلام کے اول رسول ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی ہدایت کے واسطے بھیجا حضرت انس رضی سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول جو رسول بھیجا گیا وہ نوح علیہ السلام ہی رواہ ابن ابی حاتم وابوالشیخ وابن مردویہ وابن عساکر اور نسب نامہ انکا یہ ہی نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مہلیل بن قینن بن انس بن شیث بن آدم علیہ السلام ایسا ہی محمد بن اسحاق اور دیگر علماء نے جو فن نسب مین ماہر ہین بیان فرمایا ہی اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ جیسے اذیت حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے پہونچی ایسے کسی اور نبی کو نہین پہونچی سوائے انکے جو اپنی قومون کے ہاتھ سے قتل ہوگئے ہین اور چالیس برس کی عمر ہونے پر نوح علیہ السلام کو نبوت ہوئی بعض نے کہا کہ پچپن برس کے تھے اور بعض نے کہا کہ دو سو پچاس برس کے تھے اور ذکر کیا گیا کہ بڑھئی کا پیشہ کیا کرتے تھے اور لوگ انکے زمانہ کے خراب و بت پرست و مشرک ہوگئے تھے **قال الحافظ** اور عبداللہ بن عباس رضی و بہت سے علماء تفسیر نے فرمایا کہ بت پرستی کی صورت یون واقع ہوئی کہ ابتدا مین جب صالح و متقی و اولیاء اللہ لوگ مرے تو انکی قوم والون نے انکی قبرون کے وہان مسجدین بنائین اور مسجدون پر انکی تصویرین نقش کردین تاکہ اُنکے حالات و عبادات کو یاد کرین اور انھین کے مانند عبادات و اخلاق حاصل کرین پھر جب اسکو زمانہ دراز گذرا تو اسی نقش کی مورتین بنا رکھین پھر جب اسپر بھی زمانہ دراز گزرا ان مورتون کی تعظیم کرنے لگے آخر انکو پوجنے لگے اور انھین پرہیزگارون کے نام پر ان مورتون کے نام رکھ لیئے پس جب یہ نوبت پہونچی تو اللہ عزوجل کا احسان ہی کہ اُس نے انبیاء و رسول بھیجے پس اول رسول حضرت نوح کو بھیجا چنانچہ فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ تقدیر کلام یہ ہی کہ واللہ لقد ارسلنا - کیونکہ لام جواب قسم محذوف ہی اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ قریب ہی کہ نہ اطلاق ہو اس لام کا مگر حذف قد کے ساتھ کیونکہ جملہ قسمیہ کا سوق نہین ہوتا مگر ایک دوسرے جملہ کی تاکید کے واسطے جسپر قسم واقع ہوتی ہی اور وہ جواب قسم کہلاتا ہی پس قد کے ساتھ لاتے ہین کیونکہ وہ مظنہ توقع ہی کیونکہ مخاطب

ابوحاتم

جب اُسکو سنتا ہی تو جس سے تقدیر ہوئی ہی اُسکے وقوع کی توقع کرتا ہی جیسے یہان اسپر نص ہی - اور ارسال کے معنی مبعوث کرنے کے ہین یعنی اسی قوم مین سے ایک شخص کو مبعوث فرمادیا اور معنی یہ ہین کہ واللہ ہمنے مبعوث فرمایا نوح ع کو اسکی قوم کی طرف فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ پس نوح ع نے قوم سے کہا کہ اے قوم تم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی - یعنے فقط اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ من زائدہ ہے بغرض استغراق نفی کے آیا ہی یعنے کوئی بھی نہین پس اِلٰہ بحرف من مجرور ہی ورنہ محل مین رفع کے ہی بنا بر مبتدا ہونے کے لہذا کسائی کے سوائے باقی قرار نے غیرہ کو مرفوع پڑھا کہ بدل از محل اِلٰہ ہی اور کسائی رح نے بلحاظ لفظی اعراب کے غیرہ مجرور پڑھا - المعنی نہین تمھارا کوئی بھی اِلٰہ سوائے ایک اللہ تعالےٰ کے پس تم اسی کی عبادت کرو کیونکہ اگر تمنے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی اور دوسرون کی عبادت کی تو تمنے ایسی چیز کی عبادت کی جو معبود نہین ہی اور تمنے معبود کی طرف سے منھ موڑا اور جو بات اسی کے واسطے خاص ہی وہ دوسرے مین ثابت کی اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہین کہ خالق عزوجل نے پیدا کیا رزق دیا مال اولاد دی صحت و تندرستی ہزارہا بیشمار نعمتین دین اس سے مُنھ موڑ کر غیر کی عبادت کرنے لگے شرک کرنے لگے پس تم فقط اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اگر نہ مانوگے تو مین ایک بندہ ہون اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمکو راہ بتانیوالا ہون لیکن اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ مجھے تمپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہی اگر تم غیر کی عبادت کروگے یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہی اور اسمین بیان ہی توحید اختیار کرنے کے سبب کا یعنے توحید کرو کیونکہ نہ اختیار کروگے تو عذاب سخت پاؤگے - بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ مجھے تمھارے اوپر عذاب یوم عظیم کا خوف ہی تم مجھے ایمان لاتے نہین نظر آتے ہو - اور بعض نے کہا کہ یوم عظیم سے مراد طوفان کا روز ہی اور لفظ اخاف یعنی شک کے ساتھ اسوجہ سے بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ آیا دنیا ہی مین ان لوگون سے مواخذہ ہوگا یا قیامت تک کے واسطے چھوڑ دیے جاوینگے کذا فی السراج وغیرہ اور حافظ **ابن کثیر** رح نے قول اول اختیار کیا اور مفسر رح نے بھی اسی پر اکتفا کیا اور ظاہر یہ ہی کہ اخاف بطور ادب کے ہی اگرچہ کافر کے حق مین قطعی وعدہ عذاب کا ہی اگر کفر و شرک پر مرے لیکن بنظر عظمت و جلال الٰہی کے حکم قطعی نہ لگایا یون نہ کہا کہ تمپر یون عذاب ہوگا بلکہ ادب سے اخاف کہا وقد اشار المترجم الی جوابین آخرین فافہم اسطرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت فرمائی پھر قوم کا جواب نقل فرمایا قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ملأ بمعنی اشراف ماخوذ از ملا بسکون ثانی بمعنی بھر دینا کیونکہ اشراف بھی مجلس کے لوگون کے دل ہیبت و اجلال سے بھر دیتے ہین اور جمع املاء مثل سبب اسباب اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ملا یعنے جمہور و سردار و بیشرو اور بڑے بڑے بڈھ المعنی اسکی قوم کے بڑے بڑے بڈھ لوگون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنی عقل و راے مین تجھکو کھلے ضلال مین دیکھتے ہین حاصل آنکہ ہم دیکھتے ہین کہ تو دیوانہ ہوگیا یا بہک گیا ہی کہ ہمکو اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کو بلاتا ہی - گمراہون کا یہی حال ہی کہ وہ شیطانی نفسانی سرکشی مین راہ حق کی طرف ہدایت کرنیوالون کو اُلٹے خود بھٹکا ہوا سمجھتے ہین استغفر اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز الحکیم قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ نوح ع نے کہا کہ اے قوم مجھے کوئی ضلالت نہین لگی و لیکن مین رب العالمین کی طرف سے رسول ہون قوم نے اُنپر ضلال کا بہتان لگایا تھا اور انھون نے ضلالت کو دور بتلایا تو مفسر رح نے کہا کہ ضلالت بہ نسبت ضلال کے اعم ہی پس ضلال کے دور کرنے سے ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہی یعنے ضلالت تو ہر وجہ سے گمراہی ہی اور ضلال بعض وجہ سے بھٹکنے کو اور غی کو بھی شامل ہی پس ضلالت اعم ہی کیونکہ ہر چیز جسکو ضلال کہین اسکو ضلالت کہینگے اور اسکا الٹا نہین ہی کیونکہ غی کو یا بعض وجہ سے بھٹک کو ضلال نہین کہتے مگر ضلالت کہتے ہین پس ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہوا اسلیئے کہ وہ اعم ہی اور عام کی نفی کرنے سے خود خاص کی نفی ہوجاتی ہی برخلاف خاص کی نفی کے کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین چنانچہ اگر مان لیا جاوے کہ اس جنگل مین کوئی جاندار موجود نہین تو خود ظاہر ہی کہ انسان بھی نہوگا اور اگر خاص جاندار کی نفی کی مثلاً شیر نہین ہی تو اس سے

یہ لازم نہین آتا کہ انسان بھی ہو پس ظاہر ہوا کہ ضلال کے بہ نسبت ضلالت کی نفی یہان زیادہ بلیغ ہی اور تعجب ہی کہ صاحب کشاف نے لکھا کہ ضلال نہین کہا بلکہ ضلالت کہا اسواسطے کہ ضلالت اخص ہی پس ضلال کی نفی سے ضلالت کی نفی زیادہ بلیغ ہوگی اور خطیب نے سراج المنیر مین اسی کی پیروی کی حالانکہ یہ سہو ہی اسواسطے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہی اور کشاف کے محشین نے اس مقام پر طول کلام سے کچھ بھی فائدہ نہ نکالا اور خطیب رح باوجود کثرت اتباع بیضاوی رح کے یہان کشاف کی پیروی مین دھوکا کھا گئے حالانکہ بیضاوی رح نے یہان افادہ فرمایا کہ قولہ یا قوم لیس بی ضلالۃ ای شئی من الضلالۃ یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہی پس جیسے ان لوگون نے ضلال کے ثابت کرنے مین مبین کہکر مبالغہ کیا تھا یعنے ضلال نہین کہا بلکہ ضلال مبین کہا تھا اسی طرح انکے جواب مین نفی ضلال مین مبالغہ کیا یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہی اور یہ قلت مستفاد ہی مقابلہ سے کیونکہ ضلال کے مقابلہ مین ضلالت کی نفی درصورت قصد مبالغہ در کمال ہدایت خود دلیل ہی کہ ادنی واقل کی بھی نفی ہی گویا یون کہا کہ میرے ساتھ اقل قلیل بھی ضلال نہین ہی پس اسمین قوم والون پر بیوقوفی وگمراہی کی تعریض ہی کہ باوجود ذرا بھی نہونے کے اپنی بیوقوفی سے ضلال سمجھے بلکہ ضلال مبین سمجھے پس حماقت نہین بلکہ احمق ہین اور اشارہ ہی کہ یہ لوگ مکابرہ وعناد مین پڑے ہین کیونکہ جو اس مرتبہ ہدایت پر ہی کہ اسمین ضلالت کا نام نہین اسکو ضلال مبین سے موصوف کیا۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ ولکنی بحرف لکن واسطے استدراک کے ہی پس یہان جانب مقابل کا وہم دور کرنا چاہیئے تھا نہ آنکہ لکنی رسول فرمایا تو جواب یہ ہی کہ لکن اس مقام پر بہت بلیغ ہی بیضاوی رح نے کہا کہ یہ استدراک باعتبار لازم کے ہی اور لازم اسکا کمال ہدایت ہی یعنے دو امر متقابل ہین جب ایک کی نفی ہو تو دوسرے کی جانب وہم متردد ہوتا ہی پس اسکو اثبات کیا جاتا ہی اگرچہ غیر متعلق امور کی طرف وہم نہو اسیواسطے لیس زید بقائم ولکنہ قاعد۔ کہنا فصیح ہی یعنے زید کھڑا نہین ولیکن بیٹھا ہی اور یہ کہنا کہ لیس زید بقائم ولکنہ شارب۔ فصیح نہین یعنے زید کھڑا نہین ولیکن پانی پیتا ہی۔ پس جب نفی ضلالت سے بالکل ضلال کی نفی کی تو ہدایت کی طرف سے استدراک کیا اور ظاہر یون تھا کہ ولکنی علی ہدیً۔ ہو لیکن بجاے اسکے ولکنی رسول من رب العالمین کہا تو رسول موصوف کو ہدایت مین کامل بلکہ اکمل ومکمل ہونا واجب ہی کیونکہ وہ خود ہدایت پر ہوتا اور دوسرونکو ہدایت پر لاتا ہی پس گویا یون کہا کہ ولکنی علی غایۃ الہدی لانی رسول من رب العالمین یعنی مین انتہار درجہ ہدایت پر ہون کیونکہ مین رب العالمین کا رسول ہون اور تعریض ہی ان لوگون کی حماقت پر کہ شاید ہدایت پر نہ سمجھین حالانکہ کوئی شخص دو حال سے خالی نہین ہوتا ہدایت پر یا ضلالت پر پس ضلالت تو بالکل نفی ہی پھر سخت حماقت ہی کہ عدم ہدایت کا وہم بھی ہو پس اسکو استدراک کرنے مین تعریض ہی اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ ابو عمرو رح کی قرارت مین ابلغ از ابلاغ ہی تخفیف لام اور باقیون کی قراءۃ مین تبلیغ سے بتشدید لام ہی معنی آنکہ پہونچاتا ہون تمکو رسالتین اپنے پروردگار کی بیضاوی نے کہا کہ یہ جملہ صفت رسول واقع ہی یا جملہ مستانفہ ہی اور اسوجہ بیان سے بھی سو ہوتا مستقر رفرمایا اور رسالات کو جمع اسوجہ سے کہا کہ متعدد اوقات مین اسکا نزول ہوتا رہا یا اسوجہ سے کہ اقسام وانواع کی رسالت تھین مانند اعتقادات ومواعظ واحکام وغیرہ کے وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور نصیحت کرتا ہون تمھارے نفع کے لیئے جملہ صفت رسول یا مستانفہ ہی اور النصح کے معنی یہ کہ ارادہ کرتا ہون بھلائی کا۔ اور لکم مین لام زائد کردیا یعنے انصحکم نہین فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ نصیحت محض انھین کے حق مین نافع تھی اسمین ناصح کی کوئی غرض اپنے متعلق نہ تھی اور النصح کے معنی یہ کہ دوسرے شخص کیواسطے اسیطرح بھلائی کا قصد کرے جیسے اپنے واسطے چاہتا ہی اور تعدیہ اسکا بواسطہ وبلاواسطہ دونون طرح ہی یقال نصحتہ ونصحت لہ اور بعض نے کہا کہ نصح کی حقیقت یہ ہی کہ مصلحت کی راہ پہونچادے اسطرح کہ ہر مکروہ بات سے اپنی نیت خالص ہو اور بعض مفسرین نے کہا کہ مطلق نصیحت مین اور رسول کی نصیحت مین فرق ہی پس رسول کی نصیحت یہ ہی کہ امت کو اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر ونواہی اور تمام تکالیف شرعیہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہین پہونچادے اور

عام نصیحت یہ ہی کہ اپنے بھائیون کو ان اوامر ونواہی وشرائع کے قبول کرنے مین رغبت دلاوے اور نافرمانی کرنے سے ڈراوے کہ اوتعالیٰ کا اسمین عذاب ہی۔ یہان سے واضح ہوا کہ حدیث صحیح مین جو النصح لکل مسلم۔ آیا یعنی ہر مسلمان کیواسطے نصح لازم ہی تو وہ دوسرے معنی پر ہی اور معنی نصح کے وہی ہی جو اول مذکور ہوے چنانچہ حدیث ابن مسعود رض مین اسی کی تفسیر ہی کہ کوئی مسلمان نہین ہوتا جب تک ایسا نکرے کہ جو اپنی ذات کیواسطے پسند کرتا ہی ویسا ہی اپنے بھائی کیواسطے پسند کرے۔ اور مراد ان چیزون سے بھلی چیزین ہین جنکو شرع مین بھلا کہا گیا ہی اور یہ نصح نہین ہی کہ رشوت سے مال جمع کرنا خود چاہتا ہی تو دوسرے کے واسطے بھی پسند کرے کیونکہ یہ نصح نہین بلکہ اغوا ووشیطانیت ہی فافہم۔ بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ حسن اخلاق سے جواب دیا کہ مین ضلالت مین بالکل نہین بلکہ کمال ہدایت پر ہون اور تمکو اللہ تعالیٰ کے رسالات پہونچاتا ہون اور محض تمھاری بہتری کے لیئے تمکو نصیحت کرتا ہون وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور مین جانتا ہون اللہ تعالیٰ کیطرف سے جو تم نہین جانتے ہو یعنے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کے ذریعہ سے جو چیزین مجھکو معلوم ہوتی ہین وہ تمکو نہین معلوم ہوتی ہین پس تقدیر قولہ من اللہ ای من جہۃ اللہ بالوحی ہی اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہی کہ من صفات اللہ تعالیٰ وشدۃ بطشہ وعدم ردباسہ عن المجرمین یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسکی سخت گرفت اور مجرمین سے اسکا عذاب نازل ہوکر پھر نہ پھرنا وغیرہ مین جانتا ہون تم نہین جانتے ہو پس اول ہین جو کہا تھا کہ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم۔ اسی کی اسمین تقریر ہی۔ فافہم ف **فی العرائس** قولہ وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون مین تمکو خلوص نیت سے تمھارے پروردگار کی معرفت حاصل کرنیکا طریقہ سکھلاتا ہون اور اپنی نصیحت سے تمکو تمھارے پروردگار کے مشاہدہ ولطف ورحمت خاصہ حاصل ہونے کی راہ بتلاتا ہون اور جو کچھ مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہون وہ تم نہین جانتے ہو مجھکو اسکے احسان ومہربانی ولطف وکشف صفات وجمال ذات وحلاوت مشاہدہ ولذیذ خطاب وغیرہ کا جو علم حاصل ہی وہ تمکو حاصل نہین ہی جو اسکی درگاہ مین پہونچ گیا وہ ایسی بادشاہت کو پاگیا کہ کبھی اس مین خرابی نہوگی اور ایسی سعادت کو پاگیا کہ کبھی فنا نہو۔ اور جو اس سے محروم رہا وہ ایسی سختی وبلا وگمراہی مین پڑا کہ کبھی اسکی خواری دور نہوگی اور بعض نے کہا کہ قولہ انصح لکم یعنی تمکو راہ ہدایت بتلاتا ہون اور اعلم من اللہ ما لا تعلمون مین اشارہ ہی کہ مجھے اسکی وسعت رحمت معلوم ہی کہ جو کوئی توبہ کرکے اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع ہوا اوتعالےٰ اسکی توبہ قبول فرماتا ہی پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے جاہل جو رسم کے پابند تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کو خلاف رسم وعادت سمجھتے اور نہایت تعجب کرتے حالانکہ دل کی آنکھون سے اندھے تھے حضرت نوح علیہ السلام کے نور نبوت کو کیا پہچانتے پس حضرت نوح علیہ السلام نے انکا تعجب دور کرنے کو فرمایا اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ ہمزہ استفہام انکاری ہی اور واو عاطفہ ہی پس معطوف علیہ محذوف ہی کما قال المفسر رح ای اکذبتم وعجبتم یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا۔ اور ذکر بمعنی موعظت ونصیحت اور ان جاءکم بوجہ ان مصدریہ کے بتاویل مصدر ہوکر مفعول محذوف ہی یعنی کذبتم کا معمول ہی کیونکہ عجبتم کا تعدیہ بحرف من ہوگا۔ ای من ان جاءکم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض نے جو لفظ انکرتم مقدر کیا وہ خوب نہین کیونکہ وہ بھی حرف علی چاہتا ہی یقال انکر علیہ۔ انکرتم علی ان جاءکم۔ یا عجبتم من ان جاءکم۔ کی ضرورت ہوگی بخلاف قول مفسر رح کے کہ مقدر خود متعدی ہی مگر یہ ضرور ہی کہ بحکم المقدر کالمذکور اسکو عمل دلایا جاوے ورنہ تقدیر من پھر لا ضرور ہوگی اور قولہ علی رجل منکم۔ ای علی لسان رجل کان منکم۔ اوپر زبان ایک شخص کے جو تم مین سے ہی یعنے خود حضرت نوح علیہ السلام اور یہ بنا بر اینکہ حضرت نوح علیہ السلام پر صرف وحی اتری کوئی کتاب مجموع نہین اتری بمانند توریت کے اور علی ہذا قولہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیۃ مین آنحضرت صلعم پر وحی کی تشبیہ وحی نوح علیہ السلام سے دونون باتون مین موافق ہی ایک نفس ایحا مین یعنے وحی کرنا حضرت صلعم کیطرف

کوئی نئی بات کہ نوحؑ سے یہ ہوتا آیا ہے اور دوم محض وحی ہین بدون لوح مکتوب کے کیونکہ قرآن مجید مجموع مکتوب نہین اترا ہے اگرچہ مقصود وہان صرف یہ جانین تشبیہ ہے اور دوسری بات مین موافقت واقع ہوگئی ہے فافہم - پھر ظاہر یہ ہے کہ محل تعجب یہی جملہ ہے یعنی علی رجل منکم یعنی اس بات پر تعجب کرتے تھے کہ ایک آدمی پر وحی الٰہی نازل ہو جیسے مشرکین مکہ کو تعجب تھا اور کہتے تھے کہ فرشتہ کیون نہین اُتارا اور شاید قوم نوحؑ کو دونون باتون مین تعجب ہو یعنی پروردگار کی طرف ذکر و موعظت نازل ہونے مین اور ایک آدمی پر نازل ہونے مین اگرچہ امر دوم سے تعجب ہو کر انکار اول کی طرف متعدی ہوگا المعنی کیا تم نے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات کو کہ آئی تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھین مین سے ایک آدمی کی زبان پر لِيُنْذِرَكُمْ تاکہ وہ تمکو ڈراوے یعنی عذاب کا ڈر سناوے اگر ایمان و توحید پر قائم نہو وَلِتَتَّقُوْا اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرو وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور شائد تم رحم کیئے جاؤ یہ لام تعلیلیہ ہین یعنی ذکر و موعظت مذکور کا آنا اس فائدہ کے واسطے کہ تمکو ڈراوے اور تم تقویٰ کرو اور شاید رحم کیے جاؤ اور یہ ترتیب ہر سہ علت کی نہایت حسن و خوبی پر ہے کیونکہ بندون نے جب ازل کا عہد بھلا دیا اور اُسکے خلاف برتاؤ کیا تو مقتضائے رحمت شاملہ و کاملہ کے رسول آئے اور مقصود ارسال سے انذار ہے یعنے مخالفت کرنے سے ڈرانا اور انذار سے مقصود یہ کہ تقوےٰ کرین اور تقویٰ سے مقصود یہ کہ رحمت پاوین کذا فی السراج اور بیضاوی نے لکھا کہ لعلکم ترحمون مین حرف لعل جو امید کیواسطے ہے داخل کرنے مین تنبیہ ہے اس بات پر کہ تقویٰ پر خواہ مخواہ ترحم واجب نہین ہو جاتا ہے بلکہ ترحم فضل الٰہی پر موقوف ہے اور تنبیہ ہے کہ متقی کو چاہیئے کہ اپنے تقویٰ پر گھمنڈ نہ کرے اور عذاب الٰہی عزوجل سے بخوف نہ ہو جاوے اور معتزلہ وغیرہ نے جو ایسی باتون ہین .عم کیا کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے تو یہ انکی جہالت ہے حق یہ ہے کہ او تعالیٰ عزوجل پر کوئی امر واجب نہین اور یہ لفظ زبان سے نکالتے ہوئے رونگٹین کھڑے ہوتے ہین مگر یہ لوگ بے ادب ہین اللھم اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم اس حسن و خوبی سے نوح علیہ السلام نے رسالت الٰہی کو پہونچایا مگر سوائے چند گنتی کے آدمیون کے باقی سب ایمان نہ لائے آخر عذاب مین گرفتار ہوئے چنانچہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے فرمایا فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ الذین کا عطف انجینا کی ضمیر مفعول پر ہے ای انجیناہ اِیاہ والذین آمنوا معہ - اور فا ر انجام کار کے واسطے ہے کیونکہ نوح علیہ السلام کئی سو برس تک برابر ان لوگونکو ایمان و توحید کیطرف بُلاتے رہے اور وہ لوگ جھٹلاتے اور سخت ایذائین دیتے تھے آخر غضب الٰہی ظاہر ہوا اور نوح علیہ السلام نے بددعا کی کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے اور کشتی بنانے کا حکم ہوا انھون نے طول طویل کشتی بنائی مروی ہے کہ دو سال مین بنائی تھی خود بڑھئی کا کام جانتے تھے یہان سے ظاہر ہوا کہ فکذبوہ کے معنی فاستمر واعلی التکذیب یعنی برابر جھٹلانے پر اڑے رہے المعنی پھر برابر نوحؑ کی قوم والے جھٹلاتے رہے پس ہمنے نوح کو اور اسکے ساتھ والے مومنون کو کشتی مین نجات دی یعنی پانی کا طوفان جو غضب الٰہی تھا اسمین ڈوبنے سے نجات دی اور قصہ انشاء اللہ تعالیٰ مفصل آویگا بیضاوی مین ہے کہ اُنکے ساتھ ایمان لانے والے بعض نے کہا کہ چالیس مرد چالیس عورتین تھین اور بعض نے کہا کہ صرف نو آدمی انکے تینون بیٹے سام و حام و یافث اور چھ آدمی اور تھے وفی تفسیر الحافظ منصوص اسقدر ہے کہ وما آمن معہ الا قلیل یعنے نوحؑ کے ساتھ ایمان نہ لائے مگر تھوڑے آدمی - امام مالکؒ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی کہ قوم نوحؑ اس کثرت سے تھی کہ زمین و پہاڑ انکی سمائی سے تنگ تھے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ نہین عذاب دیا اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو مگر اس حال مین کہ روئے زمین انسے بھری ہوئی تھی اور کوئی قطعہ زمین نہ تھا مگر آنکہ ان لوگون مین سے کوئی نہ کوئی اسکا مالک و قابض ہو رہا تھا اور ابن وہبؒ نے کہا کہ مجھکو حضرت ابن عباسؓ سے روایت پہونچی کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی مین اسّی آدمی بچے تھے ایک اُنمین سے جرہمؒ تھا اور اسکی زبان عربی تھی رواہ ابن ابی حاتم

و روی من وجہ آخر عن ابن عباس متصلا قلت شاید چالیس مرد و چالیس عورت کا قول کسی شخص نے اسی روایت سے یہ سمجھکر کہ کشتی نوح مین ہر شئے کے جوڑے جوڑے تھے نکالا ہے حالانکہ یہ وہم ہے اسواسطے کہ جو ایمان لایا وہ غرق نہین ہوا خواہ جوڑا ہو یا فرد ہو ہان جانورون مین البتہ جوڑا رکھا گیا تھا فافہم مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دسوین رجب کو کشتی مین سوار ہوئے اور طوفان شروع ہوا آخر دسوین محرم کو کشتی سے اُترے تھے اور طوفان سے تمام کافر ہلاک ہوگئے کما قال تعالیٰ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ یعنی اور طوفان مین غرق کر دیا ہمنے اُن لوگونکو جنھون نے جھٹلایا تھا ہماری آیات کو بیشک یہ لوگ اندھی قوم تھی یعنی امر حق انکو نہین سوجھتا تھا **قال البیضاوی** دل کے اندھے تھے انکو بصیرت نہ تھی اگرچہ بصارت ظاہری موجود تھی عمین در اصل عمیین تھا تخفیف کرکے عمین رہا اور بعض نے عامین پڑھا ہے ولیکن عمین مین زیادہ بلاغت ہے کیونکہ وہ ثبات پر دلالت کرتا ہے کما الین مین ہے کہ عمی کی دلالت عمی ثابت پر ہے اور رنامی کی دلالت عمی حادث پر ہے **وقال البعضھم** اسلیے کہ عمین صیغہ صفت مشبہ ہے جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے **قال ابن عباسؓ** یعنی عمین کافر تھے **قال البعضھم** عمی تو بصیرت کے اندھے کو بولتے ہین اور اعمی آنکھون کے اندھے کو کہتے ہین اعوذ باللہ منھا **قال الحافظ** اس قصہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندون کے واسطے کافرون سے انتقام لینے کو بیان فرمایا اور یہ کافر لوگ ان بندون کو ایذاء و آزار پہونچاتے اور انسے مسخرہ پن کیا کرتے تھے آخر ہلاک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی سنت سنیہ طریقہ رائج اہم دنیا و آخرت مین یون ہی جاری ہے کہ انجام کار اہل تقویٰ کو فتح و ظفر ہے وقد قال تعالیٰ والعاقبۃ للمتقین - سراج وغیرہ مین ہے کہ قصص قرآن ہین علاوہ علوم و معارف کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و مومنین کے واسطے تسلی ہے کہ آنحضرت صلعم کی قوم ہی فقط قبول حق سے اعراض کرنے والی نہ تھی بلکہ گذری امتون مین سے بھی اکثر امتین نہ ماننے والی گذری ہین اور عموماً اسمین ایک تنبیہ ہے کہ جھٹلانے اور نہ ماننے والونکا انجام کار خواری و ہلاک ہے پس آنحضرت صلعم کے نہ ماننے والے بھی انجام کار خواہ دنیا مین بھی یا قطعاً آخرت مین خوار و برباد ہونگے اور واضح ہو کہ اسمین آنحضرت صلعم کی صحت نبوت کی کھلی دلیل ہے کیونکہ آنحضرت صلعم اُمی تھے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے اور ہرگز اپنے وقت مین کسی تاریخ جاننے والے سے نہین ملے خصوص جبکہ عرب مین اسکا رواج ہی نہ تھا باوجود اسکے گذری امتون کے نہایت صحیح قصہ و اخبار کو بیان فرمایا اور تاریخ جاننے والون کو جب معلوم ہوا تو کسی نے انمین سے انکار نہین کیا پس صریح ثابت ہوا کہ یہ وحی الٰہی تھا اور یہی نبوت پاکیزہ و فضل الٰہی ہے **قال المترجم** اور اس زمانہ مین جو بعضے ملحد انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وجہ اس طوفان کی تنور سے پانی کا جوش نہ تھا بلکہ چنین و چنان تھا تو اسکو باوجود الحاد کے بسبب بالاتفاق ثبوت طوفان نوحؑ کے انکار طوفان کی مجال نہوئی پس اسقدر تو وہ خود مقر ہے کہ طوفان مذکور واقع ہوا تھا بعد اسکے تاریخ کی کیفیت معلوم ہے کہ راے کو اسمین بہت کچھ دخل ہوتا ہے لہٰذا پوشیدہ سبب اسکی راے کا دعویٰ محض غلط ہے کیونکہ جب واقعہ ثابت ہے تو صرف ایک امر خفی پر اسکا انکار کرنا بدون دلیل کے صرف اسکے وہم کے نزدیک مستبعد ہے محض بیجا وہم ہے پس جو شخص کہ او تعالیٰ عزوجل کو قادر مختار مانتا ہے اسکے نزدیک کچھ بھی مستبعد نہین اور عجب ہے کہ یہ منکر بدون کسی دلیل کے انکار کرتا ہے لہٰذا کوئی عقلمند اسکو تسلیم نہ کریگا خصوص جبکہ واقعہ طوفان کا اقرار ہے فافہم **ف فی العرائس** قولہ انھم کانوا قوماً عمین یعنے مشاہدہ الٰہی اور ذوق محبت سے دور تھے اپنے بصائر کی آنکھونسے اندھے تھے انکو انوار صفات و ذات نظر نہین آتے تھے حالانکہ ہر ذرہ ذرہ سے ظاہر ہین **ابن عطاؒ** رحمہ اللہ نے کہا کہ عمین یعنے راہ حق سے گمراہ تھے بعض نے کہا کہ دنیا اور جہان مین نظر عبرت سے اندھے تھے انکی نظر سے صرف انکی خواہش نفسانی و شہوات نظر آتی تھین

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور عاد کیطرف بھیجا اُنکا بھائی ہود بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمھارا صاحب اُسکے سوا کیا تمکو ڈر نہین بولے سردار جو منکر تھے

مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ

اُسکی قوم مین ہم تو دیکھتے ہین تجھکو عقل نہین اور ہماری اٹکل مین تو جھوٹھا ہے بولا اے قوم مین کچھ بے عقل نہین لیکن مین بھیجا ہون

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

جہان کے صاحب کا پہونچاتا تمکو پیغام اپنے رب کے اور مین تمہارا خیرخواہ ہون معتبر کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت تمہارے رب کی ایکمرد کے ہاتھ تمہارے بیچ

لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

مین سے کہ تمکو ڈر سناوے اور یاد کرو کہ تمکو سردار کردیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پھیلاو سو یاد کرو احسان اللہ کا شاید تمہارا بھلا ہو

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ

بولے کیا تو اسواسطے آیا ہم پاس کہ بندگی کرین تیرے اللہ کی اور چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو سچا ہے کہا

قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۚ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ

تم پر پڑ چکی ہے تمہارے رب کی طرف سے بلا اور غصہ کیون جھگڑتے ہو مجھ سے کئی نامون پر کہ رکھ لیے ہین تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہین اُتاری اللہ نے انکی کچھ سند

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

سو راہ دیکھو مین بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہون پھر ہمنے بچا دیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اپنی مہر سے اور پیچھا ڑی کاٹی انکی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین

وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ ع ۹ ۸

اور نہ تھے ماننے والے

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا یعنے جیسے نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا ویسے ہی ہود کو قوم عاد کی طرف بھیجا چونکہ قوم نوح کسی نام سے معروف نہ تھی قوم فرمایا اور قوم ہود بنام عاد معروف تھی مانند مدین وثمود وغیرہ کے انکے نام سے بیان فرمایا اور قوم عاد کے نام سے دو قوم ہین عاد اول اور عاد دوم جو بقیہ نسل اول ہے اور دونون کے درمیان سو برس کا فرق ہے جیسے عاد اول اور قوم نوح کے درمیان آٹھ سو برس کا فرق بیان ہوا ہے اور مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ اولاد سام بن نوح سے ہین پس بعض نے لکھا کہ وہ عاد بن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہے اور سراج وغیرہ مین لکھا کہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے وفی تفسیر الحافظ محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ اولاد عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح ہین **قال** اور یہی عاد اول ہین جو جنگلون مین عماد بناتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد اور اخاہم یعنی انکے بھائی کو یعنے نسب کے بھائی کو نہ دینی بھائی کو یعنی قبیلہ عاد مین سے ایک شخص انکے برادری کا جسکا نام ہود تھا یا اخاہم بمعنے صاحبہم ہو کیونکہ عرب والے صاحب القوم کو اخ بولتے ہین اور اول اظہر ہے اور مفسر جلال نے تحبیر مین کہا کہ ہود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص مذکور ہین اور چار سو چونسٹھ برس زندہ رہے **قال الحافظ** وغیرہ اور قوم عاد کی بستی احقاف مین تھی جو عمان و حضرموت کے پاس ہے ربیع بن خثیم نے کہا کہ عاد والے یمن سے شام تک چیونٹیون کی طرح کثرت سے پھیلے ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے کہا کہ اگرچہ عمان و حضرموت کے درمیان انکی اصلی بستی تھی لیکن اکثر روے زمین پر پھیل گئے اور شدت قوت و توانائی سے سب کو زیر کر لیا اور ظلم و تعدی کرتے تھے اور عامر بن واثلہ سے روایت کی کہ مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سنا کہ آپ حضرموت کے ایک شخص سے کہتے تھے کہ تو نے وہ سرخ ٹیلہ دیکھا جو اراک کے مقابلہ مین جسمین سرخی مائل ٹیلے نکلے ہین اور فلان فلان جانب بیریون کے بہت سے درخت ہین اور وہ حضرموت کی زمین ہے اسنے کہا کہ جی ہان اے امیر المومنین خدا کی قسم آپ تو ایسا اسکو ٹھیک ٹھیک پتہ سے بیان فرماتے ہین جیسے کسی نے آنکھون دیکھا ہو فرمایا کہ مین نے دیکھا نہین ہے ولیکن اسکا قصہ مجھسے بیان فرمایا گیا ہے حضرمی نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اسکی بابت کیا قصہ ہے آپنے فرمایا کہ اسمین ہود علیہ السلام کی قبر ہے

رواہ ابن جریر **قال الحافظ** اس روایت مین یہ فائدہ ہے کہ ان لوگون کی بستی معلوم ہوئی کہ یمن ہے اور ہود علیہ السلام وہین دفن ہوئے ہین اور وہ اپنی قوم مین سے ازراہ نسب کے اشرف افضل تھے جیسے انبیاء ہوا کرتے ہین لیکن قوم والے جیسے سخت شدید الخلقت تھے ویسے ہی دل بھی انکے سخت تھے چنانچہ انکی دعوت جواب سے ظاہر ہے قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہا ہود نے اے قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی اسکی توحید کرو شرک مت کرو مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اسکے سوائے تمہارا کوئی الٰہ نہین ہے اگر کہا جاوے کہ قال کہا فقال نکہا مانند قصہ نوح کے جواب اسکا بتقدیر سوال ہے یعنے فما فعل ہود۔ جواب دیا کہ قال یا قوم بعض نے کہا کہ نوح برابر متواصل دعوت کرتے جیسا کہ دوسرے مقام پر منصوص ہے پس فا تعقیب مناسب تھی اور ہود مختلف اوقات مین ایسا کرتے پس بدون فا ر فرمایا ہے اَفَلَا تَتَّقُوْنَ استفہام انکاری استبعادی ہے یعنی مستبعد ہے کہ تقوی نہین کرتے **قال المفسر** یعنے خوف نہین کرتے کہ تقوی والے ہوجاؤ واضح ہو کہ سورہ ہود مین افلا تعقلون مذکور ہے اور یہان افلا تتقون ہے پس اولی یون ہے کہ تقدیر کلام مین کہا جاوے افلا تتقون ای افلا تعقلون فتتقون یعنی بطریق انکار و استبعاد فرمایا کہ تم نہین سمجھتے تاکہ متقی ہوجاؤ۔ اور نیز دعوت متعدد اوقات مین تھی پس شاید دونون طرح سے مخاطب کیا ہو اور نیز حاصل کلام ایک ہی ہے پس بعض نے بیان پر اکتفا کیا جیسے وہان قولہ ان انتم الا مفترون بھی مذکور ہے اور یہین کے بیان پر اکتفا ہوا یہان اسکو ذکر نہین فرمایا اور اسی پر باقی اجزاء قصہ کو قیاس کرنا چاہیئے بلکہ دیگر قصص مین بھی اسی قیاس پر سمجھنا چاہیئے خصوص محاورات زبان پر متعدد جاری ہوتے ہین جنکا حاصل واحد ہوتا ہے کذا ذکرہ ابو السعود وغیرہ اور پوشیدہ نہین کہ ہر مقام کے ساتھ مناسبات ہین اور قدر مناسب پر اکتفا ہوا ہے اسی واسطے ہر قصہ مکرر نہین بلکہ فوائد جدیدہ نادرہ ہر مقام پر موجود ہین اور انکے بیان کے واسطے بہت طول عبارت درکار ہے مگر مشتے نمونہ از خروارے یہان صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اگلی امتون نے بھی نصح و موعظت انبیاء علیہم السلام سے انکار کیا اور موجودہ زمانہ کے کفار عرب کا انکار و استبعاد اگلون سے بہت مشابہ ہے اور اسمین جو لطائف معانی ہین انکو بخوف طول عبارت نہین لکھ سکتا کیونکہ ہر بات کے واسطے بسط تقریر کی ضرورت ہے تب عام فہم ہوگی لہذا علماء نے علوم قرآنی مین الگ الگ تصنیفات کر دین اور تفسیر مین قدر ضرورت پر اکتفا کیا ہے بالجملہ ہود نے قوم عاد کو موافق بیان مذکورہ بالا کے نصیحت کی پھر جواب سخت یہ پایا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ کہا اُن لوگون نے اسکی قوم سے جو کافر ہوئے تھے نہ اُن سردارون نے جو مسلمان ہو گئے کیونکہ مانند مرثد بن سعد وغیرہ کے بعضے سردار مسلمان بھی ہو گئے بخلاف قوم نوح کے کہ سردارون مین سے کوئی مسلمان نہوا حاصل آنکہ ہود کی قوم مین سے کافر شریفون نے یہ جواب دیا کہ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ ای تمکنا فی سفاہتہ وخفۃ عقل۔ ہم لوگ تجھکو دیکھتے ہین کہ تجھمین سفاہت یعنی جہالت و کم عقلی جم گئی ہے کیونکہ تو ہمکو بتون کی عبادت چھوڑنے کو اور اکیلے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کو کہتا ہے جیسے کفار قریش نے بھی تعجب کیا اور کہا اجعل الالٰهة الٰها واحدا ان ہذا لشیء عجاب۔ بھلا اسنے سب آلہہ کو ایک الٰہ بنایا بیشک یہ تو عجیب بات ہے وَاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور ہم تو ضرور تجھکو جھوٹون مین سے گمان کرتے ہین یعنے رسول ہونے کے دعوی مین تجھکو جھوٹا گمان کرتے ہین۔ ایسے ہی کافر و مشرک لوگ و بداعتقاد و ملحد لوگ اپنے اٹکل و گمان سے باتین بنایا کرتے ہین قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ کہا کہ اے قوم کچھ بھی سفاہت مجھمین نہین ہے بلکہ مین تو کمال ہدایت پر ہون کیونکہ رسول ہون لہذا ملزوم ذکر کیا وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ولیکن مین رب العلمین کی طرف سے رسول ہون جسکا کمال ہدایت پر ہونا واجب ہے اسکے ہدایت ہونا اور رسول ہونا دونون ثابت کر دیا اور پھر تاکید فرمائی اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ مین تمکو اپنے پروردگار کی رسالتین پہونچاتا ہون وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اور مین خالص و محض تمہارے نفع کے لیئے تمہارا ناصح و امین ہون اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت مین مجھکو امین قرار دیا ہے وہ عالم الغیب ہے پس مین جھوٹا نہین ہو سکتا اسمین دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان مین دروغ کی صفت ہونا محال ہے بلکہ ابلاغ کامل اور نصح خالص و امانت صادقہ ان صفات سے رسول موصوف ہوتے ہین پس بعضے روافض نے

زعم کیا کہ حضرت صلعم نے بعض باتین خاصکر اہل بیت رضوان اللہ علیہم کو مخفی بتلائی یقین از قسم دین وکمال شریعت جنسے انسان کو تقرب مزید حاصل ہوتا ہو
تو یہ لوگ مفتری وجھوٹے ہین وفی السراج اسمین حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی ذات کے واسطے ناصح وامین کی صفتین خود بیان فرمائین تو اسمین دلیل ہو کہ
جہان ضرورت پیش آوے وہان آدمی کو روا ہو کہ اپنی ذات کی سچی صفات کو ظاہر کرے قلت چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی خزائن کی وکالت لینے
مین بادشاہ مصر سے کہا تھا کہ مین قوی امین ہون چنانچہ سورہ یوسف مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ وفی البیضاوی باوجودیکہ حضرت ہود جانتے تھے
کہ قوم والے خود انتہا درجہ کے سفیہ وگمراہ ہین مگر اس حلم وبردباری سے جواب دیا بدون جواب ترکی بہ ترکی اسمین حسن ادب وخلق عظیم ہے اور
اہل النصح نیکوکار بندون کو اسی طریقہ کی تعلیم ہو وفی السراج حضرت نوح علیہ السلام نے انصح لکم بجملہ فعلیہ کہا اور حضرت ہود علیہ السلام نے ناصح بجملہ اسمیہ کہا کیونکہ نوح شب
روز نصیحت کرتے پس فعل مناسب ہے کیونکہ وہ تجدد پر دلالت کرتا ہو جیسا کہ اپنے موقع مین ثابت ہوچکا وفی البیضاوی جملہ اسمیہ بصیغہ صفت مین اشارت ہو کہ
قوم والے حضرت ہود علیہ السلام کو ابتداء سے ناصح وامین جانتے تھے جیسے قریش والے آنحضرت صلعم کو بسجاہت صدوق وامین وناصح جانتے تھے پھر مزید
تاکید کی اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنے کیا تمنے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات سے کہ آیا تمھارا ذکر یعنی نصیحت تمھارے پروردگار
کی طرف سے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ تمھین مین سے ایک مرد کی زبان پر تاکہ وہ تمکو عذاب الٰہی سے ڈراوے یعنی تم اس سے انکار وتعجب
مت کرو بلکہ تمکو چاہیئے کہ کمال نعمت سمجھکر اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ اور یاد کرو کہ بعد
قوم نوح کے تمکو خلیفہ بنادیا یعنے زمین کی خلافت تمکو دیدی کیونکہ مشہور ہو کہ شداد بن عاد اکثر ولایتون کا بادشاہ ہوگیا تھا پہلے انکو عذاب الٰہی سے
خوف دلایا پھر انکو انعامات الٰہی یاد دلائے اور مزید فرمایا وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً اور بڑھادیا تمھاری خلقت مین بسط **قال الحافظ**
ای تمھارے ابنار جنس سے تمکو طول پیدا کردیا **قال المفسر** یعنی تمھاری قوت طول مین زیادتی کی انمین سے جو لمبا ہوتا وہ سو ہاتھ کا ہوتا اور جو ٹھنگنا ہوتا وہ ساٹھ ہاتھ
ہوتا تھا **قال المترجم** طول وعرض وقوت سب مین بحسب مناسبت زیادتی مراد ہو اور بسط در اصل فراخی ہو خواہ معانی مین ہو یا اعیان مین ہو لہذا
قصۂ طالوت مین فرمایا وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم اور محتمل ہو کہ مخلوق کے درمیان انکو فراخی دینا مراد ہو اعم ازینکہ از راہ معانی ہو یا اعیان
واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے قول اول ہی اختیار کیا ہو مگر آنکہ ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ بسطۃ بمعنی شدت ہو اور یہ بھی محتمل دونون معنی کو ہے
اور ابوہریرہؓ سے روایت کیا جاتا ہو کہ عادی آدمی پتھر کے کواڑ اکیلا اٹھالیتا اگر اسوقت کے پانچ سو آدمی لگین تو اسکو نہ اٹھا سکین اور جو مفسر
سیوطی رحہ نے ذکر کیا وہ **سدی وکلبی** رحہ سے مروی ہو وقال الجلال المحلی رحہ فی سورۃ الفجر سب سے بڑے لمبے کا قد چار سو ہاتھ تک تھا۔ ابوحمزہ الثمالی
نے ستر ہاتھ ذکر کیا اور ابن عباسؓ سے اسی ہاتھ مذکور ہی اور مقاتل رحہ نے کہا کہ بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا اور قتادہؓ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ انکا قد بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا۔
ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انکے ہاتھون کی ناپ ہے اور وہب بن منبہ کا قول ہو کہ انکا سر مانند ایک بڑے قبہ کے تھا جو کچھ کلام مجید سے ثابت ہوتا ہی
وہ انکی قوت وشدت ہے چنانچہ فرمایا فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا من اشد منا قوۃ الآیۃ۔ اور فرمایا فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ الآیۃ اور یہین
یہ روایات جو متقدمین سے روایت کیجاتی ہین انکے اسانید پر مترجم کو اطلاع نہین ہو اور مؤلف فتح البیان نے بدون بیان کے استبعاد وتضعیف کی ہو اور مترجم
کی نظر مین واللہ اعلم یہ معلوم ہوتا ہو کہ برتقدیر صحت ان آثار کے قول مقاتل وقتادہ مین انکے ہاتھون کے ناپ کا بیان ہو جیسا کہ وہبؓ کی روایت ابن عساکر
مین مصرح ہو اور باقی اقوال مین اسوقت کے ہاتھون سے ناپ مراد ہو پس تقریباً اقوال مین مراد متفق ہوجائیگی اور اس زمانہ سے قریب
ہنگو نہ کچھ زائد انکا قد دراز ہوگا اگر کہا جاوے کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا ہو کہ درازی حضرت آدم کے قد کی ساٹھ ہاتھ پھر برابر خلقت
کم ہوتی چلی آئی تو جواب اسکا دو وجہ سے ہوسکتا ہو اول آنکہ درازی قد آدم علیہ السلام انکے ہاتھون ساٹھ ہاتھ تھی پس عاد کی خلقت سے

زیادہ ہوگی دوم آنکہ حدیث مین بیان کیفیت کوتاہی کا ہی اور درازی کی تعیین نہین ہی یعنی آدم علیہ السلام کے بعد جب کوتاہی واقع ہوئی تو یہانتک نوبت پہونچی ورجانب طول اسیقدر
مقصود ہونا مراد نہین ہی پس روا ہی کہ جب خلقت مین درازی واقع ہوئی ہو تو اس سے زیادہ یا برابر واقع ہوئی ہو فلیتامل فانہ دقیق وموضع تامل از عبارتہم تدل علی طولہم
ازید مما کان لآبائہم من قوم نوح وہم اقرب الی زمن آدم علیہ السلام فافہم بالجملہ توجیہ اقوال مفسرین کی ضرورت سے یہ گفتگو کرنی پڑی ورنہ تفسیر مین اسکی کوئی ضرورت نہین صرف
معنی یہ ہین کہ ہود علیہ السلام نے قوم کو نعمت الٰہی یاد دلائی کہ تملوگ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ قوم نوح نے جب اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا تو انکی
بددعا سے اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کردیا اور تمپر یہ احسان کیا کہ ذریات نوحؑ سے تم کو باقی رکھا اور پیدا کرکے بجائے ان کے خلیفہ کیا
اور تمھاری خلقت مین فراخی دیدی ہر طرح تمکو کشایش حاصل ہو فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس تم نعمتین اللہ تعالیٰ کی جو تمپر ہین یاد کرو یہ تعمیم بعد تخصیص
ہی یعنے خاص خاص نعمتون کو بیان کرکے عموماً نعمتون کے شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا الآء جمع الی بکسر اول وسکون ثانی مانند حمل واحمال یا اُلی
بضم اول وسکون ثانی مانند قفل واقفال یا بکسر اول وفتح دوم مانند ضلع واضلاع لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تفوزون۔ شاید تم فوز یاؤ یعنی پوری بھلائی
کی مراد تمکو ملے۔ وقال البیضاوی یعنی تاکہ نعمتون کا یاد کرنا انکی شکرگزاری کی طرف مودی ہو جس سے فلاح حاصل ہوتی ہو اگروہ لوگ مانتے
تو حضرت ہود علیہ السلام نے انکو دینی ودنیاوی فلاح تک پہونچا دیا تھا مگر انھون نے جہالت سے نہ مانا قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
قوم والے بولے کہ کیا تو ہمارے پاس آیا ہی کہ ہم اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اور چھوڑ دین جسکو ہمارے
باپ دادے پوجتے تھے۔ ان جاہلون نے مستبعد جانا کہ عبادت مخصوص اللہ عزوجل کے واسطے ہو اور باپ دادون کے بتون سے اعراض
کیا جاوے یہ تقلید مین انکا انہماک تھا اور رسم مالوف کی محبت تھی کذا قال البیضاوی رحہ ثم قال اور جئتنا مین آنے سے یا تو انکی مراد یہ کہ قوم
سے الگ کسی کونے مین بیٹھکر تو یہ خیالات لایا ہی یا طنز واتہکم کے طور پر کہا کہ آسمان سے تو یہی لایا ہی یا بطریق مجاز ہو جیسے عرب اس محاورہ
مین کہ پھر اسکو برا کہنے لگا یون بولتے ہین ذہب یسبہ حالانکہ جانا واقع نہین ہوتا گویا باتون سے چلا یعنی باتین کرتے کرتے بدگوئی کی طرف چلا گیا
مترجم کہتا ہی کہ اردو زبان کا محاورہ اس سے خوب موافق ہو کہ جب کسی کی بات گران جانتے ہین تو کہتے ہین کہ کیا تو یہی کہنے آیا ہی ایسے ہی
ان لوگون نے کہا کہ تو ہمارے پاس یہی کہنے آیا ہو کہ جنکو باپ دادے پوجتے تھے انکو چھوڑکر اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین یعنی وہ ایسا
نہ کرینگے یہ بعید ہو اپنے باپ دادون کی راہ چھوڑینگے تو چھوٹا ہو فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ای فاتنا بما تعدنا بہ
من العذاب ان کنت صادقا فی قولک یعنی اگر عبادت بتوحید نہ کرنے مین عذاب ہوگا تو اس قول مین سچا ہو تو عذاب لا جس سے تو ڈراتا ہی
ان بدبختون نے عذاب مین جلدی کی اور یہ انکا سخت تمرد تھا جیسے کفار قریش نے مانگا کہ اللہم ان کان ہذا ہو الحق فامطر علینا حجارۃ من السماء
او ائتنا بعذاب الیم محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا کہ عاد والے بنام صمدا وصمود وہبا۔ وغیرہ بتونکو پوجتے تھے اسیواسطے حضرت ہود کا مقولہ
فرمایا قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ
کہا کہ البتہ واقع ہوا تمپر رجس وغضب یعنے واجب ہوا یا نازل ہوا کیونکہ متوقع بمنزلہ واقع کے ہی یا انکو وحی سے علم ہوگیا تھا پس کہا کہ تم پر رجس یعنے
عذاب وغضب الٰہی واقع ہوا یا رجس وغضب وہی بت تھے جو خود ناپاک انکی عبادت موجب غضب تھی اسی واسطے
فرمایا اتجادلوننی یعنے بھلا تم جدال کرتے ہو میرے ساتھ ایسے نامون کے بارہ مین جنکو تمنے اور تمھارے باپ دادون نے مقرر کرلیا ہے
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے واسطے کوئی حجت وبرہان نہین نازل فرمائی ہو **قال البیضاوی** فی قولہ فی اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم۔ یعنے
جدال کرتے ہو ایسی چیزون کے بارہ مین جنکو تم لوگون نے خود آلہہ نام کرلیا ہو حالانکہ انمین الوہیت کچھ بھی نہین کیونکہ عبادت کا مستحق بالذات

تو وہی پاک پروردگار ہے جسنے کل کو ایجاد فرمایا اور سوائے ذاتی استحقاق کے اگر یہ چیزین مستحق عبادت ٹھہراتے ہو تو ثبوت اسکا یون ہی ہوگا کہ خالق عزوجل ان چیزونکو مستحق بناوے سو اسکا بنانا کسی آیت اُتارنے سے معلوم ہوگا یا کسی حجت کے قائم ہونے سے معلوم ہوگا اور یہ بالکل ندارد ہے اور ظاہر کردیا کہ انتہا درجہ کی حجت جسکو لاتے ہین یہ کہ ان بتون کا نام الٰہہ ہے حالانکہ بدون کسی دلیل کے جو تحقیق مسمی پر دلالت کرے اور اسناد اس اطلاق کی اپنے باپ دادون وغیرہ ایسے لوگون کی طرف کرتے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین ہے تو یہ حجت دیہ اسناد لانا دونون انکی سخت جہالت انتہا درجہ کی غباوت ہے اسی واسطے استجاد لونتی بحرف استفہام انکاری تعجب کے ساتھ ہے یعنے عجیب جاہل و بیوقوف ہو کہ بنائے ہوے نامون پر مجھسے جھگڑتے ہو اور اسپر ایسے دلیر ہو کہ مجھکو جھوٹا بناتے و نڈر ہوکر عذاب مانگتے ہو اچھا فَانْتَظِرُوا انتظار کرو عذاب کا بسبب میرے جھٹلانے کے اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ مین بھی تمہارے انتظار کرنے مین تمہارے ساتھ ہون **قال المفسر** آخر عذاب آیا اور وہ ریح عقیم تھی۔ کما جاء فارسلنا علیهم الریح العقیم ما تذر من شی اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم قصہ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل آویگی بالجملہ عذاب نازل ہوا فَاَنْجَيْنٰهُ ایاہ ای ہودا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ من المومنین بِرَحْمَةٍ مِّنَّا پس نجات دیدی ہمنے ہود کو اور ان لوگون کو جو اسکے ساتھ تھے یعنے ایمان لانے والونکو یہ نجات دینا ہماری طرف سے رحمت تھی۔ وقال البیضاوی ای برحمۃ منا علیهم یعنی بسبب ہماری رحمت کے جو انپر تھی یعنے ازل سے انپر رحمت تھی۔ قلت اسمین علم لطیف ہے کہ حضرت رب العزۃ سلطان الکبریاء والعظمۃ کی صمدیت کے سامنے پتے پانی ہوجاوین اللہم غفرانک لا الٰہ الا انت سبحانک توفنی مسلما مومنا وانت ارحم الراحمین بالجملہ حضرت او تعالیٰ عزوجل کے کلام پاک کے یہ معنی ہین کہ ہمنے اپنی رحمت سے ہود و اسکے ساتھی مومنون کو نجات دی وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا قاموس مین ہے کہ دابر بمعنی آخر ہر شی و بمعنی جڑ پس اگر اول معنی ہون تو جب آخر تک قطع ہوا تو اول قطع ہوا اور معنی دوم اظہر ہین کہ جڑ سے کاٹ دیا اسی واسطے مفسر جرحؒ نے کہا ای استاصلناہم استیصال کردیا حاصل آنکہ اور قطع کردی ہمنے جڑ ان لوگون کی جنہون نے ہماری آیات کو جھٹلایا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ عطف ہے کذبوا پر یعنے اور وہ مومن نہ تھے۔ وفی البیضاوی اس کلام مین دو فائدے ہین ایک یہ کہ جو لوگ انمین سے ایمان لائے تھے انکی مدح کی طرف تعریض ہے گویا یون کہا کہ جن کا ہمنے استیصال کردیا اور جڑ سے نیست کردیا وہ ایسے نہ تھے جیسے انمین سے ایمان لانے والے چند آدمی تھے اور دوم یہ تنبیہ ہے کہ نجات پانیوالون کے درمیان اور ہلاک ہونیوالون کے درمیان فرق اسی ایمان سے ہوا **قال الحافظ** وغیرہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا واما عاد فاہلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرہا علیهم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیها صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل تری لہم من باقیۃ الآیہ۔ جیسا کہ تفسیر مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا بالجملہ جب ان لوگون نے تمرد و سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے ہوا سے سرکش سے انکو ہلاک کیا اور وہ حلقہ انگوٹھی یا اسکے نگینہ کی مقدار تھی جیسا کہ حدیث مسند مین ثابت ہے پس یہ کیفیت تھی کہ ہوا کا جھونکا آیا اور جو کافر عادی سامنے پڑا اسکو اُٹھا کر آسمان و زمین کے بیچ مین بلند کیا پھر اسکو کھوپڑی کے بل پتھر پر دے پٹکا کہ بھیجا نکل پڑا حتی کہ دھڑ سے سر الگ ہوگیا **قال محمد بن اسحٰق** جب قوم عاد نے کسی طرح نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے تین سال ان پر قحط ڈالا تو حرم مکہ معظمہ مین پانی کی دعا مانگنے کو آدمی بھیجے جنکا سردار بنام قیل بن عنز تھا اور یہی اسوقت کے سب ملت والون کا دستور تھا اور مکہ مین عملیق بن آدم بن سام بن نوح کی اولاد سے عمالقہ رہتے تھے جنکا سردار بنام معاویہ بن بکر تھا جسکی ماں قوم عاد سے تھی پس مکہ سے باہر اسکے گھر اکر اُترے اور شراب خواری و راگ مین غافل ہوگئے تو معاویہ کے اشارہ سے گانے والیون نے یہ گیت گایا ع الا یا قیل ویحک قم فہینم :: لعل اللہ یسقینا غماما :: فیسقی ارض عاد ان عادا :: قد امسوا لا یبینون الکلاما :: من العطش الشدید فلیس ترجوا :: بہ الشیخ الکبیر

ولا الغلاما :: وقد کانت نساؤہم بخیر :: فقد امست نساؤہم غیامی :: وان الوحش تاتیہم جہارا :: ولا تخشی لعادی سہاما :: وانتم ہہنا فیما اشتہیتم نہارکم ولیلکم التماما :: فقبح وفدکم من وفد قوم :: ولا لقوا التحیۃ والسلاما :: اس سے وہ لوگ متنبہ و بیقرار ہوے مگر مرثد بن سعد نے کہا کہ واللہ تم لوگونکو تمہاری دعا سے پانی نہ ملیگا جب تک تم اپنے نبی علیہ السلام کی پیروی نکرو پس تم توبہ کرکے پیروی کرو تو پانی پاؤ پس معاویہ بن بکر ان لوگون نے کہا کہ تم اسکو منع کردو یہ ہمارے ساتھ مکہ مین نہ جاوے اسنے دین چھوڑ کر ہود کی پیروی کرلی ہے پھر مکہ مین جاکر سبنے دعا مانگی اور قیل بن عنز کو آگے کیا پس اللہ تعالیٰ نے تین ابر کے ٹکڑے پیدا کیئے ایک سپید و ایک سرخ و ایک سیاہ اور قیل مذکور نے سیاہ پر لالچ کیا وہی عاد کی طرف چلا اور آواز آئی کہ سوائے بنو اللوذیہ کے کوئی نہ بچا سب برباد کریگی ابن اسحاق نے کہا کہ بنو اللوذیہ بھی عادیین سے ایک بطن ہے جو مکہ مین رہتے تھے یہی بچ رہے تھے اور دوم عاد یہی ہوے ہین پس وہ سیاہ ابر قوم عاد پر وادی مغیث سے ظاہر ہوا جسکو دیکھکر بولے کہ ہذا عارض ممطرنا۔ یہ تو ہمپر پانی برسانے والا ابر ہے نجانا کہ وہی عذاب ہے جسکو مانگتے تھے مشہور ہے کہ مہید نامے ایک عورت نے اسکو اول پہچانا کہ یہ آندھی ہے اور بیہوش ہوگئی لوگون نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا وہ بولی کہ آندھی ہے جسمین آگ سے بگولے ہین اسکے آگے کچھ لوگ ہین جو اسکو لیئے آتے ہین ابن اسحاق نے کہا کہ مجھسے بیان کیا گیا کہ ہود علیہ السلام مع مومنین کے ایک حظیرہ کے اندر بیٹھ گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آٹھ دن و سات راتین وہ آندھی اس قوم عاد پر مسخر کردی جسنے کسی عادی کو نہین چھوڑا مگر ہود علیہ السلام و مومنون کے بدن کو نرمی دینے والی اور دل خوش کرنیوالی ہوا پہونچتی تھی اور عادیون پر یہ حال تھا کہ اونٹ مع سوار اُٹھاکر پتھر پر پٹکتی کہ بھیجا نکل جاتا تھا ہذا حاصل ما ذکرہ ابن اسحاق۔ اور ابن عساکر نے بھی ہود علیہ السلام کے حظیرہ مین ہوجانے اور عادی کا فرون پر یہ حالت گزرنے کو اسیطرح روایت کیا ہے۔ مؤلف فتح البیان نے زعم کیا کہ قرآن مجید مین باجمال یہ قصہ ثابت ہے اور اسکی تفصیل بلا اسناد ہے حالانکہ یہ وہم ہے فقد قال الامام احمد فی مسندہ حدثنا زید بن الحباب حدثنی ابو المنذر سلام بن سلیمان النحوی حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل عن الحرث البکری قال خرجت اشکو العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمررت بالربذۃ فاذا بعجوز من بنی تمیم منقطع بہا فقالت لی یا عبد اللہ ان لی الی رسول اللہ صلعم حاجۃ فہل انت مبلغی الیہ قال فحملتہا فاتیت المدینۃ فاذا المسجد غاص باہلہ واذا رایۃ سوداء تخفق واذا بلال متقلد سیفا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما شان الناس قالوا یرید ان یبعث عمرو بن العاص وجہا قال فجلست فدخل منزلہ او قال رحلہ فاستاذنت علیہ فاذن لی فدخلت وسلمت فقال ہل بینکم وبین تمیم شیء قلت نعم وکانت لنا الدائرۃ علیهم ومررت بعجوز من بنی تمیم منقطع بہا فسالتنی ان احملہا الیک وہا ہی بالباب فاذن لہا فدخلت فقلت یا رسول اللہ ان رایت ان تجعل بیننا وبین تمیم حاجزا فاجعل الدہناء فحمیت العجوز واستوفزت قالت یا رسول اللہ فالی این یضطر مضطرک قال قلت مثلی ما قال الاول معزی حملت حتفہا حملت ہذہ ولا اشعر انہا کانت لی خصما اعوذ باللہ ورسولہ ان اکون کوافد عاد قال لی وما وافد عاد وہو اعلم بالحدیث منہ ولکن یستطعمہ قلت ان عادا قحطوا فبعثوا وافدا لہم یقال لہ قیل فمر بمعاویۃ بن بکر فاقام عندہ شہرا یسقیہ الخمر وتغنیہ جاریتان یقال لہما الجرادتان فلما مضی الشہر خرج الی جبال مہرۃ فقال اللہم انک تعلم انی لم اجیء الی مریض فاداویہ ولا الی اسیر فافادیہ اللہم اسق عادا ما کنت تسقیہ فمرت بہ سحابات سود فنودی منہا ان اختر فاوما الی سحابۃ منہا سوداء فنودی منہا خذہا رمادا رمددا لا تبق من عاد احدا قال فما بعث اللہ علیهم من الریح الا قدر ما یجری فی خاتمی ہذا حتی ہلکوا قال ابو وائل وصدق قال وکانت المراۃ والرجل اذا بعثوا وافدا لہم قالوا لا تکن کوافد عاد۔ ہکذا رواہ احمد فی المسند ورواہ الترمذی عن عبد بن حمید عن زید بن الحباب بہ نحوہ ورواہ النسائی من حدیث سلام بن المنذر عن عاصم بن بہدلۃ ومن طریقہ رواہ ابن ماجۃ ایضا عن ابی وائل عن الحرث بن حسان البکری بہ ورواہ ابن جریر عن ابی کریب عن زید بن الحباب بہ ورواہ ایضا عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش

عن عاصم عن الحرث بن حسان البکری فذکرہ ولم ار فی النسخۃ ابا وائل واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ - وسیاتی فی مواضع من القصۃ ما یطمئنک انشاء اللہ
تعالیٰ وف **فی العرائس** قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون یعنی نعمتین اللہ تعالیٰ کی یاد کرو کہ کمال قدرت سے تمکو کیسے سانچے مین خوبصورت
تصویر تمھاری بنائی اور اپنے سے کیا لباس تمکو پہنایا اکرام خلق ونعت مین احسن واظرف ہو پس نہایت واضح آیات اور روشن دلالات سے اسکا
ظہور تمپر موجود ہی شاید تم اسکی دوری سے مضطر ہوا اور اسکے قرب کی تمنا کرو واضح ہو کہ دیدار نعمت موجب شکر ہی اور دیدار آلاء موجب ذکر دیا ہی
اور ذکر سے دیدار مذکور ومنعم حاصل ہوتا ہی اور اس سے محبت پیدا ہوتی ہی اور محبت سے فلاح وفوز ہی **واسطی** رح نے کہا کہ عوام کو او تعالیٰ نے
نعمتوں پر محبت ہی اسیواسطے فرمایا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور خاص بندے اسکو آلاء سے محبت کرتے ہین اور یہی قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون
سے ظاہر ہی **مترجم** کہتا ہی کہ بنا برین ذکر آلاء تعمیم بعد تخصیص نہین بلکہ تخصیص بعد تعمیم ہوگی برخلاف قول بیضاوی رح کے اور شاید کہ آلاء سے
مراد اشارہ مین تخصیص کے ساتھ ہو اگرچہ بعد ذکر نعمت کے پھر ذکر آلاء سے ترقی منزلت کا اشارہ ظاہر ہی اور وہ عموم سے خصوص ہی - واللہ اعلم
پھر شیخ واسطی کا باقی قول شروع کیا کہ خاص الخاص بندے اپنے پروردگار سے ایثار اور ربوبیت پر محبت رکھتے ہین اور انمین سے ہر ایک کے
واسطے علامت جداگانہ ہی پس اول کی علامت یہ ہی کہ او تعالیٰ کا دائمی ذکر ہو اور اس سے فرحت وسرور ہو اور دوم کی علامت یہ ہی کہ استیناس
ہو اسکے ساتھ بسبب دیکھنے اس چیز کے کہ اُسنے دور ڈالا تھا اور سوم کی علامت یہ ہی کہ اسی سے اشتغال ہو ہر قاطع اُس سے قطع کرنے والا ہی
ابن عطا رح نے کہا کہ جب تو نے آلاء ونعمتون کو یاد کیا تو تجھکو او تعالیٰ عزوجل کی محبت آویگی اور جب محبت آئی تو اسکی طرف قصد کریگا
اور جب قصد کیا تو پا جاویگا اور جب پا گیا تو تمام جہان وچیزون سے الگ ہوکر اسی کی طرف ہو جائیگا مین کہتا ہون کہ یہ قوم اگر خالص محب دائمین
سے ہوتی تو انکو آلاء کے یاد کرنے اور انکو دیکھنے کی طرف حوالہ نہ فرماتا بلکہ دیدار ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی جاتی چنانچہ تو دیکھ کہ خالص
محبت والونکو بقولہ الم تری الی ربک کیف مد الظل سے کیونکر خاص ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی اور محض مشاہدہ کا حکم دیا کیونکہ
نعمت آلاء سے جو محبت ہوتی ہی وہ محبت خالص نہین بلکہ ایک ناپید چیز سے معلول ہوتی ہی بسبب اسکے کہ یہ چیزین حادث مانند معدوم ہین اور
خالص محبت وہ ہی جو اسکی صفات جلال وجمال سے پیدا ہوتی ہی پس جسکی حالت محبت کی بسبب نعمتون وآلاء کے دیکھنے کے ہو وہ اُس تک کیونکر
واصل ہو سکتا ہی ان ابتدائی ذکر کے واسطے انکو قولہ فاذکروا سے حکم دیا اور بقاء کو منتہی درجہ قرار دیا ہی اور یہی عذاب سے نجات پانیکا درجہ ہی اور
اگر قوم مذکور یقینا انمین سے ایمان والے اگر مرتبہ تحقیق کو پہونچے ہوتے تو غیر کی یعنی نعمتون وغیرہ کے یاد کرنیکا انکو حکم نہ دیا جاتا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ سب
ظاہر ہی بات یہی ہی جو شیخ نے بیان فرمائی واللہ اعلم ولیکن شیخ ابن عطار وغیرہ سے جو منقول ہوا اس سے انکی مراد بھی یہی ہی کہ پتھر کو پگھلانے کے
واسطے یہ طریقہ ہی کہ بذریعہ نعمتون کی یاد کے درجہ بدرجہ ترقی پاوین اور آخر خود سب سے منقطع ہو جاوینگے جب واصل ہونگے اور یہ مراد نہین ہی کہ ایسی
یاد سے واصل ہونگے چنانچہ آخر جملہ قول شیخ ابن عطا رح اسپر شاہد ہی فافہم واللہ اعلم بمراد عبادہ قولہ وانا لکم ناصح امین یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھکو میرے
نفس کے پنجہ سے نجات دی اور اسکے حظوظ وشہوات سے مین بری ہوا کہ بقوت الٰہی مجھے اسکی گرفتاری سے نجات ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنی
رسالت کیواسطے خاص کیا اور شوائب طبیعت سے پاک کیا اور اپنی محبت وخدمت کا طریقہ مجھکو پہنچایا اب بعد اسکے مین تمکو شفقت ونصیحت کے ساتھ
یہ طریقہ سکھلاتا ہون اور مین تمھین امین یعنی امانت دار ہون کیونکہ میری نصیحت مین شیطانی غرض کی تہمت لگانے کی گنجائش نہین ہی جیسے ان لوگون کی
نصیحت مین ہوتی ہی جو سوائے اللہ عزوجل کے کسی اور کی طرف مائل ہوتے ہین - ابو حفص رح نے کہا کہ ناصح امین وہ شخص ہی جسکی نصیحت مین اُسکے
نفس کو کچھ حظ نہو اور اپنے آپ کو کوئی جاہ ومنزلت بھی نہ چاہے بلکہ اسکی غرض خالص یہی ہو کہ یہ شخص نصیحت قبول کرکے نجات پا جاوے -

قال المترجم یہ قول بہت سنجیدہ ہی پھر جب عاد اول کا ذکر ہوگیا اور اس سے علوم ونصائح اہل سعادت نے اپنی اپنی استعداد کے موافق
حاصل کر لیے تو اللہ عزوجل نے عاد دوم کا جو اول سے سو برس بعد ہوئے ہین شروع فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ
اور ثمود کی طرف اُنکا بھائی صالح　بولا ای قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمھارا صاحب اُسکے سوا　تمکو پہونچ چکی ہی دلیل تمھارے ربکی طرف سے　یہ اونٹنی اللہ کی ہی
لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ
تمکو نشانی　سو اسکو چھوڑ دو کھاوے اللہ کی زمین مین　اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تمکو پکڑے گی دُکھ کی مار　اور وہ یاد کرو جب تمکو سردار کیا عاد کے پیچھے
عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
اور ٹھکانا دیا زمین مین　بناتے ہو　نرم زمین مین　محل　اور تراشتے ہو پہاڑون کے گھر　سو یاد کرو احسان اللہ کے　اور مت مچاتے پھرو زمین مین
مُفْسِدِينَ ○ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ
فساد　کہنے لگے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اُسکی قوم مین سے　غریب لوگون کو جو انمین یقین رکھتے تھے　تمکو معلوم ہی کہ صالح بھیجا ہی
مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ○ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ○ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ
اپنے ربکا　بولے ہمکو جو اُسکے ہاتھ بھیجا یقین ہی　کہنے لگے　بڑائی والے جو تمنے　یقین کیا سو ہم نہین مانتے　پھر کاٹ ڈالی اونٹنی
وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ
اور پھرے اپنے ربکے حکم سے اور بولے ای صالح لے آ ہمپر جو وعدہ دیتا ہی اگر تو　بھیجا ہی　پھر پکڑا اُنکو زلزلے نے　پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر مین
جَاثِمِينَ ○ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ○
اوندھے پڑے　پھر اُلٹا پھرا انسے اور بولا ای قوم مین پہونچا چکا تمکو پیغام اپنے ربکا　اور بھلا چاہا تمھارا لیکن تم نہین چاہتے بھلا چاہنے والونکو

وَإِلَىٰ ثَمُودَ دار سلنا الی ثمود اور بھیجا ہمنے ثمود کی طرف - یہ عرب کا دوسرا قبیلہ ہی اور بسبب علم وتانیث قبیلہ کے غیر منصرف پڑھا گیا اور
اس مقام کے سوا اسے اور مقام پر منصرف بھی آیا ہی بتاویل حی یعنے احیاء عرب سے ایک حی مراد ہی اور نام انکا ثمود یا تو اس سبب سے
کہ ثماد کے لفظ سے ماخوذ ہی جسکے معنی قلیل پانی کیونکہ انکے دیار مین پانی کی بہت قلت تھی کذا قال ابو عمرو بن العلاء اور یا ثمود اس سبب سے کہ اپنے
جد اعلیٰ کے نام پر مشہور ہوئے مولف فتح البیان نے کہا کہ وہ ثمود بن عاد بن ارم تھا یہ مولف مذکور کا وہم ہی اور صحیح ثمود بن عابر ہی جیسا کہ معالم و
سراج وبیضاوی وغیرہ مین ہی **قال الحافظ** علماء تفسیر ونسب نے بیان فرمایا کہ وہ ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح ع ہی اور وہ جدیس بن
عابر کا بھائی ہی اور ایسی ہی طسم قبیلہ اور یہ سب قبائل عرب کے حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام سے پہلے تھے اور ثمود لوگ بعد عاد کے ہوئے ہین
اور انکی بستی حجر مشہور ہی کہ حجاز وشام کے درمیان وادی القری واسکے گرد وپیش رہتے تھے اور آخر مین انشاء اللہ آتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جنگ تبوک مین جاتے وقت وہان سے گذرے ہین - بالجملہ فرمایا کہ اور بھیجا ہمنے قوم ثمود کی طرف اخاهم صالحا انکے بھائی
صالح کو بھائی ہونے کا بیان اوپر گزرا حاصل آنکہ دینی بھائی نہین بلکہ نسبی بھائی تھے کیونکہ کوئی نبی کبھی کافرون کے اعمال پر نہین ہوا اور وہ صالح
بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہین اور مفسرین نے تحبیر مین لکھا کہ صالح ع دو سو اسی برس زندہ رہے قلت انکی قوم والے دو
ہزار برس تک مانند قوم عاد وغیرہ کے جیتے رہتے تھے - پھر صالح ع کی دعوت بیان فرمائی قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

وقف لازم

اور یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید ہے کما قال تعالیٰ ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ پھر اس توحید کے بعد اور کلمات نصح وغیرہ مانند قولہ ہو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا الآیات جیسا کہ سورہ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا متعدد اوقات مین بیان کیے اور معجزہ مانگا وہ دعا کرکے دیا جیسا کہ آخر مین بیان ہوگا لیکن سوائے چند لوگون کے راہ پر نہ آئے اور شیطان کے مطیع رہے بلکہ دلیر ہوگئے اور اپنی ہلاکت کا عذاب مانگا چنانچہ اسیقدر یہان بیان فرمایا کہ قد جاءتکم بینة من ربکم البتہ آچکا تمھارے پاس معجزہ میری سچائی و رسالت کا تمھارے پروردگار کی طرف سے ھذہ ناقة اللہ لکم آیة یہ ناقہ الٰہی تمھارے واسطے آیت مفسرؒ نے کہا کہ آیۃ کو نصب بنابر آنکہ حال ہے اور اسمین اسم اشارہ کے معنی یعنی اشیر عامل ہین وفی البیضاوی قولہ ہذہ ناقة اللہ لکم آیة جملہ مستانفہ ہے گویا کہا گیا کہ وہ بینہ کیا تو یہ جواب دیا اور لکم بیان اُس شخص کا ہے جسکے واسطے آیہ ہے حاصل معنی یہ ہوے کہ یہ ناقہ الٰہی ہے جسکی طرف مین اشارہ کرتا ہون درحالیکہ تمھارے واسطے آیت ہے یعنی میری صدق رسالت پر نشانی ومعجزہ ہے اور جائز ہے کہ ناقة اللہ بدل یا عطف بیان ہو اور لکم خبر ہو یعنی ثابت لکم اور یہی عامل ہوا آیہ۔ مین اور ناقہ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف بروجہ تعظیم ہے کیونکہ ان لوگون نے ہٹ کی تھی کہ اس پہاڑ سے جسکو معین کردیا تھا ایک ناقہ نکلے جسکے ایسے ایسے اوصاف ہون پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدون اسباب کے جنکی [illegible] عادت جاری ہے پیدا ہوے تھے اور اسی واسطے آیت قرار پائی تھی۔ بالجملہ حکم دیا کہ یہ ناقہ الٰہی ہے فذروھا تاکل فی ارض اللہ پس اسکو چھوڑ دو چرے اللہ تعالیٰ کی زمین مین یعنی اسکو اللہ تعالیٰ کی زمین مین چرنے دو مت چھیڑو پھر مصرح کردیا ولا تمسوھا بسوء اور مت چھوؤ اسکو کسی برائی کے ساتھ یعنے مار و قتل وغیرہ کی کوئی برائی اسکو مت پہونچائیو بلکہ مبالغہ کیا کہ برائی چھو بجادے **قال البیضاوی** منع فرمایا سوء کے ساتھ جو ہر طرح کی برائی کو شامل ہے چھونے سے بھی جو مقدمہ ہے پہونچانیکا یعنے برائی پہونچانے سے ممانعت مقصود ہے مگر اسکو اس طرح بیان فرمایا کہ برائی سے مس بھی نہ کرو کیونکہ چھونے سے پھر پہونچانے تک نوبت پہونچیگی پس حکم دینے مین پوری طور پر تعلیم کی اور عذر کی جگہ نہین چھوڑی بلکہ اور تہدید مزید کردی کہ فیاخذکم عذاب الیم مجواب نہی ہے یعنے چرنے دو برائی مت پہونچاؤ کیونکہ اگر نہ مانوگے تو تمکو عذاب سخت پہونچیگا اور عذاب مین پکڑے جاؤگے پھر وہ اونٹنی مع بچہ کے چرتی پھرتی اور بہت درازقد تھی چنانچہ تفسیر سورہ والشمس مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پس تمام پانی ایک روز پی جاتی اور تالاب خالی رہجاتا پھر جب رات بھر مین جمع ہوتا تو دوسرے روز لوگ اور انکے جانور پیتے تھے اور جانور اسکی ہیبت سے بھڑکتے دہاگتے تھے پھر حضرت صالحؑ نے لوگونکو اللہ تعالیٰ کی نعمتین یاد دلائین شاید اب راہ پر آجاوین واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ کردیا زمین پر بعد قوم عاد کے ہلاک کرنے کے وبوأکم فی الارض تبوء یہ جگہ دینا اور ٹھکانا دینا المعنی اور بسایا تمکو زمین مین یعنی زمین حجر مین جو انکی بستی کا نام ہے اس حال سے کہ تتخذون من سھولھا قصورا سہل زمین نرم بناتے ہو تم زمین نرم سے قصور جمع قصر یعنی مکان عالیشان اور اسواسطے قصر نام ہوا کہ فقیر بیچارے اسکے حاصل کرنے سے قاصر ہوئے ہین بعض نے کہا معنی یہ کہ زمین نرم سے کچی پکی اینٹین بناکر اس سے محل بناتے ہو وتنحتون الجبال بیوتا اور کندہ کرتے ہو پہاڑون سے بیوت جمع بیت جسمین آدمی رات گزارے اور گھر کے معنی مین مستعمل ہے اور کہا گیا کہ جسکی چہار دیواری اور چھت و دروازہ ہو اور یہی فقہ مین معروف ہے اور سخت چیز کو مانند پتھر و لکڑی وغیرہ کے چھیل کر اور کرید کر بنانا نحت ہوتا ہے والشیء منحوت کہا گیا کہ بڑی عمرین ہوتی تھین تو عمارتین انکی عمر تمام ہونے سے پہلے فنا ہوجاتی تھین لہذا پہاڑون کو تراش کر بناتے تھے **قال الضحاک** تین سو برس سے ہزار برس تک زندگی تھی اور مفسرؒ نے کہا کہ گرمیون مین زمین نرم کے مکانات مین بسر کرتے تھے اور جاڑون مین پہاڑون کے مکانات مین رہتے تھے بنابرین یہ انکی رفاہیت اور عیش کا بیان ہے جو منجملہ نعمتون کے تھا۔ اور بیوتا کو نصب بنابر آنکہ حال مقدرہ ہے یا مفعول ہے اسی تنحتون ہو تا من الجبال یا تنحتون بمعنی تتخذون ہے فاذکروا آلاء اللہ پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتین اور یہ

ولا تعثوا فی الارض مفسدین مفسدین حال ہے اور یہ حال موکدہ ہے کیونکہ لاتعثوا کے معنی مت فساد کرو ملک مین **قال الملأ الذین استکبروا من قومہ** تکبروا عن الایمان یہ کہا اشراف لوگون نے اسکی قوم والون مین سے جنھون نے صالح پر ایمان لانے سے تکبر کیا تھا للذین استضعفوا ان لوگون سے جو کمزور بنائے گئے تھے لمن آمن منھم یہ للذین سے بدل ہے باعادہ حرف جارہ یعنی ان لوگون سے جو ایمان لائے تھے المنین سے یعنی قوم مین سے یا مستضعفین مین سے پس اگر منھم کی ضمیر قوم کی طرف ہے لمن آمن بدل الکل ہے اور اگر مستضعفین کیطرف ہے تو بدل البعض ہے اور دلالت ہے کہ مستضعفین سب ایمان نہ لائے تھے بلکہ بعضے ایمان لائے تھے اور برتقدیر اول جسقدر ایمان لائے انھین کو مستضعفین فرمایا کہ اور کلام مین دلیل ہے کہ تکبر کرنا خصلت کفار ہے اور ایسے غریبون کو ضعیف وحقیر سمجھنا کیونکہ انھین متکبرین نے انکو ضعیف و ذلیل سمجھا تھا۔ اسمین علم ہے کہ ضعیف وغریب لوگ وہی سب سے اول انبیاء علیہم السلام کے تابع ہوتے ہین اور صحیح ہوا کہ محتاج لوگ آخرت مین تونگرون سے پانچ سو برس پہلے جنت مین داخل ہونگے اور یہین سے کہا گیا ہے کہ اہل اعراف یہی تونگر مومنین ہونگے جو پانچ سو برس تک اعراف پر روک رکھے جاوینگے اور حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام کا شروع ہونا غریبون سے ہوا اور آخر زمانہ مین غریبون کیطرف عود کرجائیگا پس غریبون کو بشارت ہو بالجملہ قوم صالح کے متکبر مغرورون نے کہا ان لوگون سے جنکو حقیر و ذلیل سمجھا تھا جو المنین سے ایمان لائے تھے کہ اتعلمون ان صالحا مرسل من ربہ کیا تم یقین جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے رسول ہے بھیجا گیا ہے تمھاری طرف کافرون نے مسخرہ پن اور ٹھٹھے کے طور پر ان مومنون سے یہ بات کہی تھی قالوا انا بما ارسل بہ مؤمنون بولے کہ جس چیز کے ساتھ وہ رسول کرکے بھیجے گئے ہین ہم اسپر مومن ہین جواب فقط اسقدر کافی تھا کہ ہان ولیکن انھون نے اسطرح جواب دینے مین دو طرح تنبیہ کی اول آنکہ صالح علیہ السلام کا مرسل ہونا ایسا ظاہر ہے کہ جسکو ذرا بھی عقل ہے اور کچھ بھی سمجھ ہے وہ شک نہین کرسکتا پس انکا حال پوچھو جو صالحؑ پر ایمان لائے اور جو نہین لائے ہین پس ہم ایمان لائے ہین دوم تعلمون فعل سے سوال تھا انھون نے انا مومنون سے جواب دیا یعنے جملہ اسمیہ سے جو استمرار و تاکید کے ساتھ ہے اور جزم ثابت و مستمر ہے قال الذین استکبروا انا بالذی آمنتم بہ کفرون تکبر کرنے والون نے کہا کہ جسکے ساتھ تم ایمان لائے ہو ہم اس سے منکر ہین بطریق مقابلہ کے یہ جواب دیا۔ اور بجائے ارسل بہ کے آمنتم بہ کہا پس جسکو مومنون نے معلوم اور مسلم قرار دیا تھا اس سے انکار کیا **قال المفسرؒ** ناقہ کے واسطے پانی کا ایک روز تھا اور دوسرا روز ان لوگون کا تھا اس طرح تقسیم تھی یعنے اس ملک مین پانی کی بہت قلت تھی پس ایک روز جو پانی جمع ہوتا اسکو اکیلی اونٹنی پی لیتی تھی پھر دوسرے روز کا پانی وہ نہ پیتی اور لوگ بھر لیتے تھے پس وہ لوگ اس بات سے ملال آگین ہوئے اور اسکو ہمیشہ برداشت کرنے سے تنگ آگئے بسبب اسکے کہ خواہش نفسانی اسکے برخلاف تھی فعقروا الناقة عقرھا قدار بامرھم بان قتلھا بالسیف پس ان لوگون نے ناقہ کو عقر کیا یعنے کونچین کاٹ دین۔ مراد آنکہ پہلے کونچین کاٹین پھر جب گر پڑی تو ذبح کرڈالا حاصل آنکہ اونٹنی کو تلوار سے قتل کیا اور ان سبھون کی طرف قتل کو منسوب کیا حالانکہ قدار نامے ایک شخص نے ایسا کیا تھا تو اسوجہ سے کہ یہ سب اسکے فعل پر راضی تھے اور سبھون نے حکم دیا تھا قتادہؒ نے کہا کہ مجھے روایت پہونچی ہے کہ جس شخص نے اسکو قتل کیا وہ سب کے پاس پھر آیا حتی کہ پردہ نشین عورتون کے پاس بھی ہو آیا کہ وہ سب راضی ہین و بعض نے وجہ قتل اور بیان کی ہے چنانچہ آگے آویگی بہرحال انھون نے ناقہ آیت کو قتل کیا وعتوا عن امر ربھم اور تکبر کیا اپنے پروردگار کے حکم سے اور یہ حکم وہ ہے جو صالح علیہ السلام نے انکو پہونچایا تھا بقولہ فذروھا تاکل فی ارض اللہ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب الیم اور اسپر اور زیادہ سرکشی یہ تھی کہ وقالوا یصالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین اور کہنے لگے کہ اے صالح تو وہ عذاب لا جس سے تو ہمکو اسکے قتل پر ڈراتا تھا اگر تو اللہ تعالیٰ کے رسولون مین سے ہے فاخذتھم الرجفة پس پکڑ لیا انکو زمین سے سخت زلزلے نے اور آسمان سے

سخت آواز نے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ جثم لغت مین پرند و آدمی کا زمین پر سینہ ڈال دینا اور ہلاک ہونیکو اس سے تعبیر کیا جاتا ہی اور مفسرؒ نے کہا کہ جاثمین ای باکین علی الرکب میتین یعنے صبح کی اُن لوگون نے اپنے گھرون مین اس حال پر کہ گھٹنون کے بل مردے پڑے تھے ۔ اور بیضاوی نے کہا کہ خامدین میتین اس قصہ کو بیضاوی و شیخ **ابن کثیرؒ** وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہی کہ بعد ہلاک و برباد ہونے قوم عاد کے ثمود نے بلاد کو معمور و آباد کیا اور مال و اولاد کی کثرت ہوئی اور عمرین دراز قریب ہزار سال تک ہوتی تھین مکانات قبل موت کے فوت ہوجاتے آخر پہاڑون کو تراش کر ایک خانہ آباد کرتے تھے اور بہت فراخی سے بسر کرتے آخر سرکشی کی اور زمین مین شرک و کفر کا فساد برپا کیا بتون کو پوجنے لگے اللہ تعالیٰ نے صالحؑ کو اُنکے عمدہ خاندان سے رسول فرمایا صالحؑ نے انکو توحید کی راہ پر بلایا اور عذاب سے ڈرایا آخر انھون نے معجزہ مانگا اور کہا کہ ہماری عیدگاہ چلو ہم اپنے معبودون کو پکارین اور تم اپنے اللہ تعالیٰ کو پکارو جسکو جواب ملے اسکی پیروی کرین ان لوگون نے ہر چند اپنے بتون کو پکارا وہان صالحؑ کے سامنے شیطان کا وجود نہ تھا انکے بتون سے کوئی آواز نہ آئی ۔ آخر کار صالحؑ سے اُنکے سردار جندع بن عمرو نے یہ ہٹ کی کہ کاثبہ نام پہاڑی سے ایک اونٹنی بڑے پیٹ والی جوف دار جسپر بہت بال ہون نکال دے تو ہم تجھپر ایمان لاوین حضرت صالحؑ نے انسے بہت مضبوط عہد و میثاق لیا کہ ایسا ہو تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا ان لوگون نے مضبوط عہد و پیمان دیا پس صالحؑ نے نماز پڑھکر حضرت باری تعالےٰ عزوجل مین دعا مانگی پس اس ٹیلہ مین ایسی حرکت پیدا ہوئی جیسے اونٹنی کو بچہ پیدا ہونے کے وقت دردزہ سے ہوتی ہی پھر پہاڑی شق ہوئی اور اسمین سے عشرا جوفا و برا جس صفت کی اُنھون نے بیان کی تھی بہت دراز قد اونٹنی پیدا ہوئی اور یہ لوگ آنکھون دیکھتے تھے پھر اسیوقت ایک بچہ جنی جو بڑائی مین اسکے برابر ہوگیا یہ دیکھکر جندع بن عمرو مع ایک جماعت کے مسلمان ہوگیا اور باقیون نے ایمان لانا چاہا مگر ذواب بن عمرو اور حباب مالک بتخانہ اور رباب بن صمعر کاہن نے ان سب کو روکا پھر ایک مدت تک وہ ناقہ مع بچہ کے لوگون کے پیش نظر رہی کہ درخت و گھاس چرا کرتی تھی از ایک دن درمیان دیگر کنوئین پر آیا کرتی پس پانی سے سر نہ اُٹھاتی یہانتک کہ سب پانی اُسکا پی جاتی تھی پھر تھن لٹکاتے تھے پس لوگ جسقدر چاہتے اُسکا دودھ دوہتے حتی کہ انکے برتن بھر جاتے اور پیتے اور رکھ چھوڑتے اور اونٹنی گرمیون مین پشت وادی مین بسر کرتی تو انکے جانور وہان سے بطن وادی کی طرف بھاگ جاتے اور جاڑون مین بطن وادی مین بسر کرتی تو انکے مویشی مارے خوف کے پشت وادی کو بھاگ جاتے پس یہ امر انپر نہایت گران گذرا اور صالحؑ نے بحکم آلہی عزوجل انکو سمجھا دیا تھا کہ اس اونٹنی سے کچھ تعرض نکرنا مگر زمانہ کے بعد انکے دلونمین سمایا کہ قتل کرین اور انکے دلون مین زیادہ رچا اس ارادہ کو چند عورتون نے شیخ ابن جریر وغیرہ علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ سبب اسکے قتل کا یہ ہوا کہ انمین سے ایک عورت عنیزہ بنت غنم بن مجلز تھی اس بڑھیا کو صالح علیہ السلام سے سخت عداوت تھی اور اسکی لڑکیان بہت خوبصورت اور بڑی مالدار تھین اور ذواب بن عمر و اسکا شوہر اور قوم ثمود کے سردارون مین سے تھا اور ایسے ہی صدقہ بنت المحیا وغیرہا چند عورتون نے اپنی جان و مال سے دریغ نہ کیا کہ یہ اونٹنی قتل ہو اور لوگون کو آمادہ کیا آخر جملہ نو مرد جمع ہوئے جنکو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا تسعة رہط یفسدون فی الارض ولا یصلحون پس پورے فرقہ کا فرہ کو آمادہ و راضی کر کے اونٹنی کو قتل کرنے کی تاک مین گئے اور قدار بن سالف اور مصدع بن مہرج کمینگاہ مین بیٹھے اور عنیزہ بنت غنم مذکور بھی اپنی لڑکیون کو سنگار کرا کے دور سے سامنے ہوئی پھر جب اونٹنی پانی سے لوٹی تو مصدع نے اُسکو تیر مارا وہ زخمی ہوئی اور قدار ملعون نے پیچھے سے تلوار ماری وہ گر پڑی پس حملہ کر کے اسکو ذبح کر ڈالا اور اسکا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور عبدالرزاق نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ وہان اُسنے تین آوازین دین اور کہا کہ ای میرے پروردگار میری مان کیا ہوئی اور کافر لوگ اُسکے پیچھے دوڑے اور پہاڑ شق ہوا اور وہ اسکے اندر غائب ہوگیا جب صالح علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور اونٹنی کو مردہ دیکھکر روئے

بیضاویؒ وغیرہ نے لکھا کہ لوگون سے فرمایا کہ تین دن اپنے گھرون مین بسر کرلو چوتھے روز تپر عذاب ہی اور کہا کہ اسکے بچہ کو تلاش کر کے خدمت کرو شاید عذاب دور ہو مگر ان لوگون نے ہر چند کوشش کی اسکو نہ پایا **قال المترجم** شاید یون ہوا کہ اونٹنی کو قتل کر کے جب کچھ عذاب نہ دیکھا تو صالح علیہ السلام سے تکبر انہ کہا کہ لاؤ وہ عذاب کہان ہی پس صالح علیہ السلام نے کہا کہ تین روز بسر کرو کل تمہارے چہرے زرد اور پرسون سرخ اور چوتھے روز سیاہ ہوجاوینگے پھر تین روز بعد متصل ہی عذاب آویگا پھر جب دوسرے روز وہ علامت پائی تو فکر کی تب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا بچہ تلاش کرو شاید عذاب دور ہو مگر وہ نہ ملا بیضاویؒ نے کہا کہ جب علامات دیکھین تو چاہا کہ صالح علیہ السلام کو قتل کر ڈالین پس اللہ تعالےٰ نے انکو زمین فلسطین مین نجات دیدی اور شیخ ابن کثیرؒ نے امام ابن جریرؒ وغیرہ سے نقل کیا کہ جنھون نے رات کو دھوکے سے قتل کا قصد کیا تھا انپر وعدگاہ سے پہلے آسمان سے پتھر آئے کہ انکے بھیجے نکل پڑے اور ذکر کیا کہ اونٹنی کو چہارشنبہ کے روز قتل کیا تھا اور اتوار کی رات وہ سب بدبخت کفن پہنے حنوط لگائے منتظر تھے کہ دیکھیے کیا ہوا اعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ پس سورج نکلتے ہی نیچے سے زمین کو سخت زلزلہ ہوا اور آسمان سے آواز سخت آئی کہ سب کی روح نکل گئی علماء تفسیرؒ نے بیان کیا ہی کہ ذریات ثمود مین سے سوائے صالح علیہ السلام و انکے اوپر ایمان لائے مسلمانون کے اور کوئی نہین بچا مگر ایک شخص ابو رغال نامے جو ان دنون مکہ معظمہ کے حرم مین تھا وہ احترام حرم سے بچا پھر بعض ضرورت سے جب مقام حل مین گیا تو آسمان سے پتھر آیا اور وہ مرگیا وسیاتی ما یتعلق بہ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ پھر صالحؑ نے ان لوگون سے منھ پھیرا اور کہا کہ ای قوم البتہ مین نے تمکو اپنے پروردگار کی رسالت پہونچادی اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنیوالونکو دوست نہین رکھتے حافظ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے یہ تقریع و ملامت اس قوم کو بعد ہلاک ہوجانے کے فرمائی اور قوم کے مردے اسکو سنتے تھے جیسے آنحضرت صلعم نے جب جنگ بدر مین کفار پر مسلمان غالب ہوئے تو تین روز وہان قیام کیا پھر تیسرے دن بعد آخر رات مین اپنا کجاوہ کھنچوایا اور روانہ ہوکر قلیب بدر پر آکر کھڑے ہوئے اور یہ فرمانا شروع کیا کہ او ابوجہل بن ہشام او عتبہ بن ربیعہ او شیبہ بن ربیعہ او فلانے اور او فلانے بھلا پایا تمنے برحق جو تمکو تمہارے پروردگار نے عذاب کا وعدہ دیا تھا اور مین نے تو جو مجھکو میرے پروردگار نے وعدہ خیر دیا تھا برحق پایا ۔ الحدیث کما فی الصحیحین و ذکر فی السیرة آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ بہت بُرے برادری والے تھے اپنے نبی کے حق مین تمنے مجھکو جھوٹا بنایا اور لوگون نے میری تصدیق کی تمنے مجھے نکالا اور لوگون نے مجھے جگہ دی تم میرے ساتھ لڑے اور لوگون نے میری مددگاری کی پس تم لوگ اپنے نبی کے بہت بُری برادری والے تھے پس ایسا ہی یہان صالح علیہ السلام نے فرمایا ہی و فی البیضاوی بقرینة فا ر تعقیب کے ظاہر آیت یہی ہی کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اس قوم کو جاثمین دیکھکر اُنسے اعراض کیا ہی اور یہ قول تو شاید انکے ہلاک ہوجانے کے بعد اُنسے کہا اور وہ سنتے ہون جیسے کہ آنحضرت صلعم نے قلیب بدر والون سے خطاب فرمایا تھا یا ان لوگون پر تحسر کے طور پر ایسا فرمایا یعنے افسوس ہی کہ تمنے اپنی یہ نوبت پہونچائی اور میرا کہنا نہ مانا اور مقصود اس سے حقیقی سنانا نہین ہوتا ہی اور قتادہؒ سے روایت ہی کہ صالح علیہ السلام نے یہ بات اُنسے اسوقت کہی تھی کہ جب ان لوگون نے ناقہ کو قتل کر ڈالا تھا واللہ اعلم پھر بعض مفسرین نے کہا کہ قوم صالح علیہ السلام مین سے ایمان لانے والے چار ہزار آدمی تھے صالح علیہ السلام انکو لیکر حضر موت مین داخل ہوئے اور وہین حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہوا اور بعض نے کہا کہ جس نبی کی امت ہلاک ہوئی وہ ساتھی مسلمانون کو لیکر حرم مکہ مین داخل ہوکر مرتے دم تک وہین عبادت کرتا رہا حتی کہ وہان بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مدفن بیان کیا جاتا ہی واللہ اعلم اور قوم ثمود کی بستی اُجاڑ پڑی رہی اور وہ حجر کہلاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جاتے ہوئے ۹ھ نو ہجری مین وہان گزرے تھے امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ

صلعم حجر مین قوم ثمود کے گھرون پاس اُترے تو لوگون نے انھین کنوون سے پانی بھرا جنسے قوم ثمود پانی پیا کرتی تھی پس اسی پانی سے آٹا گوندھا اور
ہانڈی اُسکی پانی سے چڑھائی پس آنحضرت صلعم نے حکم دیا تو لوگون نے ہانڈیان اوندھا کر بہا دین اور گوندھا ہوا آٹا اونٹونکو کھلا دیا پھر آپنے لوگون کو
لیکر کوچ کیا اور جاکر اُس کنوین پر اُترے جس سے ناقہ صالح پانی پیا کرتی تھی اور لوگونکو منع کر دیا کہ جو قوم عذاب دی گئی ہی اُسکے پاس نہ جاؤ اور فرمایا
کہ مجھے خوف ہو کہ تمکو بھی اسکے مثل نہ پہونچے جیسا انکو پہونچا پس تم انکے وہان نہ جاؤ- وقد رواہ ایضاً عن ابن عمرؓ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب آپ مقام حجر مین تھے فرمایا کہ مت جاؤ ان لوگون کے وہان جو عذاب دیے گئے ہین مگر اس حال مین کہ تم روتے ہوئے ہو- پھر تم اگر روتے
ہوے نہو تو ان لوگون کے وہان مت جاؤ بخوف آنکہ کہین تمکو ویسا عذاب نہ پہونچے جو انکو پہونچا- واصل الحدیث مخرج فی الصحیحین من غیر وجہ-
ابو کبشہؓ سے روایت ہی کہ جب تبوک کے غزوہ مین آنحضرت صلعم جاتے ہوے حجر مین اُترے تو لوگون نے جلدی کی اور اہل حجر کے وہان جانا شروع کیا-
یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو منادی کرائی کہ الصلوٰۃ جامعۃ پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوا اس حال مین کہ آپ ایک بکری کو پکڑے ہوے یہ فرماتے
تھے کہ کیا جاتے ہو ایسی قوم کے وہان جنپر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا پس صحابہؓ مین سے ایک شخص نے آواز سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ اُنسے
تعجب حاصل کرتے ہین آپنے فرمایا کہ مین تمکو اس سے عجیب بات بتادون تمھین مین سے ایک شخص ہی کہ تمکو ان باتون سے آگاہ کرتا ہی جو تمسے پہلے
ہوگزرین اور ان باتون سے جو تمھارے بعد ہونگی پس تم استقامت پر رہو اور سداد اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمھارے عذاب کی کچھ پروا نہین فرماتا
اور ایک قوم عنقریب ایسی ہوگی کہ اپنی ذات سے کچھ دفع نہ کریگی- رواہ احمد ولم یخرجہ احد من الستۃ- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ
صلعم مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ای لوگو آیات مت مانگو چنانچہ قوم صالحؑ نے آیۃ مانگی پس ناقہ اس نالہ کی راہ سے پانی پینے آتی تھی اور اُس دوسرے
نالہ سے نکلکر جاتی تھی پس قوم ثمود نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور ناقہ کو قتل کیا اور حال یہ تھا کہ ناقہ ایک روز پانی پیتی تھی اور ایک روز
وہ لوگ ناقہ کا دودھ پیتے تھے پھر اُسکی کونچین کاٹ کر مار ڈالا پس اُنکو آواز کرخت نے پکڑ لیا پس اللہ تعالیٰ نے ادیم السماء کے نیچے جو کوئی اس قوم
کا تھا سب کو خمود وبیجان کر دیا سواے ایک مرد کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حرم مین تھا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون تھا فرمایا کہ
ابو رغال پھر جب وہ حرم سے باہر ہوا تو اسکو بھی وہ عذاب پہونچا جو اسکی قوم کو پہونچا تھا- رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم ولیس فی شئی من الکتب الستۃ
علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ ابو رغال یہی قبیلہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہی جو طائف مین بستے تھے- وقد رواہ عبد الرزاق عن معمر عن الزہری ان ابا رغال ابو ثقیف
اور عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے طائف کو جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہی اور وہ ثقیف کا جد اعلیٰ ہی اور یہ قوم ثمود
مین سے تھا اور حرم مین اس زمانہ مین تھا اس سے عذاب دور رہا جب پھر نکلا تو اس مقام پر اسکو عذاب پہونچا اور یہین دفن ہوا اور اسکی علامت
یہ ہی کہ اسکے ساتھ سونے کی ایک غصن مدفون ہی پس لوگون نے اتر کر تلوارون سے کھود کر اسمین سے وہ غصن نکال لی رواہ عبد الرزاق مرسلا
وابو داؤد موصولا وحسنہ الشیخ ابو الحجاج المزی وقال ابن کثیر عرضت علی الشیخ بان بجیر بن ابی بجیر من لا یعرف الا بہذا الحدیث وقال یحییٰ بن معین
لم اسمع احدا روی عنہ غیر اسمعیل بن امیہ فلعلہ وہم فی رفعہ ویکون من کلام عبد اللہ بن عمرو مما اخذہ من الزاملتین اللتین وجدہما فی الیرموک فقال وہذا
محتمل واللہ اعلم- بیضاوی وغیرہ مین جو ناقہ کے طول جثہ کے بیان مین ذکر کیا کہ وہ ایک نالہ سے جاتی تو پھر نہین سکتی تھی حتی کہ اس کوچہ سے پار ہوکر
دوسرے نالہ سے واپس ہوتی تھی تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ اسپر دلالت کرتی ہی اور علماءؒ نے فرمایا کہ اسقدر جلد آسانی سے اسکا ہلاک ہو جانا
اس قوم کی بدبختی کی علامت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کا حال فرمایا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
اور لوط کو بھیجا جب کہا اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بیحیائی تمسے پہلے نہین کی یہ کسی نے جہان مین تم تو دوڑتے ہو مردون پر

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ
شہوت کے مارے عورتین چھوڑکر بلکہ تم لوگ حد پر نہین رہتے اور کچھ جواب نہ دیا اُسکی قوم نے مگر یہی کہا نکالو اُنکو اپنے شہر سے
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ع ۱۰/۱۲
یہ لوگ ہین ستھرائی چاہتے پھر بچا دیا ہمنے اُسکو اور اُسکے گھر والونکو مگر اُسکی عورت رہگئی رہنے والون مین اور برسایا اُنپر برساؤ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
پھر دیکھ آخر کیسا ہوا حال گنہ گارون کا

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اذ ظرف ہی پس اگر ارسلنا مقدر ہی یعنی وارسلنا لوطا اذ قال- تو اذ سے زمانہ ممتد مراد لیا جاوے جسکے بعض وقت
مین ارسال ہوا پھر بعض وقت مین قوم سے کہا اور حاصل آنکہ وارسلنا لوطا وقت قولہ لہم- اور اظہر یہ ہی کہ اذکر مقدر ہی اور اذ ظرف بدل ہی
اور یہی مفسرؒ نے اختیار کیا لوط کو سیبویہ نے کہا کہ اسم عجمی ہی وعلی ہذا قول زجاجؒ کہ وہ مشتق نہین ہی صحیح ہی لیکن خفت کی وجہ سے منصرف ہوا
اور لوط بن ہاران بن تارخ- حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہین اور حضرت ابراہیمؑ کے تابع نبوت مین نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انکو اردن کے مقام
سدوم مین بھیجا تھا جو حمص مین سے ہی پس قوم سے مراد یہی سدوم والے ہین المعنی اور بیان کردے لوط کو یعنی جب کہ لوط نے اپنی قوم سے
کہا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ فاحشہ صفت موصوف مقدر ای الفعلۃ الفاحشۃ کیا کرتے ہو ایک فعل فاحش کو یعنی غایت درجہ کے بدتر فعل کو وہ
مردون ولونڈون کے ساتھ مقعد مین لواطت ہی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ یعنی ہرگز اسوقت تک تمسے پہلے عالمین مین
سے جن وانسان کسی نے اسکو نہین کیا- فی البیضاوی یہ جملہ مستانفہ ہی جو انکار کو موکد کرتا ہی گویا پہلے انکو اس بدتر فعل کے کرنے پر ملامت کی
اور پھر انکو اس فعل بد کے اختراع کرنے پر ملامت کی کہ یہ اور زیادہ ان لوگون کے بد ہونے پر دلیل ہی بعض متقدمین سے منقول ہی کہ قوم لوط کا حال
نہ سُنا ہوتا تو مجھے معلوم نہوتا کہ کوئی ایسا بھی کرتا ہی اسمین دلیل ہی کہ یہ فعل نہایت بدتر ہی اور زنا سے زیادہ اسکی حرمت غلیظ ہی افسوس کہ ہندوستان کے
بھی بعض شہرون مین یہ فعل پایا جاتا ہی اللہ تعالیٰ ان لوگون کو اس سے نفرت دیدے اور بعض جاہلون نے یہ وہم کیا کہ لواطت کی حرمت
ثابت نہین ہوتی حالانکہ یہ عجیب جہالت ہی کیونکہ حرام وہی ہی کہ جو شرع مین مذموم ہو اور اُس سے زیادہ کیا مذمت ہوگی جو یہان مذکور ہی
اور اس سے زیادہ کیا عذاب کی وعید ہوگی کہ عاقبت مین تو عذاب ہوویگا یہان دنیا مین بھی عذاب غضب دیا گیا نعوذ باللہ من ذلک
اور عنقریب یہ مسئلہ آتا ہی بالجملہ پہلے انکے فعل بدتر مذکور پر انکار کیا اور اسکی سخت مذمت فرمائی پھر تاکید ملامت کی پھر استبعاد وانکار
وتعجب کو جمع فرمایا بقولہ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ارے کیا تم مردون کو آتے ہو بغرض شہوت کے
عورتون کے سوائے بیضاویؒ نے فرمایا کہ بیان جملہ انکار اول ہی اور اسمین بہ نسبت سابق کے انتہاء درجہ کا انکار وملامت ہی شہوۃً مفعول لہ
ہی یعنے بغرض شہوت کے کوئی اور بات نہین سوائے اسی بات کے حالانکہ اس سے بڑھکر کوئی مذمت کا فعل نہین ہی یا مصدر بموقع حال ہی اور
اس سے قید لگانے مین انکے محض بہائم ہونے کی صفت بیان کی اور تنبیہ ہی کہ عاقل کو چاہیئے کہ اس فعل سے اسکی مراد اولاد صالح
ہو کہ وہ بدون عورت کے نہین ہوگی بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم ایک قوم ہو کہ اسراف تمھاری صفت وعادت ہی یعنے حلال سے
حرام کی طرف تجاوز کرتے ہو- بیضاویؒ نے فرمایا کہ انپر انکار کرنے سے اضراب کرکے انکے حال سے جو انکو ایسے فواحش کی طرف لایا ہی
خبر دی یعنے تم مین اسراف کی عادت پڑی ہوئی ہی یا انکار سے اضراب کرکے انکے جمیع معائب کا کلیہ بیان کردیا- بالجملہ اس قوم بدبخت کی

ہر چند حضرت لوط علیہ السلام نے فہمائش کی کہ عورتون سے مخاطب ہون اور یہ حرکتین چھوڑین ہرگز نہ مانے اور ابن عباسؓ سے حکایت کیا جاتا ہے کہ آپنے قوم مذکور کے اس فعل کی ابتدا یہ بیان کی کہ شیطان ایک نہایت خوبصورت طفل کی صورت بنکر آیا اور لوگونکو ملاطفت کر کے آخر اپنے ساتھ اس حرکت کرنے پر آمادہ کیا پس جب اس سے یہ حرکت کر لی تو آخر کار دلیر ہو لئے اور یہی حرکتین کرنی شروع کین وفی تفسیر الحافظ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس قوم کی یہ حالت تھی کہ مرد تو مردون کے ساتھ آپس مین مشغول تھے اور عورتین بھی آپس مین عورتون سے مشغول تھین اور کسی کو دوسرے کی پروا نہ تھی پھر حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت کون سنتا ہے قلت شاید یہی وجہ ہو کہ عورتین بھی چونکہ راضی نہ تھین اسواسطے حضرت لوط علیہ السلام کو مولا ربناتی ہن ائخ مین درحقیقت اپنی پاک بیٹیون کے ساتھ نکاح شرعی کی درخواست سے اتمام حجت کرنی پڑی واللہ اعلم بہر حال کوئی نصیحت کارگر نہوئی اور ایک بھی مسلمان نہوا سوائے اہل بیت لوط علیہ السلام کے بلکہ قوم مذکور نے یہ جواب دیا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا وَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ ای نکال دو انکو یعنے لوط اور انکے گھر والون کو مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اپنے قریہ یعنے سدوم سے کیونکہ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ یعنے مردون کے دبر مین وطی کرنیسے بہت پاکی رکھتے ہین حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت وخیر خواہی کا یہ جواب تھا کہ انکو یہان سے نکال باہر کرو اور وجہ یہ بیان کی کہ یہ لوگ تطہر کرتے ہین پس یا توحقیقۃً یہی مراد تھی اور واقعی بھی تھا اور یا انھون نے مسخرہ پن سے کہا ہو اور یہی بیضاویؒ نے اختیار کیا ہے فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ پس نجات دی ہمنے لوط کو اور اسکے اہل کو یعنے جو لوگ اسپر ایمان لائے تھے سوائے اسکی جورو کے کہ وہ غابرین مین سے تھی - قوم لوط چار لاکھ آدمی تھے جنمین سے سوائے لوطؑ کے گھر والون کے کوئی ایمان نہ لایا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین پھر تحقیق نہوا کہ لوطؑ کے سب ناتے دار سوائے دو بیٹیون کے اور بھی تھے یا نہین بالجملہ جو ایمان لائے تھے انکو نجات فرمائی جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہو گیا اگرچہ یہ ظاہر فرما دیا کہ سبب رحمت و نجات یعنے ایمان فقط ایک گھر والون مین تھا اور وہ لوطؑ کا گھر ہی لیکن انمین سے لوطؑ کی جورو کا استثنا کیا وآگاہ کیا کہ وہ غابرین مین سے تھی کیونکہ ایمان نہ لائی تھی غبر الشئی گذر گئی وہ چیز اور نیز باقی رہگئی وہ چیز پس یہ لغت اضداد مین سے ہے اور زجاج نے کہا کہ معنی آنکہ وہ غائب ہوئی نجات سے اور مفسرؒ نے کہا من الغابرین ای الباقین فی العذاب یعنی عذاب مین باقی رہنے والون مین سے تھی اور بیضاویؒ نے کہا کہ قولہ الا امرأتہ یعنے واہلہ نام جو دل مین کافرہ تھی کانت من الغابرین ای من الذین بقوا فی دیارہم فہلکوا یعنی باقیون مین سے یعنی ان لوگون مین سے تھی جو اپنے دیار مین باقی رہے پس ہلاک ہوئی اور غابرات نہین کہا کیونکہ مذکر کو غلبہ دیا اور غابرات کو تابع قرار دیا **قال الحافظ** اسیواسطے جب لوط علیہ السلام کو شہر سے نکل جانے کا حکم ہوا کہ آخر رات مین مع اہل کے نکل جاوین تو حکم ہوا کہ اس عورت کو آگاہ نہ کرین اور نہ اسکو شہر سے نکالین اور بعضے کہتے ہین کہ نہین بلکہ وہ عورت انکے پیچھے پیچھے ہو گئی تھی پھر جب عذاب آیا تو اُسنے مُنھ پھیر کر دیکھا پس اسپر بھی ایک پتھر آ پڑا اور اظہر یہ ہے کہ وہ شہر سے نہین نکلی اور نہ لوطؑ نے اسکو آگاہ کیا بلکہ انھین لوگون کے ساتھ باقی رہی اور لوطؑ واہل سے بچھڑ رہی وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا اور برسایا ہمنے اُن کافرون پر مطر مفعول مطلق برائے نوع ہے ای مطر سے ایک نوع عجیب کی بارش کی اور وہ آیندہ مفصل قصہ مین جو انشاء اللہ تعالےٰ آویگا بیان ہے بقولہ وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک وماہی من الظالمین ببعید - اسی واسطے یہان فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ پس تو دیکھ یعنے انکے بیان حال مین عبرت سے نظر کر کہ مجرمونکا انجام کار کیا ہوا جس شخص پر پتھر پڑا وہ خاک ہو گیا یعنے سب ہلاک ہوئے نعوذ باللہ من عذاب اللہ عزوجل **قال الحافظ** امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے

کہ جو شخص لواطت کے فعل مین ہوا اسکو بلند مقام سے گرا دین پیچھے سے پتھر سے مارین جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا **قال المترجم** یہ مذہب بہت قوی ہے اسواسطے کہ اس فعل بد کی سزا کسی اور پر قیاس نہین ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ نے اسکی حرمت غلیظہ کو بیان فرمایا ہے پس سزا اسکی وہی ہے جو بیان فرمائی کیونکہ قوم مذکور کو اوپر اُٹھا کر گرایا گیا اور پتھر برسے پس یہان بانند اسکے ممکن ہو وہی کیا جاوے **ثم قال الحافظ** اور دیگر علماء اس طرف گئے ہین کہ وہ شخص خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہو ہر حال مین پتھرونسے مار کر ہلاک کیا جاوے اور شافعیؒ کے دو قول مین سے ایک قول یہی ہے اور حجت اسمین حدیث ابن عباسؓ ہے کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا فعل کرتا ہے تو کرنیوالے اور کرانیوالے دونونکو قتل کرو - رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ **مترجم** کہتا ہے کہ قتل کرنا محتمل ہے کہ اسی طریقہ سے ہو جو امام ابوحنیفہ نے استخراج کیا ہے اور بعض آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اسکے مؤید ہین فتامل لان الثانی اقرب واللہ اعلم اور دوسرون نے کہا کہ لوطی مانند زنا کار کے ہے اگر کنوارا ہے تو سو درے مارے اگر بیاہا ہے تو پتھرون سے مار ڈالا جاوے اور یہی امام شافعی کا دوسرا قول ہے اور رہا عورتونسے دبر مین وطی کرنا تو یہ چھوٹی لواطت ہے اور اسکے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے اور انحضرت صلعم سے بہت سی احادیث اسکے حرام ہونے پر وارد ہوئی ہین و سورہ بقرہ مین گذر چکا -

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا

اور مدین کو بھیجا انکا بھائی شعیب بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوائے پہونچ چکی تمکو دلیل تمہارے رب کیطرف سے سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹاؤ

النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ

لوگونکو انکی چیزین اور مت خرابی ڈالو زمین مین اسکے سنوارے پیچھے یہ بھلا ہے تمہارا اگر تمکو یقین ہے اور مت بیٹھو ہر راہ پر ڈر کے دیتے

وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور روکتے اللہ کی راہ سے جو کوئی یقین لاوے اُسپر اور ڈھونڈھتے اُسمین عیب اور وہ یاد کرو جب تھے تم تھوڑے پھر تمکو بہت کیا اور دیکھو آخر کیسا ہوا ہے حال بگاڑنیوالون کا

وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

اور اگر تم مین ایک فرقے نے مانا ہے جو میرے ہاتھ بھیجا اور ایک فرقے نے نہین مانا تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے بیچ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

وَاِلٰى مَدْيَنَ وارسلنا الی مدین - اور بھیجا ہمنے مدین کیطرف اُس قوم کا نام مدین ہے جو مدین بن ابراہیمؑ کی اولاد مین کذا قال البیضاوی و یہی محمد بن اسحاق کا قول ہے اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ مدین کا اطلاق قبیلہ پر ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور مدین ایک شہر بھی ہے جو معان کے قریب ہے کما فی قصہ موسیٰؑ ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون اور وہین حضرت شعیب تھے اور یہی اصحاب ایکہ ہین جیسا کہ ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے حاصل آنکہ فرق کرنا یہان سہو ہے اور مراد یہان قبیلہ مدین ہے اَخَاهُمْ شُعَيْبًا انکے بھائی شعیب کو یعنی برادری کے بھائی کو جنکا نام شعیب علیہ السلام ہے اور وہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین ہین اور ابن اسحاق نے کہا کہ سریانی مین انکا نام یثرون تھا اور بیضاویؒ نے کہا کہ خطیب الانبیاء انکا لقب ہے کیونکہ خوبی سے قوم کو جواب دیئے ہین قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ یہی توحید جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت تھی قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ البتہ آچکا تمہارے پاس معجزہ تمہارے پروردگار سے میری سچائی کا اس معجزہ سے مراد وہ معجزہ ہے جو انکو دیا گیا تھا مگر قرآن مجید مین مذکور نہین کہ وہ کیا معجزہ تھا **قال الحافظ** حاصل آنکہ مین جو رسالت الٰہی لایا ہون اُسکے بارہ مین میری سچائی کیلیے اللہ تعالیٰ نے تمپر حجتین و بینات قائم کرین جب ثابت ہوا کہ رسول ہین تو پھر جو کچھ رسول الٰہی امر و نہی کرے وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے برحق ہے اسکو ماننا ضروری ہے لہٰذا انکے بد افعال چھوڑنیکی انکو نصیحت فرمائی بقولہ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ پس تم پورا دو لوگونکو کیل و میزان یہ لوگ ناپ تول کا کام تجارت کرتے اور بدکاری سے پورا نہین تولتے تھے کمی کرتے تو انکو اس سے منع کیا حدیث مین آیا ہے کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے گروہ موالی تم ناپ تول کے کام مین امانت دار رہو خبردار رہو کہ ایسا نہ کرنا جیسے اگلی امتون نے نجس سے اپنے آپکو تباہ کیا ہذا حاصل الحدیث اگر کہا جاوے کہ کیل مصدر ہے بمعنی ناپنا اور میزان اسم آلہ ہے بمعنی ترازو تو عطف کیونکر ہوا جواب دیا گیا کہ کیل سے مراد مکیال اور

جیسے عیش و معاش یعنی کیال و میزان پورے دو نہ زیادہ نہ کم بلکہ بھرپور حق دو کیونکہ کمی نہونے کی طرف زیادہ اہتمام ہے اور بعض نے کہا کہ میزان مصدر ہے ای وزن اور بعض نے کہا کہ ظرف الکیل مضاف مقدر ہے حق یہ ہے کہ تفہیم معنی کے واسطے یہ بیان کیا گیا اور اسی معنی کو ادا کرنے میں وہی کلام فصیح ہے اور سورہ ہود میں المکیال والمیزان آیا ہے پھر وجہ فساد پر تنبیہ کر دی بقولہ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ بخس بار و خاء معجمہ بمعنے نقص خواہ عیب دار دینا یا میل کرنا یا دھوکا دینا یا حیلہ کرنا یا بوجہ شرعی لینا حاصل آنکہ اور مت کمی کرو لوگوں کے حقوق میں اشیاء بلفظ تعمیم اسواسطے فرمایا کہ جلیل و حقیر و قلیل و کثیر سب میں وہ لوگ بخس کرتے تھے وقال السدی مکاس تھے کوئی چیز بدون مکس لیئے نہیں چھوڑتے تھے وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو ملک میں یعنی کفر و گناہ ہونسے بعد اسکی صلاح کے یعنی رسولوں کے بھیجنے سے صلاح ہونیکے بعد پہلا فساد اس امت میں ان بدبختوں نے پھیلایا جنھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ذٰلِكُمْ یہ جو مذکور ہوا خَيْرٌ لَّكُمْ تمھارے حق میں بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو حالانکہ وہ لوگ مومن نہ تھے پس معنی یہ کہ اگر تم ایمان چاہتے ہو جزاء شرط محذوف ہے ای فبادروا الیہ پس اسکی طرف مبادرت کرو حاصل آنکہ اگر تم ایمان چاہتے ہو تو جو مذکور ہوا اسکی طرف مبادرت کرو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے اور بہتری مجموع براہ دنیا و دین ہے -

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ اور مت بیٹھو ہر راہ پر خواہ حسی ہو یا معنوی ہو اس حال سے کہ تُوْعِدُوْنَ خوف دلاؤ لوگوں کو انکے مال ناحق لینے کا یا انسے چنگی لینے کا یا راہ حق پر بیٹھنے سے ممانعت ہے وَتَصُدُّوْنَ اور روکو لوگوں کو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالی کے دین سے مَنْ اٰمَنَ بِهٖ ایسے شخص کو جو اللہ تعالی پر ایمان لایا اور یہ روکنا اسطرح کہ اسکو دھمکایا کہ ایمان لاویگا تو قتل کر ڈالینگے من آمن مفعول تصدون ہے اور وہ توعدون پر عطف ہو کر ضمیر لا تقعدوا سے حال ہے یعنی ہر راہ پر دھمکاتے اور روکتے ہوئے مت بیٹھو راہ حق اگرچہ واحد مستقیم ہے لیکن اسمیں معرفت حدود و احکام میں اسیواسطے بکل صراط فرمایا وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا یہ بھی توعدون پر عطف ہے یعنی اس حال سے کہ طلب کرتے ہو راہ کو موجہ یعنی لوگوں کو شبہہ دلاؤ اور انسے کہو کہ ٹیڑھی راہ ہے اور راہ پر بیٹھنے سے درحقیقت بیٹھنا مراد نہیں ہے بلکہ ایسے طریقہ اختیار کرنے سے ممانعت ہے قریش والے بھی لوگوں کو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور اسطرح دھمکاتے تھے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ اور یاد کرو کہ تم تھوڑے تھے پس اللہ تعالی نے تمکو بہت کر دیا اور عبرت سے دیکھو کہ مفسدوں کا انجام کار کیا ہوا یعنی تمسے پہلے قوم لوط وغیرہ جنھوں نے شرک و گناہ ہونسے زمین میں فساد برپا کیا اور رسول کا کہنا نہ مانا انکا انجام بنظر عبرت دیکھو کہ آخر عذاب سے ہلاک کیے گئے وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا یعنے اور اگر تمسے میرے رسول ہونمیں اختلاف کیا اور دو فرقے ہو گئے کہ ایک فرقہ تو ایمان لایا و نجات اختیار کی اور دوسرے فرقہ نے ایمان سے انکار کیا اور مجھے جھٹلایا ہے فَاصْبِرُوْا تو انتظار کرو حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا یہانتک کہ اللہ تعالی ہمارے تمھارے درمیان میں حکم کرے بایں طور کہ جو حق پر ہے اسکو نجات دے اور جو ناحق پر ہے اسکو ہلاک کرے وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ وہی حاکموں میں سب سے بڑھکر انصاف کرنیوالا ہے اور یہ درحقیقت انکو صبر و انتظار کرنیکا حکم نہیں بلکہ سخت تہدید و وعید ہے اسواسطے کہ عدل الٰہی میں پکڑے گئے تو ہلاک ہوئے

الافادة مع التنبیہ مخلوقات کی ذاتی فرض ہے کہ خالق عزوجل کو پہچانے اور پھر ایمان لاکر حق تو یہ عبادت ادا کرے لیکن مخلوق سے جو چیز حادث ہو وہ بھی مخلوق ہوگی تو وہ شان خالق عزوجل کے لائق نہیں ہو سکتی ہے اسیواسطے امام ابوحنیفہؒ نے رسالہ عقائد یعنے فقہ اکبر میں فرمایا کہ بندہ سے اللہ تعالی کی عبادت جس شان سے لائق ہے ادا ہونا محال ہے مترجم کہتا ہے کہ یہی جمیع اہل السنۃ والجماعۃ کا اعتقاد ہے پس ظاہر ہوا کہ عدل الٰہی عزوجل میں اگر خود ہوں تو کسی سے حق اصلی یعنی عبادت کا ذرہ بھی نہ پایا جائے ولیکن حق تعالی نے نیک بندوں سے اپنے حکم کی تعمیل چاہی اور یہ ممکن ہے پس اس تعمیل میں اصل اعتقاد ہے اور اسی اصل پر طاعات صوم و صلوٰۃ کی شاخیں ہیں لہذا جسقدر اعتقاد خوب و معرفت عالی ہو اسیقدر ثواب طاعت و قبولیت میں کمال ہوتا ہے حتی کہ ولی کی دو رکعت کے مقابلہ میں عامی کی ہزار رکعت نہیں پہونچتی ہے

فاعرفہ والسلام اللّٰہم اغفر لنا اغفر لنا واسعدنا اللّٰہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تمت ——— الثامنۃ

آٹھواں جزو تمام ہوا بعدہ نواں قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ ہے